قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین

الحمد للہ کہ این گلدستہ نور صحیفہ ہدایت نشور مولفہ جناب مولانا مولوی محمد عبد السمیع صاحب ساکن رامپور ضلع سہارنپور مسمیٰ بہ

انوار ساطعہ

در بیان

مولود و فاتحہ

بہ تعمیل ارشاد فیض بنیاد جناب حکمت مآب جناب حکیم محمد مقرب حسین خان صاحب میونسپل کمشنر مالک مطبع اخبار عالم و مترجم بوستان خیال

در مطبع دار العلوم میرٹھ باہتمام محمد عبد الحکیم منصرم مطبع طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

قصیدہ مولف کتاب

ہے دل معبود مطلق مین جو ہنگام رقم میرا
تو سجدہ کرکے ہر ہر کلمہ لکھتا ہے قلم میرا

الٰہی مرتے دم جائے بدل عشرت سے غم میرا
ترا جلوہ ہو آنکھوں مین جب آنکھوں مین ہو دم میرا

رکیگا مدح سے کب خامہ ندرت رقم میرا
جفا سے کوئی ظالم سر بھی کردے گر قلم میرا

مرے شعر و سخن مین نام اللہ او رنبی کا ہے
یہ سکہ کیون نہ رائج ہو عرب سے تا عجم میرا

موحد ہون محب مصطفےٰ ہون اہل سنت ہون
میرا ہادی محمدؐ ہے وہ شاہ ذی حشم میرا

نہین اہل حسد کی ردّ و کد سے کچھ ضرر مجھکو
عقیدہ کر چکے تصدیق جب اہل حرم میرا

پھریرہ میرے نیزہ پر رہے نصر من اللہ کا
صف اعدا مین اونچا رکھیوے مولا علم میرا

رہے چلتا الٰہی مرتے دم تک تیری طاعت مین
قدم میرا قلم میرا درم میرا بھی دم میرا

قدم سست اور کٹھن منزل ہے مولا دستگیری کر
رہا جاتا ہے تن گر گر کے جون نقش قدم میرا

خدا کی راہ مین مٹنے سے ہوتی ہے بقا حاصل
ہوا آخر بقا باللہ مٹ مٹ کر عدم میرا

بچائین کاش محشر مین یہ کہکر مصطفےٰ مجھکو
یہ بیدل ہے غلام خاص بیدام و درم میرا

فہرست مضامین مندرجہ کتاب مستطاب انوار ساطعہ دربیان مولود وفاتحہ

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین

الحمد للہ کہ این گلدستہ نور صحیفہ ہدایت منشور مولفہ جناب مولنا عبد السمیع صاحب ساکن رامپور ضلع سہارنپور مسمی بہ

انوار ساطعہ

در بیان

مولود و فاتحہ

بہ تعمیل ارشاد فیض بنیاد جناب حکمت مآب جناب حکیم محمد متقرب حسین خان صاحب مینوسپل کمشنر مالک مطبع اخبار عالم و مترجم بوستان خیال

در مطبع دار العلوم میرٹھ بہ اہتمام محمد عبد الحکیم منصرم مطبع طبع شد

بار دوم ۱۰۰۰ جلد

آغاز سنہ ۱۳۰۶ ہجری

ہزار ہزار شکر تیرا اے منعم حقیقی کہ تو نے ایسا حبیب مقبول عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھیجا جسکا وجود باجود مومنین کے لیئے موجب نور ایمان اور باعث آرام جان ہے۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم۔ پھر لاکھون کروڑون درود اوس امام رسل ہادی سُبل کی روح پُر فتوح پر جسکے فیض تعلیم و ہدایت سے ہر زندہ دل اپنے مردگان غمناک کی ارواح کو فاتحہ درود سے راحت رسان ہے۔ ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم۔ **امابعد** عرض کرتا ہے اُمیدوار فضل باری احقر العباد **عبد السمیع** انصاری کہ اہل اسلام کو اپنی اس حالت نازک پر رونا چاہیئے کہ اسلام ایک گل پژمردہ کی طرح سموم اختلافات بیجا سے آناً فاناً کملایا جاتا ہے اور عناد و فساد ایک تندباد شدید ظلمانی کی طرح ہر طرف سے اُٹھا چلا آتا ہے۔ نہ زبانین سچی نہ سینے صاف سیکڑون مفسدے ہزارون اختلاف۔ کوئی یہہ کر رہا ہے کہ جناب باری عز اسمہ جسکی شان عالی یہہ ہے۔ من اصدق من اللہ حدیثا۔ اوس کو امکان کذب کا دھبہ لگاتا ہے۔ اور حضرت فخر موجودات سرور کائنات جنّے خود اپنی زبان مبارک سے فرمایا ہے کہ ایکم مثلی۔ یعنی کون ہے تم مین میری مانند لست کاحدکم ایک تم مین میری طرح نہین۔ اور وہ تو وہی ہین اُن کی بیبیون کی وہ شان عالی ہے کہ خود اللہ تعالی

نے فرمایا ہے۔ یا نساء النبی لستن کاحد من النساء۔ پھر اس زمانہ مین ایک ادنٰے سا آدمی ہے کہ
وہ کہہ رہا ہے ”رسول اللہ میرے بھائی ہین“۔ واضح ہو کہ بھائی جسقدر ہوتے ہین سب اپنے باپ کے
کُل ترکہ مین برابر کے شریک ہوتے ہین۔ اِس لفظ مین معاذ اللہ ایہام دعوی برابری حضرت فخر الانبیاء
کے ساتھ ہے۔ اب کس کس اختلاف کو بیان کیجیے۔ ایک کہتا ہے کہ وتر ایک رکعت پڑھو تین رکعت ضرور
نہین اور تراویح بیس پڑھنی بدعت اور آٹھ سنّت ہین۔ اس مُلک مین جو قدیم الایّام سے تین رکعت
وتر اور بیس۲۰ رکعت تراویح پر اجماع و اتّفاق تھا اوس مین پھوٹ ڈالتے ہین۔ اور ایک یہ کیا
بہت باتون مین طرح طرح کی شاخین لگاتے ہین۔ وہ محفلِ میلاد جسکو عالم عامل محدّث
کامل فقیہہ فاضل حافظ ابو الخیر سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جمیع اطراف و جوانب ارض
مین اہل اسلام پڑھتے ہین مولدِ نبی کریمؐ اور پاتے ہین اِس کے سبب برکات عظیم۔ اب اس دورہ
مین کوئی آدمی اوسکو کفر و شرک کہتا ہے کوئی بدعت کہتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا علی ہذا القیاس
وہ اموات جو محزون و دردناک ایک غار تنگ و تاریک مین پڑے ہوئے آس کر رہے ہین کاش
میرا بیٹا یا بیٹی کچھ مجکو دین یا بھائی بہن فاتحہ درود بھیجین۔ اب اِس وقت مین بعض صاحب ہین۔ کہ
بے دھڑک فتوٰی دے رہے ہین کہ یہہ سب امور بدعت اور حرام ہین۔ عوام جو تعیین تواریخ کی تقلید
مین کھچ کر گذرتے تھے وہ بالکل شتر بے مُہار ہو گئے۔ بدعت سُنکر مصارفِ خیر سے سُبکدوش اور دست
بردار ہو گئے۔ امداد اموات بند ہو گئی۔ تیرہوین صدی مین لوگون کا حال کیا غضب تھا
اب چودہوین شروع ہوئی دیکھیے کیا قیامت ہو۔ دُنیا مین کیا خرابی اور دین مین کیا مصیبت
ہو۔ سنہ ۱۳۰۲ھ تیرہ سو دو ہجری مین دہلی کی تین علماء غیر مقلّد اور علماء دیوبند و گنگوہ و سہارنپور
کی حُسنِ توجہ سے اور مطبع ہاشمی میرٹھہ کی سعی سے ایک فتوٰی چار ورق پہ چھپکر اکثر اطراف
مین تشہیر کیا گیا۔ اوس کی لوح سر نوشت یہہ تھی (فتوے مولود و عُرس وغیرہ) اس
فتوے کا جہان ذکر اس کتاب مین آویگا۔ فتوی اوّل انکاری لکھا جاویگا۔ خلاصہ مضمون
اوس کا یہہ ہے کہ محفلِ مولد شریف علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بدعت ضلالت اور اسیطرح اموات کی

فاتحہ و درود جو ہندوستان مین رایج ہی یہہ سب حرام اور رسم بد اور معصیت ہی کچھ دن
نہ گذری تہی کہ فتوی دوسرا جو بیس صفحہ کا اوسی مطبع ہاشمی مین چھپکر مشتہر ہوا اوسکا نام لوح پر یہ لکھا
(فتوی میلاد شریف یعنی مولود معہ دیگر فتاوی) اس فتوی کا جس جگہہ اس کتاب مین ذکر آویگا فتوی ثانی
انکاری لکھا جاویگا اس فتوی مین زیادہ تر مذمت میلاد شریف کی ہی اور وہ جو ورقہ جو پہلی چھپا
تہا پہر دوبارہ اسمین چھپا ہی جسسے بعض اخوان طریقت نی بتاکید تمام یہ فرمایش کی کہ اس فتوی کی
سبب کچہ لکہی آدمی تشکیکات مین پڑی جاتی ہین اور معاندین اس فتوی کو جا بجا دکہاتی ہین اور
اس فتوی کو پڑہ پڑہ کر اپنی مسلمان بہائیون کو بیدر دیسی چڑاتی ہین اور فتنہ کی آگ جو اس
قسم کی تحریکات نفسانی سی بھڑکتی ہی بھڑکاتی ہین اب تمکو چاہیی کہ تم خبر لو اور ایک قول
حق افراط و تفریط سی خالی اس باب مین لکھدو ورنہ عوام جگر خام گرداب ضلالت مین ڈوب جاینگے
اور پہر کبہی ساحل ہدایت کی طرف خروج نہ پاینگے تب حضرت ملہم الصدق و الصواب نی جسکی قبضہ
قدرت مین بنی آدم کا دل ہی میری دلمین یہ ہی ڈالدیا کہ بالضرور اس مقدمہ مین ایک حکم فیصل
لکھنا چاہیی اور عوام کو تشکیکات رد و جدال مین نہ رکھنا چاہیی تب مینی یہ رسالہ لکھا اور نام
اسکا **انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ** رکھا اسمین چار انوار ہین **نور اول** مین پانچ
لمعی ہین **لمعہ اولی** صفحہ ۶ مین نقل مین کچہہ عبارتین مفتیان فتاوی انکاری کی **لمعہ ثانیہ** صفحہ ۸ مین وجہ
نظر ثانی انوار ساطعہ کا بیان ہی **لمعہ ثالثہ** صفحہ ۱۰ مین حال ہی کتاب براہین قاطعہ کا **لمعہ رابعہ** صفحہ ۱۵ مین ذکر ہی
علمائی مشایخ مسلم الثبوت مفتیان فتوی انکاری کا **لمعہ خامسہ** صفحہ ۲۱ تحقیق بدعت حسنہ و بیان
اقوال و شرح حدیث صفحہ ۲۳ خیر القرون و بیان صفحہ ۲۵ امور یکہ بران باہم انکار واقع شدہ مثل اذان جمعہ و اعراب
قران و غیرہ و ثبوت صفحہ ۳۲ بدعت حسنہ بدلیل عقلی و نقلی و شرح حدیث صفحہ ۳۳ من احدث فی امرنا و دیگر احادیث
بدعت و شرح اثر صفحہ ۳۴ عبد اللہ ابن مسعود و دیگر صحابہ در احداث و بیان صفحہ ۴۶ امور یکہ در زمان نبوت بنود مثل
منبر عیدگاہ و اذان اولی جمعہ و رحج القہقری طواف رخصت و عجب صفحہ ۴۸ ست کیکہ عامل باعمال مشایخ و
تقلید باشد چہ طور منع کند فاتحہ و مولد شریف را و تحقیق صفحہ ۴۹ من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ و اقوال صفحہ ۵۱

فقہا و محدثین در اثبات بدعت حسنہ نور دوم میں چند لمعے ہیں لمعہ اولی میں جواز فاتحہ و
جواب دلائل مانعین لمعہ ثانیہ میں جمعرات کی فاتحہ لمعہ ثالثہ عیدین و شب برات و
عشرہ محرم میں فاتحہ لمعہ رابعہ جواز طریقہ فاتحہ سوم لمعہ خامسہ ذکر چہلم و بستم و دہم کا
اور بہیجنا گہرونکا مساجد میں بہ نیت امداد مصلیان مساجد لمعہ سادسہ نصایح در باب ہوا
نور سوم میں نو لمعے ہیں لمعہ اولی اثبات محفل میلاد بابرکت بمذہب جمہور امت لمعہ ثانیہ
میں یہہ بیان کہ خاندان عزیزیہ کے مشایخ کرام شامل محفل مولد شریف ہوئی اور جناب
مرشدی و مولای حضرت حاجی شاہ امداد اللہ صاحب عم فیوضہ بہی شریک محفل مولد شریف ہوتی
ہیں لمعہ ثالثہ یہہ اعتراض کہ محفل مولد شریف کو کنہیا کی جنم اور بہاری کی بڑی سے
مشابہت ہی پہر اسکا جواب لمعہ رابعہ یہہ اعتراض کہ یہ محفل بدعت سیئہ ہے پہر اسکا
جواب اور اصول مقررہ مولوی اسمعیل صاحب سے ثابت کرنا کہ یہہ محفل سنت ہی بدعت
ہرگز نہیں کیونکہ اسکی اصل ہی ثابت ہی اور نظیر و مثل ہی لمعہ خامسہ یہہ اعتراض کہ محفل
خاص بارہوین ربیع الاول کو کیون کرتی ہین اور ہر سال دوام کیون ہی پہر اسکا
جواب اور ثبوت تخصیص یوم و عمل دوامی چند دلایل سے لمعہ سادسہ یہہ اعتراض کہ
قیام شرک ہی اور روح کا وہان حاضر جاننا شرک ہے پہران سب کا جواب اور چلنا پہرنا
روحون کا دلائل قویہ سے ثابت کرنا اور یہہ بہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچتی ہے محفل مولد شریف
اور قیام کی شبہات کا جواب اور یہہ تحقیق کہ تعیین قیام اسواسطی نہیں کہ روح مبارک تشریف لاتی ہی
لہ قیام چند وجوہ سی شرع میں پایا گیا ہی لمعہ سابعہ یہ اعتراض کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم غائب ہین
غائب کو حاضر مخاطب کرنے کی واسطی بولنی کفر ہین پہر اسکا جواب دلایل قاطعہ سے اور ثبوت اوسکا عہد صحابہ رض
سے ابتک لمعہ ثامنہ اعتراضات متفرقہ پہر اسکا جواب لمعہ تاسعہ اسمای مبارک حضرات
عالی درجات فقہا و محدثین مجوزین عمل برکات تعیین مولد ختم المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و اولیاء امت
میں نور چہارم میں تقریظات رشیق و تنمیقات انیق جو اس عصر کی علماء و فضلاء ذی تحقیق

و زندیق و نیز بعض عنایت فرمایان شفیق نے رقم فرمائی ہین **مؤلف رسالہ ہذا** بصد التجا اہل اسلام
کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ مین ایک مرد مریض و نقیہہ و کم طاقت حوائج علایق سے عدیم الفرصت
ہون تردّدات سے دم بھر خالی نہین - جنگ و جدال اور تضییع اوقات سے بچتا ہون کیونکہ مین کوئی
وارستہ مزاج لا اُبالی نہین - اپنے کار و بار کو اصلاح دین کے لیئے چھوڑ کر یہ رسالہ لکھتا ہون - ای اہل اسلام
لِلّٰہ نظر انصاف سے اسکو دیکھو نفسانیت کو ہرگز دخل نہ دیجیو اگر حق سمجھ مین آجاوے قبول کیجیو اور قول
سابق سے رجوع کرنے کو کسر شان مت سمجھیو - اور اگر مدتون کی جمی ہوئی دِل سے نہ نکلو تو اتنا ضرور
کیجیو کہ طرف ثانی کی تشنیع سے زبان سنبھالیو - **ع** مرا بخیر تو اُمید نیست بد مرسان - جو لوگ باقتدای
سلف صالح اِن امور حسنہ کے قایل ہین اُن کے پاس اپنی تقویت مین بہت دلایل ہین اور ادلّہ شرعیہ سے
مدلل اُن کے مسایل ہین - **نور اوّل** مین پانچ لمعے ہین **لمعۂ اولیٰ** مین نقل ہین کچھ عبارتین مفتیان
فتاوی انکاری کی **قال** - انعقاد محفل میلاد اور قیام وقت ذکر پیدایش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرون
ثلثہ سے ثابت نہین ہوا پس یہہ بدعت ہی اور علی ہذا القیاس بروز عیدین و غیر عیدین و پنجشنبہ وغیرہ مین فاتحہ مروجہ ہاتھ
اوٹھا کر پایا نہین گیا البتہ نیابۃً عن المیت بغیر تخصیص ان امور مرقومہ سوال کے لِلّٰہ مساکین و فقرا کو دیکر ثواب پہونچانا
اور دعا استغفار کرنی مین اُمید منفعت ہے اور ایسا ہی حال سویم دہم چہلم وغیرہ اور پنج آیت اور چنون اور شیرینی
وغیرہ کا عدم ثبوت حدیثاً و کتب دینیہ سے خلاصہ یہہ کہ بدعات مخترعات ناپسند شرعیہ ہین (مولوی حفیظ اللہ صاحب)
(مولوی شریف حسین صاحب) (مولوی الٰہی بخش صاحب) (مولوی محمد یعقوب صاحب مدرس اول مدرسہ دیوبند)
(مولوی محمد محمود صاحب مدرس مدرسۂ دیوبند) یہہ عبارت فتوی اوّل انکاری صفحہ ۳ اور فتوی ثانی انکاری صفحہ ۱۶

مین ہی **قال** جوابات سب صحیح ہین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار
(کتبہ فقیر محمد عبد الخالق دیوبندی عفی عنہ) فتوی اوّل انکاری صفحہ ۳ فتوی ثانی انکاری صفحہ ۷ **قال**
ایسی مجلس ناجایز ہے اور اس مین شریک ہونا گناہ ہے اور خطاب جناب فخر عالم علیہ السلام کو کرنا اگر
حاضر ناظر جانکر کرے کفر ہی ایسی محفل مین جانا اور شریک ہونا ناجایز ہے اور فاتحہ بھی خلاف سُنّت ہے
اور سیوم بھی کہ یہہ سب ہنود کی رسوم ہی - البتہ ثواب پہنچانا اموات کو بلا قید روا ہے اسکا مضایقہ نہین فقط -

والله تعالیٰ اعلم (رشید احمد عفی عنہ گنگوہی) یہ عبارت فتویٰ اوّل الانکاری صفحہ ۴ و فتویٰ ثانی الانکاری کے صفحہ ۱۷ مین ہے **قال**
التزام مجلس میلاد بلا قیام و روشنی و تقسیم شیرینی و قیود لا یعنی کے ضلالت سے خالی نہین ہی و علیٰ ہذا القیاس سوم و فاتحہ
بر طعام کہ قرون ثلثہ مین نہین پائی گئی۔ فتویٰ اوّل الانکاری صفحہ ۴ فتویٰ ثانی الانکاری صفحہ ۱۷ **قال** مجلس مولود
جیسا کہ اس زمانہ مین اس ہیئت کذائیہ مشہورہ کے ساتھ مروّج ہی یعنی مجتمع ہونا اور خلط ملط ہونا چھوٹون بڑون کا بلکہ
عورتون اور امرد لڑکون کا اور پڑھنا اشعار کا راگنی مین اور پڑھنا روایتون موضوعہ کا جو بالکل بے اصل ہین اور بے دین
و طالب الدنیا لوگون نے روپیہ کمانیکے واسطے اونکو گھڑ کر عوام الناس کی تسخیر کے لئے اپنی باتونکو چکنی چپڑی کرنا چاہا
و ہر ایک کس و ناکس کو اوس مین بلانا خواہ وہ لوگ لباس اور پہراوے برے خلاف شرع کے پہنے ہوئے ہون اور خواہ
داڑھی منڈائی ہوئی ہون۔ یہہ عبارت صفحہ ۸ فتویٰ ثانی الانکاری مین مرقوم ہے **قال** یا یہہ وجہ کہ روح پاک
علیہ السلام کی جو عالم ارواح سے عالم شہادۃ مین تشریف لائی اوسکی تعظیم کو قیام ہی تو یہی محض حماقت ہی کیونکہ اس وجہ
مین قیام کرنا وقت وقوع ولادت شریف کے ہونا چاہیئے اب ہر روز کونسی ولادت مکرر ہوتی ہی۔ پس یہہ ہر روز اعادہ
ولادت تو مثل ہنود کی کہ سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہین یا مثل روافض کی نقل شہادت اہل بیت ہر سال
لی ہین معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور یہہ خود حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہی بلکہ یہہ لوگ
اوس قوم سے بڑھکر ہوئے وہ تو تاریخ معینہ پر کرتے ہین ان کے یہان کوئی قید نہین جب چاہین یہ خرافات فرضی بنالیتے ہین
عبارت فتویٰ ثانی الانکاری صفحہ ۱۴ مین مرقوم ہی **قال** نہین جانتا مین اس مجلس مولود کی کچھ اصل کتاب و سنت مین
اور نہین نقل کیا گیا کرنا اوس کا کسی سے علماء امت مین سے جو کہ پیشوای دین اور چنگل مارنیوالی ہین ساتھ آثار اگلون کے بلکہ یہہ بدعت
ہے ایجاد کیا اوسکو بیہودہ لوگون نے اور خواہش نفسانی ہی کہ ارادہ کیا اوس کا ٹکڑ گدھون پیٹ کی کتون بہت کھانیوالون
نجات دیا اللہ منہم و اعاذنا اللہ من شرورہم۔ آمین بچاوے اللہ ہمکو اون لوگون سے اور پناہ مین رکھے ہمکو اونکی شرارتون سے
ہین۔ فتویٰ ثانی الانکاری صفحہ ۸ مین یہہ عبارت درج ہی۔ اور مولوی محمد حسین صاحب فقیر اگرچہ اس فتاوی مین شریک نہین
بہت کچھ مذمت مولد شریف کی کرتے ہین وہ اپنی حربۂ فقیر مین جو کہ اس فتوی سے بہت پہلے طبع ہو چکا ہی لکھتے ہین
ہزارون فاسق و فاجر ہین جمع محفل مین ٭ عجیب نفس کی لذت ہی محفل میلاد ٭ جو چشم دل بھی ہی بینا تو دیکھ شیطانکو
ادے زیر حکومت ہی محفل میلاد ٭ حرام فعل ہو یا ہو حلال ان کے لئے ٭ قضای حاجت ہے محفل میلاد

چڑہی ہے داڑہی تو موچہی بڑہی ہین اکثر کی ٭ بہری انہین سے بکثرت ہے محفل میلاد ٭ بہت ندا ہی رسول خدا مین شاغل مین
یہہ مشرکونکی علامت ہے محفل میلاد ٭ اگرچہ یہہ عبارتین اس قابل نہین کہ درج کتاب کیجاتین لیکن اس معذرت کے لیے لکہی گئین
کہ مینے ایسی مقالات پریشان سے تنگ ہوکر قلم اوٹہایا ہے اصحاب عدل وانصاف مجہکو معذور فرمائین لمعہ ثانیہ مین وجہ نظر ثانی
انوار ساطعہ کا بیان ہے واضح ہو کہ جب حضرات مانعین کے دراز نفسے حد سے بڑہی مولد شریف کے نیو الون کو ٹکڑگدہی اور بینگ کنہیا لکہ گئی
اور ہندو سے بہی بدتر ٹہیرایا اور مولد شریف کو خرافات اور رسانگ بنایا چنانچہ یہہ کلمات قبیحہ وہی مطبوعہ ہانسی ہے بقید سنہ صفحہ
اولی مین نقل ہوچکی علاوہ اوسکے بعض رسائل منکرین مین بہی لکہی گئی اونہین بہی الفاظ ناشایستہ مندرج تہی اسوجہ سے اس
نحیف نے بہی کتاب انوار ساطعہ مین جو سنہ ۱۳۰۲ تیرہ سو دو مین چہپی تہی کہین کہین بطور ظرافت اور کہین صراحۃً بطور
ملامت کچہہ کلمات لکہی لیکن نہ اون لوگونکی برابر بلکہ کمتر سو وہ بہی اس سبب سے کہ ہم شرعاً انتقام کی مجاز مین مشہور آیہ
مین ہے وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا یعنی برائی کا بدلا برائی ہی مثل اوسکی اُنہی بخلاف اون صاحبونکی کہ سلیقہ زبان درازی
اول انہی طرف سے بلا سابقہ ظاہر فرماچکے اور ہرگز اپنی پاس کوئی دلیل شرعی اس ہجو وبدستی کی نہین رکہتی اور مینے جو لکہا تہا وہ
بہت کم تہا لیکن وہ بہی میری طرز کی خلاف تہا کیونکہ طعن وتشنیع سے مبرا ہون ہرایک سے مصلحاً روی کہتا ہون
یہی وجہ تہی جو مینے اپنا نام انوار ساطعہ مطبوعہ سنہ ۱۳۰۲ تیرہ سو دو مین ظاہر نہین کیا تہا آخر کار لوگونمین خود بخود
چرچا ہوگیا تمام شہرونمین یہانتک کہ ملک عرب مین بہی میرا ہی نام ظاہر ہوا مکہ معظمہ سے زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً
جناب مرشدی ومستندی وسیدی وملتجی ملاذی یومی وغدی نعیم روحی وجسدی مرشد العلماء وسند الفضلاء
شیخ العرفاء والکملاء شریعت آگاہ طریقت پناہ معرفت دستگاہ حقیقت انتباہ المولی الحافظ الحاج
المہاجر فی سبیل اللہ شیخنا المدعو بحاجی شاہ امداد اللہ مد ظلہ العالی مدی الایام واللیالی کا یہہ ارشاد
سنہ ۱۳۰۴ تیرہ سو چار ہجری مین پہونچا کہ انوار ساطعہ کے مسائل ودلائل مجہکو پسند آئی لیکن مرضی کی خلاف
یہہ بات ہی کہ اور علماء ہمعصر وہم قافلہ کی نسبت بعض الفاظ شنیع لکہی یہہ ارباب تحقیق سے بعید ہی مینے
اوسکا عذر پیش کیا کہ ابتدا اودہر سے ہوئی لیکن پذیرا نہوا اور کسطرح ہوتا آپ تو اوسید رجوعکی
نصیحت فرمائینگے کہ آپ جس مقام پر ہین یعنی خودی کو مٹائی ہوی اپنی نفس پر جابر اور قاہر لوگونکی
ایذاؤن پر صابر اور شاکر تعمیل الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس آپکا شیوہ اور دستور زبان ہے

یہہ آیت جاری ولمن صبر و غفر فان ذلک من عزم الامور الحاصل مینی حضرت کا فرمان مان لیا
اور مولوی خلیل الرحمن صاحب جو اون ایام مین وہان موجود تھی حضرت سی مثنوی شریف پڑھتی تھی
تہی اونکو ایک خط اون ایام مین لکھا تہا اوسمین یہہ مضمون لکھدیا کہ حضرت سی عرض کردیجو کہ جو الفاظ
اور تند کسیکی نسبت لکھی گئی ہین اونکو نکالدونگا اور فریق ثانی جو کچھ زباندرازی کرچکی ہین اور کررہی ہین
اوسپر صبر کرکی انتقام نہ لونگا پہر اوسکی جواب مین حضرت مرشدی کا جو کرامت نامہ تقدس شمامہ صادر
ہوا نقل کرتا ہون وہ یہہ ہے — عزیزی و محبی مولوی عبد السمیع صاحب دام محبتکم - السلام علیکم و
رحمتہ اللہ و برکاتہ بعد دعای ازدیاد علم و اخلاص مکشوف باد کہ باطلاع مضمون خط شما کہ بہ خلیل الرحمن نوشتہ
بودید بنہایت محظوظ شدم چونکہ آخر کار معاملہ بخدای علیم بذات الصدور افتادنیست لازم آنکہ از کتاب انوار ساطعہ
خود کلامیکہ دران تیز قلمی و غیظ نفسانی بشدہ باشد کہ این بار طرز تحریر اصحاب تحقیق و ارباب تہذیب بعید است
اسمای برادران طریقت خود و عبارت اسمای دیگر کہ از فور نفسانی صادر شدہ باشد اخراج نمایند و
مضمونیکہ فی ما بینکم و بین اللہ تعالی باخلاص برای اظہار امر حق باشد باقی دارند انشاء اللہ تعالی مقبول
خواہد شد و اگر کسی تبر دید آن چیزی نویسد شما ویرا تحریر جواب الجواب نشوند چراکہ قصد شما اظہار حق بود
ظاہر شد و بس فی الحقیقت نفس مطلب کتاب موافق مذہب و مشرب فقیر و بزرگان فقیر است خوب نوشتید
جزاکم اللہ خیر الجزاء اللہ تعالی ما و شما را و جمیع مومنان را در ذوق و شوق و محبت خود داشتہ حسن خاتمہ
نصیب کند آمین الراقم الاثم فقیر امداد اللہ عفی عنہ محررہ ۲۲ شوال ۱۳۰۳ از مکہ معظمہ محلہ حارۃ الباب انتہی
اور ایک خط مولوی خلیل الرحمن صاحب کا مکہ معظمہ سی آیا اوسمین لکھا تہا کہ حضرت مرشدی ارشاد فرماتی ہین
کہ جب دوبارہ کتاب انوار ساطعہ مطبوع ہووی پانچ چہہ نسخہ ہماری پاس ضرور روانہ کرین انتہی الحاصل
بعد ورود صحیفہ شریفہ حضرت مرشدی مستندی کی مجکو فرصت نظر ثانی کی نہ ملی بنا برعلیہ یہہ بات ملتوی
رہی جب خط ہر طرف سی طلب انوار ساطعہ مین آنی لگی مجبور ہوکر یہہ ٹہرا کہ اب دوبارہ مطبوع ہونا چاہیے
اسلئے مین نظر ثانی شروع کی حضرت مرشدی و مولائی کا ارشاد زبانی بعض آیندگان مکہ معظمہ جلد ہر
پانچ مقام کی لیے تہا مینی یہہ کیا کہ ہر مقام سی جس لفظ کو موجب ملال سامع سمجھا نکالدیا حتی کہ بعض جگہ

طعن آمیز عبارتین معہ جواب کل خارج کردی گئین کہ نہ اونکی الفاظ بعینہ انوار ساطعہ مین نقل کیجاینگی نہ
اونکی جواب مین اوسیطرح کی الفاظ جواب تر کی بہ ترکی آینگی بلکہ اسپر اختصار کیا گیا کہ فریق ثانی کی
بعض عبارتونکو بلا ذکر جواب لمعہ اولی مین بطور نمونہ لکھدیا مجھکو رضا جوئی حضرت مرشدی مولائی کی
بجان و دل منظور ہی تکمیل ارشاد مرشد مین قصور کرنا سراسر قصور ہی تعجب کرتا ہون اون لوگون کی
حال پر جنہون نی شہر میرٹھ کی مطبع حدیقۃ العلوم مین اشتہار چھاپ کر شائع کیا کہ فلان فلان عالم نی جناب
حاجی صاحب یعنی حضرت مرشدی و مستندی سی بیعت تصوف مین کی ہی نہ شریعت مین الی آخرہ
اگر وہ لوگ اس گفتگو کو اپنی تک ہی رکھتی مین بہی سکوت کرتا لیکن جب یہ بات مطبوع ہوکر مشتہر
ہوئی اور کسی صاحب نی اسکی تلافی نہ کی تو مجھکو اسکا دفیعہ کرنا ضرور ہوا واضح ہو کہ تصوف
کی چار منزلین ہین شریعت طریقت معرفت حقیقت جب تصوف کی بیعت مان لی تو چارونین
بیعت مان لی پہر ایک منزل سی خارج ہونا عجب فسانہ ہی ان ہذا لشئی عجاب اور حضرت کی
بیعت شریعت سی کیون انکار کرتی ہین حضرت کو اتباع شرع شریف مین بڑا اہتمام ہی اور مسائل
فروع و اصول عقاید اہل سنت مین تحقیق تام ہی پس آپ عارف ہی ہین اور عالم ہی اور عالم شریعت
ہونیکی لئی علم فلسفہ وغیرہ کی حاجت نہین بنا بر علیہ اگر حضرت کو منطق و معقولات مین مزاولت نہین تو
کیا حرج ہی منطق ایک آلہ ہی جس سی خطا فی الفکر سی آدمی محفوظ رہتا ہی میر سید شریف رحمۃ اللہ علیہ نی
خود تصریح کی ہی جو لوگ من عند اللہ موید ہین بنفوس قدسیہ وہ علم حقایق مین محتاج فکر و نظر کی نہین ہوتی
یعنی اونکو منطق سی کچہ کام نہین اونکی ذہن مین حق سبحانہ الیسا حدس پیدا کر دیتا ہی کہ جہٹ مبادی سے
مقاصد کو پہنچ جاتی ہین بلا فکر و نظر جس شخص کو یہہ بات آزمانی منظور ہو وی تو جسوقت حضرت مثنوی
شریف کا درس دیتی ہین اوسوقت دیکہی اور معلوم کری کہ جن مطالب مین بڑی بڑی معقولی متحیر ہین
آپ ایک اشارہ مین حل فرما دیتی ہین حق یہ ہی کہ حق تعالی نی آپ کی ذات کو جامع علم شریعت و
طریقت بنایا ہی اور یہہ نحیف شریعۃ اور طریقۃ ہر طرح حضرت سی اعتقاد رکھتا ہی اسلئی تکمیل ارشاد
حضور کی بجا آوری واجب سمجہی اور اس کتاب مین نظر ثانی کر کی جو جو عبارت طعن و تشنیع آمیز تہی

نکالدی لیکن جب قلم ترمیم بایں وجہ خاص سی اوٹھایا تو پھر یہہ بہی عمل مین آیا کہ بعض بیان جو کچھ ہماری
مطالب اصلیہ کی موقوف علیہا نہ تہی مثل کیفیت تعمیر مسجد دیوبند و مسئلہ سماع وحقہ وغیرہ گہٹائی گئی
اور جو فوائد مؤید مطالب تہی وہ اور بڑہائی گئی اور بعض مضامین جنکو مانعین ایک عبارت سی نہ
سمجہتی تہی دوسری عبارت سی سمجہائی گئی والله ولی التوفیق وبیدہ ازمة التحقیق **لمعہ ثالثہ**
مین حال ہی براہین قاطعہ کا واضح ہو کہ جب ۱۳۰۲ھ مین انوار ساطعہ مطبوع ہو کر مطبوع خلائق
ہوا اکثر شائقین حق طلبی نے دور دور سی کسینی قیمة کسینی ہدیة منگا کر مطالعہ کیا قاضی بلاد داہان
بعاد سی بہت شکریہ کا مضمون لکہا آیا کہ الحمد لله ہمنی اس کتاب کی سبب بہت مغالطات و اوہام و
تشکیکات سی امان کلی پایا پہر دو برس بعد یعنی ۱۳۰۴ھ مین ایک کتاب براہین قاطعہ بجواب انوار ساطعہ
مطبع ہاشمی میرٹھ مین چہپی اس پتہ سی کہ یہ کتاب حسب الامر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مطبوع ہوئی دیباچہ
مقام اظہار نام مؤلف مین انکی مرید مولوی خلیل احمد صاحب انبہٹوی کا نام ہی اور ختم کتاب پر مولوی
رشید احمد صاحب موصوف کی تقریظ واسطی تصدیق جوابات تائید و تحسین کتاب کی زیب ارقام ہی مجہکو میری بعض
احباب نیز بعض علماء دہلی و پنجاب وغیرہ نی خطوط لکہی کہ تم براہین قاطعہ کا جواب کیون نہین لکہتی یعنی اس کتاب
مین غیر تحقیق حق بلکہ غیظ تغلبی کو ظاہر کیا ہی نہ کوئی دلیل معقول غیر موزون جواب صرف کلمات غیر مہذب
اور نا صواب سے کتاب کو بہر دیا مغلظات مین کوئی لفظ باقی نہین رہ کہا جو اوسمین نہین لکہا اگر ساری کتاب
کا انتخاب ہو تو غالبا مضمون سب و شتم وغیظ و غضب مین نصف کتاب ہو سکتا ہی جواب لکہنا بہت
ضرور ہی مینی کہا نہین مجہکو اب چند وجوہ سی سکوت منظور ہے **وجہ اول یہہ ہی** کہ حضرت
مرشدی جناب حاجی صاحب ادام الله ارشادہ تحریر جواب بجواب سے خواہ اسی کتاب کا ہو یا کسی اور رسالہ ناصواب
عموماً باقتضای رفع نزاع مانع ہین چنانچہ رقعہ ہدایت مرقومہ حضرت کا لمعہ ثانیہ مین منقول ہو چکا مزید
بران یہ کہ حلامہ وبجاہ المشتہر بالالسنة والافواہ استاذنا الحاج المہاجر مولانا رحمة الله الہندی
الکیرانوی ثم المکی خصه الله بالغایة الجلی والخفی نی بہی ایک نامہ رحمت ختامہ اسی مضمون مین مرقومہ فرمایا ہی
چنانچہ بجنسہ منقول ہوتا ہی **رقعہ** مولویصاحب شفیق حالم مولوی عبدالسمیع صاحب سلامت سلام مسنون

بعد مرام یہہ ہی کہ آپ سے جو قدیم سے محبت و ربط و بی تکلفی ہی اسلئی لکھتا ہون کہ جناب کے اور مولوی رشید احمد
کی مخالفت حد کو پہنچ گئی اور تحریر بہی اب بڑی سختی سے ہوتی ہی اسلئی حافظ عبد الصمد صاحب جو مدرس
مدرسہ فقیر کی ہین اونکو دہلی سے چھتاری واسطی لینی زر مقررہ دو برس کی جو سرکار چھتاری سے وصول
نہین ہوا بہیجا ضرور تہا سو اونکو تاکید کی گئی کہ جاتی یا آتی آپ سے بہی میرٹھ مین ملین سو وہ ملاقات
کر کی زبانی بہی آپ سے کہینگے کہ یہہ مقدمہ جتنا دب سکی دبا دیو اور ہرگز نہ بڑہا دیو فقط والسلام راقم
محمد رحمت اللہ از مکہ معظمہ انتہی پہلا جسکا استاد اور پیر دونو نکا ایک ہی ارشاد و ملک واجب الادب یعنی
آئی تو بندہ کسطرح اس باب مین قلم اوٹھائی **وجہ ثانی** یہہ کہ شروع مین جب بانیین بدعت مولد شریف
کرنیوالونکو احمق اور ضال اور کنہیا کی جنم کرنیوالون سے ہی بڑہکر لکھا اور یہہ کلمہ دور دور یعنی روم و
و مصر و یمن و حرمین شریفین و بیت المقدس وغیرہ کی علماء عظام اور مشایخ کرام اگلی پچھلی اخیار
غرضکہ جمیع ذوات بابرکات تک پہنچتا تہا تب وہ ونکی برات اور مذہب حق کی نصرت کی لئی
رسالہ انوار ساطعہ لکہا تہا اور اسی خلاص نیت و انتصار حق کی باعث یہہ رسالہ طالبان حق مین مقبول
اور مشہور ہوا اور شہرہ اسکا دور دور رہوا اب جو یہ کتاب براہین قاطعہ چہپی ہی تمام لعن و طعن وغیرہ سے
بہری ہی نہ کوئی مضمون سنجیدہ نہ موزون تقریر جہانتک نظر کیجئی میری ذات خاص کی توہین و تحقیر
بناءً علیہ مین اپنی ذات خاص کا انتقام نہین لیتا اور اونکی الفاظ ثقیلہ کا جواب نہین دیتا حدیث خیر الانام علیہ
اکمل الصلوۃ والسلام سے ہم معلوم کر چکی ہین کہ جبتک انسان اپنی برائیون کو سنکر چپ رہتا ہی اوسکی طرف
فرشتہ جواب دیتا ہی اور جب یہہ خود جواب دینی لگتا ہی تب وہ فرشتہ جو انتقام کو آتا ہی چپکا ہو کر
راہ لیتا ہی اسلئی مجھکو منظور نہین کہ مین بذات خود اپنی نفس کا انتقام لون اب یہی اچہا ہے کہ قلم کو
سے تہام لون **وجہ ثالث** یہہ ہی کہ جب براہین قاطعہ چہپکر اندر باہر شایع ہوا اور
مقلدین نی انوار ساطعہ کو برا کہنا شروع کیا تب مینی اپنا رسالہ انوار ساطعہ علماء عصر کی خدمت مین
تا کہ اسکا ملاحظہ من اولہ الی آخرہ حرفاً حرفاً فرمائین اگر مضمون درست اور حجت چست پائین تو اپنی
امداد ترقیم تقریظ سی اسکو مزین فرمائین چنانچہ بڑی بڑی شہرون کی نامی اکابر فضلا اور دور دور

مشاہیر علمانی اس کتاب کو بالاتفاق پسند کیا اور ترقیم تقریظات سے اس نحیف کو سربلند کیا اون تقاریظ
سے یہہ ہویدا ہی کہ انوار ساطعہ کا دعوی اور دلیل سب درست بجا ہی چنانچہ وہ تقاریظ نور چہارم
مین انشاء اللہ تعالی ہم مرقوم کرینگی ور ناظرین اونکی مضامین بلاغت آئین معلوم کرینگی پس ہمکو جواب
و بنی براہین قاطعہ کی کیا حاجت ہی ہماری مضامین پر کثرت سی اجماع ہونا سلف و خلف کا اور نیز
اتفاق اسوقت کی علمای ذی شرف کا کافی حجت ہے **وجہ رابعہ یہ ہی** کہ مولف براہین قاطعہ نی
بہت مضامین ایسی لکھدیے جس سی اکثر اہل اسلام متوحش و نفور ہو گئی مثلاً یہہ کہ صہ۳ براہین قاطعہ
مین ہی کہ جو کوئی یون کہی کہ خدا تعالی کا جھوٹ بولنا ممکن ہے اوسپر طعن کرنا جہالت ہے صہ کر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جملہ بنی آدم کی بہائی ہین الی آخرہ - قید ایمان کی بہی شرط نہ رکہی جو آیۃ کریمہ انما المومنون اخوۃ
سی بعض آدمی ثابت کرتی ہتی صہ۴ وتر کی ایک رکعت کو قوت ہی صہ۵ جو کوئی آٹھ رکعت تراویح کو
سنت جانی نہ بیس کو وہ قابل اعتراض نہین صہ۲۶ دیوبند کی عالموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کلام
ہندی بولنا آگیا صہ۱۱ حرمین شریفین کے علما کو رشوت دیکر جو چاہو فتوی لکھوالو الی آخرہ پس گویا
آیہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون کی مصداق ہین صہ۹۹ عوام کا مذہب معین نہین ہوتا ہے
الی آخرہ - یعنی سنبلہ مذہب ہوتی ہین اور یہ ظاہر ہی کہ دنیا مین زیادہ تر عوام ہین اور جو خواص ہین وہ
کہتی ہین کہ ہمکو خود بصیرت حاصل ہی چنانچہ فرقہ غیر مقلدین کی زبان پر جاری ہی پس خواص بباعث
علمیت اور عوام بباعث ناواقفیت تقلید سی نکل گئی تو تقلید ائمہ جسپر اجماع مدت سے چلا آتا ہی کم ہو گئی
ایسا مسئلہ ایسی وقت پر شور و شر مین لکھنا خلقت مین آگ لگانی ہی صہ۱۳۲ مسئلہ اختلافی بلا ضرورت
بہی جائز ہی الخ یعنی تقلید امام واحد کی واجب نہین جسکا جی چاہا بلا ضرورت مسئلہ کسی امام کا لیلیا.
صہ۲۷ جسکو ایک نماز فوت ہونیکا اندیشہ ہو اوسکی ذمہ سی حج ساقط ہو جاتا ہی - مکار حیلہ طلب
آدمیونکی لئی اچہی دستاویز لکھدی وہ کہدیا کرینگی کہ ہمسی جہاز اور اونٹونکی سفر مین بیشک نماز ادا نہوگی
بنا علیہ ہمکو جانا حج کی لئی ضرور نہین ہمین کیا حکمت ہے کہ ایک فرض ادا کرنیکو جائین دوسرا قضا ہو جائے
صہ۱۲۷ ہندوستان کی آدمی صدقہ اموات رسما کرتی ہین دوسری جگہ لکھا صہ۱۳۲ کہ الیاء شرک

الی آخرہ ۔ تو صدقہ اونکا رسمی اور ریائی اور انکو مشرک ٹہرایا صلہ ۱۰۹ اور ہندوستان کی آدمی
تعیین تاریخ مین تشبہ بالہنود کرتی ہین اور تشبہ کو دوسرے مقام صلہ ۱۳ پر لکہا کفر ہی ۔ گویا سوم وچہلم کرنیوالے
کافر ٹہرائے یہ کیسی بے انصافی اور زبان زوری ہی کہ سبکی نسبت حکم ریا ورسم وتشبہ بالہنود کا دیدیا
صلہ ۱۴ محفل مولد شریف کرنی والی کنہیا کا جنم کرنے والونسے بہی بڑہکر ہین وہ تو سال بہر مین ایکبار
کرتی ہین یہہ جب چاہتی ہین خرافات فرضی اور ساگ ولادت کا کر لیتی ہین الحاصل بہت مقامات
پر ایسی ایسی تقریرین دل آزار رقم کی ہین جس سے اہل اسلام علما وغیر علما سب کبیدہ خاطر ہوگئی کوئی
قلم سی کوئی زبان سی ہر شخص حسب استعداد اونکی مسائل کی تردید کر رہا ہی جب اوس کتاب کی یہہ حالت ہے
تو مجھکو جواب لکہنی کی کیا حاجت ہے ہان جو کوئی شبہ صاحب براہین قاطعہ کا واجب الدفع سمجہا جائیگا اب
نظر ثانی کر رہا ہون خاص اپنی انوار ساطعہ مین اوس شبہ کو لکہکر حل کردیا جائیگا **وجہ خامس**
یہہ ہی کہ مولف براہین قاطعہ کو اگرچہ بظاہر میری مسائل ودلائل پر شدت سی انکار ہی لیکن
اوسی انکار مین خاصی طرح اقرار ہی چنانچہ صلہ ۲۳ سطر ۱۹ مین آپ لکہتی ہین کہ روایات مندرجہ انوار ساطعہ کی بابت
(اکثر سب روایات منقولہ مسلم ہین) دیگر صلہ ۱۶ سطر ۱۸ مین لکہا جمع مین العبادتین کا کوئی منکر نہین الی آخرہ
ہم کہتی ہین فاتحہ اور طعام مین جمع بین العبادتین ہی تو ہی دیگر صلہ ۹ سطر ۵ ہر روز ثواب پہنچانا
اور عیدین کو اور شب برات کو بہی درست ہی الی آخرہ ۔ پھر فاتحہ وطعام ان ایام مین ایصال ثواب
ہی کی لئی تو ہوتا ہی دیگر صلہ ۹ سطر ۱۱ مین لکہا کہ جو فقرا کیواسطی ہو بطور صدقہ تو نفس طعام مباح ہی فقرا
کو اگرچہ تعیین یوم کی بدعت ہی انتہی صلہ ۱۲۹ سطر ۱۲ اگرچہ طعام صدقہ ہی اور ثواب پہنچیگا مگر اس فعل تعیین
کی وجہ سی مکروہ ہوگا الی آخرہ صلہ ۷ سطر ۱۲ مانعین اس عمل کی بدعت ہونیکی قایل ہین کہ ایسی صورت
مین منکر وصول ثواب کی ۔ دیکہئے ایصال ثواب تعینات مروجہ ہند مین بہی ہوجانا تسلیم کیا اور
تعیین کو بدعت کہا سو ہم بدعت حسنہ کہتی ہین اور دلائل انوار ساطعہ مین مذکور ہین دیگر صلہ ۱۳۲ سطر ۱۳
طرز اشغال گو متقدمین سی لیکر آجتک بدلتی چلی آتی ہی اور نسبت کا رنگ بہی بدلتا رہتا ہی مگر اصل مطلق
واحد ہی الی آخرہ ۔ یہی جواب ہمارا فاتحہ اموات ومحفل میلاد شریف مین ہی کہ اصل مطلق واحد ہی

گو رنگ اور طریق بدلگیا دیگر صـ۱۳۳ سـ۱۴ المانعین فرحت ولادت کو برا کہین نہ ذکر ولادت کو منع
کرین بلکہ ایسے امر مستحسن مین الی آخرہ دیگر صـ۱۷۵ سـ۱۹ سچ ہی کہ فرحت ولادت فخر عالم مین جسقدر کیا
جاوی بوجہ مشروع وہ تہوڑا ہی الی آخرہ دیگر صـ۱۹۶ سـ۷ بدعت حسنہ سنت ہی ہوتی ہی اوسکو
بدعت باعتبار ظہور اور شیوع کی کہا جاتا ہے الی آخرہ پس ہم کہتی ہین فاتحہ طعام اور مولد شریف
دونون سنت ہین کیونکہ انکی اصلین قرون ثلثہ سی ثابت ہین گو ظہور اور شیوع ان امور کا بہیئت کذائیہ
بعد مین ہوا پس اس ظہور خارجی اور شیوع کی سبب انکو بدعت حسنہ کہنا چاہی نہ بدعت ضلالت دیگر
صـ۱۹ سـ۱۵ کہانی اور شیرینی کی بحث تو چند دفعہ ہو چکی کہ اصل اوسکی مباح اور تخصیص اور تاکد مروج سی
کراہت پیدا ہوئی۔ یہ ذکر ہی کہانی اور شیرینی محفل مولد شریف کا دیگر صـ۲ سـ۲ قیام مباح تو تہا
مطلقاً اور تعظیم شان فخر عالم علیہ السلام کی واسطی مستحب ہی تہا مگر جہلا کی تقیید اور تخصیص اور عوام کی سنت
اور وجوب سی بدعت ہوا تہا صـ۲ سـ۷ اور مولد کبیر وغیرہ مین جو مستحسن کہا ہی (یعنی قیام مولد شریف
کو) تو اصل مطلق کی فرد کی وجہ سی کہا ہی بظن غالب وہان عروض اس قید اور تاکد کا نہوا تہا بخلاف ہمارے
زمانہ کی الخ دیگر صـ۲۴ سـ۵ تاویل حلبی کی یہ ہی کہ وہ ذکر مطلق کی فرد کی وجہ سی قیام کرتی ہتی اور
تقیید مطلق کا درجہ اس قیام مین نہین تہا اور نہ عوام کا اندیشہ تہا لہذا جائز جانتی ہتی اب وہ امر نہین
رہا مکروہ ہوگیا۔ دیکہی قیام کو بہی مان لیا باقی یہ بات کہ اب مکروہ ہوگیا سو یہ ان حضرات کی اجتہاد
سی مکروہ ہوا اسکو ہم تسلیم نہین کرتی دیگر ندای یا رسول اللہ جو بعض اشعار و قصاید مین ہوتی ہی اوسکی
بابت براہین قاطعہ صـ۲۲ سـ۱۵ مین لکہا ہی اگر ذات فخر عالم کو حاضر ناظر بالذات کوئی عقیدہ کری تو
مشرک ہوتا ہی اور اگر یہ عقیدہ نہین بلکہ محض محبت مین کہتا ہی یا بوجہ اسکی کہ اگر ضمن صلوٰۃ وسلام مین ہے
تو ملائکہ آپ تک پہنچا دینگی اور جو بدون اوسکی ہی وقت عرض اعمال کی پیش ہوجاویگا تو جائز ہی الخ
دیکہی یہ مطالب لکہی ہوئی انوار ساطعہ کی سب تسلیم کرلئی ہین اور وہ جو ہر ایک بات مین تسلیم کی ساتہ
کچہ کچہ شاخ انکار کی ہی خرچ کی ہی سو حقیقت اوسکی انوار ساطعہ مین ناظران حق طلب ملاحظہ کرین کہ ہر حجت
کی کیفیت اپنی اپنی مقام پر کہولدی گئی ہی علاوہ براں عاقلان سخن فہم بخوبی سمجہتی ہین کہ یہ شاخ نکالنا

اصلی ہی کہ جب نام تردید انوار ساطعہ کا لیا کچھ تو شاخ نکالدینی چاہیی ورنہ سب لوگ کہینگی کہ یہ کیا
رد لکھا ہی کہ ہر بات کو مان لیا ہی اور بڑا **فائدہ** براہین قاطعہ سی یہہ حاصل ہوا کہ بیشتر اکثر ناواقف
آدمی ہم سی الجھا کرتی تہی کہ میلاد سرور کائنات علیہ افضل التسلیمات ونیز فاتحہ اموات بدعت ہے
اور بدعت حسنہ کوئی چیز نہین جو بدعت ہی وہ ضلالت ہی اور جو ضلالت ہی وہ فی النار ہی ہر چند
ہم ثبوت دیتی کہ بدعت دو قسم ہی ایک سیئہ مذمومہ دوسری حسنہ محمودہ لیکن وہ ہرگز نہ مانتی جب مینی انوار ساطعہ
مین تقسیم بدعت کا قاعدہ مدلل بدلائل شرعیہ ترقیم کیا مولف براہین قاطعہ نی صفحہ ۳۰ سطر ۱۲ مین اوسکو تسلیم کیا عبارت
اونکی یہ ہی (جو امر بعد فخر عالم علیہ السلام کی حادث ہوا مطلقاً خواہ محمود ہو خواہ مذموم اعنی اوسکی جواز کی
دلیل شرع مین موجود ہو یا نہو سو اوسکی دو قسم کرتی ہین قسم اول محمود کہ جسکی دلیل جواز کی شرع مین ہی
اور دوسری مذموم کہ دلیل اوسکی جواز کی نہین پس قسم اول کو بدعت حسنہ نام رکہتی ہین اور ملحق بالسنت
جانتی ہین اور دوسری قسم بدعت ضلالہ ہی الخ) واضح ہو اگرچہ مولف براہین قاطعہ یعنی مولوی
خلیل احمد صاحب انبہٹوی کا اس قاعدہ کو تسلیم کرنا فی نفسہ و نظراً الی ذاتہ وصفاتہ کسی بشر کی نزدیک
مخالفین یا موافقین مین قابل اعتماد و استناد نہ تہا لیکن چونکہ اونکا یہ سب مسودہ درحقیقت اونکی پیر و مرشد
مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی انعکاس تنویر افادات افاضات سی منور ہی اور پہر یہ نظر ظاہر تقریظ
بہی اونکی آخر کتاب مین بہ جلوہ تصدیق جمیع مسائل و دلائل جلوہ گر ہی بنا بر علیہ اوس کتاب کا ہر مضمون
بقاعدہ مشہورہ نور القمر مستفاد من نور الشمس مولوی رشید احمد صاحب ہی کا مضمون متیقن ہو کر ہماری صلاح
و فلاح مین جمیع مانعین کی نزدیک مستند و معتبر ہے الحمد للہ کہ مانعین کو اپنی ایسی مسلم الثبوت کی زبانی
ہماری قاعدہ کی تصدیق کامل ہوئی اور ہمکو اونکی سمع خراشی لایعنی سی نجات کلی حاصل ہوئی دوسرا
فائدہ براہین قاطعہ سی یہہ ہوا کہ بعض اصحاب علم و نظر اگر تقسیم بدعت کی قائل ہی ہوتی تہی تو یون
کہتی تہی کہ بدعت حسنہ اگر ہی تو بس قرون ثلثہ تک کا ایجاد درست لاکلام ہی اور بعد قرون کی ایجاد
بالکل ضلالت و حرام ہی مینی اسکا رد انوار ساطعہ مین کامل کیا اور بدلائل شرعیہ ثبوت دیا کہ ایجاد کر
اوس امر کا جو کہ خیر اور مستحسن ہی جائز ہی گو قرون ثلثہ کی کتنا ہی بعد ہی چنانچہ لکہا ہی مولف براہین

قاطعہ نے صفحہ ۲۹ سطر ۵ مین تسلیم کیا عبارت یہہ ہی جسکی جواز کی دلیل قرون ثلثہ مین ہو خواہ وہ جزئیہ بوجود خارجی
اون قرون مین ہوا یا نہوا اور خواہ اوسکی جنس کا وجود خارج مین ہوا ہو یا نہوا ہو وہ سنت ہی الی آخرہ پھر
صفحہ ۲۹ مین گیارہ سطر کی بعد لکہتی ہین پس یہہ تقلید شخصی کی دلیل قرون ثلثہ مین موجود ہی گو وجود خارجی اوسکا
کبہی ہوا اس سی ہم کو بحث نہین الی آخرہ پھر چار سطر کی بعد لکھا لہذا بالتعیین وجوب بغیرہ تقلید شخصی کا
بعد زمانہ قرون ثلثہ کی ہوا اگرچہ وجود شرعی اسکا قرون ثلثہ مین ثابت تھا الی آخرہ دیکھیے مولف براہین نے
اس مقام مین اقرار کر لیا کہ یہہ ضرور نہین جس امر کا وجود خارجی قرون ثلثہ مین نہوا ہو وہ منع ہووی بلکہ صرف
دلیل جواز کا وجود قرون ثلثہ مین پایا جانا کافی ہی جس امر کی دلیل کا وجود اون قرون مین پایا گیا پھر وہ
امر بوجود خارجی خواہ کبہی کسی زمانہ قریب یا بعید مین موجود ہو وہ سب سنت ہے اور صفحہ ۱۹۶ مین لکھا بدعت
حسنہ سنت ہی ہوتی ہی اوسکو بدعت باعتبار شیوع اور ظہور کی کہا جاتا ہی چنانچہ اوپر بہی یہہ عبارت نقل
ہو چکی ہین وہ جو بعضی ناواقف منکرین جہگڑا کرتی ہین کہ محفل مولد شریف نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منعقد
فرمائی نہ کسی صحابی نی نہ کسی تابعی نی نہ تابعین کی اتباع نی بنا بر علیہہ یہہ محفل بدعت سیئہ ہی سو یہہ دعوی اور
دلیل اور سب اوس قال و قیل اونکی تقریر براہین قاطعہ سی بالکل رد ہوگئی اسلئی کہ اس محفل کا موجود بوجود خارجی ہونا
اون قرون مین کچھ ضرور نہین دلیل جواز کا پایا جانا اون قرون مین کافی ہی باقی رہی یہ بات کہ کوئی تہوڑی
سمجھ کا آدمی دلیل کی معنی یہ نہ سمجھی کہ اگر اوس فعل خاص کا تمام صراحتہ اور اوسکی کل کیفیات کا بیان بعینہ تفصیلا
قرون ثلثہ مین ہوگا تب وہ فعل بعد قرون جائز ہوگا ورنہ ناجائز ہوگا خوب یاد رکہو کہ یہ ہرگز مراد نہین اسکا تصفیہ
بہی مولف براہین قاطعہ نی کر دیا ہی اسلئی کہ انوار ساطعہ مین یہہ مضمون لکھا گیا ہی کہ تعمیر مدرسہ کو بہی تم بدعت
حسنہ یعنی الملحق بالسنتہ اور سنت حکمیہ مانتی ہو پھر ایسی ہی محفل مولد شریف اور فاتحہ اموات بہی ہی اگر یہہ امور
اوسوقت مین بہیئت کذائیہ ثابت نہین تو تعمیر مدرسہ بہی بہیئت و صفت کذائیہ مروجہ حال قرون ثلثہ سی
ثابت نہین اسکا جواب براہین قاطعہ صفحہ ۱۹۵ سطر ۳ مین یہہ دیا ہی مثال تعمیر مدرسہ کی محض کم فہمی ہی صفہ کہ
جسپر اصحاب صفہ طالب علم دین و فقرا مہاجرین رہتی تہی مدرسہ ہی تو تہا نام کا فرق ہی لہذا اصل سنت تو ہی
ہان تبدل ہیئت مکان کی ہوگئی الی آخرہ اب ہم براہین صاحب براہین قاطعہ کلمال کہولتی ہین جو واضح ہو کہ

صفہ ایک سایہ دار مکان تھا مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین اور اصل وسکی یہہ تھی کہ تحویل قبلہ سے پہلے مسجد شریف
کی جانب شمالی قبلہ تھا جب تحویل قبلہ کا حکم ہوا تو قبلہ اوسی کی دیوار قایم رکھی تاکہ یہان فقیر مسکین یعنی جنکا
گھر بار کچھ نہین ہے ماکرین کرے فی جذب القلوب عن الذہبی اور منتخب اللغات مین ہی جمعی از غریبان اہل
اسلام کہ خانہ نداشتند در موضعی از مسجد کہ بالائش پوشیدہ بود منزل گذرانیدند اور صحیح بخاری مین ہی کہ جب
صدقات کہین سے آتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کو بھیجدیتے اور مشکوۃ کی باب فضل الفقرا
مین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہی کہ مینے ستر اصحاب صفہ دیکھی کسیکی پاس چادر اوپر اوڑہنے کو نتھا
ایک ایک کپڑا تھا کسیکی پاس فقط لنگی باندہنی کو تہ بند تھا اور کسیکی پاس اوپر اوڑہنی کو کملی تھی جسکو گلے مین باندہ لیتی تھی کسی
کی آدہی پنڈلی تک وہ کملی یا تہ بند پہنچتا تھا اور کسیکے ٹخنون تک وہ لوگ اپنے کپڑونکو سجدہ وغیرہ کی حالت مین
سمیٹا کرتی ہتی کہ مبادا مقام ستر عورت کھلجائی اور دوسری کو نظر آئی انتہی اور کام اونکا یہ تھا جو
قران شریف مین ہی یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ یہہ آیۃ کریمہ دو جگہہ ہی سورہ انعام مین اور سورہ
کہف مین لکھا قتادہ مفسر نے یہ آیت اصحاب صفہ مین نازل ہوئی وہ ایک نماز پڑہ کی بیٹھی رہتی کہ اب دوسری
نماز پڑہینگے اس صورت مین یدعون ربہم کے معنی یہ ہوی کہ نماز پڑہتے ہین اور یہ معنی حضرت ابن عباس
اور مجاہد سے بھی روایت ہین اور بعضی مفسرین نے یہ کہا کہ یدعون ربہم سے یہ مراد ہی کہ دعا کرتی ہین خدا سے
اور یاد کرتے ہین اوسکو یہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہی کذا فی التفسیر الکبیر والمعالم اور شاہ
ولی اللہ صاحب نے بھی یہ معنی اخیر اختیار کیے ہین سورہ انعام مین ترجمہ آئیہ کریمہ مرقومۃ الصدر فرماتی ہین
مناجات می کنند پروردگار خویش را بامداد و مساء طلبند روی او را انتہی اور شاہ عبد القادر لکھتے ہین
پکارتے ہین اپنے رب کو صبح و شام چاہتے ہین اوسکا موںھ انتہی او صبح شام سے مراد دوام ہے یعنی
وہ لوگ صدا مناجات الٰہی مین رہتی ہین اللہ کو پکارتے ہین اب مدرسہ کا مسئلہ معلوم کرنا چاہیے کہ سب علما فی
زماننا تعمیر مدرسہ کو جائز فرماتی ہین کسینے اپنی اصطلاح کے موافق سنت حکمیہ اور ملحق بالسنۃ کہا اور کسینے بدعت
حسنہ قرار دیا صفہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسکی نظیر اور دلیل ٹھہراتے ہین اب اصحاب انصاف
وعدل خیال فرماوین کہ اصحاب صفہ کی حقیقت اور اشتغال اور طلباء مدرسہ کی کیفیت اور مقصود و افعال مین کیا کیا

کچہ تباین ہی اور اسیطرح بناء صفہ اور تعمیر مدرسہ مین حقیقۃً وصفتہً ووضعاً کسقدر تخالف ہی کسی چیز مین اشتراک
نہین نہ نام نہ تعمیر مکان مین نہ کیفیت اشتغال اصحاب مکان مین بجز ایک بات کی کہ صفہ بھی ایک مکان تہا
جسمین مسلمان طالب دین رہتی تھی مدرسہ بھی ایک مکان ہے جسمین مسلمان طالب دین رہتی ہین یہ ایک علت جامعہ مشترک
دونون مین دیکھکر تمام علماء موافق ومخالف مدرسہ کو جایز رکھتی ہین چنانچہ اسی مبنی اور علت پر مولف براہین اور
انکی مرشد اور مفرط نی تعمیر مدرسہ کا جواز مسلم رکھا پس ثابت ہوگیا کہ امر خیر نو ایجاد کی جواز واستحسان کی
لئے اتنی دلیل کافی ہے جیسے آجکل کی ہیئت وکیفیت مدارس کی جواز کے لئے وجود صفہ دلیل کافی سمجھی گئی
گو تبدیل ہیئت بدرجہ کمال ہی جب قاعدہ یہ عمدہ اس تشریح وتوضیح سے خود صاحب براہین قاطعہ نی تسلیم کرلیا ہے اب ہمکو
انکی کتاب کی رد وجواب کی حاجت کیا ہے ہماری انوار ساطعہ مین مقصود اصلی ومطلب اہم دو امر مین محفل
سید الکاینات علیہ افضل الصلوٰۃ وفاتحہ اموات سو یہ دونون مسئلہ تقریر مولف براہین سے ثابت ہوگئی ہم کہتے ہین
فاتحہ اموات بطور رسم وچہلم وغیرہ ایصال ثواب ہی تو ہے اور محفل مولد شریف روایت معجزات ہی تو ہے گو ہیئت بدل
گئی اور نام بدل گیا جسطرح مدرسہ باقرار مولف براہین قاطعہ صفہ ہی تو ہے گو ہیئت بدل گئی ہے اور نام بدلگیا نادان لوگ
ہیئت کذائیہ ہی مین ہمیشہ خرافشی فضول کیا کرتے تھی مولف براہین نے تبدیل ہیئت ونام صفہ ومدرسہ
تسلیم کرکے ہمکو نوع ہذا کی مجادلین سے نجات بخشی کہ تبدل ہیئت سابقہ اور لحوق ہیئت کذائیہ لاحقہ قابل
نزاع نہین بناء علیہ ہم کہتے ہین کہ فی الحقیقت براہین قاطعہ بنظر غور کچہ ہماری مخالف نہین بلکہ عین موافق
مدعا ہے اور ہم نے جن اصول ودلائل ونظائر کو اثبات دعاوی انوار ساطعہ مین جابجا قایم کیا ہے اہل نظر بتامل
ملاحظہ فرماوینگے کہ ہر دلیل ہماری دلیل صفہ سے کہین بلند واعلیٰ ہے معلوم رہی کہ جس مقام پر نام اس براہین
قاطعہ کا کتاب ہذا مین آویگا تمیز اور فصل کی لئے لفظ براہین قاطعہ گنگوہی بباعث چہپوانی اور شایع کرانی
جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی لکہا جاویگا اسلئے کہ ایک رسالہ اور بھی مسمی بہ براہین قاطعہ جسکا
جواب دلائل ساطعہ قاطعہ براہین قاطعہ ہے لمعہ رابعہ مین ذکر ہے علماء ومشایخ مسلم الثبوت ومفتیان فتوی
انکار کیا۔ واضح ہو کہ ان فتاوی کی جسقدر مفتی ہین وہ معتقد ہین ان دو عالمون کی یعنی مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی
اور مولوی اسحٰق صاحب دہلوی کی پس بعضون کو ان صاحبون کی خاندان مین واسطہ در واسطہ رابطہ شاگردی

حاصل ہی اور بعضون کو مریدی طالبی اور بعضون کو محض تقلید و پیروی پس مولوی اسمعیل صاحب کا خاندان
طریقت یہہ ہی کہ وہ مرید ہین سید احمد صاحب کی اور وہ شاہ عبد العزیز صاحب کی اور وہ شاہ ولی اللہ صاحب کی اور
مولوی اسحق صاحب علم حدیث مین شاگرد ہین شاہ عبد العزیز صاحب کی اور وہ شاہ ولی الله صاحب کی اور شاہ ولی الله
صاحب کا سلسلہ اوپر کو اسطرح چلتا ہی خاندان مجددیہ مین کہ وہ مرید ہین اپنی باپ شاہ عبد الرحیم صاحب کی اور وہ سید
عبد الله سی اور وہ سید آدم بنوری سی اور وہ امام ربانی مجدد الف ثانی سی الخ اور دوسرا سلسلہ اپنا
شاہ ولی الله صاحب نے کتاب انتباہ مین یہہ لکھا ہی کہ اس فقیر نے علم حدیث لیا اور خرقہ تصوف پہنا اور خلافت
پائی شیخ ابو طاہر سی اور اونہون نی شیخ احمد قشاشی سی اور اونہون نی شیخ احمد شناوی سے اور اونہون نے
اپنی باپ علی ابن عبد القدوس سے اور اونہون نے شیخ عبد الوہاب شعراوی سی اور اونہون نے شیخ جلال الدین
سیوطی سی اور اونہون نے شیخ کمال الدین امام کاملیہ سی اور اونہون نے شیخ الاسلام ابو الخیر ابن الجزری شیخ القراء
والمحدثین سی الی آخرہ الحاصل یہ بزرگواران مندرجہ سلاسل مذکور مقتدا اور پیشوا ہین مفتیان فتوی انکاری
کی اور نقل کیا ہمنی ان اسماکو اونکی مسلم الثبوت کتب مشائخ مثل انتباہ و قول الجمیل وغیرہ سی اور یہ اسلئی کہ ہم جو قول
یا دلیل پیدا کرینگی تو وہ یا خود ان بزرگوارونکی تصانیف مین ہوگی یا ان بزرگوارون کی مسلم الثبوت کتابون مین
مذکور مسئلہ میں اثبات ہی بدعت حسنہ کا واضح ہو کہ یہ مسئلہ ایک اصل عظیم ہی اصول دین متین سے
جب یہہ ثابت ہوگیا تو جان لو کہ اکثر مسائل متنازعہ فیہا طی ہو گئی بنا بر علیہم اولاً اسی مین گفتگو کرتی ہین
بحول الله و قوتہ القویہ ای طالبان حق بیدار دل ہو کر سنو کہ بدعت حسنہ مین چند اقوال ہین قول
اول یہہ ہی کہ جو امر قرون ثلثہ یعنی صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین کی زمانہ مین ایجاد ہوا وہ سنت ہی
اور جو بعد انکی ہو وہ بدعت ہی اور ہر بدعت ضلالت ہی یہ مولوی اسمعیل صاحب کی مقلدونکا قول ہی جو ہمارا
معارضات مین پیش کرتی ہین اور قید نظر کی جو رسالہ تذکیر الاخوان مین مولوی اسمعیل صاحب کی لکھی ہی اوسکو
یہہ کہتی ہین کہ اسی رسالہ مین دوسری مقام پر لکھا ہی کہ نظر کا سمجھنا کام مجتہد کا ہی پس جو کام از روی نظر و
مثل ایجاد ہو گا وہ بہی انہی مجتہدین مطلق کی وقت مین اگر ایجاد ہوگا تو جایز ہوگا ورنہ ناجایز ہوگا چنانچہ
اسی بنا پر مفتیان فتوی انکاری مولود و فاتحہ کو بدعت ٹھیراتی عبارتین اونکی المہاوی مین نقل ہوچکین کہ انعقاد محفل

میلاد و قیام قرون ثلثہ سی ثابت نہین ہوا پس یہہ بدعت ہی فتوی انکاری ثانی صنہ علی ہذا القیاس سوم و
فاتحہ بر طعام کہ قرون ثلثہ مین پائی نہین گئی فتوی ثانی انکاری صنہ اور مولوی اسحق صاحب کی ماتہ مسائل
سوال پانزدہم مین ہی ہمچنان در مولود ہم اختلاف است زیرا کہ در قرون ثلثہ کہ مشہود لہم بالخیر است این امر
معمول نبود بعد قرون ثلثہ این امر حادث شدہ بنا برین علمای در جواز و عدم جواز آن مختلف شدہ اند
انتہی پس عبارت سی یہی ظاہر ہی کہ جو علما مولد شریف کو منع کرتی ہین وہ بباعث نہونی عین اس امر کی اون
قرون مین منع کرتی ہین نہ بباعث نہ پائی جانی نظر کی اور تحقیق الحق صفحہ ۳۰ مین تفہیم المسائل و قرۃ العینین
سی نقل کیا ہی جو چیز بعد ان تینون قرن کی ایجاد ہوئی وہ بدعت سیئہ سراسر ظلمت اور موجب ضلالت ہے
نصاب الفقہ مین ہی ہر انچہ بدعت حسنہ مجتہدان قرار دادہ اند ہمان صحیح است اگر درین زمان چیزی
را بدعت حسنہ قرار دہند خلاف ست زیرا کہ مصطفی گوید کل بدعۃ ضلالۃ انتہی یہہ مضمون مانعین کی چند
رسائل مین موجود ہی الحاصل یہہ لوگ تذکیر الاخوان کی مطلب سی طرف راجع کرتی ہین کہ مجتہدین اربعہ تک جو کچہ ہو گیا
سو ہو گیا آگی سب بدعت ضلالت ہی اور راقم الحروف کی نزدیک معنی عبارت تذکیر الاخوان کی وہ ہین جو مباحث
مولد شریف کی لمعہ رابعہ مین لکھی جاوینگی لیکن اس مقام پر اوسمین گفتگو کیجاتی ہی جو اونکی مقلدین کا قرار داد ہے فی زماننا
اور بعض صاحب اس فریق کی یہ بات ہی زبان پر لاتی ہین کہ بدعت حسنہ کوئی چیز نہین جو چیز بدعت ہوئی اوسمین حسن
کہان یہ بات رسالہ فتوحیہ وغیرہ مین مندرج ہی **دوسرا قول** یہہ ہی کہ جو چیز بعد صحابہ اور تابعین کے
نکالی جاوے وہ بدعت ہے اور نا مشروع یہہ ماتہ مسائل کی سوال چہل و ہشتم مین لکھا ہی امریکہ منقول نباشد از
حضرت صحابہ و تابعین غیر مشروع ہست الی آخرہ اور تمامی مسئلہ ہذا مین لکھا ہی عدم نقل از حضرت صحابہ و
تابعین دلالت بر بدعت و کراہت فعل مے کند الی آخرہ قول اول مین تبع تابعین تک کی بات سنت معلوم ہوتی ہی
اس قول مین فقط تابعین تک کا قول مستند ہی **تیسرا قول** یہہ ہی کہ صحابہ کا فعل تو سنت مین داخل ہی
لیکن صحابہ کی بعد جو قول فعل حادث ہو وہ بدعت ہی اور ضلالت ہی چنانچہ جلد اول مکتوبات مجددیہ کی
مکتوب یکسو چہیاسی مین ہی صفحہ ۱۹۶ ہر چہ در دین محدث و مبتدع گشتہ کہ در زمان خیر البشر و خلفاء راشدین نبود
علیہ و علیہم الصلوات و التسلیمات اگرچہ آن چیز در روشنی مثل فلق صبح بود این ضعیف را با جمعی کہ با او ہستند

گرفتار عمل آن محدث مگر دانا داور اسی مکتوب کے اخیر مین لکھا ہی فعلیکم بالاقتصار علی متابعہ سنتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والاکتفاء علی اقتداء اصحابہ الکرام اب دیکھو اس کلام سے اگر استدلال کیا جایگا تو قول و فعل تابعی کا بہی نامستند اور واجب الاجتناب ہوگا قول چوتھا یہ ہی کہ تابعین تو تابعین ہین خود صحابہ کا کچہہ اعتبار نہین ہے اونکی باتون کو بھی بدعت کہتی ہین ان علماء کے نزدیک بدعت کے یہ معنی ہین البدعتہ مالم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہر حضرت کی بعد اگر صحابہ بھی ایجاد کرین اون علماء کے نزدیک وہ بدعت ضلالت ہے غیر مقلدون کا آپ عمل ہی کہ وہ خلفاء راشدین کے فعل کو بھی بدعت اور ناجائز کہتی ہین اور جب اون سے کہا جاتا ہی کہ حضرت سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا ہی لازم پکڑو سنت میری اور سنت خلفاء راشدین کی تو اس کا جواب یہ دیتے ہین مسک الختام شرح بلوغ المرام مین یہ ہی کہ نہین مراد سنت خلفاء راشدین سے مگر ایسا طریقہ اونکا کہ موافق طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو اور معلوم ہی قواعد شریعت سے کہ کسی خلیفہ راشد کو نہین پہنچتا کہ کوئی طریقہ سوائے اوس طریقہ کے کہ اوس پر حضرت نہی مشروع کرے انتہی ملخصا اور کتاب مفاتیح الاسرار التراویح مین ہی کہ مراد سنت الخلفاء سے وہی سنت اونکی ہے جسمین وہ موافق اور متبع سنت نبوی ہین نہ وہ کہ جسکی وہ خود موجد ہین الی آخرہ پس ان بزرگوارون کے نزدیک تو صحابہ کرام بھی کہ بعض امور اوہنون نے زائد کئی مین بدعتی ٹھیرتے ہین نعوذ باللہ منہا چنانچہ مصابیح التراویح مین صفحہ ۱۴۰ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم لکھتے ہین کہ منکرین گیارہ رکعت کو سنت جانتی ہین اور بیس کو بدعت اب طالبان حق غور سے سنین یہہ چارون اقوال جو بیان کئی گئی سب اقوال شاذہ مختلفہ بعض علما کی ہین چوتھی قول کو تیسرا رد کرتا ہی اور تیسرے کو دوسرا اور دوسرے کو اول اب قول اول جو ہمارے معاصرین پیش کیا کرتی ہین اور زیادہ تر اسیکو مستند ٹھیراتے ہین اوسمین جو خلل ہی یہ عاجز بیان کرتا ہی واضح ہو کہ متقدمین و متاخرین مین کسینے سنت کی یہ تعریف نہین لکھی کہ سنت وہ شئی ہی جو قرون ثلثہ مین پائی جاوے یا یہ کہ جو کچہہ قرون ثلثہ مین حادث ہو وہ سب سنت ہی اور نہ کسینے حدیث سے یا قول صحابہ یا تابعین و تبع تابعین سے یہ بات صراحتہً ثابت کی ہم نے بارہا اس مذہب والون کو مہلت دی کہ چھہ چھہ برس دو برس مین کسی کتاب سے خود یا اپنے مددگارون سے تلاش کر اگر ایسی حدیث معتبر ہم کو دو جس مین خاص یہ الفاظ ہون کہ قرون ثلثہ کی بعد جو بات نکلی گی وہ بدعت ہوگی اور جو عین قرون ثلثہ مین ایجاد ہوگی وہ سنت ہوگی ادہر حدیث نہ ملی تو خاص یہی الفاظ صحابہ یا تبع تابعین کی

زبانی ارشاد فرمائی ہوئی ہمکو دکھاؤ معتبر اسنادسی معتمد علیہ کتاب سے اسواسطے کہ جب تمہاری نزدیک اعتماد و استناد
قرون ثلثہ ہی پر حصر ہوگیا چنانچہ براہین قاطعہ گنگوہی مین اسکی تصریح ہی عبارت یہ ہے ط۲ سطر۲ یہ ضرور اور واجب ہے
کہ تمہید قواعد جواز و عدم جواز کی محدود بزمان ہے بعد قرون ثلثہ کے جو کوئی قاعدہ تجویز ہو وہ ہر حال مردود ہوگا
انتہی کلامہ اسواسطے تو ہم اس قاعدہ کا بھی خاص قرون ثلثہ ہی سی ثبوت مانگتے ہین کہ کس طبقہ مین طبقات مذکورہ
سی یہ قاعدہ جاری کیا گیا اور اگر بعد مین یہ قاعدہ ایجاد ہوا یا اوسی دورہ مین ہو لیکن اسپر نکیر بھی واقع ہوئی
تو یہ قاعدہ بموجب قرارداد تمہاری بدعت سیئہ ہوا جاتا ہے اور تم مصداق من احدث فی امرنا ما لیس منہ فہو رد
کی ٹھہرتی ہو الغرض بارہا مطالبہ دلیل کیا گیا لیکن کوئی نہ لاسکا یہانتک کہ مولف براہین قاطعہ بھی اہتمام پر
جوش خروش ظاہری دکھاکر حرف مدعا مین خموش ہوگئی اور کہین اپنی نئی پرانی کتاب سے سند حسب شرائط
مطلوبہ نہ لاسکے اور لاوین کہان سے سب کے سب فقط ایک حدیث پڑھتے ہین خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم
ثم الذین یلونہم اور حال اس استدلال کا یہ ہے اولا خود حضرت عمران بن حصین صحابی رضی اللہ عنہ اس حدیث کی راوی شک
بیان فرماتی ہین کہ رسول اللہ علیہ وسلم نی اپنی قرن کی بعد دو قرن بیان فرمائی ہین یا تین صحیح مسلم مین
ہی قال عمران فلا ادری اقال رسول اللہ علیہ وسلم بعد قرنہ قرنین او ثلثا اسیطرح بخاری مین بھی ہی اور
مسلم مین عبد اللہ ابن مسعود سے بھی یہ حدیث روایت کی ہی اوسمین بھی شک ہی قال ثم الذین یلونہم ثم الذین
یلونہم فلا ادری فی الثالثۃ او فی الرابعۃ قال ثم تخلف بعدہم الحدیث اور ابوہریرہ سے بھی یہ روایت ہی
اوسمین بھی شک ہی قال ابو ہریرۃ فلا ادری مرتین او ثلثا اور سوای بخاری و مسلم کی دیگر محدثین ہی شک
بیان کر رہی ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی اپنے قرن کے بعد دو قرون بیان فرمائی یا تین جب آخر بعد
تین قرن بیان فرمانی کا شک ہی تو چار قرن کا احتمال بہت صحیح روایتون سے پیدا ہو گیا چاہئے چار قرن تک
کی بات اس فرقہ کی نزدیک سنت ہو پھر بعد قرون اربعہ جو پیدا ہووی تو وہ بدعت ضلالہ و سیئہ ہو لیس
قرون ثلثہ کا قاعدہ بروایات صحیحہ مشکوک ٹھہرا ثانیا یہ کہ اس حدیث مین لفظ قرن واقع ہوا ہی اور یہ بہت
معانی مین مشترک ہے قرن سید القوم کو بھی کہتے ہین کذا فی القاموس اور بعضون نے کہا قرن زمانہ ہی مطلق اور
بعضون نی کہا مقید ہے پھر ان مین بھی اختلاف ہے دس برس یا چالیس یا ستر یا سو یا ایکسو بیس شرح مسلم مین ہے

قال الحسن وغیرہ القرن عشر سنین وقتادہ سبعون والنخعی اربعون وزرارۃ بن ابی اوفی مأۃ وعشرون وعبد الملک بن
عمیر مأۃ وقال ابن الاعرابی ہو الوقت انتہی اور بعضون نے کہا کہ زمانہ نہیں بلکہ اہل زمانہ مراد ہین قرن ایک طبقہ
کی آدمیون کو کہتی ہین القرن کل امۃ ہلکت فلم یبق منہا احد اس تقریر پر بعضون نے کہا کہ حدیث مین قرنی سی
مراد اصحاب ہین الذین یلونہم سی اونکی اولاد دوسری الذین یلونہم سی اولاد کی اولاد اور کہا بعضون نے کہ اول
وہ جنہون نے آپکا جمال باکمال دیکھا پہر جنہنی اونکو دیکھا پہر جنہنے اونکو دیکھا اور کہا بعضون نے اس لفظ سے کہ اول
صحابہ ہین دوسری تابعی ہین تیسری تبع تابعی ہین یہ سب اقوال شرح مسلم مین موجود ہین پس لفظ قرن مشترک
ٹہرا معانی کثیرہ مین اور لفظ مشترک بعضین فائدہ دیتا قطع اور یقین کو اور حکم اوسکا توقف ہی کما تقرر فی علم الاصول
ثالثا یہ کہ لفظ مشترک مین تامل وتفکر کرکی جو معانی متعددہ ہیں کسی ایک معنی کو بقرائن ودلائل ترجیح دیکر
واسطے عمل کی لیلیا کرتی ہین سو اوسکا یہی حال مختلف ہی کوئی کسیکو ترجیح دیتا ہی کوئی کسیکو مولوی
عبد الجبار اور امداد علی جیسا اپنی رسائل مین عینی شرح بخاری سی نقل کرتی ہین ہذا انما کان فی زمن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم والخلفاء الراشدین الی انقضاء القرون الثلثۃ وہی تسعون سنۃ واما بعد فقد تغیرت
الاحوال وکثرت البدع الی آخرہ اس سی معلوم ہوا کہ جب سن نود ۹۰ ہجری پر نوبت پہونچی قرون ثلثہ
تمام ہوچکی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مطبوعہ بریلی کی صـ۷۵ مین لکہتے ہین واما ایتنا
بہ علی خلافتہم من حدیث القرون الثلثۃ فقد اخرج احمد عن ابراہیم عن عبیدہ عن عبد اللہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یاتی بعد ذلک قوم تسبق
شہادتہم ایمانہم وایمانہم شہادتہم و بنای این استدلال بر توجیہ صحیح ست کہ اکثر احادیث شاہد
آن ست قرن اول از زمان ہجرت آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم تا زمان وفات وی صلی اللہ علیہ
وسلم وقرن ثانی از ابتدای خلافت حضرت صدیق تا وفات حضرت فاروق رضی اللہ عنہما وقرن
ثالث قرن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہر قرنی قریب بہ دوازدہ سال بودہ است انتہی اور مجمع
البحار صـ[illegible] جلد سوم مین وفات عثمان رضی اللہ عنہ کو لکہا ہی وقتل لثمانی عشر من ذی الحجۃ السنۃ خمس و
ثلثین پس موافق تقریر شاہ ولی اللہ صاحب کی سنہ پنتیس ۳۵ ہجری تک انقضاء قرون ثلثہ ہوگیا اور

جناب مولینا احمد علی صاحب محدث مرحوم سہارنپوری فرماتی تہی کہ یہ یعنی خیر القرون کی نہایت موزون
اور چسپان ہین اسلام کی شوکت جبہی تک خوب رہی پہر خانہ جنگی شروع ہو گئی اور خیریت قرون ثلثہ کی
جو تہی گم ہو گئی اور تکملہ مجمع البحار صفحہ ۱۲۲ مین ہی و قد ظہر ان مدۃ ما بین البعثۃ الی اخر من مات من
الصحابۃ مائۃ وعشرون سنۃ بالتقریب ان اعتبرت وفاتہ کان مائۃ واما قرن التابعین فان اعتبر من
سنۃ مائۃ کان نحو سبعین واما من بعدہم فان اعتبر من سنۃ مائۃ کان نحو خمسین فظہر ان مدۃ القرن تختلف
باعتبار اعمار اہل کل زمان و اتفق ان اخر اتباع التابعین من عاش الی عشرین و مائتین الی آخرہ
اس روایت سی معلوم ہوا کہ قرون ثلثہ کی مدت دو سو بیس ۲۲۰ کی بعد تمام ہوئی اب دیکہئے قول اول
کی موافق تو یہ چاہئی کہ جن چیزون کو مجتہدین بدعت حسنہ قرار دیکر بقیاس و اجتہاد جائز فرما چکی ہین وہ
ہی سب بدعت ضلالت اور سیئہ ٹہرین کیونکہ مجتہدین اربعہ کا افتا و اجتہاد بعد نوے سال کی شائع
ہوا ہی پہلی اور قول ثانی کی موافق خود صحابہ رضوان اللہ علیہم کی باتین بعد عہد عثمان رضی اللہ عنہ کی
بدعت ٹہرتی ہین اور موافق قول ثالث کی اکثر مذاہب مبتدعین کی مثل روافض و خوارج و مرجیہ و
قدریہ و معتزلہ سب سنت مین داخل ہوئی جاتی ہین کیونکہ یہہ مذاہب سال دو سو بیس ۲۲۰ سی پہلی پہلی سب ایجاد
ہو چکی اور ان لوگونکی نزدیک جو چیز قرون ثلثہ کی اندر ایجاد ہو وہ سنت ہی تو یہ سب مبتدعین مذکورہ
کی بدعتین سنت ہوئین اور یہ جو بعض آدمی ان اعتراضات سے بچنے کی لئی قید لگاتی ہین کہ جو چیز قرون
ثلثہ مین بلا نکیر رائج ہوئی ہو وہ سنت ہی اور جسپر انکار رہا ہو وہ بدعت ہی سو جواب اسکا یہہ ہے کہ
اس فقرہ کی سند ہی ہم قرون ثلثہ سے طلب کرتی ہین حدیث صحیح یا جماعت صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین
سی دلیل گذارو کسنی یہہ فقرہ روایت کیا ہی لیس ولا تمہارا یہہ فقرہ ہی ایک فقرہ ہی بالکل غیر مستند
و غیر مسلم ہی ثانیا اگر تم اسکو مان لوگی تو تمہاری بہت چیزین جنکو تمہاری پیشوا اور مقتدا و عظیمین
محدثین استعمال کر رہی ہین بدعت ضلالت سیئہ منظلمہ ہو جاوینگی ابہی سنئے دو چار باتین لکہی
جاتی ہین شرح بخاری مین ہی کہ جو چیزین جدید اور محدث ہین او نمین سی ایک جمع کرنا احادیث کا
ہی کتاب مین پہر تفسیر کرنا قران کا پہر جمع کرنا مسائل فقہ کا پہر جمع کرنا اون چیزون کا جو اعمال قلوب سے

متعلق ہین پس انکار کیا اول بات پر عمر اور ابو موسی اور ایک جماعت نے رضی اللہ تعالی عنہم اور اکثر
نے اجازت دی اور اسکی امداد اس دوسری بات پر انکار کیا ایک جماعت تابعین شعبی وغیرہ نے اور اس
تیسری بات پر انکار کیا امام احمد نے اور ایک جماعت نے الی آخرہ اب قرآن شریف کی کتابت مین
اختلاف دیکھیے احیاء العلوم وغیرہ مین ہی حضرت حسن بصری اور ابن سیرین انکار کرتے تھے کہ قرآن شریف
مین خمس و عشر نہ لکھی جائین اور شعبی اور ابراہیم مکروہ جانتے تھے زیر و زبر لکھنے کو اور ہدایہ وغیرہ مین ہے
کہ ہمارے ائمہ متقدمین سب مکروہ جانتے تھے زیر و زبر لکھنے کو اور شرح بخاری مین بسند صحیح ثابت کیا ہے
کہ انکار فرماتے تھے حضرت عبد اللہ ابن مسعود کہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس قرآن مین
نہ لکھی جائین اور یہہ بھی روایت ہی کہ وہ جہان لکھی دیکھتے تھے چھیل دیتے تھے ان دونو سورتون کو اور
کتب فقہ حنفیہ مین ہی کہ جائز نہین فرماتے تھے حضرت امام اعظم اور ابو یوسف اور محمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
قرآن اور حدیث اور فقہ کی پڑھائی کو اور اجرت امامت اور وعظ اور اذان کو اور جسوقت
مدرسہ معین ہوا انکار کیا اکثر علماء نے کشف الظنون مین ہی کہ جب علماء ماوراء النہر کو خبر پہنچی
کہ بغداد مین مدرسے قایم ہوئے بہت غمگین ہوئے کہ اب تک برابر طالب آخرت خالصاً للہ پڑھتے
پڑھاتے تھے بنا علیہ ان مین بعض افراد کاملین نکل آتے تھے اب اجرت قرار پائی تو علماء طالب الدنیا ہونگے
اور مواہب وغیرہ مین ہی کہ ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا انہون نے

الاذان الاول یوم الجمعۃ بدعۃ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین وہی اذان تھی جو خطیب
کے آگے کہی جاتی ہی اب جو قبل اسکی یہی اذان ہوتی ہی اسکو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بدعت فرمایا اور
تفسیر عزیزی پارہ الم مین ہی کہ قرآن شریف کا بیچ کرنا برا جانتے تھے اور انکار کرتے تھے اسپر ابراہیم
نخعی اور اعمش و ابی موسی اشعری و حسن بصری و سعید بن مسیب و عبد اللہ ابن عمر اور امیر المومنین
عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین الحاصل کہان تک شمار کرون صحابہ و تابعین کے اختلافات کثیر کو اگر یہہ
قاعدہ ٹھہرا ہوا یاردق کا صحیح ہووی تو تمام روی زمین پر کوئی آدمی سنی نہ نکلے ایک نہ ایک بدعت
مین ضرور گرفتار ہوگا کیونکہ وہ باتین بہت کم ہین کہ جنپر کسیکا انکار نہوا ہو اور چند باتین جو ہمنے اوپر لکھی ہین

ایک قسم مین داخل ہین ہو اور بہت باتین ہین لباس و طعام و نکاح و بنای مسجد و فروش معاملات مین کہ
جن پر انکار ہوا ہی اور اونکو اب منکرین بلا انکار استعمال کر رہی ہین اور یہہ قاعدہ یاد رکہو کہ منکرین
اسبات کو مان چکی ہین کہ ایک آدمی کا انکار بہی حجیت اجماع کو توڑ دیتا ہی پہر منکرین میلاد دکہا دین اپنی
عبادات و معاملات مین سوای فرایض متفق علیہا کی کرکون کون بات انکی اجماعی ہی کہ جسمین ایک کا بہی
انکار نہوا ہو قرون ثلثہ مین پس واضح ہو کہ اس فقرہ اور اس قاعدہ کی ماننی مین تمام اہل اسلام کی عقاید و
اعمال درہم برہم ہوی جاتی ہین رابعاً اگر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث
سی یہ قاعدہ سمجہہ جاتی تو ہرگز تین قرون تک کسیکی احداث پر انکار نفرماتی حالانکہ صحابہ نی اپنی زمانہ مین
بہت احداثات پر انکار فرمایا ہی اس حدیث خیر القرون کی راوی حضرت عبد اللہ ابن مسعود ہی ہین کما فی
الصحیحین دیکہو اونہون نی جہر سی ایک جماعت فی کر اللہ کرنیوالونکو دہمکایا اور اونکی فعل کو بدعت قرار دیا کتب
فقہ و حدیث مین یہہ روایت مذکور ہی حالانکہ وہ لوگ اونکی ہم عصر تہی یا صحابہ تہی یا تابعین اگر فعل
اونکا اس حدیث کی موافق سنت ہوتا تو اس حدیث کی راوی عبد اللہ صحابی کیون اونکو منع فرماتی
خامساً صحابہ اور تابعین اس حدیث کی یہہ معنی کسطرح سمجہتی وہ کلام کا مغز سمجہنے والی تہی کوئی
قاعدہ استدلال کا اس حدیث شریف سی نہین بن پڑتا اسلئی کہ مراد شارع سمجہنی کی لئی قواعد یہہ ٹہری
ہین کہ مدعا یا عبارت النص سے ثابت ہوگا یا اشارت یا دلالت یا اقتضا سی اور عبارت النص مین
ضروری یہہ بات کہ مدعا کی الفاظ ظاہر ہون اور کلام اوسی مدعا کی لئی واقع ہوا ہو منار مین ہے
واما الاستدلال بعبارۃ النص فہو العمل بظاہر ما سیق الکلام لہ ۔ اور یہان ظاہر ہی کہ دونون باتین
نمدار و حدیث مسلم مین ہی سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الناس خیر قال قرنی الحدیث یعنی حضرت
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچہا گیا تہا کہ آدمیونمین کونسی آدمی اچہی ہین آپ نی فرمایا میرا قرن الی آخرہ
معلوم ہوا کہ لوگون نی یہ نہین پوچہا تہا کہ کسکا ایجاد بدعت ہوگا اور کسکا سنت اور نہ حضرت نے اپنی
طرف سی اس قاعدہ کو یہان بیان فرمایا کم سی کم پڑہا آدمی بہی جان سکتا ہی کہ احکام و معانی
الفاظ سی پیدا ہوا کرتی ہین پہر اس حدیث مین بدعت اور سنت اور احداث کی الفاظ کہان ہین

لہذا یہ استدلال عبارت النص نہ ٹھہرا اور اقتضاء النص بھی نہیں اسلئے کہ اقتضا کی تعریف یہ ہے ہو تلویح
صحۃ [۱۲] ولالۃ اللفظ علی معنی خارج یتوقف علیہ صدقہ او صحتہ الی آخرہ کذا فی التلویح پس قرون ثلثہ کی
خیریت کی صدق وصحت کیواسطے کب لازم ہے یہ بات کہ اگر اونکا ایجاد سنت ہو جائے تب تو انکی
خیریت ثابت ہووی اور نہیں تو نہیں پس اقتضاء النص بھی نہو اب رہی دلالت اور اشارت اگر لفظ
خیر سے جو خیر القرون میں ہے یہ بات ثابت کرنا چاہیں تو یہ قاعدہ شرعی پیش کریں کہ اچھا آدمی جو کچھ
ایجاد و احداث کر دیا کرے اصول شرع کی موافق یا غیر موافق وہ سب خیر ہوتا ہے حالانکہ یہ بالاتفاق
غیر مسلم ہے چنانچہ چند وقائع قرون ثلثہ کی عنقریب قول پنجم بدعت میں ہم بیان کرینگے کہ وہ کسی کی
نزدیک معمول بہ نہیں پس واضح ہو گیا کہ وجوہ معرفت مراد شارع کی چاروں طرق یہاں نہیں چلتی اور
جہاں استدلال ان طرق سے غیر طرح پر ہو اوسکو نور الانوار میں لکھا ہے فہو من الاستدلالات الفاسدۃ
قطع نظر اسکی ہم کہتی ہیں کہ اگر لفظ خیر سے استدلال ہے کہ جب لوگ خیر ہیں تو ایجاد بھی اونکا خیر ہوگا اس
صورت میں ہم کہتی ہیں کہ بہت احادیث میں لفظ خیر واقع ہوا ہے مثلاً روایت ہے کہ ابو عبیدۃ بن الجراح
جو عشرہ مبشرہ میں صحابی جلیل القدر ہیں اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ احد
خیر منا اسلمنا وجاہدنا معک یعنی یا رسول اللہ کوئی ہم سے بھی اچھا ہوگا ہم اسلام لائے اور آپکی ساتھ ہو کر
ہمنے جہاد کیا آپنے جواب دیا نعم قوم یکونون من بعدکم یومنون بی ولم یرونی یعنی آپ نے فرمایا کہ ہاں
تم سے اچھے تمہاری بعد وہ لوگ ہونگے جو مجھ پر ایمان لاوینگے بغیر دیکھے یہ حدیث مشکوٰۃ میں ہے روایت
کیا اسکو احمد اور دارمی نے دیکھو اس میں لفظ خیر موجود ہے جسطرح خیر القرون میں پس چاہیے کہ بعد کی آدمیونکا
فعل انکا لا ہوا بھی سنت ہو بدعت میں داخل نہو اور ابی امامہ نے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے طوبی لمن رانی وطوبی سبع مرات لمن لم یرنی وآمن بی یعنی خوشحالی ہو جیو اوسکو جسنے مجھکو
دیکھا اور سات مرتبہ خوشحالی ہو جیو اوسکو جسنے مجھکو نہیں دیکھا اور ایمان لایا۔ یہ بھی مشکوٰۃ میں موجود ہے
اور حدیث میں وارد ہے مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ یعنی حال میری امت کا ویسا ہی
جیسا مینہ معلوم نہیں اول اوسکا خیر ہے یا آخر محدثین لکھتی ہیں کہ مراد حدیث سے یہ ہے کہ سب امت

میری خیر ہی جیسے عمدہ اول سی آخر تک اچھا ہوتا ہی پس ان احادیث کی سبب چاہیی آخر امت کا
ایجاد بہی سنت ہو جسطرح خیر القرون کا ایجاد سنت کہتی ہو اور اگر فضیلت سے خیریت کلی مراد رکہو گی نہ
جزئی تو خیریت کلی صحابہ کو سب تابعین اور تبع تابعین پہ ہے چاہیے کہ بس وہ قرن مابعد کا جو کہ مفضول
ہین ایجاد جائز نہو اور اگر عام مراد لیتی ہو کہ خیریت خواہ کلی ہو خواہ جزئی تو خیریت جزئی مین وہ سب
افراد شامل ہین جنکی نسبت احادیث مین لفظ خیر وقع ہوا ہی چاہیی کہ اونکا ایجاد بہی درست ہو
واضح ہو یہانتک کلام تہا اونکی جملہ اولی مین کہ جو امر قرون ثلثہ مین ہوگا وہ سنت ہے ایسا ہم شرع
کرتی ہین دوسری جملہ مین کہ جو چیز بعد قرون ثلثہ پیدا ہوگی وہ سب بدعت اور ضلالت ہوگی ہم کہتی
ہین یہ بات ہی بالکل بی اصل ہی اولاً اسلئی کہ یہ حدیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابواب شہادت
مین روایت کرتی ہین عمران ابن حصین سے خیرکم قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ان بعدکم قوم
یخونون ولا یؤتمنون ویشہدون ولا یستشہدون وینذرون ولا یفون ویظہر فیہم السمن
دوسری روایت عبد اللہ ابن مسعود سی ہی اوسمین ثم الذین یلونہم کی بعد یہ ہی ثم یجئی اقوام تسبق
شہادۃ احدہم یمینہ ویمینہ شہادتہ یہ دونون روایتین بخاری کی باب فضائل اصحاب مین ہی
ہین اور صحیح مسلم مین بعد ثم الذین یلونہم کے ہی ثم یجئی قوم تسبق شہادۃ احدہم یمینہ ویمینہ شہادتہ
اور دوسری روایت مسلم کی یہ ہی ثم یخلف بعدہم خلف تسبق شہادۃ احدہم یمینہ ویمینہ شہادتہ اور
تیسری روایت مین ہی ثم یخلف قوم یحبون السمانۃ یشہدون قبل ان یستشہدوا اور چوتھی مین ہے
ثم یکون بعدہم قوم یشہدون ولا یستشہدون یخونون ولا یؤتمنون وینذرون ولا یفون ویظہر
فیہم السمن اور نسائی کی باب الوفاء بالنذر مین ہی اسیطرح ہی اور ابوداود کی باب فضائل مین ہے
ثم یظہر قوم الی آخرہ ویفشو فیہم السمن ہی اور ترمذی کی فضائل مین یہ الفاظ ہین ثم یاتی قوم بعد ذلک
تسبق ایمانہم شہاداتہم او شہاداتہم ایمانہم اور ابن ماجہ کی ابواب شہادات مین ہی ثم یجئی قوم تبدر
شہادۃ احدہم یمینہ ویمینہ شہادتہ اور دوسری روایت اوسکی یہ ہی ثم یفشو الکذب حتی یشہد الرجل
ولا یستشہد ویحلف ولا یستحلف یہ چہون کتابون مشہورہ بصحاح ستہ کی روایتین ہین خلاصہ

مضمون ان سب روایات کا یہ ہی کہ اون قرون خیر کی بعد ایسے لوگ پیدا ہو جاوینگے کہ گواہی دینی
بڑی حریص ہونگی کچھہ پروا نکرینگی کبھی قسم سی پہلی گواہی کبھی گواہی سی پہلی قسم کہا وینگے اور اپنا
بدن موٹا بنا رکہنا پسند کرینگی اور خیانت کرینگی اور کوئی اونکو امانت دار نجانیگا عہد کرینگے
اور پورا نہ کرینگی اور ظاہر ہوگا جہوٹ یہان تک کہ آدمی گواہی دیگا اور کوئی اوس سے گواہی
طلب نکریگا اور قسم کہا ئیگا اور کوئی قسم کہانیکو نہ کہیگا دیکھیے ان روایتون مین کسی جگہہ
بدعت اور احداث کا ذکر نہین پہہ کسطرح سمجہہ مین آتی کہ ان لوگون کا قاعدہ تو ایسا بڑا کلیہ
جامع و مانع کہ جسکی سبب اہل اسلام مین پہوٹ اور خانہ جنگی اور تفسیق اور تضلیل و سب و شتم
و غیبت و کینہ و فساد باہم قایم رکہا ہی ہر شخص نکلی و ہی نی لفظ بدعت و احداث اس حدیث
روایت کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نی جو کہ دانا ہی لغت اور مبین حکم شریعت تہی اور جا بجا
بدعات کی لیے لفظ کل بدعۃ و کل محدثۃ و من احدث فی امرنا و من ابتدع بدعۃ ضلالۃ وغیرہ الفاظ
ظاہرہ منصوصہ فرمائی تہی آپ حدیث مین لفظ صریح منصوص نفرمایا اگر یہ ایسا زبردست قاعدہ
مابہ الامتیاز فاصل بین السنۃ والبدعۃ اور ماہیت سنت اور بدعت کا معرف شارح ہوتا تو
آپ یا رواۃ صحابہ کوئی تو صراحۃً نام احداث و بدعت کا بیان فرما دیتا تعجب ہے کہ یہان
اسکا نام بہی نہین اوران حضرات نی وہم مجازی ثانیاً اگر لفظ کذب سے استدلال کرین اگرچہ
ایک روایت مین واقع ہوا ہی اور بہت کثرت سی روایتین ایسی ہین صحیح وغیرہ کی کہ اون مین
لفظ کذب واقع نہین ہوا جیسا کہ نقل روایات اور بعد نقلین تنبیہات و سکا یہ ہی کہ ہر محاورہ دان
جانتا ہی کہ کذب کی معنی جہوٹ ہین اور بدعت کی معنی نئے بات
پہر کجا جہوٹ بولنا اور کجا نئی بات العجب مولوی عبد الجبار صاحب فرماتی ہین کہ بدعت
بدعتی موجب ثواب جانتی ہین پس یہ کذب ہوا الخ دیکھیے یہ کیسی بڑی جہالت ہی کہ صحابہ رضوان اللہ
علیہم سے لیکر شاہ عبد العزیز صاحب و مولوی اسحق صاحب تک فقہا و محدثین لوگ بدعت حسنہ کو مسلم کہتے
آئے چنانچہ عنقریب نقل کیا جائیگا پہر یہ سب معاذ اللہ اس قول کی موافق کذب کی فاعل ہو کر انکی

نزدیک کذاب ٹھہرے جو بدعت کو حسن و مستحسن اونھون نی قرار دیا کہیں فرمایا نعمت البدعۃ ھذہ اور
کہیں فرمایا بدعت حسنۃ اور کہیں فرمایا من البدعۃ ما یکون واجبا و منہا ما یکون مستحبا و مستحسنا اور براہین
قاطعہ گنگوہی کی عبارت اسمقام مین یہ ہی صفحہ ۳ (بدعت بھی جہوٹ مین داخل ہی کذب عام ہی اور
بدعت خاص ایک فرد کذب کی ہی) مین کہتا ہون کہ اس قول پر بھی وہ اعتراض سابق بحال رہا کہ
صحابہ سی لیکر آجتک کے علمای مجوزین بدعت حسنہ کذب مین داخل ہی اور سا ایک تیشہ دوسرا اپنی پانون مین
بیخبری سی مار لیا یعنی آپ نی عام خاص کا لفظ جما کر یہ چاہا کہ حدیث مین یفشوا الکذب و یظہر الکذب کے
معنی یہ ہوجاوین کہ یظہر البدعۃ حالانکہ اسمین بالکل اپنی ہاتھہ قلم کرچکی یعنی جب کذب کو عام مان لیا
تو وجود عام مستلزم وجود خاص کو نہین ہوتا یہ کلیہ ہر عاقل کی نزدیک مسلم الثبوت ہی پس ظہور کذب سے
یہ لازم نہوا کہ خاص بدعت ہی مین ظاہر ہووی جائز ہی کہ کسی افراد خیانت و دروغ حلفی وغیرہ مین
ظاہر ہوجاوی اور مولف براہین بہی اس قاعدہ کو جانتا ہی عبارت اوسکی صفحہ ۵۵ سطر ۱۲ مین یہ ہے
(وجود عام کا بدون وجود خاص کی ہوسکتا ہی مثلاً حیوان بدون انسان کی اسکو ہر عاقل جانتا ہی) آگے
اب دیکھئی حضرت جی کی زبانی خود ثابت ہوگیا یعنی آپ صفحہ ۳ مین فرماتی ہین (کذب عام ہی اور
بدعت خاص) اور یہان یعنی صفحہ ۵۵ مین فرماتی ہین (وجود عام کا بدون وجود خاص کے ہوسکتا ہی)
پس یہ مطلب نکل آیا کہ وجود کذب کا بدون وجود بدعت کی ہوسکتا ہی یعنی ممکن ہے کہ بعد قرون ثلثہ کذب
شائع ہوا اور بدعت نہوا انہی کی زبانی انکا مدعا غلط ہوگیا یہ لوگ اوسوقت اپنی مطلب مین کامیاب
ہوسکتی تہی کہ کذب اور بدعت مین نسبت مساوات ترادف ثابت کرتی تو ثبوت کذب مستلزم بدعت
ہوجاتا و اذ لیس فلیس ثالثاً یہ کہ محدثون مین یہ ٹہرا ہوا ہی کہ بعض حدیثین شرح ہوتی ہین بعض حدیث
کی جس روایت مین لفظ کذب واقع ہوا ہی کہ پہر ظاہر ہوگا جہوٹ تو اوسکی وہ ہی شرح ہی جو صحیحین وغیرہ
کی حدیث مین گذری کہ وہ لوگ خیانت کرینگی بدعہدی کرینگی قسم کہانیکو تیار ہونگی بغیر قسم کہلای اور
گواہی کو تیار ہونگی بغیر گواہی لای اوسمین یہ نہین آیا کہ وہ نئی باتین دین مین نکالا کرینگی پس لازم ہوا
کہ جہوٹ سی بدعتی باتین مراد رکہین [illegible] بدعت رابعاً یہ کہ یہ لوگ اپنی اس دعوی پر کہ جو چیز بعد قرون ثلثہ

پیدا ہوگی وہ بدعت ضلالت ہوگی حدیث ہذا کو سند لاتی ہین تو اس صورت مین جسقدر بدعتین ہین حدیث مین
لفظ یظہر کی معنی ظہور وجودی کی ہونگی یعنی پہر تین قرن کے بعد جہوٹ پیدا ہوگا تو منشا اسکا یہ ہی کہ پہلی
اس سی نہو گا حال آنکہ بدعتون کا وجود انہین قرون مین ہوا ہی یعنی معتزلی اور قدریہ اور مرجیہ جو بدعتی
فرقی ہین قبل گذرنی قرون ثلثہ کی پیدا ہو گئی تہی پہر اگر کذب سی بدعت مراد رکہین اور یظہر اور یفشو سے
یوجد تو بڑا اعتراض یہہ پڑیگا کہ حدیث موافق واقع کی نہین ہو سکتی **خامساً** یہ کہ بعض علمانی لکہا ہے
کہ بعد قرون ثلثہ کی علم فلسفیہ یونانیون کا اہل اسلام مین رائج ہوا اوسکی پڑہنی سی اور اوسمین فکر کرنیسے
مسلمانون کی عقاید عقلی طور پر بدل گئی عقاید فلسفی لوگونکے بر خلاف اعتقاد سلف کی ٹہہر گئی اور معتزلی وغیرہ
بدعتون کو علم فلسفی سی طاقت پیدا ہوئی اور مبتدعین اور اہل سنت مین عقایدی مباحثے پہیل گئی پہلا
اگر کوئی لفظ حدیث سی کہ ثم یظہر الکذب ہی یہ مراد رکہی تو یہی صحیح ہو سکتا ہی کیونکہ مسائل فلسفی جہوٹے
ہین لیکن کہان فلسفی دلائل اور یونانیون کی مجادلات اور کہان محفل مولد شریف اور میت کی فاتحہ درود
کرنا بہلا فلسفیون کی مسائل کو ان اعمال سی کیا علاقہ اور وجود بدعات کا حصر اگرچہ عقاید فلسفی مین
نہین لیکن صدق حدیث کی لئی ان افراد مین وجود کذب پایا جانا بس کرتا ہی یہہ کہان سے لازم آیا کہ حدیث
شریف کی تصدیق پوری جبہی ہو کہ ہر فرد حادث بعد قرون کا بدعت اور ضلالت ہو جائے
سادساً جو مطلب یہہ لوگ ثابت کرتی ہین یہ مطلب اوسوقت ثابت ہوتا کہ حدیث کی لفظ یہ ہوتے
ثم لا یظہر الا الکذب یعنی بعد قرون ثلثہ نہین ظاہر ہوگا سوای جہوٹ کی یا یہ ہوتی کہ ثم کل شئی
یظہر یکون کذبا یعنی پہر جو کچہہ ظاہر ہوگا وہ سب جہوٹ ہی جہوٹ ہوگا لیکن یہ الفاظ تو حدیث مین
نہین نہ کوئی کلمہ مفید حصر ہی نہ مفید کلیت ہی تو معنی حدیث کی یہ ہوگی ثم یظہر الکذب یعنی پہر ظہور کذب
ہوگا پس ظہور کذب کی صدق کو بعض افراد محدثات مین کذب کا ہونا بہی کافی ہی یہ کیا ضرور ہے
کہ ہر چیز ظاہر ہووے وہ سب کذب ہی ہووی پس **اصل مطلب حدیث** یہ ہوا کہ سب
آدمیون مین اچہی میری قرن کی آدمی ہین پہر اونکی بعد والی اور بعد اونکے
فاش طور پر کذب ظاہر ہوگا یعنی جسطرح قرون ثلثہ مین خیریت غالب تہی اسطرح بعد کو کذب غالب ہوگا

لیکن غلبہ خیر کی معنی کوئی یہ نسمجھی کہ قرون اولی مین جو کچھہ ہوگا سب خیر ہوگا اسلئی کہ وہ تمام بدعتین قدر و ارجا و خروج
و رفض وغیرہ سب قرون ثلثہ ہی مین ہوئین اور اوقات خیر القرون مین ہوئیکی سبب انکو کوئی اہل سنت والجماعت
خیر نہین کہتا پھر اسیطرح مابعد قرون ثلثہ کی کذب کا حال اوسکی مقابل مین سمجھنا چاہئی کہ ظہور کذب بعد کی
معنی یہ نہین کہ جو کچھہ ظاہر ہوگا سب کذب ہوگا جسطرح یہ نہوا کہ جو چیز خیر القرون مین ایجاد ہو وہ سب خیر ہو اس
تقریر سی صاف ظاہر ہوگیا کہ بعضی چیزین بعد قرون ثلثہ کی جنکو عباد صالحین نکالینگے وہ درست اور
احسن ہونگی اور بعض باتین جو خلاف شرع ایجاد ہونگی وہ گمراہی کا سبب اور قبیح ہونگی جسطرح خود عین قرون ثلثہ کی
بعضی بدعتین نکلی ہوئین سب خراب اور ضلالت ہین قول جمہور اور مذہب منصور یہی ہی اور شیوع و
ظہور کذب مین یہ بھی ضرور نہین کہ شیوع بدعت ہی سے اوسکا تحقق ہو بلکہ اسطرح پر بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے
اگر خیانت کار ایک تہا اب لاکہون ہین دروغ حلف قرون اولی مین اگر دو چار ہونگی تو اب کروڑون
ہین اسیطرح اور گناہون کو قیاس کرلو کہ ہر ہر گناہ اب زیادتی پر ہے اور بدعتی لوگ جو قرون ثلثہ مین
حادث ہوگئی تہی اب وہ بہت زیادہ اضعافا مضاعفہ ہو کر پہیل گئی احادیث صحاح مذکورۃ الصدر کی
صدق کو یہ فشو و ظہور کافی ہی یہ کیا ضرور ہی کہ جب سب مستحسنات صلحای مابعد کو کذب مین داخل کرو
تب مضمون حدیث صحیح ہو حاشا وکلا انصاف شرط ہی واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم اور
براہین قاطعہ گنگوہی صفحہ ۳۲ و ۳۳ مین جو یہہ بات لکہی ہی کہ یہ چارون اقوال گذشتہ بیان بدعت مین
مع قول پنجم جو عنقریب آنیوالا ہی پانچون قول ایک ہین الی آخرہ یہہ ایک عجیب فسانہ ہی مرد دانا
خیال کرینگی انکی تیسری قول کو جو لوگون نی حضرت مجدد کی قول سی استدلال کیا ہی کہ جو چیز خلفای
راشدین کی وقت مین نہ تہی خدا ہمکو اوس بدعت مین گرفتار نکری کسطرح جمع ہو سکتا ہی دوسری اقوال
کی ساتہہ حالانکہ خود حضرت مجدد کی عبارت مکتوبات جلد ثانی مطبوعہ دہلی صفحہ ۳۸ مکتوب بست و سوم
مین اقوال باقیہ کی خلاف ہی وہ یہہ ہی گذشتگان در بدعت حسنی دیدہ باشند کہ بعض افراد انرا مستحسن
داشتہ اند اما این فقیر درین مسئلہ با ایشان موافقت ندارد و ہیچ فرد بدعت را حسنہ نمیداند دیکہئی وہ خود
اپنی منہہ سی فرماتی ہین کہ جو علما بدعت حسنہ کو مستحسن کہتے ہین مین موافق اونکی ساتہہ نہین پہر پانچون

قول کسطرح باہم موافق ہونگی پہر مکتوب مذکور مین بعد آٹھ سطر کی لکھتے ہین اینجا فتوی متقدمین و متاخرین
ہمسنگی نباید ساخت چہ ہر وقت را احکام علیحدہ است الی آخرہ دیکھیے یہان خود اپنی زبان سی تمام متقدمین
و متاخرین کا فتوی جواز بدعت حسنہ پر تسلیم فرما کر فرماتی ہین کہ اب وہ فتوی نہین چل سکتا ہر زمانہ کا حکم جدا
ہوتا ہی بہلا اگر جمیع مفتیان دین متقدمین و متاخرین کا قول حضرت مجدد کی موافق ہوتا تو یہ عذر اختلاف زمانہ
کا کیون پیش فرماتی نہین نہین بی انصافی کا کچہہ علاج نہین حق یہی ہی کہ پانچون قول جدا ہین ہر ایک عالم
نی اپنی نزدیک کچہہ مصلحت زمانی سمجہہ کر ایک قول اختیار کیا لیکن فتوی عام طور پر نہو گا سوای قول
جمہور علماء امت کی جو عنقریب آتا ہی اور بعض صاحبون کا یہ فرمانا کہ بدعت حسنہ کچہہ چیز نہین یہ دلائل
عقلیہ و نقلیہ کی بالکل مخالف ہی عقل کی مخالف اسلیئ ہی کہ دو مفہوم کلی یا دونو متساوی ہونگی جیسے انسان
اور ناطق یعنی جسکو ناطق کہینگے وہی انسان ہوگا جسکو انسان کہینگے وہی ناطق ہوگا یا وہ دونو مفہوم متباین
ہونگی جیسے انسان اور حجر جو چیز حجر ہوگی اوسکو انسان نہ کہینگے جو انسان ہوگا اوسکو حجر نہ کہینگے دونون
مین بالکل جدائی ہی یہ کچہہ اور ہی اور وہ کچہہ اور یا وہ دونون مفہوم عام خاص مطلق ہونگی جیسے حیوان
و انسان حیوان ہر جاندار کو کہہ سکینگے خواہ وہ انسان ہو یا گہوڑا یا ہاتہی یا اونٹ وغیرہ اور انسان
سوای آدمی کی کیسیکو نہین کہہ سکتی تو انسان خاص مطلق ہوا اور حیوان عام مطلق یا وہ دونون مفہوم
عام خاص من وجہ ہونگی جیسی کبوتر اور سفید رنگ اسمین تین مادی ہوتے ہین دو افتراق کی ایک اجتماع کا
اسطرح پر کہ مثلاً قلعی مین سفید رنگ موجود ہی لیکن کبوتر نہین اور سرخ کبوتر مین کبوتر موجود ہی لیکن رنگ سفید نہین
اور سفید رنگ کی کبوتر مین دونو موجود کبوتر بہی اور سفید رنگ بہی جب یہ معلوم ہوا تو حدیث رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم پڑہنی چاہیی آپنی ارشاد فرمایا ہی من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضاہا اللہ و رسولہ کان
علیہ من الاثم مثل آثام من عمل بہا لا ینقص ذلک من اوزارہم شیئاً واضح ہو کہ لفظ بدعۃ ضلالۃ مین ہمکو
اپنی اساتذہ سی روایت حدیث بصیغہ اضافت پہنچی ہی اسیطرح مولانا احمد علی صاحب محدث مرحوم سہارنپوری
نی اپنی مطبع کی کتابون یعنی مشکوۃ شریف مطبوعہ ۱۲۷۲ھ اور ترمذی شریف مطبوعہ ۱۲۹۳ھ مین ضبط
کیا ہی اور اسیطرح صاحب مجمع البحار نی تکملہ صفحہ ۱۶ مین لکہا ہی عبارت یہ ہی یروی بالاضافۃ و

وبجوز نصبہا علی النعت دیکھئے اگرچہ نعت کو بھی جائز رکھا لیکن اہل حدیث کی روایت کو بالاضافت ہے
لکھا جب یہ اضافت ان دونوں لفظوں یعنی بدعت اور ضلالت میں ثابت ہوگئی تو اب قاعدہ اضافت طے
کرنا چاہیے اگر یہ اضافت بدعۃ ضلالۃ میں بیانی ہے جسطرح فریق ثانی اکثر بیان کر رہے ہیں تو عین مدعا ہمارا
ثابت ہے اسلیے کہ اضافت بیانی میں عموم خصوص من وجہ ہوتا ہے قال المولی الجامی فی بیان الاضافہ
واما المعنی من البیانیۃ فی جنس المضاف الصادق علیہ وعلی غیرہ بشرط ان یکون المضاف ایضا صادقا
علی غیر المضاف الیہ فیکون بینہما عموم وخصوص من وجہ اور اوپر بیان ہوچکا کہ عموم خصوص من وجہ میں دو مادے
افتراق کی ہوتی ہیں ایک اجتماع کا پس مطلب یہ ہوا کہ کوئی شی ایسی ہوگی جو بدعت بھی ہو اور ضلالت
بھی جیسی مذہب جبریہ قدریہ وغیرہما مبتدعین کی اور کوئی چیز ایسی ہوگی کہ ضلالت ہوگی بدعت نہوگی
جیسے کفر وارتداد والعیاذ باللہ اور کوئی چیز ایسی ہوگی کہ بدعت ہوگی اور ضلالت نہوگی جیسے مدرسہ
اور محفل میلاد شریف اور اوضاع اذکار مشائخ کرام جو واسطے جلاء ہی قلب کی ایجاد کی گئی ایسی ہی چیزوں کا
نام بدعت حسنہ ہے تقریر دیگر بدعت اور ضلالت دو مفہوم کلی ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ دونوں باہم متباین
نہیں کیونکہ ضلالت محمول ہوتی ہے بدعت پر اور متساوی بھی نہیں کیونکہ شرک وکفر پر بھی اطلاق
ضلال جابجا قرآن مجید میں موجود ہے یشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا ومن یکفر باللہ وملئکتہ وکتبہ
ورسلہ والیوم الاخر فقد ضل ضلالا بعیدا یہاں شرک وکفر پر لفظ ضلال اطلاق فرمایا حالانکہ یہاں بدعت
نہیں کیونکہ حقیقت بدعت کی اور ہے اور کفر کی اور بدعت مقابل سنت ہے اور کفر مقابل ایمان کی اور
بدعت عام مطلق بھی نہیں ورنہ کلیہ کل بدعۃ ضلالۃ صحیح نہوگا جسطرح کل حیوان انسان صحیح نہیں اور خاص
مطلق بھی نہیں اسلیے کہ خاص مطلق کی اضافت عام مطلق کی طرف ممتنع ہے شرح جامی ومسالک بہیہ
وغیرہ کتب نحو میں یہ مسئلہ منصوص ہے یعنی جائز نہیں کہ کہا جاوے سبت الیوم وفقہ العلم بلکہ کہا جائیگا
یوم السبت وعلم الفقہ پس ہر ایک تقدیر پر بدعۃ ضلالۃ کی اضافت صحیح نہیں ٹھہرتی اب باقی رہگئی نسبت عام وخاص من وجہ اور اسمیں ضرور ہی
دو مادے ہونگے افتراق کی ایک مادہ اجتماع کا جیسا کہ تقریر اول میں ثابت کر چکے ہیں پس ایک بدعت وہ نکلیگی جو ضلالت نہیں ہے
ایسی بدعت اگر ضابطہ اباحت میں داخل ہوگی وہ مباح ہوگی اور اگر کلیہ استحباب میں شامل ہوگی مستحب ہوگی

اور اگر قاعدہ ایجاب کی ماتحت مندرج ہوگی وہ واجب ہوجائیگی انہی تین قسم کی بدعتون کو بدعت حسنہ کہتی ہین
کیونکہ واجب اور مستحب اور مباح وہی ہین جو خیر مین ہوسکتی ہین جنمین رنگ حسن موجود ہی انہی حسن کی سبب ایسی بدعتون
کو صفت حسنہ نصیب ہوئی اور وہ جو صاحب مجمع البحار نی لکہا کہ یجوز نصبہما علی النعت اس صورت مین
معنی حدیث کی یہ ہونگی کہ جسنی نکالی ایسی بدعت کہ ضلالت ہی الی آخرہ ہم کہتی ہین اسمین ہی بدعت حسنہ
کا ثبوت ہی اسلئی کہ نکرہ کو نکرہ کی ساتہہ صفت کرنی مین اصل قاعدہ ہی کہ وہ فائدہ دیتا ہی تخصیص کا پس صفت ضلالت
نی اپنی موصوف بدعت کو جو عام شامل ضلالت و ہدی کو تہا خاص کردیا اور تمیز دیدی بعض افراد کو
یعنی بدعت ضلالت کو بعض سے یعنی بدعت ہدی و حسنہ سی جیسی رجل عالم مین صفت عالم نی تمیز دیدی
رجل کو غیر عالم سے اور صورت نعت و صفت مین یہ معنی کرنی دو وجہہ سی ضروری ہوئی ایک تو یہ ہی کہ
اصل توصیف نکرہ میں یا عادۃ تخصیص ہونا نحو کا قاعدہ مطرد ہی دوسری یہ کہ صفت کی ساتہہ ترجمہ
مطابق ہوجائے ساتہہ روایت اضافت کی جو اہل حدیث مین شائع ہی پس جس طرح روایت اضافت
مین لفظ بدعت عام من وجہہ رہا تہا اسیطرح صفت و نعت مین بہی عام من وجہہ رہی یہہ تقریر اثبات
بدعت حسنہ مین اس عاجز کو اپنی بعض اساتذہ سی پہنچی ہی تغمدہم اللہ بغفرانہ اب شروع کرین ہم دوسری
تقریر یعنی بدعت حسنہ کو لاشی محض کرنا اور اوسکی وجود کا انکار کرنا مخالف نقل کی ہی وجہہ اوسکی یہ کہ
جب حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی عہد کرامت مہد مین کچہہ لحوق کیفیت نماز تراویح کو
بہ نسبت سابق زیادہ ہوا اوسکو اپنے پسند کیا اور فرمایا نعمت البدعۃ لفظ نعمت زبان عرب مین
افعال مدح سی ہی اس سی تعریف کیا کرتی ہین کسی شی کی پس آپنی اوس کیفیت زائدہ علی قدر
السابق کی تعریف فرمائی کہ اچہی ہی یہ نئی بات دیکہو حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ جنکی اقتدا کا
حکم بموجب روی حدیث ہی اونہون نے بدعت کو اچہا فرمایا معلوم ہوگیا کہ بدعت محمود بہی ہوتی ہی اور
ایسی ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ صلوۃ ضحی جیطرح اوسوقت لوگون کو پڑہتی دیکہا اور لوگون
نے اوسکا مسئلہ پوچہا آپنے یہ فرمایا انہا محدثۃ وانہا لمن احسن ما احدثوا پس محدث اور بدعت کو حسنہ کہنا
نص قول صحابی سی ثابت ہی اوس وقت سی اب تک باقتدای صحابہ کرام جمیع مجتہدین اعلام وائمہ

اسلام جمیع محدثات حسنہ کو جائز رکھتی اور بدعت حسنہ فرماتی چلی آئی چنانچہ نقول اقوال فقہا و محدثین عنقریب
آنیوالی ہین پس ثابت ہوگیا عقلاً و نقلاً ہر طرح کہ بدعت حسنہ کا وجود ثابت اور اطلاق بدعت حسنہ
درست اور صحیح ہی **پانچوان قول مذہب جمہور** واضح ہو کہ اکثر علماء اہل تحقیق کی نزدیک
سیئہ اور حسنہ ہونیکی بنیاد زمانہ پر منحصر نہین یعنی یہ بات نہین کہ جو کچھ خیر و شر زمانہ قرون ثلثہ مین ہوگیا
وہ سب سنت اور مقبول ہی اور بعد زمانہ قرون کی جو کچھ بھلا یا برا ہوا وہ سب برا ہی اور مردود ہے
ما قدمنا ایک ایک مثال پر اکتفا کرتا ہون قصہ اول حضرت امیر المومنین عمر اور حضرت عبد اللہ
رضی اللہ عنہما تیمم سے منع فرماتی تھی نہانی کی حاجت والی کو یہ حدیث صحیح مسلم مطبوعہ کی صفحہ ۱۶۱
مین ہی اب دیکھئے یہ حکم صحابی کا ہی اور صحابی بھی کیسے خلفای راشدین مین لیکن اس قول پر کسی نے
ائمہ مذاہب مین عمل نہین کیا دوسرا قصہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی تھی اونکا بیٹا یزید
تابعی تھا طبقہ وسطی تابعین ہین یعنی جس طبقہ مین حسن بصری اور ابن سیرین ہین یہ اوسی طبقہ
مین تھا کذا فی التقریب اس تابعی نی جو خیر القرون مین تھا دیکھو کیا کام سعادتمندی کا کیا کہ خدا
اسکو نصیب نکری کہ مظلمہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا اوسکی گردن پر ہے تیسرا قصہ یہ کہ حضرت حسن بصری
رحمۃ اللہ علیہ تابعی تھی اونکا شاگرد واصل ابن عطا تبع تابعین سے تھا وہ مذہب معتزلی کا موجد اور امام
اوستی یہہ مذہب نکالا کہ جو مسلمان گناہ کبیرہ کرتا ہی نہ اوسکو مومن کہنا چاہیے نہ کافر بلکہ یہ
ایک درجہ ہی درمیان دونون کی یہ بالکل مخالف اہل سنت و الجماعت کی اوسنی اعتقاد کیا
حق تعالی اپنی بندون کو دو قسم فرماتا ہی فمنکم کافر و منکم مومن قسم تیسری نہین فرمائی پس
جب واصل ابن عطا نی اپنا وہ عقیدہ بیان کیا تب اوسکی اعتقاد حضرت امام حسن بصری نی ارشاد فرمایا
اعتزل عنا یعنی ہم الگ ہوگیا ہمسے پس اوسی روز سی اوس فرقہ کا نام معتزلی ہوا وہ سخت عیبی
اور وہ اپنا نام کہتی ہین اصحاب العدل و التوحید کذا فی الشرح العقائد وغیرہ یہ تین قصہ قرون
کی بیان کی گئی اور ایسی بہت قصص ہین غرضکہ ان امثال سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ خواہ کوئی فعل ہو
یا اعتقاد اوسکا حسنہ اور سیئہ ہونا موقوف زمانہ پر نہین بلکہ اوسکا مدار مخالفت اور عدم مخالفت

شرع پر ہی اہی دعوی پر دو دلیل یعنی دو حدیث صحیح لکہی دیتا ہون حدیث اول
قال نبینا الآمر الناہی علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد
یہ صحیحین کی حدیث ہی یعنی جسنی نکالی ہماری اس دین مین وہ بات جو دین کی قسم سی نہین
یعنی کتاب اور سنت کی مخالف ہی وہ بات اوسکی رد ہی شارحین حدیث نی لفظ ما لیس منہ
کی شرح مین لکہا ہے فیہ اشارۃ الی ان احداث ما لا ینازع الکتاب والسنۃ لیس بمذموم اور
محدث دہلوی نی لکہا ہے لفظ ما لیس منہ کی شرح مین کہ مراد چیزی ست کہ مخالف و مغیر دین
باشد اور نواب قطب الدین خان صاحب نے ترجمہ مشکوۃ شریف مین لکہا ہی کہ لفظ ما لیس منہ مین اشارہ ہے
اسکی طرف کہ نکالنا اوس چیز کا کہ مخالف کتاب اور سنت کی نہو برا نہین انتہی یہ شروح عربی و فارسی
و اردو کی ایک ایک سطر بس کرتی ہی اور ان شارحین حدیث کو اسطرح معنی کرنی کی وجہ یہ ہی
ابو داود وغیرہ مین ہی من صنع امرا علی غیر امرنا فہو رد یعنے جسنے کیا کوئی کام ہماری کام سی غیر طریقہ پر
وہ رد ہی حضرت کا کام کتاب اور سنت ہی کتاب و سنت کی غیر وہی طریقہ ہوگا جو بالکل اسکی
مخالف اور اوسکا مغیر یعنی بدلدینی والا ہوگا الحاصل اس حدیث سی دو باتین ثابت ہوئین ایک
تو یہ کہ حضرت نی لفظ من ارشاد فرمایا یہ لفظ عربی مین عام ہے اسمین قید کسی قرن کی نہین
یعنی آپنی یون نہین فرمایا کہ جو کوئی نکالی نئی بات اول قرن مین دوسری مین تیسری مین یا
بالکل آخری زمانہ مین بلکہ عام فرمایا کہ جب کبہی کوئی نکالی وہ رد ہی دوسری بات یہ کہ
اوس نئی بات نکالی ہوی کا مردود ہونا موقوف ہی اس بات پر کہ مخالف ہو کتاب اور سنت کی
بس یہی ہمنی دعوی کیا تہا کہ حسنہ اور سیئہ ہونا امور محدثہ کا موقوف مخالفت اور عدم مخالفت
کتاب و سنت پر ہی نہ زمانہ پر اور یہہ مسئلہ اصول مین ٹہر چکا ہی کہ جب کوئی حکم کسی امر مقید پر
ہوتا ہی تو وہ حکم قید کی طرف راجع ہوتا ہی اس حدیث مین فہو رد حکم ہی یہ اصل احداث پر راجع
نہوگا بلکہ اوسکی قید جو ما لیس منہ ہے اوسکیطرف راجع ہوگا یعنی جو نئی بات مخالف اور تغیر دینی والی
دین کی ہو وہ رد ہی نہ یہ کہ جو کوئی بات عمدہ اور صالح اور رنگ اصول دین کی موافق نکالیجائے

وہ بھی رد ہی دیکھو اب قاعدۂ اصول کی موافق معنی کرنی سی اسی حدیث سی ثابت ہو گیا کہ بدعت
حسنہ یعنی اچھی بات کا ایجاد کرنا برا نہین ورنہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم احداث کو تقیید لفظ ما لیس
منہ کی ساتھ نفرماتی بلکہ یون فرما دیتی من احدث فی امرنا فہو رد کیا حاجت تھی لفظ ما لیس منہ،
بڑھانیکی اور شرح جوہر التوحید مین ہی ومن الجہلۃ من یجعل کل امر لم یکن فی زمن الصحابۃ
بدعۃ مذمومۃ وان لم یقم دلیل علی قبحہ تمسکا بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم ومحدثات الامور ولا یعلم
المراد بذلک ان یجعل فی الدین ما ہو لیس منہ انتہی اس تقریر سی جواب حاصل ہو گیا اون لوگون کا جو
حدیثین بغیر سمجھے بوجھے پڑھا کرتی ہین کہ شر الامور محدثاتہا اور پڑھا کرتی ہین وایاکم ومحدثات
الامور وکل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وجہ حصول جواب یہ ہی کہ حدیثین سب رسول
مقبول ہین صلی اللہ علیہ وسلم وہ باہم مخالف نہین ہو سکتین جب مقام مذمت مین آپ احداث کو
ما لیس منہ کی ساتھ مقید فرما چکی یعنی وہ محدث بات مردود ہی جو کسی غیر طریقہ اسلام پر ہو اور
مخالف ہو پس جسقدر حدیثین منع اور بدعت مین ہونگی وہ احداث اور بدعت مخالف اسلام
کی طرف راجع ہونگی نہ احداث خیر اور بدعت حسنہ کی طرف اور اس تقریر سے اوس حدیث کی
معنی بھی بلا تکلف صحیح ہو گئی ما احدث قوم بدعۃ الا رفع مثلہا من السنۃ اسلیے کہ جو بدعت مخالف
سنت ایجاد ہو گی ظاہر ہی کہ وہ سنت کو مٹا دیگی چنانچہ مولوی قطب الدین خان صاحبنے
بھی مظاہر الحق مین اس حدیث کی ترجمہ مین لکھا ہی نہین نکالی کسی قوم نی بدعت یعنی جو بدعت
کہ مزاحم سنت کی ہو دیکھیے اس حدیث مین بھی ان لوگون کی علما مستندین ہی خاص اوسی
بدعت کی برائی ثابت ہوئی جو مخالف سنت ہو باقی رہی حدیث تفترق امتی علی ثلث وسبعین
ملۃ کلہم فی النار الا واحدۃ قالو من ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی یعنی میری امت مین تہتر
فرقی ہونگی سب آگ مین جائینگی مگر ایک لوگون نی پوچھا وہ کونسا فرقہ ہی فرمایا جس ملت پر مین ہون
اور میری اصحاب سو مراد اس سی یہ نہین کہ کوئی عمل جزئیہ بخصوصہ اگر آپ نی یا اصحاب نی نہین کیا
تو اوسکا کرنیوالا فی النار ہوگا اسلیے کہ بالاتفاق ثابت ہی کہ مدرسہ نہ آپنی کیا نہ اصحابنے تو چاہیے

مدرسہ ہیئت کذائیہ کرنیوالا مستحق نار ہو معاذ اللہ بلکہ مراد یہ ہی کہ جو آپکی اور آپکی اصحاب کے اصول مین
اوسکی مخالف جو ہو گا وہ فی النار ہو گا اور احداث بدعت حسنہ مخالف اصول نہین بلکہ جناب رسالت
نی خود من سن سنۃ حسنۃ فرما کر ترغیب ایجاد اعمال حسنہ کی دی جیسا کہ آگی آویگا انشاء اللہ تعالی
اور اسیطرح اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین نے بہت امور خیر ایسی کہ زمان نبوت مین نہ تہی ایجاد فرمائی
اور اطلاق احداث حسن اور نعمت البدعۃ وغیرہ کا کیا پس جو لوگ مولد شریف یا فاتحہ ہیئت کذا
کرتی ہین وہ اس احداث حسن مین خاصی طرح مصداق ما انا علیہ واصحابی کی ہین کہ آپ اور آپکی
اصحاب نے احداث حسن کی اجازت دی اور ہم ہی اوہنی کی طریقہ پر قدم بقدم احداثات حسن
جایز رکہتی ہین فیاخی خذ ما اتیتک وکن من الشاکرین بعض مانعین کہتی ہین کہ مخالف
احداث کرنی سی مراد یہ ہی کہ جس کام کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی نہین کیا وہی کام مخالف سنت
اور بدعت اور مکروہ ہی اوسکو احداث نکرنا چاہی اور صحابہ نی جن امور پر انکار کیا ہی وہ سب
امور خیر تہی اونمین کوئی بات سوا اسکی نہ تہی کہ ہیئت اونکی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی نہین پائی
گئی مثلا عبد اللہ ابن مسعود نی ایک جماعت ذکر کرنی والون کو مسجد سی نکالدیا یہ ہیئت خاصہ
جدیدہ پر انکار تہا ورنہ اصل ذکر الہہ خود مامور بہ ہی اور حضرت علی نی قبل نماز عید نفل پڑہنی سے
منع فرمایا حالانکہ خود نماز منہی عنہ نہین حضرت عبد اللہ ابن عمر نی نماز چاشت کو جو اونکی شروط کی
موافق اونکو ثابت نہوئی تہی بدعت فرمایا اور اسیطرح قنوت جو اونکی نماز مین پڑہتی تہی اوسکو
بدعت فرمایا انتہی تو ہم مین کہتا ہون اگرچہ یہ تقریر موافق مشرب قائلین قول چہارم
کی ہی لیکن بعض آدمی اور ہی بیخبری سی یہ بات کہنی لگتی ہین جواب اسکا یہ ہی کہ جو امر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نی نہین کیا اوسکو مخالف سنت و مکروہ و بدعت کہنا صحیح نہین اصلی کہ جس سے
نص شارع ساکت ہو اوسکو مخالف شرع نہین کہتی دار قطنی نی ابی ثعلبہ سے روایت کی کہ فرمایا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ اللہ تعالی نی فرض فرمائین بعض چیزین اونکو ضائع مت کرو اور حرام
ٹہرائین بعض چیزین اونکی حرمت مت توڑو اور باندہی ہین حدین اون حدون سی آگی مت بڑہو

اور سکوت فرمایا بعض چیزون سے واسطے رحمت کے تمھارے نہ بطریق نسیان کے پس نہ کرید کرو بعض چیزون ہیچ دانستہ اونمین بحث مت کرو یہہ حدیث مشکوٰۃ کی باب الاعتصام
مین ہی اور حضرت ابن عباس نی ارشاد فرمایا کہ جو اللہ تعالی نی حلال کردیا وہ حلال ہی اور جو حرام
کردیا وہ حرام ہی اور جسمین سکوت فرمایا اور کچہہ بیان نہین کیا وہ معافی مین ہی یعنی اوسپر اللہ تعالی کی
طرف سی مواخذہ نہوگا یہہ مشکوٰۃ کی ما یحل اکلہ مین ہی ان احادیث سی علمانی ایک اصل عظیم پیدا کی ہی کہ
اصل اشیا مین اباحت ہی پس معلوم ہوا کہ جس چیز مین اللہ و رسول کی طرف سی سکوت ہوا وسکو مباح
جاننا چاہیئی نہ بدعت و مکروہ و حرام اور شاہ ولی اللہ صاحب کتاب مصفی شرح موطا تطوع قبل
عید مین لکھتی ہین مطبوعہ صفحہ ۱۷۸ کہ ماخذ دیگران استصحاب مشروعیت اصل صلوۃ است بنا فتن دلیلی کہ
دلالت کند بر منع زیرا کہ نکردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در خالت دلالت بر کراہت نمی نماید
ترک فعل خیر نزدیک حضور دواعی آن دلیل کراہت میتواند شد انتہی ایسی خاص شاہ ولی اللہ صاحب حنفی
ہو لکر فرمادیا کہ باوجود موجود ہونی دواعی کی بہی اگر کسی فعل خیر کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کرین
پہر دلیل کراہت کی نہین ہو سکتی انتہی اور وہ جو علماء حنفیہ بعد طلوع فجر نوافل مین کراہت ثابت
کرتی ہین اوسمین علت اور ہی وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پر بہت حریص ہی جعلت
قرۃ عینی فی الصلوٰۃ اور اوقات مین یہ بات دیکھی کہ نماز بعض اوقات مین جائز اور بعض
مین نہین بنا علیہ علمانی باوجود اس حرص کی پھر ابدا کبھی نہ پڑہنا نوافل کا اسوقت مین وجہ کراہت
اسوقت کی ٹہرائی الحاصل یہ بات علی العموم صحیح نہین کہ جو فعل خیر آپنی نکیا وہ بدعت اور مخالف
سنت ہوتا ہی حق الامر یہہ ہی کہ مخالف سنت بدعت وہی امر ہوگا جو امر و نہی شارع کی خلاف
ہوگا اسطرح کا امر جو کوئی احداث کریگا وہ داخل ارشاد من احدث فی امرنا ما لیس منہ فہو رد ہوگا
اور وہ فعل مکروہ و بدعت و ضلالت کہلائیگا امام حجۃ الاسلام غزالی ادب سماع احیاء العلوم جلد دوم
صفحہ ۱۷۲ مین فرماتی ہین وقول القائل ان ذلک بدعۃ لم یکن فی الصحابۃ فلیس کل ما یحکم باباحتہ
منقولا عن الصحابۃ رضی اللہ عنہم انما المحذور بدعۃ تراغم سنتہ ماموراً بہا ولم ینقل النہی عن شیء من ہذا
واضح ہو کہ اس مقام مین حجۃ الاسلام نی بیان فرمایا ہی کہ جب صبح فی حالت وجد صادق مین کھڑا ہو جاوے

تولازم ہی کہ جماعت اوسکی موافقت مین کہڑی ہوجای اور اسیطرح اگر یہہ عادت جاری ہوجای کہ صاحب
وجد کا عمامہ اوترجای تو سب عمامہ اپنا الگ کردیں وسکا کپڑا بدن سی الگ ہوجائے تو لوگ بہی وہ کپڑے
اپنی بدن سے ڈالدیں وسکی موافقت مین سو یہ باتین البتہ حقوق صحبت اور حسن معاشرت مین داخل ہین اور اگر
کوئی یہ کہی کہ یہ تو بدعت ہے صحابہ سی منقول نہین ہم کہینگے بہتیری مباح باتین صحابہ سی منقول نہین
اندیشہ اوسی بدعت کا ہی جو مٹادی کسی سنت ماموربہا کو اور نقل نہین کی گئی کسی چیز کی ہی
ان اشیاء مذکورہ سی نہی واسطے ممانعت کی انتہی اب دوسرا مقام اسی جلد احیاء العلوم صفحہ ۱۲
مین ملاحظہ فرمایئے اما مجرد السواد فلبس بمکروہ ولکنہ لیس بمحبوب اذا حب الثیاب الی اللہ تعالی
البیض و من قال انہ مکروہ و بدعۃ اراد بہ انہ لم یکن معہودا فی العصر الاول ولکن اذا لم یرد فیہ نہی
فلا ینبغی ان یسمی بدعۃ ومکروہا ولکنہ ترک للاحب فرمایا امام غزالی حجۃ الاسلام نی کہ فقط سیاہ
لباس پہننا مکروہ نہین لیکن محبوب بہی نہین اسلیے کہ محبوب اللہ تعالی کی نزدیک سفید لباس ہے
اور جسنی یہ کہا کہ مکروہ اور بدعت ہی مراد اوسکی یہ ہی کہ عصر اول مین اوسکا دستور نہ تہا لیکن جبکہ
اسمین نہی شارع سی وارد نہین تو اسکو بدعت مکروہ نکہنا چاہئی ہان ترک احب ہے یعنی اسواسطے کہ
احب الی اللہ تعالی سفید لباس ہوتا ہی دونون مقام کی تقریرین حضرت حجۃ الاسلام کی صاف
بیان کررہی ہین کہ صدر اول مین دستور نہونا یا منقول نہونا سبب بدعت و کراہت کا نہین ہوسکتا
جبتک صریح نہی شارع ناطق نہو پس جمیع اہل اسلام کو جاننا چاہئی کہ حدیث من احدث فی امرنا
ذیل مین جو شارحین حدیث لکہہ رہی ہین کہ نکالنا اوس چیز کا جو مخالف کتاب و سنت کی نہو
برا نہین اوسکی صاف یہی معنی ہین کہ جس چیز کی نہی کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ مین موجود نہین
اوسکا نکالنا برا نہین اور جسکی نہی موجود ہی وہ ایجاد او راحداث مردود ہی اور وہ نظیرین
صحابہ کی جنکو معاندین پیش کرتی ہین اونمین یہ ہی بات ہی کہ صحابہ نی اپنی نزدیک انکو مقابل
نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمجہا تہا مثلاً حضرت عبداللہ ابن مسعود کا انکار فرمانا اوسکی
روایتین دو طرح پر ہین ایک اسطرح اخرج الطبرانی بسندہ عن قیس بن حازم قال ذکر لابن مسعود

قاص مجلس باللیل والقول للناس قولوا کذا الحدیث ہے غرض اس آیت مین لفظ قاص ہی یعنی ایک آدمی
قصہ گو رات کی وقت قصہ کہنی بیٹھتا تھا اور درمیان قصہ گوئی کی لوگون کو کہتا جاتا تھا کہ ایسا
ہوا ایسا کہو یہ خبر عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو پہنچی آپ وہان تشریف لیگئی اور اونکو دہمکایا
تمنی یہ بدعت نکالی ہی واضح ہو کہ یہ انکار کرنا عروض ہیئت جدید کی سبب تھا بلکہ وہ اوسکا
مجمع کرنا قصہ گوئی کی واسطی یہ خلاف شرع تھا گو ذکر الہی بہی کبہی کبہی درمیان مین ہوتا ہو اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصہ گویون کو جو بی اصل قصہ بیان کرتی ہتی مسجد سی نکالدیا کرتی ہتی
چنانچہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ آداب تذکیر قول الجمیل مین بیان فرماتی ہین ولا یذکر القصص المجازفہ
فان الصحابۃ انکروا علی ذلک اشد الانکار واخرجوا ولئک من المساجد وضربوہم اور انصاب الاحتساب
مین ہی والقصص عندہم بدعۃ وکانوا یخرجون القصاص من الجامع اور حضرت پیران پیر غنیۃ الطالبین
مین فرماتی ہین وکان ابن عمر وغیرہ من الصحابۃ رضی اللہ عنہم یخرجون القصاص من المجلس ان قرائن سے
صحیح طور پر معلوم ہوتا ہی کہ وہ قاص ایسا ہی قصہ گو تہا اور اگر وہ مرد واعظ حقانی ہوتا اور وعظ کرتی کرتی
لوگون سی درمیان مین ذکر الہی کراتا جاتا وہ ہرگز منع نہ تہا فاضیخان مین ہی العالم اذا قال
فی المجلس صلوا علی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فانہ یثاب علی ذلک کذا الغازی اذا قال کبروا یثاب علیہ
اور دوسری روایت اسطرح پر ہی کہ وہ لوگ ذکر اللہ جہراً کرتی ہتی اسلئی اونکو نکالدیا سو
اسکی وجہ بہی وہی ہی کہ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ذکر جہر کو مخالف شرع سمجھتی تہی جیسا کہ کتب فقہ
مین روایت آتی ہی اور مانعین جہر قرآن کی آیت سند گذارتی ہین ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ
اور حدیث کتاب الجہاد بخاری کی جو ابو موسی اشعری سی روایت ہی پیش کرتی ہین کہ وہان
صحابہ بلند آواز سی لا الہ الا اللہ اللہ اکبر کہتی تہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی ارشاد فرمایا اربعوا علی انفسکم
انکم لا تدعون اصم ولا غائبا انہ معکم انہ سمیع قریب یعنی نرمی کرو اپنی جانون پر تم کسی بہری اور غائب کو
نہین پکارتی وہ تمہاری ساتھ ہی وہ سنتا ہی پاس ہی اس سی بعض صحابہ سمجھ گئی کہ ذکر جہر منع ہے
اسی بنا پر حضرت عبد اللہ ابن مسعود نی ان لوگون کو منع فرمایا چنانچہ حموی مین ہے فی فتاوی

القاضی الجهر بالذکر حرام وقد صح عن ابن مسعود انہ سمع قوما اجتمعوا فی مسجد یہللون و یصلون علیہ الصلوٰة
والسلام جہراً فراح الیہم وقال ما عہدنا ذلک علی عہدہ علیہ الصلوٰة والسلام وما اریکم الا مبتدعین
فما زال یذکر ذلک حتی اخرجہم من المسجد ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود نے
اون لوگون کو فقط احداث ہیئت جدید کی نے نہین بلکہ یہ سمجھکر نکالا تہا کہ یہ ذکر جہر کرنا انکا نہی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالف ہی اور یہ ہی ہم کہتی ہین کہ جو احداث مخالف امر و شارع کی ہو
وہ منع ہی اور جو مخالف نہین وہ منع نہین چنانچہ یہ ہی ذکر جہر جن لوگون کی نزدیک مخالف نہین وہ
سب جائز کہتی ہین عمدۃ الفقہاء والمحدثین جناب مولینا شیخ محمد صاحب تہانوی جن سے مولوی رشید احمد
صاحب گنگوہی نے بہی حدیث پڑہی ہی اپنی رسالہ دلائل الاذکار مطبوعہ دہلی صفحہ ۷۹ مین فرماتی ہین
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یجہر مع الصحابۃ رضوان اللہ علیہم اجمعین بالاذکار والتہلیل والتسبیح بعد الصلوٰة
انتہی اور حاشیہ شامی در مختار مین ہے اجمع العلماء سلفاً وخلفاً علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیرہا الا ان
یشوش جہرہم علی نائم او مصل او قاری انتہی اس سے معلوم ہوا کہ استحباب ذکر جہر بجماعت ذاکرین اجماع
علما ہی یہ علماء حدیث بخاری کی بہی کو فرماتی ہین کہ وہ موقع جہاد تہا وہان کفار سے اپنا حال اخفا کرنا
منظور تھا اسلئی جہر کو آپنے منع فرمایا تہا نہ اسلئی کہ جہر منع ہی اور اسیطرح آیت مین بہی ایک نکتہ بیان
فرماتی ہین **دوسرا اذکار** حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے کہ آپ نے قبل نماز عید نماز پڑہنے سے
ایک شخص کو منع فرمایا واضح ہو کہ یہ منع فرمانا فقط اسی باعث سے نہ تھا کہ نماز اسوقت مین آپ سے
منقول نہین ہی اور جب منقول نہین تو بدعت ٹہری جیسا کہ فریق ثانی مغالطہ مین پڑا ہے بلکہ
منع فرمانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک دلیل ہی جسپر علماء حنفیہ کا عمل ہی یعنی صریح نہی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم موجود ہی شرح مجمع مین ہی روی انہ علیہ السلام قال لا صلوٰة فی العیدین قبل الامام بس
یہ ہی ہمارا دعوی ہی کہ احداث اوس شی کا منع ہی جو امر و نہی شارع کی مخالف ہو جن لوگون کو نہی
شارع پہنچ گئی اونہون نے صلوٰة عید سے قبل تنفل کو منع کیا جنکو نہ پہنچی اونہون نے فقط عدم فعل حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی سبب سے منع کا ندیا اور یہ کہا کر ترک فعل خیر نزدیک ظہور دواعی آن دلیل کراہت

ہمیشہ خواندند شد جیسا کہ مصفی شرح موطا سی اوپر منقول ہوچکا تیسرا انکار حضرت عبد اللہ ابن عمر کا ہی
نماز چاشت پر سو یہ انکار مانعین کو مفید نہیں سلیے کہ وہ اسکو بدعت حسنہ فرماتی تہی مواہب لدنیہ اور
شرح مواہب صفحہ ۱۳ خاتم المحدثین زرقانی مین روایت ہے شعبی سے سمعت ابن عمر یقول ما ابتدع
المسلمون افضل من صلوٰۃ الضحی وروی ابن ابی شیبہ باسناد صحیح عن الحکم بن عبد اللہ بن اسحق بن الاعرج
قال سالت ابن عمر عن صلوٰۃ الضحی فقال بدعۃ ونعمت البدعۃ وروی عبد الرزاق باسناد صحیح عن سالم عن
ابیہ قال لقد قتل عثمان وما احد یسبحہا وما احدث الناس شیئا احب الی منہا وروی سعید ابن منصور عن مجاہد عن
ابن عمر انہا محدثۃ وانہا لمن احسن ما احدثوا اور یہ روایت اخیر سعید بن منصور کی فتح الباری وغیرہ
شروح بخاری مین بہی موجود ہی پس مسایل بدعت حسنہ ثابت کرنیوالونکا ثابت اور رد کرنیوالونکا
رد ہو گیا اور بعض علمانی یہہ خیال کیا ہی کہ اصل نماز پر اونکا انکار نہ تہا کیونکہ وہ تو اونکی نزدیک بدعت
حسنہ افضل وحسن کام تہا او سپر انکار کسطرح فرماتی بلکہ اگر اونہون نے انکار کیا ہی تو اس بات پر کیا ہی
کہ لوگ اسکو نماز فرایض کی طرح جمع ہو کر اہتمام سی مسجدون مین پڑہتی تہی اور یہ بات خلاف اصل
تہی کیونکہ صحیح حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی منقول ہی فعلیکم بالصلوٰۃ فی بیوتکم فان خیر صلوٰۃ
المرء فی بیتہ الا المکتوبہ اور یہہ بہی صحیح حدیث ہی صلوا ایہا الناس فی بیوتکم الحدیث معلوم ہوا کہ
سوای نماز فرض کی اور نوافل آدمی گہر مین پڑہا کری اور کہا ترمذی نی کہ نفل نماز گہر مین پڑہنی
کی روایتین حضرت عمر اور جابر اور ابو سعید اور ابو ہریرہ اور ابن عمر اور عایشہ اور عبد اللہ بن سعید اور
زید ابن خالد سی روایت کی گئی ہین پس ممکن ہو کہ حضرت ابن عمر کا اجتہاد مقتضی ہوا ہو کہ نماز نوافل کی
لی جب حکم ہوا صلوا فی بیوتکم اور یہان لوگون نی یہہ کیا کہ دایمی طور پر ہمیشہ مسجد ہی مین پڑہنی لگی
تو یہہ مخالف ٹہرا فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بعضون نی یہ بہی لکہا ہی کہ جب زمانہ شروع
اسلام کا تہا اور اوسوقت تک جمیع فرایض و نوافل بخوبی جدا طور پر ممیز ایک دوسری سی عام طور پر
نہوی تہی بنا علیہ مجتمع ہو کر مساجد مین نماز چاشت پڑہنی سی لوگون کو اشتباہ پڑتا کہ وہ اوسکو بہی
فرض و واجب اعتقاد کرتی چنانچہ حضرت غوث الثقلین قدس سرہ غنیۃ الطالبین مین فرماتی ہین

وانما ارادوا بذلک لئلا تشتبه بصلاۃ الفرض فیعتقد الناس وجوبہا الی آخرہ ان عبارتونسی صاف ظاہر
ہوگیا کہ اگر نماز چاشت پر انکار ہوا ہی تو وہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت وہ نہی اور اندیشہ اشتباہ
فرایض ونوافل کی سبب تہا بناءً علیہ یہ سمجھنا معارضین کا کہ یہ انکار فقط عدم ثبوت کی سبب تہا بالکل مخدوش
وساقط الاعتبار ہوگیا **چوتہا انکار** حضرت عبد اللہ ابن عمر کا قنوت پر جو انکی زمانہ مین لوگ
پڑہتی تھی آپنے اوسکو بدعت فرمایا جواب اوسکا یہ ہی کہ قنوت صبح کی نماز مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی
ایک مہینہ پڑہا تہا پہر چہوڑ دیا وعن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قنت شہرا ثم ترکہ اب ائمہ دین مین
اختلاف پڑا بعضون نی کہا کہ چہوڑ دینا واسطہ بیان جواز کی تہا نسخ ہونا اس سی ثابت نہین ہوتا اور جس کام
کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی کیا اوسکو بدعت نہین کہہ سکتی اور بعضونے کہا کہ جب آپ نی چہوڑ دیا تو منسوخ ہو گیا
والعمل بالمنسوخ لا یجوز اتفاقا اور دار قطنی نی روایت کیا سعید ابن جبیر سی وہ کہتی ہین مین شہادت دیتا
ہون کہ مینی سنا حضرت ابن عباس کو یہ فرماتی ہوی ان القنوت فی صلاۃ الفجر بدعۃ ذکرہ الترکانی
اور علامہ عینی شرح ہدایہ صفحہ ۵۳۱ مین لکہتی ہین وکان احد من روی ایضا عمل رسول صلی اللہ علیہ وسلم
عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ثم اخبرہم ان اللہ عز وجل نسخ ذلک حتی انزل علی رسولہ علیہ السلام لیس
لک من الامر شی الآیہ فصار ذلک عند ابن عمر منسوخا فلم یکن ہو یقنت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وکان ینکر علی من یقنت انتہی تحقیقات متقدمہ سی ثابت ہوگیا کہ حضرت عبد اللہ کی ہمعصر یا صحابہ تہی یا
تابعین وہ قنوت پڑہتی تہی وہ بہی اپنی طرح پر استدلال قایم کرتی تہی اور منسوخ نہین سمجہتی تہی اور حضرت
عبد اللہ ابن عمر نی جو اوس قنوت کو منع کیا تو اونہون نی منسوخ سمجہا اور منسوخ پر عمل بالاتفاق خلاف
شرع اور ناجائز ہی کیونکہ جو عمل پہلی مامور بہ تہا وہ منسوخ ہونیسی منہی عنہ ٹہر گیا بناءً علیہ حضرت ابن عمر کے نزدیک
اوسکا پڑہنا مقابل نہی متصور ہوکر بدعت ٹہرا ہمارا دعوی یہی ہی کہ جو مخالف امر ونہی شارع کی احداث
ہو گا وہی بدعت ضلالت ہوگا اور بعضین تو بعضین ایسا اگر یہ حضرات اسی بات پر جم جاوینگی کہ جو کام حضرت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نی جس ہیئت سے نہین کیا وہی مخالف سنت اور بدعت ضلالت ہی تو بہت کسی کام انکو
چہوڑنی پڑینگی **ازانجملہ** عیدگاہ مین منبر بنانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی ثابت نہین قسطلانی مواہب لدنیہ مین

روایت کرتی ہین ابن خزیمہ سے خطب علیہ الصلاۃ والسلام یوم عید علی رجلیہ وہذا یشعر بانہ لم یکن فی المصلی
فی زمانہ علیہ السلام منبر ووقع فی المدونۃ للامام مالک ان اول من خطب الناس فی المصلی علی منبر عثمان
ابن عفان پس جبکہ حضرت نی عید کا خطبہ پڑہا عیدگاہ مین منبر پر پہر خلیفہ اول و دوم نی بہی نہ پڑہا حضرت
عثمانؓ کی دورہ مین منبر اینٹ اور مٹی سی کثیر ابن صلت نی تیار کیا اور حضرت عثمانؓ نی خطبہ عید کا منبر
پڑہا پس چاہیی کہ منکرین منبر عیدگاہ کو بہی اوڑا دین اور چاہیی تہا کہ صحابہؓ بہی انکار فرماتی کیونکہ اس
حیثیت سی منبر عیدگاہ آپکی عہد ہدایت مہد مین نہ تہا اور اسیطرح چاہیے کہ اذان اول جمعہ کو
بہی مانعین بالکل موقوف کردین اسلئی کہ بروایت صحیح بخاری ثابت ہی کہ پہلی ایک اذان ہوا کرتی ہتی یعنی
جسوقت امام منبر پر بیٹہتا ہی یہ دستور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تہا اور یہی عہد خلیفہ اول و دوم مین رہا
بعد ازان جب آدمی زیادہ ہو گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نی ایک اذان سب سے اول زیادہ فرمائی اور
حکم دیا کہ مقام زوراء پر جو خارج مسجد سی بازار مین ایک مقام اونچا تہا وہان ایک اذان بجایا کری
اور شرح مواہب اللدنیہ زرقانی صفحہ ۵۲ ج ۷ مین ہی کہ پہر ہشام ابن عبدالملک نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
کی اسی برس بعد حکم دیا کہ پہلا اذان اول محدثہ عثمان رضی اللہ عنہ مسجد کی اندر کہی جائی چنانچہ ابتک یہ ہی
مروج ہی کہ اذان اول بہی مسجد مین کہی جاتی ہی اور اذان ثانی کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت
مین ہتی وہ بہی خطیب کے سامنے کہی جاتی ہی اور بعد اتمام خطبہ تکبیر کہی جاتی ہی پہر اگر یہ ہی قاعدہ صحیح
ہی کہ جو کام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی کیا ہی وہی سنت ہی اوسکی سوا سب بدعت ضلالت ہی تو چاہیی
کہ یہ اذان بہی معاذ اللہ ضلالت ہو حالانکہ یہ شرقاً غرباً اہل اسلام مین رائج ہی اور اسیطرح طواف
رخصت مین اولٹی پاؤن پہرنا فتاوی اور متون و شروح کتب حنفیہ مین یہ مسئلہ مندرج ہی کہ جب حاجی
رخصت کا طواف کری تو دعا کری اور رووی اور اولٹی پانو پیچہی پہری حالانکہ یہ اولٹی پانو پہرنا
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سی ثابت نہین ہی کر کیا اسکو فقیہ شامی نی باب الحج مین اور علامہ زیلعی نی اس
اولٹی پاؤن ہٹنی کی دلیل یہ بیان کی ہی ما لعادۃ جاریۃ فی تعظیم الاکابر والمنکر لذلک مکابر
یعنی جب علامہ زیلعی حنفی کو دلیل اس فعل کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی نہ ملی تو یہ کہا کہ عادت

جاری ہی تعظیم مین کہ بزرگونکی سامنی سی پشت دیکر نہین پہرتی پس بیت اللہ سی رخصت ہوتی ہین
ہی پشت دیکر نہ پہرنا چاہیی جو اسکا انکار کری وہ بیوجہ لڑنیوالا آدمی ہی اور کہا علامہ طرابلسی نی قد تخللہ
الاصحاب یعنی اصحاب مذہبنا پس اتباع فعل اصحاب مذہب اپنی کا کرکی فقہاء حنفی حکم دیتی ہین اور رسول صلی اللہ
علیہ وسلم تک اسکی اسناد نہین پہنچتی اور تعجب ہے کہ جو لوگ اعمال و اشغال مشائخ صوفیہ عمل مین لائین اور
تقلید شخصی کو واجب اور حق کو منحصر چار امام مین جانین اور اجماع امت کہ درست جانین اور پہر یہہ بات زبان
پر لائین کہ بعد قرون ثلثہ جو کچھہ حادث ہوگا وہ بدعت ضلالت فی النار ہوگا معاذ اللہ یہ نہین جانتی کہ
یہہ جو کچھہ حضرات صوفیہ کرام نی ایجاد فرمایا ہی مثل حبس نفس اور اذکار کی کیفیات مخصوصہ دو ضربی
سہ ضربی و چار ضربی اور اوضاع مخصوصہ قیام و قعود وغیرہ کی اور رگ کیماس کا دبانا اور تصور شیخ کرنا
علی ہذا القیاس دیگر امور کثیرہ جو کتب قوم مین مصرح ہین یہ ایجاد بعد قرون ثلثہ کی ہین حضرت شاہ ولی اللہ
صاحب رسالہ انتباہ مین لکھتی ہین اگرچہ اوایل امت را با واخر امت در بعض امور اختلاف بودہ است پس
صوفیہ صافیہ ارتباط ایشان در زمن اول بصحبت و تعلیم و تادب باداب تہذیب نفس بودہ است نہ بخرقہ و بیعت
در زمن سید الطائفہ جنید بغدادی رسم خرقہ ظاہر شد و بعد ازان رسم بیعت پیدا گشت الی آخرہ اور مولوی
اسمعیل صاحب صراط مستقیم مین لکھتی ہین کہ محققان ہر وقت از اکابر ہر طریق در تجدید اشغال کوششہا کردہ
اند الی آخرہ اور حضرت مرشدی و مستندی دام اللہ ارشادہ ضیاء القلوب مین ارشاد فرماتے ہین کہ
و اسم ذات و لطائف ستہ از تجویز قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ است
پس ثابت ہوگیا کہ انکی ایجاد تو عبارات مذکورہ سی ثابت ہوئی اور تیرہوین صدی کی ہی سند اگر سمجہی گئی
اور اسیطرح تقلید کا یہ مسئلہ کہ تقلید شخصی واجب ہے اور حق منحصر مذاہب اربعہ مین ہی یہ بہی بعد قرون
ثلثہ حادث ہوا حجۃ اللہ البالغہ مین شاہ ولی اللہ تحریر فرماتی ہین ان اہل المائۃ الرابعۃ لم یکونوا مجتمعین علی
التقلید الخالص علی مذہب واحد اور یہ جملہ متن سطر کی لکہا اذا وقعت لہم واقعۃ استفتوا فیہا ای مفتی وجدوا من
غیر تعیین مذہب معلوم ہوا کہ چوتہی صدی تک ہی لوگ تقلید خالص مذہب واحد پر مجتمع نہ تہے جب مسئلہ
پیش آتا کسی مفتی سی پوچہہ لیتی بلا تعیین مذہب اب مولوی قطب الدین خان صاحب تنویر الحق مین تفسیر مظہری

نقل کرتی ہین اہل السنۃ والجماعۃ قد افترق بعد القرون الثلثۃ او الاربعۃ علی اربعۃ مذاہب خلاصہ یہہ کہ
افتراق مذاہب اربعہ قرون ثلثہ کی بہت بعد ہوا اور چوتھی صدی تک بہی وجوب تقلید شخصی پر اجماع
نہوا تہا جس مذہب والی سی چاہتی تہی مسئلہ پوچہکر عمل کر لیتی تہی اور ظاہر ہی کہ چارا اماموں مین حضرت
امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ بہی ہین اونکی وفات دوسو اکتالیس مین ہوئی اور وہ تبع تابعین مین
نہین صاحب تقریب نے اونکو طبقہ عاشرہ مین لکہا ہی تو ظاہر ہی کہ انکی اجتہاد پر فتوی دینی والی اور حق کو منحصر
چار مین کرنیوالی انسی بہی بعد مین ہوی اور اسیطرح مسئلہ اجماع کا کہ کسی اصولی نی تصریح نہ فرمائی کہ
اجماع بعد قرون ثلثہ کا کذب و بدعت ہوگا کتاب تمہید مین حضرت امام ابو شکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ
لکہتی ہین اجماع الامۃ معتبرۃ بالاجمال لا بالتفصیل بدلیل قولہ تعالی وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکو
نوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا ولم یفصل بین الصحابۃ رضی اللہ عنہم وغیرہم والامۃ اسم عام
یتناول الکل من الاول الی الاخر اس سی ظاہر ہوا کہ صحابہ سی لیکر آخر امت تک جس طبقہ کی اہل اسلام
کسی بات پر اجماع کرلینگی وہ معتبر ہو جائیگا اوسکو بدعت و ضلالت نکہا جائیگا پس جو لوگ قایل ہین
کہ قرون ثلثہ کی بعد جو کچہہ ہوگا وہ کذب اور ضلالت ہی ہوگا اونپر یہہ مسائل اعدائکی سوا اور نظیرین سخت
مشکل پڑینگی یہہ کیا کہ جن مسائل کی خود فاعل ہو رہی ہو حالانکہ وہ بہی بعد قرون ثلثہ کی محدث
ہوی ہین اونکو مستثنی کرکی اور نہین بہی بلکو جنکو تا ایکسکو مستحب کہہ رہی ہو اور فاتحہ اموات و مولد شریف کو معاذ اللہ
ضلالت محض کہہ رہی ہو یہہ بڑی بی انصافی ہی اور ہم پر کچہہ اشکال نہین پڑتا کہ ہم ان سب امور کو بلا
فرق تسلیم کر رہی ہین کیونکہ یہہ امور مخالف کسی امر و نہی شارع کی نہین اور ہماری اصول کی موافق
بعض بدعتین واجب بہی ہوتی ہین کما قدمنا و یاتی قریبا الحاصل یہان تک جس قدر نظائر و امثال مذکور ہوئی
ان سب سی خلاصہ یہہ نکلا اور جسکی بصیرت قلبی پر غشاوہ تعصب و عناد نہین اوس مرد مبصر پر مثل صبح صادق
روشن ہو گیا کہ حدیث شریف من احدث فی امرنا مین مراد احداث مخالف ہے اور مخالف سی مراد
مخالف امر و نہی شارع اور ہرگز قید زمانہ کی اسمین ملحوظ نہین اب **دوسری حدیث شریف**
ہدیہ ناظرین حق طلب کرتا ہون وہ یہ ہی من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فعمل بہا بعدہ کتب لہ مثل

اجرمن عمل بہا ولا ینقص من اجورہم شئی یہ صحیح مسلم کی حدیث ہی اسکی معنی اپنی طرف سی نہین لکھتا ہون مجمع البحار
اور شرح مسلم امام نووی کی یہ دونون کتابین ان لوگونکی پیشواؤنکی نزدیک بہی نہایت معتبر اور مستند ہین غرض
ان دونون کتابونمین اس حدیث شریف کی معنی یہ لکھی ہین کہ جسنی جاری کیا اسلام مین طریقہ نیک پھر اوسکی اوس
طریقہ حسنہ پر عمل کیا گیا تو لکھا جاویگا اوس شخص کیواسطی اوسقدر اجر اور ثواب کہ جسقدر سب عمل کرنے والونکو
اوسکی بعد ہوگا اور اون لوگونکی ثواب مین سی کچھہ کاٹ کر اوسکو نہ دینگی بلکہ اللہ تعالی دونونکو اپنی خزانہ
لا انتہا ہی سی ثواب دیگا اور وہ طریقہ جو اوسنی جاری کیا ہی خواہ وہ طریقہ ایسا ہو کہ اوس سی پہلی ایجاد
کیا گیا تہا لیکن کسی سبب سے بند ہوگیا تہا اسنی پھر اوسکو جاری کر دیا یا یہ کہ پہلی اس سی وہ طریقہ ایجاد ہی
نہین ہوا تہا اسنی خود اپنی طرف سی اوسکو ایجاد اور جاری کیا اور وہ طریقہ خواہ تعلیم کسی علم کی ہو یا عبادت
ہو یا طریقہ ادب کا ہو مجمع البحار کی جلد دویم صفحہ ۱۴۷- اور شرح مسلم کی جلد ثانی صفحہ ۳۴۱ مین یہ مضمون موجود
ہے دیکھی جسکا دل چاہی اس حدیث کی لانی سی ہماری دو مطلب ثابت ہوی ایک تو یہ کہ بدعت حسنہ کا برا ہونا
نہ کیا بلکہ اور اوسپر رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نی وعدہ ثواب کا دیا ہی اور ثواب بہی کیسا کہ جب وہ
آدمی مرجائیگا اور اوسکی ابعد دوسری خلق اللہ اوسپر عمل کریگی تو بعد موت بہی اون سب کی برابر اوسکو
ثواب پہنچتا رہیگا یہی وجہ ہی کہ علماء شریعت نی طرح طرحکی اصول اور قواعد واسطہ تہذیب علم ظاہر دین
کی ایجاد کئی اور اولیاء طریقت نی قسم قسم کی مجاہدات اور اشغال بعد قرون ثلثہ واسطہ تزئین اور تصفیہ
قلب کی پیدا کئی رحمۃ اللہ علیہم وعلینا اجمعین اسیواسطہ لکھا شامی شارح درمختار نے اوائل جلد اول مین کہ یہ
حدیث قواعد اسلام سی ہی اور بعضی اس حدیث کی ان الفاظ سی لکہی ہین کل من ابتدع شیئا من الخیر کان له
مثل اجر کل من یعمل به الی یوم القیمه دوسرا مطلب اس حدیث سی یہ نکلا اس بدعت حسنہ کی ایجاد مین بہی
وہی لفظ من جو عربی زبان مین ایک عام لفظ ہی ارشاد فرمایا یہ نفرمایا کہ جو قرون ثلثہ مین کوئی آدمی
طریقہ حسنہ جاری کریگا اوسکو ثواب ہوگا اور جو بعد مین کریگا اوسکو عذاب ہوگا اور وہ بدعتی ہوگا
فی النار ہوگا نعوذ باللہ منہا بلکہ یون ارشاد فرمایا کہ جو کوئی جب کبہی طریقہ نیک جاری کریگا ثواب ہوگا
چنانچہ علامہ شامی نی بہی من سن سنۃ حسنۃ کی معنی وہی کلی عام کئی ہین یعنی اوسنی لکھا ہی وکل من

ابتدع شیئاً الی آخرہ اور بھی مولوی اسحق صاحب نی ہی مایۃ مسائل مین لکھا ہے سوال بدعت حسنہ محدود ہست بوقت من الاوقات یا غیر محدود ہست الی یوم القیامہ جواب غیر محدود ہست عند القائل بتقسیمہا لحدیث من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ الی آخرہ دیکھو سائل نی سوال کیا تھا کہ بدعت حسنہ کی کوئی قید ہی وقت یا زمانہ کی کہ فلانی زمانہ تک تو ایجاد بدعت حسنہ کا جایز ہی اور فلانی زمانہ مین نہین جایز یا یہ بات کہ کچھ قید نہین بلکہ ایجاد اوسکا جایز ہی قیامت تک کسی زمانہ مین ایجاد ہو اور کوئی ایجاد کری اسکا مولوی اسحق صاحب نی جواب دیا کہ غیر محدود ہی یعنی زمانہ کی کچھ قید نہین قیامت تک بدعت حسنہ جایز ہی باقی رہی یہ بات کہ عند القائل بتقسیمہا کی قید کیون لگائی ہی یہ بات کچھ موجب وحشت نہین تین وجہ سی ایک یہ کہ جو بدعت کی تقسیم نہین کرتی وہ بدعت حسنہ کو سنت مین داخل کرتی ہین پس بدعت حسنہ کا لفظ وہی کہیگا جو قائل تقسیم بدعت ہوگا جو تقسیم کا قائل نہوگا وہ بدعت حسنہ کو سنت کہیگا دوسری وجہ یہ کہ جب اونکی سند مین حدیث صحیح لکھدی تو وہ قائلین باعتبار مین ٹھہر گئی اور صحت اونکی قول کی مسلم ہوگئی تیسری یہ کہ جب مولوی صاحب نی یہ فرما دیا کہ جو قائل ہین تقسیم بدعت کی اونکی نزدیک قیامت تک بدعت حسنہ جائز ہی اب ہم تمکو بتلا دینگی بدعت حسنہ کو کس کس نی جائز کہا ہی پس جان لیجو کہ ان سب مقتدیان دین کی نزدیک تا قیامت بدعت حسنہ جایز ہی کچھ قرون ثلثہ پر حصر نہین ہے **اقوال فقہا و محدثین اس باب مین کہ سیئہ اور ضلالت وہی بدعت ہی جو مخالف قران و حدیث و اجماع کی ہی اور جو بدعت ایسی نہین وہ درست ہی** سیرت حلبی وغیرہ کتب مشہورہ معتبرہ مین ہی کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نی فرمایا ما احدث و خالف کتاباً او سنۃ او اجماعاً او اثراً فہو البدعۃ الضلالۃ وما احدث من الخیر ولم یخالف من ذلک فہو البدعۃ المحمودۃ اس روایت کو بیہقی نی بہی ساتھہ سند اپنی کی امام شافعی سی روایت کیا ہے کہ بدعت دو طرح ہی مذمومہ اور غیر مذمومہ مولوی اسمعیل صاحب نی تقویت الایمان کی دوسری حصہ مسمی بہ تذکیر الاخوان مین فرمایا ہی جو مجتہدون نی اپنی اجتہاد سی نکالا وہ سنت مین داخل ہی انتہی پس یہ قول شافعی بالضرور مسلم ہونا چاہئی کیونکہ یہہ مجتہد ہین اور مجتہد کا حکم نکالا ہوا سنت مین داخل ہی بقول مولوی اسمعیل صاحب دوسری یہ کہ یہہ خیر القرون مین ہین تیسری یہ کہ وہ

خاص عربی ہین عرب کی لغت اور صحابہ اور تابعین کے محاورات اور حدیث کی اصطلاحات کے جاننے
والی ہین بناءً علیہ جسقدر حدیثین بدعت کی مذمت مین آتی ہین موافق تفسیر امام شافعی اونکو محمول انہین بدعتون پر
کرنا چاہیے جو خلاف کتاب و سنت ہین اور محققین علما محدثین و فقہای دین نی اسی پر عمل کیا اور فتوی دیا ہے
ازانجملہ حجۃ الاسلام امام غزالی نی احیاء العلوم کی جلد ثانی مین فرمایا ہی انما المحذور بدعۃ تراغم سنۃ مامورا بہا
یعنی وہی بدعت منع ہی جو مٹاتی ہو کسی ایسی سنت کو جسکی قایم رکہنی کا ہمکو حکم ہی اور جلد اول احیاء العلوم مین
فرماتی ہین ولا یمنع ذلک من کونہ محدثا فکم من محدث حسن یعنی یہہ منع نہ کیا جاویگا بسبب نئی بات ہونیکی
اسلئی کہ بہتیری نئی باتین نکلی ہوئی نیک ہین انتہی اور کہا علامہ امام صدر الدین شافعی نی یکرہ البدع اذا
راغمت السنۃ اما اذا لم تراغمہا فلا یکرہ اور شمنی وغیرہ محققین نے بدعت سیئہ مذمومہ کی تعریف اسطرح فرمائی ہی
ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من علم او عمل او حال بنوع شبہۃ واستحسان وجعل
دینا قویما وصراطا مستقیما دیکہئی اسمین قید مخالفت لی ہی اور کسی زمانہ قرون و غیر قرون کو نہین لیا بلکہ یہ قرار دیا
کہ ہمکو جو دلائل شرع کتاب و سنت و اجماع و قیاس وغیرہ امور حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سی پہنچی ہین اونکی خلاف اور انکی
مٹانیوالی چیز جو ایجاد ہوگی وہ بدعت سیئہ ہی بشرطیکہ باعث شبہہ کی وہ مخالف بات ایجاد ہو یہ اسلئی کہ
فقیہ شامی نی لکہا ہی اگر براہ عناد کوئی مخالف ادلہ قطعیہ کی ایجاد کریگا وہ قطعاً کافر ہی خلاصہ یہ ہی کہ جو
چیز مخالف ایجاد ہوگی وہی بدعت سیئہ ہی اور مخالفت کی تحقیق ہم اوپر کر چکی اور جو نئی چیز مخالف نہین وہ
حسنہ ہی خواہ کبہی ایجاد ہووی اور علامہ ابن اثیر نی جامع الاصول مین لکہا ہی الابتداع ان کان فی خلاف
ما امر اللہ بہ و رسولہ فہو فی حیز الذم والانکار وان کان واقعا تحت عموم ما ندب اللہ الیہ وحض علیہ رسولہ فہو فی حیز المدح
وان لم یکن مثالہ موجودا کنوع من الجود والسخاء وفعل المعروف فہذا فعل من الافعال المحمودۃ لم یکن الفاعل
قد سبق الیہ ولا یجوز ان یکون ذلک فی خلاف ما ورد الشرع بہ لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد جعل لہ فی
ذلک ثوابا فقال من سن سنۃ حسنۃ کان لہ اجرہا واجر من عمل بہا وقال فی ضدہ من سن سنۃ سیئۃ کان
علیہ وزرہا ووزر من عمل بہا وذلک اذا کان فی خلاف ما امر اللہ بہ ورسولہ الی آخرہ اس سی بہی یہ ثابت ہوا
جو مخالف شرع ایجاد ہو وہ بدعت سیئہ اور جو مخالف نہو وہ بدعت محمودہ اور حسنہ اور فتاوی عالمگیری کی جلد

خامس مین ہی وکل من شئی کان احداثہ فہو بدعۃ حسنۃ اور شیخ عزالدین بن عبدالسلام نی آخر کتاب القواعد
مین فرمایا ہی البدعۃ اما واجبۃ کتدوین اصول الفقہ والکلام فی الجرح والتعدیل واما محرمۃ کمذہب الجبریۃ
والقدریۃ واما مندوبۃ کاحداث المدارس وکل احسان لم یکن فی العہد الاول واما مکروہۃ کزخرفۃ المساجد یعنی
عند الشافعی واما عند الحنیفۃ فمباح واما مباحۃ کالتوسع فی الدنیا المآکل والمشارب اور یہ تقسیم بدعت کی کہ بعضی بدعتین
واجب ہین اور بعضی حرام اور بعضی مستحب یعنی ثواب کی مستحق اور بعضی بدعتین مکروہ ہین اور بعضی مباح یعنی
اونکی کرنی مین نہ ثواب نہ عذاب پس یہ تقسیم بدعت پانچ قسم پر مسلم اور قایم رکھی ہی علامہ برکلی نی طریقہ محمدیہ
مین اور مناوی نی شرح جامع صغیر مین اور ملا علی قاری حنفی نی مرقات مین اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی
نی اشعۃ اللمعات مین اور سید جمال الدین محدث نی حواشی مشکوۃ مین اور علامہ ابن حجر نی اور علامہ ابن
عابدین نی شرح در مختار کی بحث امامت مین جب یہ قاعدہ مسلم ہوچکا اب ایک دو مسئلہ جو اس قاعدہ پر
مفرع ہی لکھتا ہون **مسئلہ اولی** علامہ شرنبلالی نی حاشیہ درر غرر فقہ حنفی مین لکھا ہی کہ نیت نماز کی اصل
دلسی ہوتی ہی اور موںہہ سی ادا کرنا اوسکا مستحب ہے عبارت اوسکی یہ ہے والتلفظ بہا مستحب یعنی طریق
حسن اجبہ المشایخ لانہ لم یثبت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من طریق صحیح ولا ضعیف ولا عن
احد من الصحابہ والتابعین ولا عن احد من الائمۃ الاربعۃ بل المنقول انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قام الی
الصلوۃ کبر فہذہ بدعۃ حسنۃ اب غور سی علامہ شرنبلالی کی تقریر دیکہنی چاہئی کہ یہ بات مانکر کہ نیت زبان سے
کہنی حضرت سی اور صحابہ سی اور تابعین سے اور مجتہدین سے ثابت نہین باوجود اسکی حکم کیا کہ یہ بدعت حسنہ
مستحب ہے اور واضح ہو کہ ائمہ مجتہدین مین امام احمد بہی مین اور وہ نہ تابعی نہ تبع تابعی بلکہ تبع تابعین سے علم اونہون
نے سیکہا ہی کما فی التقریب جب اونسی بہی یہ تلفظ بالنیت منقول نہین تو ظاہر ہوا کہ قرون ثلثہ کی بعد اسکا
ظہور ہوا اور دوسری دلیل اسکی ظہور بعد قرون پر یہ ہی کہ شرنبلالی نی لکہا ہی تلفظ بالنیۃ کو اجبہ المشایخ اور
مشایخ وہ متاخرین علما ہین جو امام اعظم کی شاگردونکا دورہ تمام ہونیکی بعد ہوی ہین درمختار مین لکہا ہی
زبان سے نیت کرنیکو کہ یہ ہماری علما کی سنت ہی شامی نی لکہا کہ یہ طریقہ حسنہ ہماری علما کا ہی اس سے
بہی ظہور تلفظ بعد قرون ظاہر ہوتا ہی اور فقیہ حلبی نی شرح کبیر منیہ مین اسطرح لکھا ہے کہ یہ ائمہ مجتہدین سے

ہی ثابت نہین اسکی لجدیہ لکھا ہی وہذہ بدعتہ لکن عدم النقل لم کونہ بدعۃ لاینافی کونہا حسنا یعنی اسکی بدعت
ہونے سی یہ لازم نہین آتا کہ یہ نیک نہو اب دیکھیے علمای دین اسکو بدعت مان کر پہر بہی اسکو حسن اور نیک
فرما رہی ہین اور اوسکا حکم دی رہی ہین اور یہ علما فریقین کی مسلم الثبوت ہین اور فتاوی قاضی خان
مین ہی فان قصد و ذکر بلسانہ کان افضل اور ملتقی الابحر مین ہی وضم اللفظ الی القصد افضل اور ہدایہ
مین ہی ویحسن ذلک لاجتماع العزیمۃ اور یہی کافی مین ہی اور دور غرر مین ہی والتلفظ بہا مستحب یہ وہ
کتابین ہین جو علمار مذہب حنفی کی نزدیک نہایت درجہ کی معتبر ہین اب شافعی مذہب کو سننا چاہیی علامہ
قسطلانی مواہب لدنیہ مین شافعی مذہب بیان کرتی ہین والذی استقر علیہ اصحابنا استحباب النطق بہا اور
غنیۃ الطالبین حضرت غوث اعظم کی تالیف ہی وہ حنبلی تہی بیان وضو مین لکہتی ہین نیوی الطہارۃ رفع
الحدث ومحلہا القلب فان ذکر ذلک بلسانہ مع اعتقادہ بقلبہ کان قد اتی بالافضل الحاصل یہہ عمل یعنی
نیت زبان سی کرنی اس قسم کی بات ہی کہ تمام ہندوستان اور فارس اور عرب وغیرہ مین جاری ہی
علامہ شامی نی لکھا ہی قد استفاض ظہور العمل بہ فی کثیر من الاعصار فی عامۃ الامصار اور براہین قاطعہ
گنگوہی مین بہی صفحہ ۱۸۲ پر تلفظ بالنیت کو مستحسن مان لیا عبارت یہ ہے (اور نیت کا لفظ جو بدعت ہی تو اوسکی
دلیل جواز کی موجود تہی کہ حج مین تلفظ نسائی حدیث مین وارد ہوا ہی الی آخرہ) حال اس
استدلال کا سب صاحبون کو محفوظ رکہنا چاہیی کہ کار آمد ہی اسلیی کہ حج مین جو تلفظ ماموریہ اور
معمول بہ عند الفقہا ہی وہ یہ ہی اللہم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی یعنی یا الٰہ مین حج کا ارادہ
کرتا ہون سو آسان کیجیو مجہپر اوسکو اور قبول کیجیو مجہسے چنانچہ ہدایہ و وقایہ و در مختار وغیرہ مین موجود ہی
پہر بعض علمانی نماز مین بہی تجویز کیا کہ کہا جاوی اللہم انی ارید ان اصلی صلاۃ کذا فیسرہا لی وتقبلہا منی لیکن
رد کیا اسکو جمہور علمانی کہ حج مین موانع اور صعوبتین مثل آتی ہین اسمین وہ تلفظ منتسب ہے نماز مین کیا صعوبت ہی
جو دعا کی جاوی یا الٰہ ارادہ کرتا ہون نماز کا سہل کردیجو مجہپر بنا علیہ نیت نماز کا یہ تلفظ مخدوش رہا جیسا کہ
فقیہ شامی نی لکھا ہی بلکہ یہ ٹہرا کہ نویت فجر الیوم وظہر الیوم وغیرہ کہا جاوی اور اکثر جو مستفیض اعصار وعہد
جماعات اہل اسلام مین زبان زد ہر خاص و عام ہی وہ یہی ہی جو علامہ محمد ابن احمد زاہد الملقب بالزین نی ترغیب

الصلاۃ مین لکہاہی نویت ان اصلی فرض فجر الوقت رکعتین للہ تعالی و توجہت الی الکعبۃ واقتدیت بہذا الامام
اور نیت سنتون کی اسطرح نویت ان اصلی سنۃ الفجر رکعتین للہ تعالی متابعۃ للرسول و توجہت الی الکعبۃ چنانچہ
ہماری اضلاع مین بہی اسکی قریب عمل جاری ہی فرض مین کہتی ہین نیت کرتا ہون نماز کی واسطہ اللہ تعالی کی
دو رکعت نماز فرض فرض اللہ تعالی کا وقت فجر کا منہ میرا طرف جہت کعبہ شریف کی اور سنتون مین بجای لفظ فرض
کی کہتی ہین سنت طریقہ رسول اللہ کا باقی بدستور اور یہ تینون قرون ثلثہ سی نہ یہ الفاظ نہ انکی معنا اور کچہہ الفاظ نماز مین
ہرگز ثابت نہین ہوی حال انکو تسلیم رکہا محققین اہل سنت نی انکو اور مولف براہین نی اسطرح تسلیم کیا کہ ان الفاظ
کی دلیل شرع مین موجود ہی یعنی حج مین تلفظ پایا گیا اب اس مقام سے تابعین یاد رکہین کہ بدعت حسنہ کی جواز کو
ایسی دلیل بس کرتی ہی کہ اگر خاص نماز مین منقول نہین تو حج ہی مین سہی گو وہ عبادت اور ہی اور یہ اور
پہر تلفظ مین بہی مطابقت شرط نہین حج مین اور ہی نماز مین اور پہر کیا وجہ ہی کہ اپنی مانی ہوئی باتون مین
ایسی ایسی دلیلین تسلیم کرین اور ہم جو اثبات فاتحہ و میلاد شریف مین اس سی بہت اعلی دلائل پیش کرین وہ
غیر منظور ہون اسکا کچہہ علاج نہین بجز اسکی کہ حق سبحانہ اپنی قدرت کاملہ سے شان ہدایت کا جلوہ دکہائی
مسئلہ دوسرا آخر چہٹی صدی مین جو محفل مولد شریف منعقد ہوئی اوسکو اجلہ علما اور اکابر فضلا نی مستحسن سمجہا اور شریک
ہوئی اور امام نووی کی استاد ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ نی اس محفل کو پسند کیا اور اسکو بدعت حسنہ قرار دیا اور یہہ
فرمایا و من احسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم من الصدقات و
اظہار الزینۃ والسرور الی اٰخرہ اور فرمایا ابن حجر محدث رحمۃ اللہ علیہ نی و عمل المولد و اجتماع الناس لہ کذلک
ای بدعۃ حسنۃ کذا فی السیرۃ الحلبیۃ **تیسرا مسئلہ** اٹہوین صدی کی آخر مین جو تسلیم بعد اذان احداث
کی گئی اوسکو در مختار مین لکہا ہے التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنۃ سبعمائۃ و احدی ثمانین وہو
بدعۃ حسنۃ یعنی سلام پر ہنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بعد اذان کی سات سو اکیاسی سن ہجری مین ایجاد
کیا گیا اور یہہ بدعت حسنہ ہی انتہی اور اسیطرح در مختار کی شارح شامی نی بہی اسکو مسلم رکہا اور نہر الفائق شرح
کنز اور قول بدیع سی یہ نقل کیا والصواب انہا بدعۃ حسنۃ یعنی ٹہیک یہی بات ہے کہ یہہ سلام بعد اذان بدعت
حسنہ ہی دیکہئی آٹہوین صدی تو قرون ثلثہ کی بہت بعد ہی اوسوقت کی نکالی ہوئی چیز کو بہی فقہانی بدعت

حسنہ کہا ہی اب دیکھنا چاہیی اقوال فقہا کو امام شافعی کی قول سی یہان تک یہ سب علما تقسیم ہونا بدعت کا طرف

حسنہ اور سیئہ کی مانی ہی میں اور بدعت حسنہ کو خواہ وہ قرون ثلاثہ مین نکلی ہو یا بعد قرون سب کو مستحب اور حسن

فرما رہے ہین پس مولوی اسحق صاحب کی فرمانیکی موافق ان سب فقہا کی نزدیک بدعت حسنہ کا ایجاد الی

یوم القیامہ ثابت ہوا اسلئی کہ وہ کہتی ہین غیر محدود دست عند التقابل بتقسیم ہا اور خود مولوی اسحق صاحب اور مولوی

اسمعیل صاحب کے بزرگ بھی تقسیم بدعت مانی ہی ہین شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سوالات[۵۱] عشرہ محرم

کی جواب سوال اول مین لکھتی ہین ساختن ضرائح و صورت قبور و علم وغیرہ اینہمہ بدعت ست ظاہر است کہ

این بدعت حسنہ کہ دران ماخوذ بنا شد نیست بلکہ بدعت سیئہ ست و حال بدعت سیئہ این ست کہ در حدیث شریف

وارد ست شر الامور محدثاتہا و کل بدعۃ ضلالۃ انتہی اور شاہ صاحب موصوف نے تحفہ مین بھی بدعت حسنہ کا اثبات

کیا ہی مطبع حسینی دہلی کی مطبوعہ صفحہ ۵۹۷ مین دیکھو اور تفسیر عزیزی پارہ الم مطبوعہ مطبع علی محمد لکھنوی صفحہ ۲۱۲

مین بیع قرآن شریف کو بدعت حسنہ فرمایا ہے اب تیرہوین صدی مین جو مولوی اسمعیل صاحب کہ جنکا کلام تذکیر

الاخوان مین یہ تہا کہ جو کوئی دین کی عقیدی اور عبادت اور رسم مین وقت یا جگہہ یا وضع یا ہیئت گنتی قید

اپنی طرف سی مقرر کری سو وہ بدعت اور باطل اور مردود ہی انتہی کلامہ شکر خدا کا کہ یہ قاعدہ ایجاد کر کی

آخر کار خود اوس راہ سی مخالفت اختیار کی وجہ ثبوت یہہ ہی کہ اونہون نی صراط مستقیم مین لکھا ہی اشغال

مناسبہ ہر وقت و ریاضات ملائمہ ہر قرن جدا جدا میباشد لہذا محققان ہر وقت از اکابر ہر طریق در تجدید

اشغال کوششہا کردہ اند بنا علیہ مصلحت دید وقت چنان اقتضا کرد کہ یک باب ازین کتاب برای بیان

اشغال جدیدہ کہ مناسب این وقت ست تعیین کردہ شود اس عبارت مین قرون ثلثہ کی کچہہ قید نہین لگائی بلکہ

ہر قرن مین ایجاد اشغال اور تعینات مشائخ کو مسلم رکہا اور بذات خود اپنی تیرہوین صدی کے واسطے اشغال

جدیدہ ایک باب مین لکھی اوس باب مین جو ہیکہ ذکر اللہ اور عبادت الہی مین کیا کچھہ وقت اور وضع اور

ہیئات اور عدد کی قیدین ہین اور صراط مستقیم کی آخر ورق مین بہی لکھا ہی تجدید اشغالیکہ این کتاب

محتوی بران ست فرمودند یعنی مرشد صاحب نے نئی اشغال نکالی اور ظاہر ہی کہ تجدید مین احداث ہے

پس معلوم ہوا کہ انجام کار انکو بہی حق معلوم ہوا کہ ایجاد بدعت حسنہ الی یوم القیامہ جائز ہے خیر

اللہ تعالیٰ اونکی مقلدون کو بہی ہدایت نصیب کرے ای اہل سنت و الجماعۃ خوب غور اور فکر سے ملاحظہ فرماوین
کہ یہ جو مفتیان فتوی انکاری نی مولد شریف اور فاتحہ اموات کو پنجشنبہ و عیدین وغیرہ مین منع لکہا تہا
اوسکی بنیاد اسی ایک دلیل پر تہی کہ جو کام قرون ثلثہ کی بعد ہوتا ہے وہ بدعت سیئہ ہوتا ہی اور سنا چکی
ہم تمکو حال اس دلیل کا کہ یہ دلیل نہایت سخیف اور رکیک ہی اور جب ٹوٹ گئی دلیل اونکی قول ارباب
تحقیق و اصحاب تدقیق سی تو شکست فاش کہا گیا اونکا فتوی اور قایم رہگئی وہ سب امور صالحہ اپنی
اباحت اور استحسان پر آلان کما کان پس مذہب صحیح اور مشرب اہل تنقیح یہی ہی جو علامہ حلبی نی جلد اول
انسان العیون مین لکہا ہی وقد قال ابن الحجر الہیتمی ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا کہا حافظ ابن
حجر فقیہ محدث نی کہ بدعت حسنہ کی مندوب اور مستحسن ہونی پر اتفاق کیا گیا ہی یعنی فقہا و محدثین مین جو
محققین ہین وہ سب بالاتفاق و الاجماع بدعت حسنہ کو جایز و درست فرماتی ہین اور اسی کی طرف
رغبت دلاتی ہین پس یہ سب امور مندرجہ فتوی انکاری یعنی مولد شریف و فاتحہ اموات عیدین و پنجشنبہ
وغیرہ باتفاق و اجماع اہل التحقیق طائفہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کی مستحسن ٹہری نہ سیئہ اور مخالفین جو بباعث
سخن پروری انکار کیے جاتی ہین اونکی انکار سی کچہ حرج لازم نہین آتا کتاب تمہید مین حضرت ابو شکور رحمۃ اللہ
علیہ فرماتی ہین و اما خلاف الذین خالفوا لغرضہم لا یعد خلافا پس جو لوگ اپنی کسی غرض کی سبب قائل
نہین ہوتی اونکی خلاف کرنے سی کچہ قباحت ہماری امور مستحسنہ مین نہین آتی ربنا افتح بیننا و بین
قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین **نور دویم مین چہ لمعہ ہین لمعہ اولی دربیان**
جواز فاتحہ بر طعام و شیرینی جو عبادت زبان یا جوارح و ارکان انسان سی صادر ہو
اوسکو عبادت بدنی کہتی ہین جیسی قرآن یا تسبیح و تہلیل وغیرہ پڑہنا اور جس عبادت مین مالیت صرف ہو اوسکو
عبادت مالی کہتی ہین جیسی روٹی گوشت روپیہ پیسہ کپڑا وغیرہ راہ خدا مین خرچ کرنا اہل سنت و الجماعت کا
مذہب ہے کہ دونو طرح کی عبادت کا ثواب اگر کسیکو بخشنا چاہین تو پہونچتا ہے کتاب ہدایہ مین ہے ان للانسان
ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوۃ او صوما او صدقۃ او غیرہا عند اہل السنۃ و الجماعۃ یہ ہدایہ علم فقہ مین نہایت
درجہ معتبر اور مشہور کتاب ہے اور شرح عقائد نسفی مین ہے و فی دعاء الاحیاء للاموات و صدقتہم عنہم نفع لہم

خلافاً للمعتزلة یہ کتاب عقاید کی کتابون مین مشہور درسی معتبر کتاب ہے اور یہ مسئلہ بہت حدیثون سے
ثابت ہے تذکرۃ الموتی مین قاضی ثناء اللہ رحمتہ اللہ علیہ ان حدیثون کو نقل کر کی فرماتی ہین

لہذا جمہور فقہا حکم کردہ اند کہ ثواب ہر عبادت بمیت می رسد اور لکھا ملا علی قاری نی شرح فقہ اکبر مین

واسطہ عبادت بدنی کی مذہب ابو حنیفہ و احمد و جمہور سلف الی وصولہا الی الآخرہ پس اس بنا پر یہ عادت
اکثر اہل اسلام کی ہی کہ جب کبھی میت کی نام سی کچھ کہانا یا شیرنی دینا چاہتی ہین تو الحمد اور درود
شریف پڑہکر دعا اوس میت کی لئی کرتی ہین اور خدا سے درخواست کرتی ہین کہ جو کچھ ہمنی پڑہا
اور یہہ جو کچھ خیرات دیجاتی ہی اوسکا ثواب فلان میت کو پہونچی عوام مین اسکا نام فاتحہ ہی یون
کہا کرتی ہین آج فلان میت یا فلان بزرگ کی فاتحہ ہی اصل مین فاتحہ نام ہی الحمد شریف کا چونکہ
الحمد اوسوقت پڑہی جاتی ہی اسلئی اس کل عمل کا نام فاتحہ قرار پایا تسمیۃ الکل باسم جزءٍ اور منکرین نے اسکا
نام فاتحہ مرسومہ رکہا ہی اب اس فاتحہ مین یہ کہنا چاہئی کہ جو کچھ درود دعا الحمد پڑہی گئی یہ عبادت بدنی
ہی وہ ثابت الاصل اور جو کچھ کہانا یا شیرنی اوسوقت دیگئی یا دیجاویگی وہ عبادت مالی ہی وہ بھی
فقہ حدیث عقاید سی ثابت ہے ان دونو عبادتون کا ثواب میت کو پہنچایا جاتا ہی پہر منکرین کا یہ اعتراض
کہ اسکی کچھ اصل نہین اسکی کیا معنی اگر یہ کہو کہ عبادت بدنی جدا کرو اور عبادت مالی جدا لیکن دونو کا جمع
کرنا ثابت نہین تو یہ وہی مثال ٹہریگی کہ جب کوئی مفتی شریعت حکم دی کہ بریانی کہانا جائز ہی اسلئی
کہ اوسمین گوشت ہی گوشت حلال چیز ہی اور برنج ہی وہ بہی حلال اور رنگت زعفران کی جو بعض
برنج پر ہی وہ بہی حلال پس مجموعہ ان مباحات کا مباح ہی تو اوسکی جواب مین کوئی بیہودہ سر بہوڑ
تیار ہوجاوی کہ صاحب یہ سب جدا جدا تو بیشک ثابت ہی لیکن ہم تو جب مانین کہ اس مجموعہ کا ذکر قرآن
یا حدیث مین دکہا دو یہ حرف کہان لکہی ہین کہ بریانی کہانا درست ہی پس جسطرح اس بیہودہ کو سب عقلا
سخیف العقل اور قابل مضحکہ جانینگی اوسی درجہ مین ان صاحبونکی یہہ بات ہے علاوہ برین جسطرح اثبات
جمع کو موقوف رکہتی ہو وجود صریح روایت پر اسیطرح چاہئی منع کو بہی موقوف رکہو وجود روایت پر یعنی
اگر عبادت مالی اور بدنی جمع کرنی مین کوئی حدیث یا آیت ممانعت مین آئی ہو تو منع کرو ورنہ تمکو

چاہیئی حالانکہ ہم دعویٰ کرتی ہین کہ کوئی حدیث یا آیت ممانعت جمع بین العبادتین مین نہین آئی اگر آئی
ہی پیش کرو ما تو ابرہانکم ان کنتم صادقین ہم تو جمع بین العبادتین کے لئی قواعد عقلی اور نقلی شرع شریف سی پیدا
کر دینگے **ایک** تو یہی کہ جب ممانعت ثابت نہین تو اصل اباحت ہے **دوسرے** یہ کہ سعادت عبد عبادت
معبود مین ہے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اور عبادت بعضی زبان سے ہے بعضے اور اعضاء بدن سے بعضے
مال سی جو کوئی ہر قسم کی عبادت کریگا لا بد افضل ہوگا ایک عبادت والی سی شب معراج مین رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نی جو تحفہ جناب باری مین گذرانہ لفظ ہتی التحیات للہ والصلوات والطیبات مفسرین اور محدثین نے
اسکی معنی یہہ لکھی ہین کہ اللہ کیواسطے ہین سب تعریفین جو زبان سے ادا ہون اور جو عبادتین بدنی ہین اور جو
عبادتین مالی ہین پس جبکہ تینون قسم کی عبادتین اللہ کی واسطی خاص ہوئین تو نہی قسمت اوس شخص کی کہ
ان تینون کو ادا کری فاتحہ مرسومہ مین یہہ بات حاصل ہی جب کہا الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک
یوم الدین یہ تحیت اور ثنا اور شکر زبانی ہوا اللہ تعالیٰ کا اور جب کہا اہدنا الصراط المستقیم الی آخرہ یہ دعا
ہوئی اور نیز درود پڑہنا اور عاجز ذلیل بنکر اپنی اللہ تعالیٰ کی سامنی ہاتہ اوٹھانا اور موتی کی لئی دعای
مغفرت کرنا یہہ بہی عبادت بدنی اور لسانی ہوئی اور جو کچہہ شیرینی یا کہانا للہ دیگا وہ عبادت مالی ہوگی
پس یہہ جو پانچون وقت نمازی نماز مین کہتا ہی التحیات للہ والصلوات والطیبات اسکا مجموعہ فاتحہ مین ہوجاتا ہے
زہی قسمت میت کی جو اوسکو یہ عطر مجموعہ پہنچی **تیسرے** یہہ کہ پندرہوین باب فضایل لا اکتساب مین کتاب التجنیس
والمزید مولفہ امام برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ سی نقل کیا ہی روی ان علیاً رضی اللہ عنہ تصدق بخاتم وہو فی
الرکوع فمدحہ اللہ تعالیٰ بقولہ یوتون الزکوۃ وہم راکعون یہ روایت تفسیر معالم و مدارک و بیضاوی و رازی وغیرہ
مین بہی وارد ہے لکھتے ہین کہ ظہر کی وقت ایک آدمی نی سوال کیا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین جب اوسکو کچہہ
نہ ملا اوسنی ہاتہ آسمان کی طرف اوٹھا کر کہا ای الہہ تو گواہ رہیو کہ مینی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مین سوال کیا اور
کچہہ بہی کسینی نہ دیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ حالت رکوع مین تہی آپنے اپنی داہنی ہاتہ کی اونگلی خنصر جسمین انگوٹہی تہی
سایل کی طرف کردی اوسنی آگی بڑہکر انگوٹہی جناب نبی کریم علیہ التسلیم کی سامنی انگشت علی کرم اللہ وجہہ سے
نکال لی انتہی اب دیکہی صدقہ ایک عبادت مالی ہی اور نماز عبادت بدنی اور صاحب ہدایہ کی عبارت کتاب

التجنیس سے گذر چکی کہ اللہ تعالی نی اس جمع بین العبادتین کی پر سورہ مائدہ مین تعریف فرمائی اور امام ابو البرکات
نسفی رحمۃ اللہ علیہ مصنف کنز الدقائق جو علماء اعلام حنفیہ سی ہین اپنی تفسیر مدارک مین اس مقام پر فرماتی ہین کہ اگر
شان نزول فعل ایک کا ہی پہر صیغہ جمع کیون فرمایا جواب دیا کہ اسمین رغبت دلائی سب آدمیونکو کہ یہ ثواب کچھ ایک
کی لئی نہین جو کوئی اسطرح کام کریگا ان سبکو ایسا ہی ثواب ملیگا عبارت یہ ہی ورد بلفظ الجمع وان کان
السبب به واحدا ترغیبا للناس فی مثل فعله لینالوا مثل ثوابه اور یہی مضمون علامہ قاضی بیضاوی شافعی نی لکہا اور تفسیر
مدارک مین والآیۃ تدل علی جواز الصدقۃ فی الصلوۃ یعنی آیتہ سی معلوم ہوا کہ صدقہ دینا نماز مین جائز ہی تو نماز میں
جمع کر دینا عبادت بدنی و مالی کا نص کتاب سے بہی جائز بلکہ قابل مدح و ثنا معلوم ہوا اور نماز وہ عبادت بدنی
ہی کہ اوسمین حرکت اجنبی سی جو متعلق صلوۃ نہو بچنا چاہئی جب اوسمین بلا وجہ حرکت تصدق جمع بین العبادتین جائز
ہوا تو خارج نماز جو حرمت صلوۃ بہی مرد مکلف کی ذمہ نہین بدرجہ اولی جائز ہوگا باقی رہا یہ اختلاف کہ بعض
کہتی ہین یہہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان مین ہی اور بعض کہتی ہین ابو بکر رضی اللہ عنہ کی لئی اور بعضو نکی
اور بہی اقوال ہین یہ ہمکو مضر نہین جب نص قرآن مین یؤتون الزکوۃ وہم راکعون آگیا قال ابو البرکات النسفی
رحمہ اللہ الواو للحال ای یؤتونہا فی حال رکوعہم پس سورہ آیت کوئی ہو دی جمع بین العبادتین آیت سے
ثابت ہی لیکن یہہ جمع اسطرح ہے کہ اصل عبادت بدنی کرتا تہا اوسمین مالی عبادت بہی عمل مین لایا اب ہم اوسکے
سند دین کہ عبادت مالی کرنی مین بدنی عبادت بہی کی گئی دارمی محدث نی کتاب الاضاحی مین روایت
کی ہی جابر ابن عبد اللہ سی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نی دو مینڈہی قربانی کئی جب ذبح کی لئی قبلہ رو
لٹایا تب اپنی یون پڑہا انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی
ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین اللہم ان ہذا منک ولک عن محمد وامتہ
ثم سمی اللہ وکبر وذبح یعنی اول حضرت نی وہ آیتین پڑہین پہر فرمایا یا الہی یہ قربانی تیری فضل و کرم سے ہے
اور تیری ہی رضامندی کی لئی ہی محمد اور اوسکی امت کی طرف سی پہر آپ نی بسم اللہ اللہ اکبر فرما کر اونکو ذبح کیا
اور مسلم کی حدیث مین دعا مانگنا ایک دوسری موقع قربانی مین اسطرح بہی آیا ہے اللہم تقبل من محمد وآل محمد ومن امۃ
محمد اور لفظ اول المسلمین کے جگہہ من المسلمین کے بہی روایت ہی اور لفظ حنیفا سی پہلی علی ملۃ ابراہیم بہی مروی ہی

اور جسطرح احادیث مین ہی اوسی طرح آیات کا پڑہنا فقہاء عظام نی باب اضحیہ مین لکہاہی اور محمد ابن احمد زاہد
یہہ بہی لکہاہی اللہم تقبل منی ہذا الاضحیۃ فاجعلہا قربانا لوجہک الکریم خالصا وعظم اجری علیہا اور کیا نہین دیکہتے کہ
شائع ہی اہل اسلام مین عقیقہ کی وقت یہ دعا پڑہتی ہین اللہم ہذہ عقیقۃ ابنی فلان دمہا بدمہ ولحمہا بلحمہ وعظمہا
بعظمہ وجلدہا بجلدہ وشعرہا بشعرہ اللہم اجعلہا فداء لابنی من النار اور اسکے بعد وہی آیت انی وجہت اوران
صلاتی تا لفظ من المسلمین پڑہکر کہتے ہین اللہم منک ولک بسم اللہ واللہ اکبر اسکو غور سے دیکہین یہہ کیا ہی نہی
عبادت بدنی ومالی کا اجتماع ہے اور کیونکر منع ہی جمع بین العبادتین حق سبحانہ فرماتاہے فاستبقوا الخیرات
یعنی سبقت چاہو نیکیون مین اور تفسیر روح البیان مین ہی والمراد جمیع انواع الخیرات اور ایسا ہی تفسیر عزیزی
مین ہی معلوم ہوا کہ ہر قسم کی عبادات وخیرات بدنی ومالی جس کسی سی جسقدر ہوسکین سب مامور بہا ہین شرعا
اور شاہ عبد القادر صاحب اس آیت کی فائدہ مین لکہتی ہین (بہتری اوسکو ہی جو نیکیون مین زیادہ ہو) اور
ظاہر ہی کہ دو قسم کی عبادت کرنیوالی ایک قسم کی عبادت والی سی افضل ہونگی پس جمع بین العبادتین
کرنے مین تو اوس قسم کی نتائج اور اوسکی فعل پر آیتی دلائل ہین اور اگر کسینے یہ کیا کہ ان سب کو ترک کیا اور
بدعت کہکر چہوڑوا دیا جسطرح اب منکرین چہوڑی بیٹھی ہین تو وہی مثل عوام کی کہنی مین آئیگی **مر گئے مردود فاتحہ نہ درود** اور رد فاتحہ کی دلیل مین یہ بات پیش کرنا صاحب سیف السنہ کا
صفحہ ۶ مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز ثابت نہین کہانی سے آگی بسم اللہ پڑہنے کے نہایت
بیمحل ہے اصلئے کہ یہ بسم اللہ تو ابتدای اکل طعام مین اہل فاتحہ بہی پڑہتی ہین کلام اسمین ہے کہ کہانا رکہا ہوا
سامنی موجود ہو اور انسان کچہہ پڑہی یہ ثابت ہے یا نہین سو ہمارا دعوی ہی کہ یہ ثابت ہے چند حدیثین مشکوۃ کی
باب المعجزات مین موجود ہین **ازانجملہ** حدیث ام سلیم بروایت مسلم وبخاری موجود ہی کہ حضرت کی
گرسنگی کا حال معلوم کر کی اونی چند روٹیان جوین پکا کر دوپٹہ کی پلہ مین باندہین یہ قصہ طویل ہے
آخر یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی اون روٹیونکو تڑوا یا ملیدہ کی طرح جو کچہہ اوسکی برتن مین گہی لگا ہوا
تہا وہ اوسمین ٹپکا دیا پہر حضرت نی الفاظ قسم دعا سی اوسپر پڑہے پہر دس دس آدمی کو بلا کر کہلانا شروع
کیا اسی آدمیونکو پیٹ بہر بہر کہلا دیا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی اور ام سلیم کی گہر کے آدمیون نے کہایا

اور پھر بھی بچ رہا یہہ دیکھی ہمین کھانا سامنی ہی اور اوسپر دعا یا جو کچھہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی چاہا
اوسکا پڑھنا ہے **ازانجملہ** انس کی حدیث بروایت مسلم و بخاری کہ انس فرماتی ہین میری والدہ نی
ایک بادیہ مین کہانا کہجور اور گہی اور اقط کا مرکب بنایا ہوا بہیجا اقط ایک شی ہوتی ہی دہی ترش یا
چہاچہہ ٹپکائی ہوئی کو خشک کرلیتی ہین عربی مین اوسکو اقط کہتی ہین جیطرح دودہ کو پنیر مایہ سی جما کر پنیر بناتی
ہین اور عربی مین اوسکو جبن کہتی ہین الحاصل اس طرحکی دہی اور کہجور اور گہی کا کہانا جب آپ کی پاس آیا
آپ نی اوسپر کچھہ پڑھا جو کچھہ اللہ تعالی کو منظور تہا پہر حضرت دس دس آدمی کو بلاتے گئے اور کہلاتے گئے
قریب تین سو آدمیوں کو کہلا دیا پہر مجہکو فرمایا اوٹہا لی ای انس اپنا بادیہ مینی جب اوٹہایا حیرت مین گہیا
کہ جب مین لایا تہا اوسوقت ہمین کہانا زیادہ تہا یا اب زیادہ پہلی سی موجود ہی **ازانجملہ** حدیث غزوہ
تبوک کی مشکوۃ مین بروایت مسلم مذکور ہے جب لوگ گرسنہ ہوگئی حضرت عمر نے دعا کرانی چاہی رسول
صلی اللہ علیہ وسلم سی تب آپ نی دسترخوان بچھوایا اور فرمایا لے آو جو کچھہ کسیکی پاس کہانا بچا ہوا ہو تب کسینی
مٹہی جوار کسینی مٹہی کہجور کسینی ٹکڑا روٹی کا جسکی پاس جو کچھہ بچا ہوا تہا لا کر ڈالا بہت ہی تہوڑا سا ذخیرہ
جمع ہوا پہر آپ نی اوسپر دعا فرمائی اور فرمایا بہر لو اپنی برتن پہر جسقدر لشکر تہا سبنے اپنی تمام برتن جو
اونکی پاس تہی بہر لیے اور خوب کہایا اور پہر بہی کہانا بچ رہا شارحین لکہتی ہین کہ اوسوقت لشکر مین لاکہہ
آدمی موجود تہی پس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ لاکہہ آدمی کہا بات پر شاہد تہی کہ کہانا سامنی رکہی ہوے پر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی دعا مانگی باقی رہی یہ بات کہ حضرت نی وہ دعا مانگی جسکا پکو ضرورت تہی صاحب
فاتحہ وہ دعا کرتا ہے جسکی اوسکو حاجت اوسوقت ہی پس دعا ہونے مین دونو برابر ہین یعنی دعا کی معنی
شرع مین ہین السوال من اللہ الکریم یہہ دونو جگہہ ایک ہین اور ان مقامات مین یہ بات کسی راوی نی روایت
نہین کی کہ حضرت نی دعا کرنیمین ہاتہہ نہین اوٹہای بلکہ علی الاطلاق عادت حضور کی تہی کہ جب دعا کرتی ہاتہہ
اوٹہا کرتی جیساکہ جامع صغیر مین جلال الدین سیوطی نی نقل کیا ہے کان اذا دعا جعل باطن کفہ الی وجہہ یعنی
آپ جب دعا کرتی تہی تو ہاتہہ اوٹہانے مین ہتیلی ہاتہہ کی منہ کی طرف کرتی تہی اور ارشاد جناب ہی یہی ہی کہ تم جب
سوال کرو تو ہاتہہ اوٹہا کر ہتیلی پہیلا کر سوال کرو پس احادیث فعلیہ و قولیہ ہر طرح سے رفع یدین عند الدعا اور

دعا کا مانگنا بحضوری طعام ثابت ہوا اب اہل انصاف کو چاہیئی کہ سخن پروری کو چھوڑ کر ان دلائل مین خوب
تامل فرماوین اتباع حق کرین ورنہ ایسا تو کرین کہ فاتحہ پڑہنی والون کو صلوات نہ سنائین ع
مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان ﴿تنبیہ﴾ اگر کوئی کم فہم عوام مین ایسا ہو کہ وہ ثواب عبادت مالی کو یون
سمجھے کہ بغیر فاتحہ پڑہی نہین پہنچی گا اس عقیدہ کو بد کہنا چاہیئی اور اوسکو زجر و توبیخ کرنا چاہیئی کیونکہ اوسنے
حکم اطلاق نصوص فرمان مصطفوی کو علیہ افضل التحیۃ والسلام اعتقاداً مقید کر دیا لیکن برتاو حملدر آمد
لوگون کا دیکھہ کر یون معلوم ہوتا ہی کہ یہ عقیدہ اونکا نہین اسلئی کہ جب میت کی طرف سی کچھہ کپڑا یا روپیہ
مسجد یا مدرسہ مین دیتی ہین تو فاتحہ پڑھکر نہین دیتی اور ہنود کی رسم یہ ہی کہ کھانا یا کپڑا یا کوئی چیز جو
کچھہ میت کی لئی کرتی ہین سب چیز پر سنکلپ کرتی ہین چنانچہ تحفۃ الہند صفحہ ۵ مطبوعہ فاروقی مین ہے
جب اہل اسلام نی ایسا نہ کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ عقیدہ اونکا یہ ہے کہ ثواب عبادت مالی کا بدون کچھہ
پڑہی ہی پہنچ جاتا ہے اسیطرح جب ختم قرآن شریف یا قل ہو اللہ وغیرہ پڑہکر میت کو بخشتی ہین یا قبرستان
مین جا کر اوسپر فاتحہ پڑہتی ہین اوس صورت مین یہ لازم نہین پکڑتی کہ اسوقت مین کچھہ صدقہ بہی ضرور
چاہیئی اس سی معلوم ہوا کہ اونکی نزدیک ثواب عبادت بدنی کا بدون عبادت مالی کی پہنچ جاتا ہے
جب عقیدہ یہ ٹھہرا تو اونکی حق مین کچھہ مضر نہین فاتحہ پڑہنا بعض صورشل اطعام طعام و تقسیم شیرینی وغیرہ
مین اسواسطی کہ بزرگان دین کا اس طریقہ پر عمل رہا ہی عنقریب ہم نقل کرینگی باقی رہی یہ بات کہ بعضے آدمی
جو زیادہ احتیاط کرتی ہین کہ روبقبلہ بیٹھتی ہین اور مکان پاکیزہ اور صاف مین پڑہتی ہین سو یہ بات کچھہ
فرض نہین بلکہ قسم آداب سے ہی شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ تعزیہ کی پاس درود و فاتحہ پڑہنی کی لئی
سوالات عشرہ محرم مین رقم فرماتی ہین فاتحہ و درود فی نفسہ درست است لیکن درین قسم جای نوعی
بی ادبی میشود زیرا کہ نجاست معنوی دارد و فاتحہ و درود جائی باید خواند کہ محل پاک باشد از نجاست
ظاہری و باطنی انتہی اس کلام سی صاف ثابت ہوا کہ فاتحہ پاکیزہ جگہہ مین پڑہنی چاہیئی اور مولوی اسمعیل صاحب
صراط مستقیم مین موافق تعلیم اپنے مرشد سید احمد صاحب کی لکھتی ہین اول طالب را باید کہ با وضو دو زانو بطور
نماز بنشیند و فاتحہ بنام اکابر این طریقہ یعنی حضرت خواجہ معین الدین سجزی و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار

کی درخیرجا خوانده التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط این بزرگان نمایدالی آخره مکان پاک مین
رو بقبلہ ہوکر فاتحہ پڑہنا آداب کے ساتہہ ان بزرگوارون کی کلام سے ثابت ہوگیا اب اگر کوئی یہ کہی کہ تخصیص
یعنی الحمد کو مقامات ایصال ثواب مین کیون اختیار کیا ہی جواب اوسکا یہ ہی کہ الحمد کو فضیلت بڑی ہے
کل سورتون پر سیرت حلبی اور تفسیر عزیزی مین ہے اگر فاتحہ کو ایک پلہ ترازو مین رکہیں اور تمام قرآن
دوسری پلہ مین تو فاتحہ یعنی الحمد غالب آویگی سات حصہ اور تفسیر روح البیان مین ہے جنے پڑہی الحمد دیگا
اوسکو اللہ تعالی ثواب گویا کل قرآن پڑہا اور گویا اوسنے صدقہ کیا کل مومنین اور مومنات پر انتہی اسلئی
اہل اسلام مین یہ رسم پڑگئی کہ جب کوئی اپنی میت کے لئی کچہ کہانا یا شیرنی دیتا ہی تو الحمد پڑہ دیتا ہے
اسکی پڑہنی سی یہ اجر ہو جاتا ہی گویا جمیع مومنین و مومنات پر صدقہ دیا کیا خدا کی قدرت ہی اصحاب فاتحہ
تو کس درجات کو پہنچ رہی ہین اور منکرین اس فعل سی منع کر کی کیا کیا خیرات جاریہ بند کرا رہی ہین
اب رہا مسئلہ ہاتہہ اوٹہانیکا سو جواب اوسکا یہ ہی کہ فاتحہ مین دعا ہی کی جاتی ہے
اور وقت دعا کہ جو خارج نماز سی کی جاتی ہی اوسمین ہاتہہ اوٹہانا مستحب ہے حصن حصین مین ہے آداب
الدعاء بسط الیدین **خ س** در فعہما ع یعنی دعا کی آداب مین یہ ہی پہیلانا دونو ہاتہون کا
روایت کی یہ ترمذی اور حاکم نی اور اوٹہانا دونو ہاتہونکا روایت کی یہہ چہون محدثون صحاح ستہ کی
مصنفون نی اور مشکوۃ مین حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم مرقوم ہی اذا سالتم اللہ فاسئلوہ ببطون اکفکم جب تم
سوال کرو اللہ تعالی سی تو سوال کرو ہاتہون کی ہتہیلیان اوٹہاکر اور نیز مشکوۃ مین حدیث رسول
صلی اللہ علیہ وسلم ان ربکم حیی کریم یستحیی من عبدہ اذا رفع یدیہ الیہ ان یردہ صفرا بیشک اللہ تعالی شرم والا
والا ہے کرم کرنے والا ہے شرم رکہتا ہے اپنی بندہ سی کہ جب وہ اوٹہائے ہاتہ اوسکی طرف تو پہیر دے
اوسکو خالی پس چونکہ فاتحہ میت کی امداد ہے اسلئی ہاتہہ اوٹہا کر دعا کرتی ہین کہ خدا تعالی بموجب مطلب حدیث
شریف کی ان ہاتہون کو خالی نہ پہیری بلکہ مراد سی بہر دی اور مسائل اربعین مین مولوی اسحق صاحب نے
مسئلہ تیئسے دوم کی جواب مین کہ تعزیت میت مین ہاتہہ اوٹہاکر فاتحہ پڑہنا جائز ہی یا نہین رقم فرمایا ہے
اما دست برداشتن برای دعا وقت تعزیت ظاہرا جواز است زیرا کہ در حدیث شریف رفع یدین در دعا

مطلقاً ثابت شدہ پس درینوقت ہم مضائقہ ندارد ولیکن تخصیص آن برای دعا وقت تعزیت ماثور نیست انتہی
دیکھئے یہہ بات تسلیم کرکی کہ اس ہیئت خاص سے منقول نہیں یہی حکم دیا کہ ہاتہہ اوٹھانا کچھہ مضائقہ نہیں کیونکہ
مطلق دعا مین ہاتہہ اوٹھانا ثابت ہی اس بنا پر ہم کہتی ہین کہ خاص وقت فاتحہ میت کی اگرچہ کوئی روایت
ماثور نہو لیکن جب حدیثون مین مطلق دعا کی لئی ہاتہہ اوٹھانا آیا ہے تو اس فاتحہ مین بہی ثابت ہو گیا کیونکہ یہہ
بہی دعا ہے اب دیکھئے مفتیان فتوی انکاری کوئی اس فاتحہ مذکورہ کو کہتا ہی کہ مخترعات ناپسند شرعیہ سے
ہے اور کوئی رسم ہنود لکھتا ہے افسوس افسوس جس چیز کی اصول احادیث صحیحہ سے نکلتے ہون اوسکو حرام
یا رسم ہنود یا ضلالت کہنا انہی با انصاف آدمیون کا کام ہے پہلے صلحا و علما تو اسکو مسلم رکہتی آئی ہین مولانا عبد اللہ
گجراتی جو بڑی عالم صالح متقی ہم عصر شیخ عبد الحق دہلوی کی ہتی وصیت نامہ مین لکھتی ہین تخصیصات در اوضاع
و تراکیب ماکولات و تعینات در مقروآت بفاتحہ دینا زہای بزرگان از رسوم صالحہ است انتہی اور جامع
الاوراد مین ہی اگر بر طعام فاتحہ کردہ بفقرا دہد البتہ ثواب می رسد اور اسی جامع الاوراد مین ہے چون فراغ یعنی
ختم کنند اول پنج آیۃ خواندہ دست برای فاتحہ بردارد و ثواب ختم بارواح ہر کہ خواہد بطفیل آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بخشند یہہ وصیت نامہ اور جامع الاوراد کی عبارتین صمصام قادری مین ہین اور زبدۃ النصائح مطبوعہ
مطبع محمدی جو ۱۲۸۲ھ کی مطبوعہ ہی اوسمین مولانا برہان الدین مرحوم کی یہ عبارت صفحہ ۵۶ پر موجود ہے
ہمین است مضمون فاتحہ مرسوم پس ثواب درود و حمد و قل و ہم ثواب بذل طعام شدہ در بروح آن جناب
خواہد رسید اب اس فرقہ کی بزرگوار ونکا احوال سُنئے مجموعہ زبدۃ النصائح مین صفحہ ۱۳۲ پر استفتا شاہ ولی اللہ
صاحب کا مرقوم ہے سایل نی سوال کیا تہا کہ کسی کی نام کا مرغا یا بکرا ذبح کیا ہو درست ہے یا نہین
اور ملیدہ یا شیر برنج وغیرہ نیاز اولیا کا درست ہے یا نہین شاہ ولی اللہ صاحب نے اوسکی جواب مین
ذبیحہ کو حرام فرمایا اور ملیدہ شیر برنج کی نسبت یہہ الفاظ لکہے اگر ملیدہ و شیر برنج بنابر فاتحہ بزرگی
بقصد ایصال ثواب بروح ایشان پزند و بخورانند مضائقہ نیست و طعام نذر اللہ اغنیارا خوردن حلال نیست
و اگر فاتحہ بنام بزرگی دادہ شد پس اغنیارا ہم خوردن جایز است انتہی کلام دیکھئے کہانی پر فاتحہ دینا خاص فتوی شاہ ولی اللہ سے
ثابت ہی اور نیز شاہ ولی اللہ صاحب اپنے کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مین فرماتے ہین پس

پس دہ مرتبہ درود خوانند ختم تمام کنند و بر قدری شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند و حاجت
از خدای تعالی سوال نمایند الی آخرہ جائز اور مباح ہوتا تو اور بات ہی یہان تو امر فرما رہی ہین کہ اسطرح پڑہین
غرض کہ کلام مولانا عبد اللہ گجراتی اور شاہ ولی اللہ دہلوی سی معلوم ہو گیا کہ فاتحہ بحضور طعام و شیرینی رسوم
صالحہ مقررہ صلحا و معمول بہ علما سی ہی چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب بہی اسکی تصدیق فرماتی ہین تفسیر عزیزی
پارہ الم مین ہی و مرض آنست کہ نزد عوام طریق ذبح جانور بہر گونہ کہ مقرر است متعین است برای رسانیدن
جان جانور برای ہر کہ منظور باشد چنانچہ فاتحہ و قل و درود خواندن طریق متعین است برای رسانیدن ماکولات
و مشروبات بارواح دیکہیی یہان معلوم ہو گیا کہ شاہ صاحب کیوقت تک یہی فاتحہ و قل ایصال ثواب کے موقع مین
متعین تہا کیونکہ آپ مثال دیتی ہین کہ جسطرح اہل اسلام مین قل و فاتحہ پڑہکر پہنچا دینا ثواب ماکولات مشروبات
کا معین ہی اسیطرح عوام جانتی ہین کہ جب نام خدا لیکر جانور ذبح کیا تو جان اوسکی جسکو ہم چاہین مدار وغیرہ
سدو وغیرہ کو پہنچ جاتی ہی حال آنکہ یہ بات غلط ہی جان کسیکو نہین پہنچ سکتی ماکولات مشروبات کا ثواب
پہنچ سکتا ہی اسی مضمون کو بیس سطر پہلی اس عبارت سے اسطرح لکہا ہی کہ این جملہ آنست کہ جان را برای
غیر جان آفرین نیاز کردن درست نیست و ماکولات و مشروبات و دیگر اموال را نیز اگرچہ از راہ تقرب بغیر اللہ
دادن حرام و شرک است اما ثواب آن چیزہا را کہ عاید بدہندہ میشد آن غیر ساختن جایز است زیرا کہ انسان را
میرسد کہ ثواب عمل خود را بغیر خود بہ بخشد چنانچہ میرسد کہ مال خود را بغیر خود بدہد و جان جانور مملوک آدمی نیست
تا در ا بکسی تواند بخشید الحاصل ماکولات و مشروبات وغیرہ مین شاہ صاحب کے وقت تک یہی تعین معمول ہونا اس
رسم صالحہ کا ثابت ہے اور اگر اس عبارت تفسیر مین کوئی شخص اپنے فہم کی موافق ہیر پہیر کرنے لگے تو ایسی دوسرے
عبارتین شاہ عبد العزیز صاحب کی اونکی فتوی اور مکتوب کے جو صراحۃ دلیل جواز ہین سنئے سوالات عشرہ محرم کی
جواب سوال نہم مین ہی کہ کہانا اون چیزون کا جو نذر و نیاز تعزیہ کے سامنے رکہکر فاتحہ پڑہتی ہین کہیسا ہی
لکہتے ہین طعامیکہ ثواب آن نیاز حضرت امامین نمایند و بران فاتحہ و قل و درود خوانند تبرک میشود
خوردن آن بسیار خوب ست لیکن بسبب بردن طعام پیش تعزیہ ہا و نہادن آن طعام پیش تعزیہ ہا
تمام شبہ تشبہ بکفار و بت پرستان میشود پس ازین جہت کراہیت پیدا میکند و اللہ اعلم دیکہئے کہانی کی

اوپر فاتحہ کا پڑہنا شاہ صاحب کی کلام مین صاف لکھا ہوا ہی اور مکتوب آپ کا جو علی محمد خان صاحب
رئیس مراد آباد کو لکھا تھا اوسمین خود یہہ عبارت آپکی موجود ہے پس بر ماحضر از طعام یا شیرینی فاتحہ
خواندہ تقسیم آن بحاضرین مجلس نمیشود اس خط کی عبارت یہان بقدر حاجت لکھی گئی اور مباحث مولد
شریف مین زیادہ تر بیان ہوگی انشاء اللہ تعالی الحاصل حضرت شاہ صاحب اور انکی والد بزرگوار شاہ
ولی اللہ صاحب اور دیگر علماء ربانی کی عبارت سی شیرینی اور کہانی پر فاتحہ پڑہنا بخوبی ثابت ہوگیا اور
سب سی زیادہ فاتحہ وغیرہ منع کرنی مین مولوی اسمعیل صاحب مشہور ہین حال اونکا یہہ ہی کہ وہ تاریخ
اور دن کی پابندی کو منع کرتی ہین اور اسپر بہی کوئی آیت یا حدیث سی ممانعت ثابت نہین کرتی
فقط بعضی مصلحتین بیان کرتی ہین چنانچہ مقامات تعین تاریخ بستم و چہلم وغیرہ مین ہم اونکی عبارتین لکہینگے
لیکن کہانی کی ساتھ فاتحہ پڑہنی کو وہ بہی منع نہین کرتی صراط مستقیم مین لکہتی ہین نہ پندارند کہ نفع
رسانیدن باموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ ہمین بہتر و افضل ست الی آخرہ ان عبارات منقولہ
بزرگان سے اثبات فاتحہ مرسومہ کا اہل عقل و انصاف کی نزدیک صاف ثابت ہوگیا اب اگر بعضی صاحب
منکرین مین زبردستی الزام دین فاتحہ کرنیوالون کو کہ ان لوگون کا تو اعتقاد یہی ہی کہ ثواب کہانی کا
بی فاتحہ کی نہین پہنچتا اور فاتحہ او پنج آیت وغیرہ پڑہنی کو یہہ لوگ یون نہین جانتی کہ یہہ امر خیر ہے اور ثواب
کی بات ہی بلکہ اسکو فرض و واجب جانتی ہین جواب سکا یہہ ہی کہ منکرین لوگ ایسی ایسی زبردستی افترا باندہا
کرتی ہین شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جو ہر سال اپنی باپ کا عرس کرتی تہی اوسپر مولوی عبدالحکیم صاحب
پنجابی نی یہہ اعتراض لکہا ہی کہ تمنی عرس کو فرض سمجہہ لیا ہی سال بسال کرتی ہو اوسکا جواب جو شاہ صاحب
موصوف نی لکہا ہی زبدۃ النصائح مطبوعہ ۱۲۷۸ھ کی صفحہ ۴۲ مین ہی این طعن مبنی است بر جہل احوال مطعون
علیہ زیرا کہ غیر از فرایض شرعیہ مقررہ ہیچکس فرض نمیداند آری زیارت و تبرک بقبور صالحین و امداد ایشان بہدایہ
ثواب تلاوت قرآن و دعای خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب ست باجماع علماء و تعیین روز عرس برای
آن ست کہ آن روز مذکر انتقال ایشان می باشد از دار العمل بدار الثواب بعد اس عبارت کی شاہ صاحب
نی عرس کی اصلیت احادیث سی ثابت فرمائی ہی در منثور اور تفسیر کبیر وغیرہ سی عن رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم انہ کان یاتی قبور الشہداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار و الخلفاء الاربعۃ

ہکذا یفعلون انتہی اس تقریر سے چند باتین ثابت ہوئین **ایک** یہ کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے تعین
عرس کی اصلیت حدیث سے پہنچائی یعنی ابن منذر اور ابن مردویہ اور ابن جریر کی روایتین جو درمنثور اور
تفسیر کبیر سے نقل فرمائی ہین ان مین یہہ بات ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سال بسال شہداء احد کی قبور
پر ہر برس کی سرے پر تشریف لاتی تہی اور اسیطرح بعد آپکی خلفاء اربعہ کرتی رہی غرض کہ اصلیت عرس
ثابت ہو گئی اور اس حدیث کو صحاح ستہ مین نہونیکی سبب رد کرنا صحیح نہین اسلئی کہ صحاح احادیث
منحصر کتب ستہ مین نہین اگر ابن جریر وغیرہ پر جرح کرکی اس روایت کو رد کرنا ہی بیجا ہے خود
شاہ عبد العزیز صاحب جو واقف انکی حالات سے تہی وہ خود انکی روایات کو لیچکے یہ دلیل ہے کہ
ان روایات کی تقویت شاہ صاحب کو پہنچ چکی اور مجمل ٹہرانا اس حدیث کا ہی درست نہین اسلیے
کہ نہ محرم الحرام سے شروع سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت مین ہوتا تہا اور نہ ربیع الاول سے بلکہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کی وقت مین بمشورہ صحابہ کرام محرم الحرام سے شروع سال ٹہرایا گیا بنا علیہ یاتی قبور الشہداء
علی راس کل حول مین مراد یہ حول دونو نہین ہوسکتی بلکہ مبتدا در از روی لغت عرب اطلاق حول کا شروع دن
سے پورا سال گذر جانی پر ہوتا ہے پس یہ مجمل نہین بلکہ از روی لغت یہ ہی ثابت ہو گیا کہ موت شہداء
کی دن سے برسوین دن ہر سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیجاتی تہی یہہ ہی معنی عرس کے ہین
اور عرس مین کچہ پڑہنا ایصال ثواب کرنا اور مباحات کا مرتکب ہونا جایز ہے مگر محرمات سے احتراز
ضروری ہی اور سماع جو منہیات شریعت و طریقت سے خالی ہو وہ بہی مباح ہی حضرت قطب العالم شیخ
عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب صد و ہشتاد و دوم مکتوبات قدوسی مین جناب مولانا جلال الدین
رحمۃ اللہ علیہ کو لکہتی ہین اعراس پیران بر سنت پیران بسماع و صفائی جاری دارند صفائی کی لفظ سے خالی
ہونا منکرات سے ظاہر ہے اور خاندان عزیزیہ مین بہی عرس ہر سال خالی منکرات سے جاری رہتا ہے
اب جو کوئی شاہ صاحب موصوف کی خاندان مین ہو کر اپنی بزرگونکا کلام رد کری اسکو اختیار ہی **دوسری**
بات یہ کہ قبور صالحین کی زیارت موجب برکت ہی **تیسری** یہ کہ قدیم سے حاسد لوگ زبردستی

طعنے دیا کرتے ہیں اور افترا باندھا کرتے ہیں کہ ان لوگون نے احکام کو فرض و واجب جان رکھا ہے چنانچہ
شاہ عبدالعزیز صاحب بہی شاکی ہین اور فرماتے ہین این طعن مبنی است بر جہالت الی آخرہ بس اسیطرح جو
لوگ فاتحہ کرتے والون پر اور محفل مولد شریف کرنے والون اور قیام کرنیوالونپر اعتراض کرتے ہین کہ
یہ لوگ ان چیزونکو فرض و واجب جانتے ہین اسکا وہی جواب ہے جو شاہ صاحب نے فرمایا **چوتھی** یہ کہ
فتوی انکاری مین مولوی امیر باز خان سہارنپوری التزام امر مستحب کو حصہ شیطان کا ثابت کرتے ہین
تو کلام شاہ عبدالعزیز صاحب سے اور اونکی معمول دائمی سے معلوم ہوگیا کہ مستحب کا بناہ دائمی کرنا مستحب ہے
پانچوین یہہ کہ ایک وقت مین جمع بین العبادتین یعنی قرآن اور دعا اور تقسیم شیرینی و طعام کرنا برا
نہین بلکہ مستحسن اور خوب ہے اور خوب ہی کیا کہ باجماع علماء ایسے کہے ان حضرات کی مقابل و ران تحقیقات
کی مقابل مفتیان فتوی انکاری کی نکیر کب قابل قبول ہوسکتی ہے **تتمہ ضروری** براہین قاطعہ گنگوہی
مین بہی فاتحہ کو در حقیقت تسلیم کرلیا گو بظاہر انکار ہے صفحہ ۱۶۱ سطر آخر مین لکھا ہے (جمع بین العبادتین کا
کوئی منکر نہین بلکہ اوس جمع مین انکار ہے کہ اوس سے ہیئت منکرہ پیدا ہوجاوی) سب صاحب خیال فرماوین
کہ جب جمع بین العبادتین مان لیا تو فاتحہ علی الطعام کو مان لیا اب ہیئت منکرہ کی شاخ جو لگاتے ہین اوسپر
چار دلیلین لاتے ہین اول یہ کہ صفحہ ۹۳ مین لکہتے ہین (فاتحہ مین افساد طعام ہے کہ ٹہنڈا ہوتا ہے اور آکلین اور
قاری دونون کی شہوت متعلق طعام سے ہے تو گویا افساد خلوص و نیت آکلین کا ہے) معلوم نہین یہ کیسے جبر ونکی
رعایت کرکے فاتحہ کو عموما رد کیا جاتا ہے جسکو شہوت طعام اسدرجہ ہے کہ گرم بہکتا ہوا کہانا جو دیگ سے اوتر کر آیا
اوسکی ٹہنڈی ہونے تک ہی نہین ٹہر سکتے حالانکہ گرم کہانا منع ہے عالمگیریہ مین ہے ولا یوکل طعام حار اور احیاء العلوم
مین لکہا ہے کہ صبر کرے کہانیوالا جب ٹہنڈا قابل کہانیکے ہو جائے تب کہاے عبارت یہ ہے بل یصیر الی ان یسہل اکلہ وضع یہ
فاتحہ کی تین طریق مین کہین کسی طرح ہوتے ہین اور کہین کسیطرح اول یہ کہ شیرینی اور
کہانے پر فاتحہ وغیرہ خود مالک طعام نے پڑہکر کہانیوالونکو دیدیا اگر خود قادر ہو اور دوسری سے پڑہوا کر پہر
یا تقسیم کردیا دوسرا یہ کہ کہانا جماعت کو کہلادیا پہر جماعت مین جو خواندہ آدمی ہین اونہون نے کچہ سورتین کچہ
رکوع پڑہے بعد ازان دعای ایصال ثواب طعام و قران و درود وغیرہ میت کے واسطے

حاضرین نے کی اور مغفرت کی دعا مانگی یہہ دو طریق بہت رائج ہین تیسرا یہ کہ کہانا حاضرین کی سامنے رکہکر
وارث میت نے کہدیا کہ کچہ کلمہ کلام پڑہکر میت کی روح کو بخشدو تب وہ الحمد و قل پڑہکر ہاتھ اوٹہاتے ہین اور
دعا میت کی لئے کرتے ہین پہر کہانا کہالیتے ہین چوتہا طریق نہ ہمنے سنا نہ دیکہا پس مستلف براہین کی یہ دلیل
منع فاتحہ صورت اولے و ثانی مین تو چل ہی نہین سکتی صورت اول مین تو کہانا اونکے سامنے آیا ہی نہین جو
کہانے کے لیے بیتاب ہو جاوین صورت ثانیہ مین جو آیا تہا جبہی سی کہا چکی البتہ صورت ثالثہ پر کچہ تحریر براہین
کا دہوکا لگتا ہی اور فی الواقع اوسپر بہی یہ دلیل نہین چلتی اسلیے کہ درحقیقت کہانیکا مالک وہ ہی کہ جسنے کہانا
تیار کیا ہی جب وہ کسیکی تملیک کردے تب وہ مالک ہووے اور جب وہ اونکو اباحت طعام دے تب وہ کہانا مباح
ہووے مالک کی خود مرضی منصوص ہی کہ اول کچہ پڑہکی بخشدینا علیہ قبل اس فعل کی ابہی تک وہ لوگ مالک
کی طرفسی کہانیکی مجاز نہین پہر ناحق اونکی شہوت کی ہنگام کیون اونکو بیچین کررہی ہی اور افساد طعام جو لکہا ہے
ہم نہین جانتے کہ الحمد و قل پڑہتی تک کیا فساد کہانے مین لازم آئیگا ہمنے وہ مجلسین طعام ولیمہ شادی وختنہ وغیرہ
کی دیکہی ہین جسمین نہ الحمد و قل پڑہا جاتا ہی نہ ایصال ثواب کیا جاتا ہی اور مولویصاحبان مانعین فاتحہ بہی
اونمین موجود ہوتی ہین لیکن ہمنے کسی پر وہان احتساب کرتی دیکہا اور نہ یہ دیکہا کہ حضرات خود ایسا کرتی ہون
کہ جب وہ روٹی آگی رکہہ گیا تو اوسکو روکہی کہاگئی جب سالن لایا اوسکو اوپر پیگئی جب دال لایا اوسکو بغیر
روٹی چاٹ گئی بلکہ یہ ہوتا ہی کہ جب تمام مجلس مین اس سری سی اوس سری تک کہانا پہنچ جاتا ہے اور
پہر مالک اذن دیتا ہی کہ شروع کیجی تب کہاتی ہین اتنی مین بعض کہانی ٹہنڈی بہی ہو جاتی ہین مگر کسی عالم نے
اوسکی تحریم وکراہت مین نہ فتوی لکہا نہ رسالہ چہاپا ایک الحمد و قل کی پیچہی پڑگئی خیر جو ہوا سو ہوا اب بندہ
باقتضای اصلحوا بین اخویکم مناسب یون جانتا ہی کہ جس مقام مین ایسی تشنگی کہانی والی شہوت طعام سی بیچین
ہوں وہاں اوس موقع مین اول کہلا دیا کرین تاکہ اونکا خلوص نیت نہ بگڑ جائی اور فاتحہ وغیرہ بعد کو پڑہ دیجائی
لیکن معلوم رہی کہ اول تو تین طریق فاتحہ سی ایک طریق فاتحہ مین یہ بات پیش آتی ہی اوسمین بہی جب
اوسی قسم کی شہوت طعام والی چنگز جمع کیے جاوین وہ بہی موسم قحط سالی مین تو ظاہر ہی کہ یہ صورت نہایت
نادر قلیل الوقوع ہی بلکہ شاید صورت فرضی امکانی ہووی اور عالم وقوع مین کبہی نہ آئی تو ایسی صورت کو

پیش نظر کر کی علی العموم فاتحہ کو منع کرنا شان تفقہ فی الدین سی بعید ہے **دوسری دلیل** براہین قاطعہ
صفحہ ۶۹ مین یہہ ہی کہ (فاتحہ یا کچھ قران پڑہکر ثواب میت کو پہونچا دی تو دل سی نیت ایصال ثواب
کی کری) اور صفحہ ۶۵ مین لکھا (فاتحہ کی دعا لغو اور لغو کا ترک مناسب ہے والذین ہم عن اللغو معرضون الخ)
خلاصہ انکی تقریر کا یہہ ہی کہ ثواب دل کی نیت سی پہنچ جاتا ہی منہہ سی دعا مانگنا لغو ہی **الجواب** صحت نماز کو
نیت قلبی کافی ہی باینہمہ مستحب کیا ذکر لسانی کو فقہاء کرام نی باوجود عدم ثبوت قرون ثلثہ کی پس اسیطرح گو ثواب
مردہ کو فقط نیت سی پہنچ جائے لیکن احضار نیت ور موافقت دل و زبان کے واسطی دعا زبانی کرنا جایز ہونی سے
خالی نہین ثانیا یہ کہ فقہا صراحۃً دعا ایصال ثواب کا امر کرتی ہین فقیہ شامی نی شرح لباب سے نقل کیا ہے
کہ پڑہی آدمی مردہ کی واسطی فاتحہ اور الم مفلحون تک اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول وغیرہ ثم یقول اللہم
اوصل ثواب ما قرأناہ الی فلان یعنی پہر دعا کری کہ یا الہہ پہنچا دی ثواب میری قرارت کا فلانی کو
دیکھئے نیت میت سے جب کلام پڑہا تہا تو ایصال ثواب کی لئی بس تہا باینہمہ دعا مانگنے کی ہدایت کی
اور کیون نکرتی دعا کی لذت کو دعا کرنے والے خوب جانتی ہین الدعاء مخ العبادۃ مشہور ہی یعنی دعا
عبادت کا مغز ہی اور فقیہ شامی نی متاخرین شافعیہ سی بہی دعا کرنا نقل کیا ہے وصول القراءۃ للمیت
اذا کانت بحضرتہ او دعی لہ عقبہا ولو غائبا لان محل القراءۃ تنزل الرحمۃ والبرکۃ والدعاء عقبہا ارجی
للقبول یعنی ثابت ہی پہنچنا قرارت کا میت کو جب میت کی سامنے قرارت ہو یا اگر سامنے نہو اور میت
غائب ہو تو پڑہکر دعا کر دی جائی اسواسطی کہ وقت قرارت رحمت اور برکت نازل ہوتی ہی بنا علیہ بعد
قرارت دعا کرنی مین بہت امید قبولیت کی ہی انتہی کلامہ اس مقام پر بات مین بات یہہ نکل آئی کہ
مجوزین فاتحہ نی اسی قبولیت کی نظر سے قرارت الحمد و پنج آیت وغیرہ جسکا پڑہنا میت کی لئی ثابت
ہی مقرر کیا ہوگا ثالثا اوپر نقل ہو چکا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب امت کو ایصال ثواب ضحیہ
یعنی قربانی مین جو عبادت مالی ہی شریک فرمایا باوجودیکہ حضور کی نیت بس کرتی تہی پہر بہی آپ نے
تصریح فرمائی زبان سی اللہم ان ہذا منک و لک عن محمد و امتہ اور مسلم کی روایت مین ہے
اللہم تقبل من محمد و ال محمد و من امۃ محمد اور عقیقہ مین سب مسلمان پڑہتے ہین اللہم تقبلہا منی و

واجعلها فداء الابی من النار یہ نصوص صریح ہین کہ وہ یعنی صدقہ کی اپنی سامنی رکہی ہوئی ہی اور اوسکی قبولیت کی
دعا کی جاتی ہی اور جسکو اوسکی ثواب مین شریک کرتا ہی اوسکا نام لیا جاتا ہی زبان سے اور قربانی کی بیچ چکا ہے
وان الدم لیقع من اللہ تعالی بمکان قبل ان یقع بالارض یعنی زمین پر گرنی سے پہلے خون قربانی قبول
ہوجاتا ہے تیسری رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی دعای قبولیت فرمائی کہ اللہم تقبل من محمد وآل محمد پہر
طعام فاتحہ کی طرف اشارہ کرکی اگر کہا جائی کہ اللہ تعالی اس طعام کو قبول فرما اور اسکا ثواب فلان فلان
کو پہنچا یہ کسطرح بدعت ٹہیری اور نبی کریم کی دعا مانگی ہوئی اور فقہا کی جایز رکہی ہوئی دعا کو ہمارا منہ نہین
جو کہدین کہ لغو ہی اور داخل کردین اوسکو والذین ہم عن اللغو معرضون مین مولف براہین کچہ اختیار ہی جو
چاہی کہی اور جس دلیل سے مولف براہین نی نیت نماز کا تلفظ جایز رکہا ہے قیاساً علی الحج جیسا کہ تحقیق
بدعت مین گذر چکا دیکہا چاہیی کہ یہ ہمارا ثبوت کسقدر اعلی ہی اوس سے انصاف شرط ہی **تیسری دلیل**
براہین قاطعہ صفحہ ۶۹ دعاء الخفیۃ یفعل فی نفسہ قال شارح المنیۃ لیس فیہا رفع لان فی الرفع اعلانا اور یہان
ایصال ثواب مین دعا خفیہ ہی کہ دل مین غرض ایصال ثواب کی ہی الی آخرہ یہ دلیل اپنی اوپر گذاری
کہ ہاتہہ اوٹہا کر جو فاتحہ مین دعا مانگتی ہین یہ موجب کراہت ہی اسلئی کہ یہ دعا خفیہ ہی اور دعا خفیہ مین
ہاتہہ اوٹہانا نہین آیا جواب اسکا یہ ہی جب کوئی کسیکی طرف سی کہانا کہلاتا ہے یا شیرینی فاتحہ کی ہاتہہ
اوسکی شہرت سب مین ہوتی ہی کہ یہ فاتحہ فلان ولی اللہ کی ہے یا کہلانا فلان میت کا ہی یہ کوئی
فعل مخفی نہین ہوتا کہ دل ہی دل مین سے کوئی نہ جانی اور اعلان نہو اور دعای خفیہ کا موقع وہ ہوتا
جو خود مولف براہین کی عبارت منقولہ مین موجود ہے ترجمہ کرکی دیکہنا چاہیے یعنی دعای خفیہ وہ
ہوتی ہی جسکو آدمی زبان سی نہین بلکہ دل ہی دل مین کرتا ہے تو ایسی دعا مین ہاتہہ
اوٹہانا نہین اسلیی کہ جی ہی جی مین دعا مانگنا اخفا اور پوشیدگی کو مقتضی ہے اور
ہاتہہ کی اوٹہانے مین اعلان ہوگا یعنی سب جان لینگے کہ یہ شخص دعا مانگتا ہے اب ارباب
انصاف خیال فرمادین کہ طعام فاتحات مین تو صاحب طعام وشیرینی کو اسقدر اخفا منظور
نہین ہوتا اگر کوئی معلوم نکرے کہ اسنے کسکی روح کو ثواب پہنچایا ہے

جب یہ بات نہین تو دعار خفیہ نہ رہی بلکہ دعار رغبت ہوئی کیونکہ وہ دعا کرتا ہی کہ یا اللہ قبول کر بھی یہ
قراءت اور طعام اور پہنچادی ثواب اسکا روح میت کو اور دعای رغبت مین ہاتھ اوٹھانا سنت ہے
عینی شرح ہدایہ مین محمد ابن الحنفیہ سے روایت کی ہی فی دعار الرغبۃ تجعل البطون کفیہ نحو السماء یعنی دعای رغبت
مین دونو ہتھیلیان آسمان کی طرف اوٹھائے اور اس مقام سے گیارہ سطر پہلی ایک سوال کیا کہ
ما وجہ رفع الیدین عند کل دعار یعنی کیا وجہ ہی کہ ہر دعا مین ہاتھ اوٹھائی جاتی ہین پہر جواب علامہ سید
سمرقندی کی روایت سی دیا کہ یسر نعیدہ حتی یری بیاض ابطیہ قال النبی علیہ السلام ان ربکم حیی کریم
فیستحیی من عبدہ اذا رفع یدیہ ان یردہما صفرا الی آخرہ اور اوپر گذر چکی یہ حدیث مشکوۃ سی اور نیز
گذر چکی حدیث اذا سئلتم اللہ فاسئلوہ ببطون اکفکم اور مضمون رفع یدین کا دعار مین کتب فقہ غنیۃ المستملی
وغیرہ مین بھی تصریحا موجود ہی بس بخوبی ثابت ہو گیا کہ دعار فاتحہ دعار رغبت ہی اور دعار رغبت
مین ہاتھ اوٹھانا سنت ہی نہ بدعت اور وقت طواف جو حضرت نی دعا مین ہاتھ نہ اوٹھایا اول تو
وہ موقع چلنے پہرنی اور دوڑنی وغیرہ کا ہوتا ہے اور فاتحہ مقام سکون و قرار ہی ایک دوسرے پر قیاس
نہین ہوسکتا دوسرے یہ کہ موقع طواف مین خاصتہ ہاتھ اوٹھانا فعل یہود ہی نقل عن جابر انہ فعل الیہود
اور دعای فاتحہ مین ہاتھ اوٹھانی کو نہ کسی نی فعل یہود کہا اور نہ ہنود کی مذہب مین رفع یدین کا دستور
اسواسطی کہ وہ لوگ ہاتھ مین چلو پانی لئی رہتی ہین چنانچہ عنقریب آتا ہے بنا علیہ ایسی دلایل واہیہ سے
دعای فاتحہ مین رفع یدین کو غیر مشروع قرار دینا فہم و درایت کی خلاف ہی **چوتھی دلیل** براہین
قاطعہ صفحہ ۱۶۹ ور تشبہ ہنود کا بہی اسمین متقرر ہی کیونکہ تمام ہنود مین رسم ہی اور اونکا یہ شعار ہی کہ طعام
پر بید پڑھا جاتی ہی جسکا دل چاہی ہنود سی تحقیق کر لیوی مولوی عبید اللہ اپنے تحفۃ الہنود مین
لکھتی ہین کہ ہر سال جس تاریخ مین کوئی مرا اوس ہی تاریخ ثواب پہنچاتی ہین اور اوسکو ضرور جانتی ہین
اور پنڈت اوس کہانی پر بید پڑھتا ہی انتہی **جواب** الخ مانعین فاتحہ کو تشبہ بالہنود کا دہبا لگاتی
ہین اور فی الحقیقت اہل اسلام اس سے پاک ہین کچھ ذکر اسکا اوپر بھی گذرا باقی اب تفصیل بیان کیا جاتا ہے
واضح ہو کہ مذہب ہنود کا وید ہی جسکو وہ کتاب آسمانی اور کلام الٰہی سمجھتی ہین وید مین ہرگز یہ بات نہین کہ

میت کیطرف عبادت بدنی یا مالی سی کامیاب ہوتا ہی بلکہ انسان اوسی عمل کا نفع پاتا ہی جو بذات خود کرجاتا
ہی

भस्मान्तं शरीरम् ॥ यजुर्वेद अध्याय ४० मन्त्र १५

یعنی یجر وید - اڈہیای ۴۰ - منتر ۱۵ مین ہی کہ جسم کا پہونک دینا آخری کام ہے -
شارحین نی یہ مطلب اسکا شرح کیا ہی کہ جو کام انسان کی ساتہہ کرنی تہی وہ سب ہوچکی بس
آخری یہ ہی ایک کام ہی کہ جلا دیا جائے اگر بعد جلا دینی کی کوئی اور کام بہی باقی ہوتا تو وہ بیان
ہوتا اور جلانیکو آخری کام نہ قرار دیا جاتا - اور منو سمرتی اڈہیای ۴ - اشلوک ۲۳۹ مین
اسکی تشریح زیادہ ترہے عبارت یہ ہے -

नामुत्र हि सहायार्थम्पिता माता च तिष्ठतः । न पुत्र दारन्न ज्ञातिर्धर्मस्तिष्ठति केवलः मनुस्मृति

معنی اسکی یہ ہوی کہ پرلوک مین یعنی اوس عالم مین جو کہ بعد موت پیش آتا ہے نہ باپ مدد کرسکتا
ہے نہ ماں نہ بیٹا نہ جورو نہ قومی بہائی البتہ تنہا دہرم مددگار رہتا ہے انتہی منو سمرتی -
اس سے صاف روشن ہے کہ آدمی کا دہرم کام آتا ہے بعد موت کسی کی مدد کسی کام نہین چلتا پس معلوم ہوا
کہ یہ لوگ جو کچہ ایصال ثواب میت کی ڈہنگ چلتی ہین یہ انکا اصل مذہب نہین پہر اسکو شعار ہنود قرار دینا
بڑی غفلت ہی ہم جو اپنی ان نواح مین دیکہتے ہین تو ہنود کی تین متہہ باقی ہین ایک آریا سماج دوسرا
سراوگی تیسرا برہمنونکا پرنا و سو آریا سماج جو دعوی کرتی ہین کہ ہم اصل وید پر چلتے ہین وہ تو اموات
کو پہنچانا اعمال مالی و بدنی کا کچہ بہی تسلیم نہین کرتی اور اسیطرح سراوگی قوم اب باقی رہی وہ جو برہمنونکا
متہہ پر چلتے ہین سو اونکی حالات کتاب تحفۃ الہند سی جسکی مولف براہین قاطعہ نی سند پکڑی ہی لکہتا ہون
تحفۃ الہند مطبوعہ فاروقی ص۸۵ سطر ۱۰ ہندوونکی دین مین ثواب پہنچانیکا یہ طریق ہی کہ مثلا کہانا یا کپڑا وغیرہ
جس چیز کا ثواب پہنچانا ہو تو اوسکا سنکلپ یعنی نیت یون کرین کہ ثواب پہنچانیوالا اپنی ہاتہہ مین پانی
لیکر شاستری زبان مین یہ کہی کہ اب جو فلانا مہینا فلانی تاریخ فلانا دن ہی تو مین فلانا شخص فلانی میری
قوم فلانی چیز فلانی شخص کی لئی صدقہ کرتا ہون پہر اوس پانی کو زمین پر ڈالدی تمام ہوا کلام تحفۃ الہند
کا واضح ہو کہ اس عاجز راقم الحروف نی ہنود سی بہی تحقیق کیا اور کتاب سنکلپ کی اس عاجز کی پاس ہی

سو جو وہی سب تحقیقات سی یہہ ہی معلوم ہوا کہ مضمون مذکورہ بالا زبان شاستری مین پڑہتی ہین علاوہ
برآن دیوتا وغیرہ کی نام بہی لیتی ہین جنکا بیان طویل ہی لیکن وید جسکو وہ لوگ کلام الہی اعتقاد کرتی ہین
نہین پڑہتی کسی بڑی سنکلپ شادی وغیرہ مین البتہ ایک منتر پڑہ دیتے ہین جسکا مضمون یہ ہوتا ہی کہ
آو میری مکرم وہ اپنی نزدیک رواج کو بلاتی ہین یا الفاظ سنسکرت کی پڑہکر - بہلا اہل اسلام کی فاتحہ کو
اس سی کیا مناسبت راقم نی ایک پنڈت سی پوچھا کیون جی تمہاری ویدمین تو کچہہ بہی حکم ایصال میت کا
نہین تہی یہ کہان سی نکالا جواب دیا کہ اگرچہ بید مین نہین لیکن اس سی نفع ہوتا ہے بالفرض اگر میت کو
نہ پہنچا تو اوسکی وارث خیرات کرنیوالیکو ثواب پہنچیگا جس بہانہ سی خیرات نکلے بہتر ہے اوسوقت مجھکو خوب
یقین ہو گیا کہ یہ باتین انکی بنائی ہوئی ہین اور تصدیق ہو گیا لکہا مولوی عبید الله صاحب کا تحفۃ الہند صفحہ ۸۹
(یہ برہمنون کی بڑون نی اپنی اولاد کی گذران کی خوب تدبیر کری ہی کہ سنکلپ کیا ہوا مال سوای برہمنون
کی کوئی نہ لیوی انتہی کلامہ) جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ یہ ایسی ایسی احکام انکی مذہبی نہین تو معلوم ہو گیا
کہ یہ اور مذاہب سے اونہون نی لئی گمان غالب یہ ہی کہ جب مسلمانون کو ہنود نی ایصال ثواب مالی و بدنی
میت کی لئی کرتی دیکہا اور یہہ بہی دیکہا کہ وہ کہتی ہین اللہم اوصل ثواب ما قرات وما انفقت الی فلان یعنے
یا اللہ پہنچا دی ثواب ہماری پڑہنی کا اور ہماری خرچ کرنیکا جو کہانا وغیرہ کیا ہی طرف فلان میت ہماری کے
اور مسلمانونکو ہزار برس سی زیادہ اس ملک مین پہیلی ہوی ہو گئے تو غالباً ہنود نی اہل اسلام کی یہ باتین
دیکہکر کچہہ کچہہ اوسکی قریب قریب اپنی مذہب مین سنکلپ وغیرہ جاری کر دیا کچہہ اخذ کیا ہوا ادہر کا ہوا
اور کچہہ اونکا ایجاد سب مل ملاکر یہ شکل و نمونہ پیدا ہو گئی اور انکی پیشوایان شکم بندہ نی شاستر مین بہی اون
باتون کو درج کر دیا ہم افسوس کرتی ہین مانعین بی تحقیق کی حال پر جو ہندوونکو قواعد ایصال ثواب مین
اصل اصول قرار دیکر مسلمانونکو اونکا پیرو اور متشبہ قرار دیتی ہین نہین نہین ہکو اونسی کچہہ مناسبت نہین وہ لوگ وقت
سنکلپ پانی چلو مین لئی رہتی ہین سنکلپ کیا ہوا مال سوا برہمن کی کسیکو نہین دیتی اگرچہ برہمن مالدار دولتمند
اور دوسرا آدمی نہایت درجہ محتاج تنگدست ہو اور میت کا گہوڑا پوشاک برتن زیور وغیرہ جو کچہہ دیتی ہین
مہا برہمن کو دیتی ہین مہا برہمن وہ ہوتا ہی جو میت کا صدقہ لیتا ہی یہ مضامین تحفۃ الہند صفحہ ۸۵

دصفحہ ۸۶ مین موجود ہین اور یہ کتاب مولف براہین قاطعہ کی نزدیک نہایت معتمد ہی اب کتاب براہین
قاطعہ سے یہ بات نقل کرتا ہون کہ تشبہ کو منع ہی صفحہ ۲۴ سطر ۱۳ مین لکہا ہی جس شی شعار مین تشبہ ہے
اوسمین من کل الوجوہ تشبہ ہو تو منع ہی جیسا مثلا تمام وردی نصاری مین سی ایک کلاہ پہنی تو کلاہ
من کل الوجوہ متشابہ ہوا اگر اس کلاہ مین بعض وجہ تشابہ کی ہو گی تو حرام نہو ویگی انتہی کلامہ الحمد للہ کہ ہمکو جواب
دینی کی حاجت نہین خود اونکی زبانی قصہ طی ہوا اب صاحب طریقہ مرسومہ اہل اسلام اور طریقہ مروجہ
ہنود کو ملا کر دیکہین کہ من کل الوجوہ تشبہ کہان ہی اول تو اونکی وید مین ایصال ثواب میت کے
لیے آیا ہے نہین اور بہت آدمی قوم ہنود کی اسکو جائز نہین سمجہتی خیر اگر بعض ہنودنی اورونکی دیکہا
دیکہی یا مصلحت پرورش قومی وغیرہ کی سبب یہ کام کیا تو مشکل یہ ہی کہ اونکی یہان صدقہ کا لینی والا
قوم خاص اور پہنچنی والا قوم خاص اور سنکلپ یعنی ایصال ثواب مین خواہ کسی چیز کا ایصال ہو
رفع یدین نہین ہی بلکہ چلو پانی ہاتہ مین لیی رہتی ہین اور یہان اہل اسلام مین کوئی امر امور مذکورہ سی نہین
بنا علیہ دعوی تشبہ بالکل باطل ٹہرا بلکہ یہ سمجہنا چاہیی کہ اہل اسلام جو کچہ فاتحہ مین کرتی ہین اپنی اصول دین
کی موافق کرتی ہین **تلخیص یہہ ہی** کہ ایصال ثواب مالی وبدنی ہر دو شرعا ثابت اور جمع بین
العبادتین ثابت اسمین نصوص شرعیہ نقل ہو چکین اور اس حالت مین کہ کہانا سامنی ہے اور اوسپر کچہہ پڑہا
اور دعا مانگی اسمین حدیثین فعلی نقل ہو چکین اور رفع یدین دعا مین احادیث قولی وفعلی سی نقل ہو چکا اور صحیح مسلم
جو ایک شی مالی ہی اور سامنی موجود ہی اوسپر یہ دعا زبانی کہ یا الہ قبول کر اسکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے
اور آل وامت سے جس جس کو شریک ثواب مین کرنا تہا اونکا نام زبان مبارک سے لیا اسکی نقل بہی
نصوص احادیث سی گذر چکی اور حال دعا عقیقہ کا بہی گذر چکا پس اہل اسلام یہ امور حسب قواعد
شرعیہ کرتی ہین اور اگر احیانا کسی شخص کو بادی النظر مین کوئی امر متشابہ مشترک معلوم ہووی تو
چاہیی کہ وہ اسکو تشبہ قرار ندے بلکہ قسم توافق ملتین سے سمجہے جیسا کہ اہل اسلام خدا تعالی کو مانتی ہین ہنود
بہی وجود باری تعالی کا اقرار کرتی ہین اصطلاح شرع مین اسکا نام تشبہ نہین اوسکو توافق ملتین کہتی ہین
اور یہ ممنوع نہین الحاصل براہین قاطعہ گنگوہی مین جو فاتحہ مروجہ مین جمع بین العبادتین مانکر چار وجہ خارجی لکہے

ہت عارضی قایم کی تہی وہ حرارت عارضی کی طرح بتر پیادلہ شرعیہ سے تعدیل پاچکے والحمد للہ علی ذلک
لطیفہ مولف براہین قاطعہ نی صفحہ ۱۳۳ سطر ۱۱ مین لکھا ہی (تشبہ کی لفظ مین اخذ بتکلف ہی و قصد
ر فعل مکلف کا اسمین ہونا چاہئی پس اسکی یہ صورت ہی اگر کسینی کوئی کام نادانستہ کیا اور پہر اوسکو
ر معلوم ہوئی تو ازالہ کری ورنہ اب بعد علم کی متشبہ ہوگا پہلی متشبہ نہتہا اور اپنی فعل مین عاصی بہی
نہین تہا) انتہی بلفظہ اس عبارت سی معلوم ہوا کہ جن امور مین تشبہ کفار کی ساتھہ لازم آتا ہی اگر آدمی
جانتا ہو کہ اسمین تشبہ ہی اور اس حالت نادانستگی مین یہہ فعل کرتا رہی تو جبتک اوسکو علم تشبہ حاصل نہو
اسوقت تک وہ معافی مین ہی نہ وہ متشبہ ہی کہ جو حکم من تشبہ بقوم مین داخل ہو اور نہ عاصی ہے
پس اس تقریر کی موافق سب فاعلین فاتحہ و میلاد شریف بری ہوچکی وہ ہرگز ان امور کو تشبہ بالہنود
نہین جانتی جب انکو ثبوت تشبہ نہین ہوا تو باقرار مولف براہین متشبہ اور عاصی نہوئی للہ الحمد و المنہ
مین جمعرات کی فاتحہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نی اشعۃ اللمعات مین لکھا ہی و در
بعض روایات آمدہ است کہ روح میت می آید خانہ خود را شب جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق می کند
ی یا نہ اور خزانۃ الروایات مین ہی عن بعض العلماء المحققین ان الارواح تخلص لیلۃ الجمعۃ
و تنتشر فجاؤا الی مقابرہم ثم جاؤا فی بیوتہم اور صدر بن رشید تبریزی نی دستور القضاۃ مین لکھا ہے
ی الفتاوی النسفیۃ ان ارواح المومنین یاتون فی کل لیلۃ الجمعۃ و یوم الجمعۃ فیقومون بفناء بیوتہم ثم ینادی
احدہم بصوت حزین یا اہلی و یا اولادی و یا اقربائی اعطفو علینا بالصدقۃ واذکرونا و لا تنسونا و ارحمونا
فی غربتنا قد کان ہذا المال الذی فی ایدیکم فی ایدینا فیرجعون منہم باکیا حزینا ثم ینادی کلواحد منہم بصوت
حزین اللہم قنطہم من الرحمۃ کما قنطونا من الدعاء و الصدقۃ انتہی اور علی بن احمد غوری نی کنز العباد مین بہی
اس روایت کو نقل کیا ہی آن صاحبون کا قاعدہ ہی جس کتاب مین انکی خلاف عقاید بیان ہوتی ہین اوسکو
ضعیف کیا کرتی ہین یہہ جتنی کتابین ہین کسی ضعیف نہین ہین اسلئی مین خبردار کرتا ہون کہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ
علیہ اور مولوی اسحق صاحب نی مائۃ مسائل مین چند مقام پر سند پکڑی ہی اور کتاب خزانۃ الروایات
سی بہی انہون نی سند پکڑی ہی مائۃ مسائل کی مسئلہ ہشتاد و سوم مین اور مسایل اربعین کی مسئلہ سے

و پنجم مین و مسئلہ بست سوم مین اور دستور القضات کی یہی سند پکڑی ہی مسئلہ سیزدہم مائۃ مسایل مین
پس یہہ کتابین انکی بزرگوارون کی مسلم الثبوت قابل سند ہین غرضکہ ان معتبر کتابون کی موافق معلوم
ہوا کہ جو لوگ کچھ خیر خیرات اور دعا درود وغیرہ نہین کرتی اونکی گھر سے روحین موتے کی غمگین ناامید ہوکر
انکو سستی بددعا دیتی نکلتی ہین بناً علیہ سلف مین دستور تھا کہ جمعرات کو صدقہ دیتی تہی لیکن آخری
صدی کی بعض علمانی چھوڑ دادیا مولوی اسمعیل صاحب کی تابعین کہتی ہین اگر وہ میت بہشتی ہی تو روح انکی
بہشت کو چھوڑکر کیون آتی ہوگی اور اگر کافر دوزخی ہی تو دوزخ سی نہین چھوٹتی ہم کہتی ہین
یہہ خیالی اعتراضات سب بی اصل ہین یہ لوگ اپنی پیشوا مولوی اسمعیل صاحب کی دادا پیر جناب شاہ عبد العزیز
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کیون نہین دیکھتے کہ سورہ جن مین تحت آیتہ منا القاسطون جو چار قسمین
جنات کی لکھی ہین اونمین فرقہ چہارم کو لکھا کہ وہ جن بعض ارواح خبیثہ کو اپنی ساتھ لیکر اپنا ہمرنگ کرلیتی
ہین وہ روحین بہی لوگون کو ستاتی پہرتی ہین عبارت یہ ہی صـ ۱۸۵ چہارم فرقہ دیگر اند کہ بطریق
وزدان بعضی ارواح آدمیان را کہ با جنیان در اخلاق مثل نخوت و تکبر و کینہ داری و تلطخ بہ نجاسات
مناسبتے ہم می رسانند کشیدہ می برند و برنگ خود رنگین می کنند و آن ارواح را طریق در آمدن
در مسام ابدان و برہم کردن مزاج ہا و تغیر کردن صورتہا تعلیم می نمایند تا باین وسیلہ اذی و رنجی بآدمیان
رسانند و فرقہ آدمیان را فاسد نمایند اور سورہ عبس تحت آیہ ثم اماتہ فاقبرہ لکھتی ہین صـ ۵۸ خلقت
آدمی از خاک ہست و بحکم کل شیٔ یرجع الی اصلہ او را باصل خودش راجع باید ساخت بخلاف آتش کہ مادہ
خلقت شیاطین و جنیان ہست پس چون بدن آدمی را بعد از موت باو بسوزند ارواح لطیفہ او
با دود آتش آمیزش نمودہ مشابہت تام با شیاطین و جنیان پیدا کنند و ازین ہست کہ اکثر ارواح
کسانیکہ سوختہ می شوند بعد از موت حکم شیاطین میگیرند و با آدمیان می چسپند و ایذا می دہند پس دفن
کردن ارجاع شی بہ حقیقت خود ہست و در سوختن قلب حقیقت انتہی دیکہی یہہ لوگ ارواح کی حرکت
کو محال سمجھتے تہے اونکی مسلم الثبوت کتاب شاہ صاحب کی کلام سی حرکت و سیر ارواح خبیثہ تک کی
ثابت ہوگئی اونکی اعتراض توڑنیکو تو یہہ ہی حجت بس ہے باقی اور جماعہ اسلام طالبان دلیل حق کیلیے

یہ لکھا جاتا ہے کہ حرکت ارواح کی حدیث معراج سے ثابت ہے کہ جمیع انبیا علیہم السلام کی روحین
بیت المقدس مین جمع ہوئین اور اوپر نقل کر چکے ہم شرح مشکوٰۃ و خزانۃ الروایات و دستور القضات وغیرہ
سے یہ روایتین کہ روحین جمعرات کو اپنی گھر پر آتی ہین اور سبع لمثانی اللہ مین تنزل الملئکۃ والروح کا
بیان اور پھر روایت آئیگی کہ شب برات عید کو روحین آتی ہین اور مباحث مولد شریف مین بھی بیان
سیر ارواح کا آئیگا انشاء اللہ تعالی اور اب دو ایک روایتین اور بھی نقل کیجاتی ہین حضرت شیخ
الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب عوارف کی باب چھپن مین یہ حدیث نقل کی ہے

روی سعید ابن المسیب عن سلمان قال ارواح المومنین تذہب فی برزخ من الارض حیث شاءت
بین السماء والارض حتی یردہا الی جسدہا اور قاضی ثناء اللہ نے تذکرۃ الموتی والقبور مین لکھا ہے
ابن ابی الدنیا از مالک روایت کرد کہ ارواح مومنین ہر جا کہ خواہند می روند الی آخرہ اور اس سے پہلے
اس فصل مین شہدا کی حق مین لکھا ہے حق تعالی در حق شہدا می فرماید بل احیاء عند ربہم اقول شاید
مراد آن کہ حق تعالی ارواح شان را قوت اجساد میدہد و ہر جا کہ خواہند سیر کنند و این حکم مخصوص شہدا نیست
انبیا و صدیقان از شہدا افضل اند و اولیا ہم در حکم شہدا اند کہ جہاد با نفس کردہ اند کہ جہاد اکبر است یعنی
رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر ازان کنایت است و لہذا اولیاء اللہ گفتہ اند ارواحنا اجسادنا
اجسادنا ارواحنا یعنی ارواح ما کار اجساد می کنند و گاہی اجساد از غایت لطافت برنگ ارواح می برآید میگویند
کہ رسول خدا را سایہ نبود صلی اللہ علیہ وسلم ارواح ایشان در زمین و آسمان و بہشت ہر جا کہ خواہند سیر می کنند و
دوستان و معتقدان را در دنیا و آخرت مددگاری میفرمایند و دشمنان را ہلاک می نمایند انتہی ان روایتون سے
ارواح کا سیر کرنی دنیا مین بھی ثابت ہوئی اور پھر یہی مذہب ہے اہل سنت الجماعۃ کا امام عبد اللہ یافعی
یمنی قدس سرہ کتاب روضۃ الریاحین الحکایۃ الثامنۃ والستون بعد المائۃ کی آخر مین لکھتے ہین

مذہب اہل السنۃ ان ارواح الموتی ترجع فی بعض الاوقات من علیین او سجین الی اجسادہم فی قبورہم
عند ارادۃ اللہ تعالی خصوصا فی لیلۃ الجمعۃ و یومہا و یجلسون و یتحدثون الی آخرہ یعنی مذہب اہل سنت
کا یہ ہے کہ ارواح موتی آتی ہین بعض اوقات علیین یا سجین سے اپنی ابدان مین جو قبور مین ہین جب

اللہ تعالی چاہتا ہی خاص کر شب جمعہ اور روز جمعہ کو آتی ہین بیٹھتی ہین باتین کرتی ہین الخ اور
اشباہ والنظائر کی احکام الجمعہ مین لکھا ہی وفیہ تجتمع الارواح وتزار القبور کذا فی الدر المختار وشرح
یعنی جمعہ کی دن روحین جمع ہوتی ہین اور زیارت قبور کیجاتی ہی غرضکہ قبور تک ارواح کا آنا شب جمعہ و
روز جمعہ مین ان معتبر کتب سے ثابت ہوا اور آتی قبور سی اپنی گھرون مین آنا وہ خزانۃ الروایات سی ہم اوپر
نقل کرچکی جاؤ اولا الی مقابرہم ثم جاؤا فی بیوتہم اس روایت کی موافق اختتام صدی اول و
شروع صدی دوم ہجری مین ایک عجیب قصہ گزرا ہے وہ بھی بطور استیناس لکھا جاتا ہے
امام ابو محمد عبد اللہ یافعی یمنی طیب اللہ ثراہ روضۃ الریاحین مین لکھتی ہین عن بعض الصالحین قال کان
لی ابن استشہد فلم ارہ فی المنام الا لیلۃ توفی عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ ترااءی لی تلک
اللیلۃ فقلت یا بنی الم تک میتا فقال لا ولاکنی استشہدت وانا حی عند اللہ ارزق فقلت ما جاء
بک فقال نودی فی اہل السماء الا لا یتخلف نبی ولا صدیق ولا شہید الا ویحضر الصلاۃ علی عمر بن عبد العزیز
فجئت لاشہد الصلاۃ ثم جئتکم لاسلم علیکم یعنی بعض صالحین سے روایت ہی وہ فرماتی ہین میرا بیٹا شہید ہوگیا
تہا مینی کبھی اوسکو خواب مین نہ دیکہا سوا اوس دن کی کہ جب عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ کا انتقال
ہوا مجھکو اوس رات دکھائی دیا مینی کہا بیٹا تم مری نہین کہا کہ نہین مرا مین تو شہید ہون جیتا ہون
اللہ تعالی سی مجھکو رزق ملتا ہی مینی کہا کہ پہر تم کیون آئی کہا آسمان مین آواز دیگئی تہی کہ خبردار کوئی
نبی اور صدیق اور شہید باقی نہ رہی سب عمر ابن عبد العزیز کے جنازہ پر نماز پڑہین سو مین اونکی نماز
پڑہنی آیا تہا پہر تمہاری سلام کرنی کو بہی حاضر ہوگیا انتہی الحمد للہ کہ ہم جو بنظر ایصال ثواب اموات
وترغیب خیرات دعوی کرتی تہی کہ اہل اسلام کی روحین خواہ وہ بالکل ابرار متقین ہون خواہ بیچارہ
عصات مذنبین ہون آنا اونکا روایات کتب اسلامیہ سی بخوبی ثابت ہوگیا مذہبا وروایۃ وکشفا ودرایۃ
ان صاحبون کی بڑے ہی منصفی کہ اپنی پیر ومرشد قبلہ کی مونہ سی جو بات نکلی وہ تو پتہر کی لکیر ہوجاتی ہی
دوسرا شخص کیسی ہی دلائل قویہ سی ثابت کری اوسپر ایمان نہین لاتی اب سنیے مولوی اسمعیل صاحب نی
جو صراط مستقیم کی آخر ورق مین اپنی پیر ومرشد کی تعریف مین لکھا ہی کہ حضرت غوث الثقلین اور خواجہ

بہاء الدین نقشبند کی روحیں اونکی طرف متوجہ ہوگئیں اور ایک مہینے تک دونوں چہینا جہپٹی اور لڑائی رہی
یعنی ایک کہتی تہی کہ ہم سید احمد صاحب کو اپنی طرف لیں دوسری کہتی تہی کہ ہم لینگی آخر دونوں پاک روحوں
نے آپس میں صلح کر کی یہہ بات ٹہرائی کہ اچہا سید احمد صاحب میں ہمارا تمہارا دونوں کا ساجہا رہا
تب ایکدن دونوں روحیں اونپر ظاہر ہوئیں اور توجہ قوی ایک پہر تک دی اتنی دیر میں دونو طریقو نکی
نسبت حضرت کو نصیب ہوگئی انتہی کلامہ اب دیکہئے کہاں حضرت غوث اعظم کا مزار بغداد شریف میں اور
کہاں خواجہ عالیشان نقشبند کا مزار بخارا میں پہر اونکی روحیں خبر نہیں علیین کی کس طبقہ اور جنت
کی کس درجہ میں ہونگی اور یہہ بہی ہے کہ ان دونوں حضرات مقدس کی مریدوں میں سیکڑوں
اولیاء کامل کیا کہوں بلکہ ہزاروں لاکہوں مقبولین ہونگی تسپر بہی اونکی ہوس نہ بجہی اور سید احمد
صاحب کی اونکو خواہش پیدا ہوئی کہ سید احمد صاحب کو اپنی نسبت مریدی میں لیجئی اور اسلئی ارد
میں علیین یا بہشت سی ہندوستان میں وہ روحیں توجہ دینی کو اتر آئیں ہم اسکو رد نہیں کرتے
لیکن ان دانشمند مصنفوں کے حال پر افسوس کرتی ہیں کہ یہ مولوی اسمعیل صاحب کی تحریر باوجودیکہ
ازروی عقل اسمیں چند باتیں خلاف عادی معلوم ہوتی ہیں لیکن اوسکو مسلم رکہتی ہیں اور ہم روحوں کا
آنا اپنی گہروں پر باوجود مقتضائے عقل ہونیکے کہ البتہ اپنا گہر ہر کسیکو مالوف ہوتا ہی جب ارواح نی
دنیا کی سیر کی تو اپنی گہر کی سیر کیوں نکرینگی اور روح کو بعد مکانی مانع نہیں کیونکہ وہ مجردات سی ہے
اگر ثابت کرتی ہیں اور اوسپر حدیث بہی پیش کرتی ہیں اور روایات فقہاء رحمہم اللہ کی سند گذارتی
ہیں اوسپر انکار کرتی ہیں اور اس اعتقاد کی باعث ہم لوگوں کو اور ہماری ساتہ اون مفتیان دین
کو جو یہ روایات اپنی فتاوی میں درج کر گئی ہیں بدعتی کہنی لگتی ہیں یہ وہی مثل ہی جسطرح فرقہ معتزلہ
خود اپنی کو اصحاب العدل والتوحید نام کرتی ہیں اور اہل سنت وجماعت کو بدعتی اور ارباب الہوا کہتی ہیں
اور یہہ کہنا اہل انکار کا قصہ سید احمد صاحب میں کہ یہہ اونکو مکاشفہ ہوگیا تہا اسکی تحقیق مباحث مولد
شریف لمعہ سادسہ مقام تحقیق سیر ارواح میں آئیگا۔ اور مولف براہین قاطعہ گنگوہی کا یہ اعتراض
بوجہ میت کی بددعا دینی پر منتشر ہیں کہ اگر زندہ نے مردہ کو ثواب نہ پہنچایا تو کوئی ظلم اوسنی میت پ

شرعاً نہین کیا ہان احسان ہی نہین کیا پس احسان نکرنی پر مدح اظلم ہے میت باوجودیکہ ظلمت نفس
شیطان سی چہوٹا حقیقۃ الامر خود شر اوسکو برزخ مین واضح ہوگئی وہ اب بہی بزعم مولف بعد اتیان کشف
ویقین آخرت کی شر نفس مین مبتلا ہی یہ روایت قطعاً متہم و متروک ہی انتہی ملخصاً بچند وجوہ مخدوش
ہی اول یہ کہ حدیث کی قوت و ضعف و صحت و سقم پہچاننے کے لیے میزان شرعی اسناد ہے اگر مولف
براہین کو اسناد معلوم نہ تہی تو مفتیان شرع متین کی نقل پر جو چند فتاوی حنفیہ مین مرقوم ہی اعتماد
کیا ہوتا وہ روایت جمعرات کو روحین آنیکی اور درصورت عدم تصدیق بد دعا دینیکی فتاوی نسفیہ مین
موجود ہی جسکو امام نجم الدین عمر بن محمد نسفی نی جو مشہور بہ علامہ سمرقند تہی تالیف کیا ہی اوسمین وہ
مسائل جمع کئی ہین جو اونکی حالت حیات مین اونسے استفتا کیے گئے تہے ۵۳۷ھ مین اونکی وفات ہی
متقدمین علماء سلف سی تہی اسیواسطے علماء خلف نی اونکی روایت پر اعتماد کیا اور اپنی اپنی فتاوی
مین درج کیا اور کیون نہ کرتی صاحب درمختار لکہتی ہین۔ کہ ہماری ذمہ واجب ہے یہ بات کہ جو متقدمین
فتوی دیگئی ہین ہم اوسکا اتباع کرین اصلی عبارت یہ ہی فعلینا اتباع مارجحوہ وما صححوہ اور شامی شارح
درمختار اس مقام پر لکہتی ہین فانہ لا یسعنا مخالفتہم یعنی بیشک بات یہ ہی کہ ہمکو ہرگز گنجایش نہین کہ
اونکی قرارداد کی مخالفت کرین وجہ ثانی مولف براہین نی اس روایت کو رد کیا تو کسطرح
کہ بالکل اوہام و خیالات سی رجماً بالغیب اور یہہ جائز نہین جن صاحبون نی روایات دین کو
خیالی باتون سی رد کیا ہی اونکو فقہاء و محدثین اہل سنت نی الفاظ شنیعہ سے یاد کیا ہی مثلاً
یہہ حدیث جو صحیحین مین ہی کہ جب ملک الموت نی موسیٰ علیہ السلام سی کہا کہ مین قبض روح کو
آیا ہون حکم الہی قبول کیجے تب حضرت موسیٰ نی ایسا تہپڑ مارا کہ ملک الموت کی آنکہ پہوٹ گئی پہر
جناب باری مین جا کر عرض کی کہ خداوندا مجہکو ایسی شخص کے پاس بہیجا جو مرنا نہین چاہتا الی آخرہ
اس حدیث پر بعضی عقلی خیالات والون نی طعن کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کیون بی قصور تہپڑ مارتے
اور وہ بہی ایسا کہ آنکہ پہوٹ گئی بنا علیہ یہ حدیث صحیح نہین لیکن جو محدثین تہی اونہون نے اس حدیث
کو تسلیم کیا اور معترض آدمیون کو ملحد لکہا عبارت یہ ہی وانکر بعض الملاحدۃ ہذا الحدیث قالوا کیف

مجوز علی موسی فقاء عین ملک اور یہ قرار دیا کہ حدیث کو عقلی باتون سی رد نکرنا چاہیے بلکہ تاویل
کرنی چاہیئے اس حدیث مین تاویل ہوسکتی ہی کہ حضرت موسی کی پاس ملک الموت بشکل انسان
آئے اونہون نی جانا کہ یہ کوئی دشمن قتل کو آیا ہے اوسکی دفع کرلے کے لیے تھپڑ مارا اتفاق سے
آنکھ نکل پڑی الی آخرہ اس نظر سے ہمکو یہ ثابت کرنا ہی کہ روایات دینیہ کو ایسی خیالی
شاخسانون سے رد نکری محدثین ایسی کو ملحد کہتے ہین وجہ ثالث یہ کہ ترک واتہام حدیث
کے لیے عقلی لگا چلایا تو کیا کہ روحین کیون بد دعا دیتین یہ دیکھی کہ روح کو کچھ تو تعلق آب و
گل بدن انسانی ہی ہی فرشتے جو بالکل تکدر آب گل سی مجرد ہین وہ بھی بخیل ممسک کے بد دعا دیتی
ہین تو روح کا بد دعا دینا کیا بعید ہی صحیحین کے حدیث بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ہر
صبح کو دو فرشتے آسمان سی اوترتی ہین اور دعا کرتی ہین یا اللہ خرچ کرنے والے آدمی کو بدلا عطا کر
اور جو خرچ نہ کری اوسکا جمع کیا ہوا مال تلف کر ہلاک فرما اس سے ظاہر ہے کہ جب روح
دنیا مین مع الجسد تھی اوسوقت اوسکی نسبت احکام الہی اور تھی اور جب بدن سی مفارق ہو کر
اوس عالم مین شامل ہوئی تب اوسپر احکام و آثار اوس عالم کی مترتب ہوئی پھر کیا عجب ہے کہ جسطرح
فرشتے خرچ نکرنے والے آدمی کو باذن الہی بد دعا دیتی ہین اسیطرح روحین بھی اوس عالم مین جا کر
ایسے آدمی کو جو مال دبا کر بیٹھ رہا اور اپنی مورث کو فاتحہ و صدقہ سی یاد نہین کرتا باذن الہی بد دعا
دیتی ہون یہ کیا امر محال ہی جسکی خیال سی روایت مفتیان دین کو کہا جاوی کہ قطعاً متروک
تہم ہے وجہ رابع یہ کہ اس دعا کو ظلم ٹھہرانا بالکل بی اصل ہی کچھ تو مخدوش و مردود ہونا اسکا
وجہ ثالث سی بھی سمجھا گیا علاوہ بران ظاہر ہے کہ اگر ورثہ دعا اور تصدق کرتی تو از روی مسئلہ
شرعیہ ثواب اونکو بھی ملتا اور میت کو بھی جب کچھ نکیا تو دونو محروم رہے پھر اگر ایسا امر واقعی
زبان ارواح سی صادر ہوا کہ الہی جیسی ہم ناامید پھری یہ بھی ناامید رہیو رحمت سی یعنی ثواب سے
تو یہ کسطرح ظلم ٹھہرتا ہی اور اگر کوئی یہ کہی کہ امر واقعی کی دعا کیا کیجائے یہ تو تحصیل حاصل ہی جواب
اسکا یہ ہی کہ فقیہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نی اس مسئلہ کو خوب تحقیق کر دیا ہی کہ تحصیل حاصل کی دعا

جایز ہی عبارت التقاط اگیہ ہی لو کان الدعا بتحصیل الحاصل منہیا لما ساغ الدعاء لہ صلی اللہ علیہ وسلم بالوسیلۃ
ولا بلعن الشیاطین یعنی اگر تحصیل حاصل کی دعا منع ہوتی تو نہ کیجاتی دعا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
وسیلہ کی جو بعد اذان دعا کرتی ہین کہ یا اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ دیجو اور مقام محمود مین پہنچائیو
کیونکہ یہ وعدہ خدا تعالی خود فرما چکا اور اسیطرح نہ جایز ہوتی لعنت شیاطین پر کیونکہ وہ خود لعنت
مین ہین بی دعا کئی انتہی اور اگر دعای ارواح کی یہ معنی ہون کہ ای وارثو جسطرح تمنی ہماری ساتہ
ترک احسان کیا اور ہم محروم پہری خدا کری کہ جب تم مرو تمہاری ساتہ تمہاری ورثہ ترک احسان
کرین اور تم بہی ناامید رحمت و ثواب سی پہرو تو اس مضمون مین کوئی اتلاف حق فرض و واجب کی
دعا نہین جو ظلم قرار دیا جای ترک احسان پر ترک احسان کی دعا ہے اور جس مواقع مین کہ میت کی
وصیت پر وارثون نی بباعث حرص و طمع نفسی عمل نکیا ہوگا اون مواقع مین تو بد دعا ارواح کی
کسیطرح محل کلام ہی نہین پہر معترضین نے یہہ ہی خیال کیا ہوتا کہ قدوم ارواح کی سب حدیثون مین
تو ذکر بد دعا کا نہین ایک مین ہی تو یہ ہی موقع خاص ہوگا جسمین اتلاف وصیت صدقات ہی باقی اور
مواقع مین فقط یہہ بات کہ روحین امیدوار آئین اور ناکام چلی گئین غرض کہ ان صاحبون پر لازم تہا
کہ اس روایت مین یہ تاویل یا مثل اسکی اور کچہ جو محمل صحیح نکلتی پیدا کرتی لیکن روایات
متقدمین مفتیان دین متین کو رد نکرتی وجہ خامس جب کوئی توجیہ ان صاحبونکو نہ سوجہی اور
یہہ ہی انکو معلوم ہوا کہ یہ بد دعا قبیح ہے تو یہ کیا دلیل قایم کی کہ عالم برزخ مین جب خیر و شر واضح ہوگیا
تو پہر کسطرح بعد کشف و یقین برا فعل یعنی بد دعا کرنا ارواح سے صادر ہوتا ہم کہتی ہین اگرچہ برزخ
مین انکشاف خیر و شر ہے لیکن روز قیامت سب سے زیادہ انکشاف حقائق ہوگا پہر اوس روز خدای
عالم الغیب والشہادہ کی سامنے لوگ اپنی جرایم کو مکر جاینگے جہوٹ بولینگے تب اونکو نامہ اعمال
دکہائی جائینگے کہینگے کہ فرشتون نی زبردستی ہماری نام یہ گناہ لکہدیئے تب اونکی ہمسایہ
بلائے جائینگے وہ گواہی دینگے اونکو بہی جہٹلائینگے تب رب العزۃ جل جلالہ اونکی منہ پر مہر لگا کر
پوچہیگا سب اعضا بول اوٹہینگے کہ بیشک اسنے یہ گناہ کیے کذا فی التفاسیر و امام رازی نی

تحت آیہ ان یشہد علیکم سمعکم ولا ابصارکم ولا جلودکم ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیاہی کہ
زناکار کی پیشابگاہ اوسروز گواہی دیگی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی کہ آپنے فرمایا آدمی
کی اعضا مین اول ران اور ہتیلی گواہی دیگی یعنی اسلئی کہ اول مساس ہاتہ سے واقع ہوتاہی پہر وقت مباشرت
ران تک نوبت پہنچ جاتی ہی خلاصہ یہ کہ جب مجرمون کی اعضا گواہی دینگے تو بعد ازان وہ مجرم اپنی اعضا کو
دہمکاینگے کہ تمنی کیون گواہی دی اور اپنی اعضا کو بد دعا دینگے بعداً لکن وسحقاً یعنی خدا تمکو دور کیجو اپنی رحمت
سی اور ہلاک کیجو یہ مضمون بد دعا کا صحیح مسلم کی حدیث مین ہی اور روح البیان مین ہی کہ جو مسلمان گنہگار
ہونگی اونکی اعضا ہی گناہ پر شہادت دینگے لیکن جن اعضا سی وہو نیک کام کیاہی جب وہ شہادت
اچہی دینی لگینگے وہ بخشدیئے جاینگے الحاصل روایات مذکورہ سی یہ ثابت ہوگیا کہ قیامت کی روز جو
نہایت درجہ انکشاف حقایق خیر وشر کا روز ہوگا اوسدن ہی آدمی ایسی ایسی بری کام کرینگے کہ خاص
اللہ تعالی کی سامنے مکر جاینگے جہوٹ بولینگے فرشتون کو اور آسمان وزمین کی ٹکڑونکو اور ہمسایون کو
سبکو جہٹلاینگے اور پہر جب اعضا گواہی دینگے حالآنکہ اونہون نی باذن آلہی گواہی دی ہی اور سچی
گواہی دی ہی تسپر بہی بندہ اونکو بد دعا دیگا اور کوسیگا کمار واہ مسلم جب ایسی ایسی کام مذکورہ بالا
ایسی مقام کشف وعیان مین ہونگی تو بہلا عالم برزخ مین بد دعا دینا ارواح کا کسطرح اسدرجہ محال و
مستبعد ٹہرایا جس سی روایات فتاوی کو جہٹلایا وجہ سادس حدیث صحیح ہے کہ یبعث کل عبد علی ما مات
علیہ یعنی آدمی اوسی خصلت پر اوٹہایا جائیگا کہ جسپر مراہی اور دوسری حدیث مین آیاہی یبعث الناس
علی نیاتہم یعنی آدمی اپنی نیتون پر اوٹہائی جاینگے اس سے معلوم ہوا کہ جو صفات محمودہ یا مذمومہ انسان کے
جوہر روح مین راسخ ہوجاتی ہین وہ بعد موت بہی قایم رہتی ہین حتی کہ اونہی صفات کی ساتہ حشر اوسکا
ہوگا جب یہ معلوم ہوا تو جاننا چاہی کہ آدمی دو قسم ہین بعضی بالکل خاک جو غصہ نام کو نہین عفو وصفح و
تجاوز اونکا جبلی کام ہی اور بعضی وہ جو اپنی منافی طبیعت پر آزردہ ہوکر خفگی ظاہر کردیتی ہین پس یہ
دونو آدمی بعد موت بہی اپنی اوسی جبلت پر ہونگی اور ظاہر ہے کہ آدمی قسم اول قلیل الوجود ہین
اور ثانی زیادہ بلکہ زیادہ سی زیادہ تر وللاکثر حکم الکل کلیہ مسلمہ ہی پس جسطرح وہ لوگ دنیا مین جب کہتے ہین کہ

کراونکی ایک نمک پروردہ یا رفیق تہی جس پر اونکو بہروسا تہا شدت حاجت کیوقت جواب صاف دیدیا
اور حقوق احسان و مروت کو بالکل فراموش کیا تو بی اختیار بد دعا نکل جاتی ہتی کہ جیسا تو نی میری ساتہہ
کیا تیری مشکل کی گہڑی مین بہی خدا ایساہی کیجیو جب وہ مرگئی اور عالم برزخ مین گئی تو وہی جبلت
اونکی ساتہہ گئی بنا علیہ وہی مادہ فطری اونکا وہان ظاہر ہوگا کہ جب وہ ونکی اقربای احسان فراموش
اوسکا مال مار کر بیٹہہ رہینگے اور دعا و صدقہ مین ذرہ بہر اونکو یاد نکرینگے وہ بیساختہ اونکو بد دعا دینگے
جسطرح کفار و فساق جو کچہہ صفات تکذیب وغیرہ کی دنیا سی ساتہہ لیگئے ہتی وہی محشر مین علی الاعلان
ظاہر کرینگی جسطرح روایات سابقہ مین گذر چکا وجہ سابع الزامی اس روایت کو فقط بد دعاء
ارواح کی سبب رد کرتے ہین اور مولوی اسمعیل صاحب کی تحریر مرقومہ ورق آخر صراط مستقیم کو رد نہین
کرتی جو لکہتے ہین ۔ روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و جناب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند
متوجہ حال حضرت ایشان گردیدہ و تا قریب یکماہ فی الجملہ تنازعی درمابین روحین در حق حضرت
ایشان ماندہ زیراکہ ہر واحد ازین ہر دو امام تقاضای جذب حضرت ایشان بتمامہ بسوی خود میفرمود
دیکہئے یہان اپنی پیر و مرشد کی بابت دو امامون کی روح مقدس مین لڑائی ثابت کرتی ہین لفظ
تنازع لکہتے ہین منتخب اللغات مین ہی تنازع دشمنی و خصومت کردن اور صراح مین لکہا الخصام بیکار
کردن باہم و الاسم الخصومۃ مولف بلا ہین کو لازم تہا کہ اول اس تحریر صراط مستقیم کو رد کرتے پہر
رد روایت فتاوی نسفیہ مین قدم دہرتے لیکن اوسکو بڑی عبارت طویل سے صـ۱۳ مین قوت دیتے
ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ انبیا علیہم السلام کو بہی کثرت امت کی خواہش ہوئی ہی جناب فخر عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نی ولود عورتون کی نکاح کی تاکید فرمائی ہی اسیواسطے اون دو نورانی امامون نے جب سید
احمد صاحب کا درجہ دیکہا اور جانا کہ انکی بہت مرید ہوونگی دونون نی اپنی اپنی طرف کہینچنا چاہا
انتہی ملخصاً یہ جواب نہایت رکیک ہی سید صاحب کو بباعث کثیر المرید ہونیکی ولود عورت یعنی
کثیر الولادت عورت کی نکل سے جو تمثیل دی یہ خیال نکیا کہ ایسی شخص کی مرید کرنے کی تمنا درست
لیکن تنازع حرام جسطرح ولود عورت کی طرف رغبت صحیح ہے لیکن اوسمین لڑائی دشمنی و مخاصمت حرام

یہ تو نص قطعی کا معارض ہی حق سبحانہ فرماتا ہی لا تنازعوا شاہ ولی اللہ اسکا ترجمہ کرتی ہین با یکدیگر نزاع
مکنید اور شاہ عبد القادر لکہتی ہین آپس مین مت جہگڑو پس جبکہ اس مکاشفہ تحریری کو بباعث
حرمت تنازع رد نکیا تو چاہیی کہ روایات مفتیان مین کو بہی رد نکرین باوجودیکہ اس قسم کی عاکی
حرمت پر کوئی نص شرعی مولف براہین فی روایت نہین کی جسطرح ہم آیہ لا تنازعوا نص قطعی پیش
کرتی ہین پس دعوی اونکا بلا دلیل شرعی نامسموع ہی اور یہ خیال اونکا بوجوہ سبعہ مذکورہ مدفوع
ہے دوسرا اعتراض ارواح کی آنی پر صفحہ براہین مین یہہ ہی کہ یہ روایتین مخالف صحاح
کی ہین کیونکہ مشکوۃ مین نسائی اور احمد سی منقول ہی کہ جب میت کی روح برزخ مین جاتی ہے تو
ارواح جمع ہو کر اپنی اقارب کا حال پوچھتی ہین تو وہ جو پہلی مر لیا تہا اوسکو کہتا ہی کہ وہ تو مجہسے پہلے
مر لیا تہا اگر ہر ہفتہ ارواح اپنی گہر جاتی ہین تو اونکو کیا حاجت استفسار کی ہے جواب حاجت
استفسار کی کیون نہین مثلاً ایک شخص ہر ہفتہ اپنی گہر آتا ہے شب باش ہو کر چلا جاتا ہے تو چہہ روز
بعد چلے آنے اوس شخص کی اگر کوئی اوسکی گہر سی آئیگا تو وہ اپنی اقربا کا حال پوچہیگا یا نہ پوچہیگا
سب عقلا جانتی ہین کہ وہ ضرور پوچہیگا پس اسیطرح جو روح شب جمعہ کو اپنی گہر ہو گئی تہی تو جو آدمی
چارشنبہ یا روز پنجشنبہ کو مریگا اور روح اوسکی عالم برزخ مین جائیگی وہ روح ضرور پانچ چہہ روز کی
غیبوبت کا حال اس روح تازہ سی پوچہینگی کہ فلان آدمی کسطرح ہے اور فلان کسطرح اور اسیطرح اگر
کوئی قریب وسکا روز شنبہ یا شام جمعہ کو مر گیا ہوگا اور وہ اپنی شومی اعمال سی دوزخ مین گیا ارواح
مومنین مین نہ پہنچا پہر کوئی دوسرا عزیز مومن مخلص چارشنبہ کو مر کر ارواح مومنین مین پہنچا تو وہ
بالضرور یہ بیان کریگا کہ وہ مرد قریب مجہسے چار پانچ روز پہلی مر چکا کیا وہ تمہاری پاس نہین آیا
تب وہ روحین کہینگی کہ بس وہ دوزخ مین گیا اور یہہ بہی ہو سکتا ہی کہ روح ہر ہفتہ گہر پر آکی
اپنی ایک عزیز کو جیتا غیر موجود پاتی چونکہ اوسوقت آدمیون سی اوسکو پوچہنا ممکن نہ تہا ہمیشہ چپ
چلی جاتی یہ خیال کرتی کہ شاید وہ کہین پردیس مین گیا ہی لیکن جب اوس گہر مین کوئی
مخلص مومن مرا اوسکی روح ارواح مومنین مین پہنچی تب اوس عزیز کا حال دریافت کیا جو ادہر آیا

کہ وہ تو مجھسے پہلی مرچکا ہے کیا تمہاری پاس نہین آیا تب وہ روح جان لیتی ہی کہ اوس عزیز کو جو ہفتہ
جو مکان پر موجود نہ دیکھتی تہی اور یہ سمجھتی تہی کہ وہ کہین پردیس مین ہوگا سو پردیس مین نہین ہین
بلکہ وہ دوزخ مین پہنچا اور یہ بہی ہو سکتا ہی کہ روح کا اپنی گہر آنا منقول ہی ہمارا یہ دعوی
تو نہین کہ وہ اپنی سب اقربا و غیر پڑوسیون اور دوست آشنا انکی گہر پہر جاتی ہی پس جایز ہی کہ وہ
روحین اپنی اون دوست آشنا و عزیزونکا حال پوچہتی ہونگی جو اوسکی خاص گہر مین نہین رہتی
تہی لفظ حدیث مین نہ قید اپنی خاص گہر مین رہنی والونکی ہی اور نہ یہ کہ خاص اپنی ذوی القربی
کا حال پوچہیگا بلکہ جائز ہی کہ اپنی بعض دوستدارون اور غمگسارونکا حال دریافت کرین

حدیث کی اصل الفاظ یہ ہین فیسالونہ ما ذا فعل فلان ما فعل فلان فیقول قد مات اما اتاکم

فیقولون قد ذہب بہ الی امہ الہاویہ یعنی اوس نئی مردہ سی پہلی مردہ پوچہتی ہین فلانی کا
حال کیا ہی فلانی کا حال کیا وہ جواب دیتا ہی کہ وہ تو مرچکا کیا تمہاری پاس نہین آیا تب
وہ کہتی ہین کہ وہ دوزخ مین پہنچا انتہی اب **قلوب قاسیہ کی نرم کرنیکو** ایک قصہ نہایت
معتبر کتاب سی جسکی مصنف کو نو سو برس سی زیادہ ہوی چار واسطہ سی امام ابو یوسف کی شاگرد
ہین لا کہہ حدیث انکو حفظ تہی انکا خطاب امام الہدی ہی اور نام انکا نصر بن محمد اور لقب اونکا فقیہ اور کنیت
ابو اللیث سمرقندی مشہور ہی وہ اپنی کتاب تنبیہ مین باب فضل جمعہ مین فرماتی ہین کہ مینی
اپنی باپ سی سنا اور وہ فرماتی تہی کہ پہنچا مجھکو قصہ صالح مزی کا کہ وہ جمعہ کی رات کو جامع مسجد
مین آئی کہ نماز فجر وہان پڑہین رستہ مین ایک مقبرہ ملا دل مین آیا کہ صبح صادق ہو جاویگی اوس وقت
مسجد کو چلینگے مقبرہ مین ٹہر گئے دو رکعت نماز پڑہی اور ایک قبر سے کچہ سہارا لگا لیا نیند آنکہون
مین بہر آئی دیکھتے کیا ہین سب صحاب قبور قبرون سی نکل کر حلقہ حلقہ بیٹہہ گئی باتین کرنی لگی
ایک جوان کو دیکہا اوسکی کپڑی میلے اور اس مغموم بیٹہا ہے اتنی مین بہت خوان ڈہکی ہوے
خوان پوشون سی آدمیون ہر آدمی اپنا اپنا خوان لیتا گیا اور چلتا گیا آخر وہی بیچارہ جوان اکیلا
اوسکی پاس کچہہ نہ آیا وہ اوداس غم کا مارا اوٹہہ کر کہڑا ہوا جب قبر مین داخل ہونے لگا صالح مزی

ان سے کہا انھون نے ابو جعفر ... سے انھون نے ابو القاسم صفار سے انھون نے نصر بن یحیی سے انھون نے محمد بن سماعہ سے اونہون نے امام ابو یوسف سے اور وہ شاگرد تہی امام اعظم کی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

کہتی ہین کہ مینی اوس سے کہا ای اللہ کی بندہ تو کیون ایسا اداس ہے اوسنی کہا تمنی دیکہا نہین کسقدر خوان
آئی ہتی مینی کہا کہ ہان وہ بولا یہہ تحفہ تحائف تہی جو اونکی واسطی خیر خواہ ہونی نی بہیجی ہتی جو وہ صدقہ
دعا وغیرہ کرتی ہین انکو پہنچتا ہی جمعہ کی رات کو اور مین بہی والا ملک سندکا ہون اپنی ہان کو لیکر واسطے
حج کرنیکے آیا تہا جب بصرہ مین پہنچا مین مر گیا میری مان نی میرے بعد نکاح کر لیا اور دنیا مین مشغول
ہو گئی مجہکو بہول گئی نہ مونہہ سی کبہی نام لیتی ہی نہ زبان ہی دعا اب مین غمگین ہون تو کیا کرون میرا
کوئی نہین جو یاد کری تب صالح مزی کہتی ہین مینی اوس سے پوچہا تیری مان کہان ہے اوسنی بتا دیا پہر صبح
ہو گئی نماز پڑہی اور اوسکا گہر ڈہونڈہتا ہوا گیا اوسنی اندر سی آواز دی تو کون ہی مینی کہا صالح مزی
اوسنی بلایا مین گیا مینی کہا بہتر یہہ ہی کہ میری اور تیری بات کوئی نہ سنی تب مین اوس ہی نزدیک
ہو گیا فقط ایک پردہ بیچ مین رہ گیا مینی کہا اللہ تعالی تجہپر رحم کری کوئی تیرا بیٹا ہے بولی کوئی نہین
مینی کہا کبہی ہوا تہا تب وہ سانس بہرنی لگی اور بولی ایک بیٹا جوان تہا مر گیا تب مینی وہ قصہ مقبرہ کا
بیان کیا اوسکی آنسو بہنی لگے اور کہنی لگی ای صالح مزی وہ میرا بیٹا میرا کلیجا تہا پہر اوس عورت نی مجہکو
ہزار درم دیئی اور کہا کہ میرے نور چشم کی طرف سی خیرات کر دیجو اور اب سی مین اوسکو دعا اور خیرات
سی نہ بہولونگی جب تک دم مین دم ہی صالح مزی فرماتی ہین پہر مینی وہ ہزار درم خیرات کر دئی اگلے
جمعہ کی رات اوس مقبرہ مین گیا دو رکعت پڑہی ایک قبر کی سہارے سے بیٹھ گیا سر جہکا کر پہر مینی اون
لوگون کو قبرون سی نکلتی دیکہا اور اوس جوان کو دیکہا سفید کپڑی نہایت خوش وہ میرے پاس
آکر کہنی لگا ای صالح مزی اللہ تیرا بہلا کری جہکو ہدیہ اور تحفہ پہنچ گیا مینی کہا تم جمعہ کو پہچانتے ہو کہا جانور
تک پہچانتی ہین یہ کہا کرتی ہین سلام لیوم صالح یعنی یوم الجمعہ انتہی ای بہائیو اگر ایسی امام الہدی کا
نقل کیا ہوا قصہ درد آمیز تمہاری دل کو خوف الہی سی نہ ہلادی تو کمال حسرت کی بات ہی پتہر بہی
اللہ کی ڈر سی نرم ہو جاتی ہین ان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانہار قدیم الایام سی دستور چلا آتا ہی کہ قدما
اپنی اپنی اموات کی لئی کہانا جمعہ کی رات کو دیا کرتی ہتی حفاظ اور ملا اور قراء مقابر وغیرہ کو بہیجتی ہتی
حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کو چہہ سو برس سے زیادہ گذری اونکی کلام مین بہی اسکا پتا موجود ہے

کلیات مین جو قصیدہ درباب تنبیہ حال موت لکھاہی اوسمین وہ لکھتے ہین کہ جب آدمی مرتاہی چند روز
اوسکو روتی ہین جمعرات کو حلوا بھی بھیجتی ہین جب کئی برس گذر گئی پہر سب بھول جاتی ہین اور
وہ آدمی بے نام ونشان ہوجاتاہے اشعار اونکے بطور التقاط لکھتاہون ؛ ع

یکھفتہ یاد وہفتہ کم وبیش صبح وشام	باگریہ دوست ہمدم وہمداستان شود
حلوا سہ چار صحن شب جمعہ چند بار	بہر ریا بخانۂ ہر گور خوان شود
وانگہ کہ چند سال بران حال بگذرد	آن نام نیز بگذرد وبے نشان شود

اگلے آدمی جمعرات کا اسقدر خیال رکہتی ہتی کہ وہ آنہ کا مزدور کہ جسکی پاس کچھ بہی دینی کو نہوتا تہا وہ بہی جو
سیر بہر آٹا بال بچون کیواسطے لاتا اور شام کو پکواتا اوسمین نیت کرتا تہا کہ یارب العالمین یہ جو بال بچون کا
نفقہ میری متیری حکم سی واجب ہے اور ادائی واجبات الٰہی مین آدمی مستحق ثواب ہوتاہی آج جو یہ سیر بہر کی
روٹیان اپنی بال بچون کو دیتاہون اس نفقہ واجبہ مین میری یہ نیت ہی کہ اسمین جو مجہکو ثواب ہوتا
وہ میری فلانی عزیز میت کو پہنچے غرض کہ نادار تنگدست آدمی اوسی روزمرہ کی نفقہ واجبہ عیال مین
نیت ایصال ثواب کرتی ہتی اور فاتحہ درود پڑہ کی بعد ازان اپنی بال بچون کو وہ کہانا کہلادیتی ہتی
اموات کو محروم نرکہتی ہتی اور توانگر آدمی تو بہت کچھہ دیا کرتی ہتی اب جیسی ہمتین لوگون کی پست ہوگئین
اور اوس بخیلی کی ساتھ پھر بہی بہانہ ہاتھہ آگیا کہ اسکو تو مولوی لوگ بدعت کہتی ہین پس بالکل آدمی
چہوڑ بیٹھے اونگہتی کو ٹہیلتی کا بہانہ مثل مشہور ہی اب ہمنی تمکو روایات کتب معتبرہ کی سنادی چاہی کہ
اب سی سستی نکرو اور صدقات وخیرات اور درود فاتحہ سی اپنی عزیزون کو یاد رکہو ایک مسئلہ سناتاہون
کہ جسقدر تم اموات کی نام دوگی یا پڑہکر بخشوگی اموات کو سب پہنچیگا اور اوسیقدر تمکو بہی ملیگا کچھ تمہارا
ثواب گھٹ نجاویگا تم اور موتے دونو کامیاب ثواب سی ہوگی خزانہ الٰہی مین کچھہ کمی نہین ہی وہ دونو کو
دیتاہی ان ربک واسع المغفرۃ فقط تمہاری نیت کا گھاٹا ہی **لمعۂ ثالثہ عیدین اور شب برأت**
اور عشرہ محرم مین فاتحہ فی خزانۃ الروایات عن ابن عباس رضی اللہ عنہ یقول اذا کان
یوم عید او یوم جمعہ او یوم عاشورا او لیلۃ نصف من شعبان تاتی ارواح الاموات ویقومون علی ابواب

بیوتہم فیقولون اہل من احد یذکرنا اہل من احد یترحم علینا اہل من احد یذکر غربتنا یا من سکنتم بیوتنا و یا من

سعدتم بما شقینا لو یا من اقمتم فی اوسع قصورنا و نحن فی ضیق قبورنا و یا من استذللتم ایتامنا و یا من نکحتم

نسائنا اہل من احد یتفکر فی غربتنا و فقرنا کتبنا مطویۃ و کتبکم منشورۃ واضح ہو کہ یہ کتاب خزانۃ الروایات

پورانی کتاب ہے جس نسخہ سے یہ عاجز نقل کر رہا ہے وہ چار سو برس سے کسیقدر کم کا لکھا ہوا ہے اب کبھی

تصنیف کب ہوئی ہوگی صاحب کشف الظنون نے اسکے مصنف کا حال یہہ لکھا ہے کہ یہ قاضی جگن

ہندوستان کے حنفی المذہب و رساکن گجرات ہے تمام عمر فتوے دینے اور لکھنے مین گذاری اہتی کلام

پس معتبر ہونا اسکا ظاہر ہوگیا اور نیز ہم بیان کر چکے ہین بیان فاتحہ جمعرات مین کہ مولوی اسحق صاحب

نے ماتہ مسایل مین اور مسائل اربعین مین اس خزانۃ الروایات کی سند پکڑی ہے معتمد علیہ ہونا اس

کتاب کا اور پورانا ہونا معلوم ہو چکا علاوہ برآن علی ابن احمد غوری نے بہی اس روایت کو کنز العباد

کتاب الروضہ باب خامس و اربعین سے نقل کیا ہے اسکا ترجمہ اسکی روایت کا معلوم کر و حضرت ابن عباس سے

روایت ہے کہ جسوقت ہوتا ہے دن عید کا یا جمعہ یا عاشورا محرم کا یا شب برات تب آتی ہین روحین مومنون

کی اور کہڑی ہوتی ہین اپنی دروازہ اور کہتی ہین کہ ہے کوئی ہمارا جو ہمکو یاد کرے اور ہم پر رحم کرے ہماری

غربت کو یاد کرے تم ہمارے گہر وںمین رہتے ہو ہماری مال سے چین کرتے ہو تم کہلے کشادہ مکانون مین

بیٹہے ہو ہم تنگ قبرون مین پڑے ہین ہمارے یتیم بچون کو تمنے ذلیل کر رکھا ہے اور ہماری بیبیون سے

تمنے نکاح کر لیا اب تم مین کوئی ہے جو فکر کرے بیان کرے ہماری غربت اور محتاجی کا ہمارے

نامہ اعمال لپٹ چکی تمہاری نامہ اعمال کہلی ہوئی ہین انہتی اور واضح ہو کہ جسطرح یہہ روایت خزانۃ الروایات

اور کنز العباد مین ہے اسیطرح دقایق الاخبار مین بہی ہے اور دقایق الاخبار منسوب ہے امام غزالی کی

طرف اور تفسیر کریمہ تنزل الملئکۃ والروح مین مفسرین کے چند قوال مین بعضون نے کہا روح ایک فرشتہ ہے

اور بعضون نے کہا کہ جبرئیل ہے اور بعضون نے کہا روح حضرت عیسے ہین جو فرشتون کے ساتہ اوترتے ہین

اور بعضون نے کہا روح سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین اور دقایق الاخبار مین ہے کہ بعضون نے کہا ارواح

بنی آدم مراد ہین عبارت اوسکی یہ ہے و یقال روح الاقرباء من اموات المومنین یقولون بنا اذن

لساباالنزول الی منازلنا حتی نزی اولادنا وعیالنا فیزلون فی لیلۃ القدر انتہی اور تفسیر عزیزی مین تحت شرح اس آیت کے لکھا ہے یعنی فرودمی آیند ملئکہ از آسمانہا وارواح از مقام علیین دران شب اور تینتیس سطر کی بعد لکھتی ہین کہ ہمراہ جبریل علیہ السلام جمیع ملئکہ وارواح نزول می کنند اب گوش ہوش سی سننا چاہیی کہ باپ کو اولاد صالح کی دعا سی نفع پہنچتا ہی صحیح مسلم کی حدیث ہی ولد صالح یدعوا لہ اس حدیث مین تم لوگون کو اشارہ ہوا کہ تم جنکی اولاد ہوا ونکی حق مین دعا کرو فاتحہ درود پڑہو دوسری حدیث بیہقی کی ہی ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوۃ تلحقہ من اب او اخ او صدیق فاذا لحقتہ کان احب الیہ من الدنیا وما فیہا اس حدیث میں اشارہ ہوگیا ماں باپ کو کہ وہ اپنی اولاد کو دعا کی خیر سی یاد رکہین اور بہائی بہائی کو اور دوست دوست کو اسواسطے کہ اس حدیث مین ارشاد ہوگیا کہ مردہ ان سب کی طرف امید لگای رہتا ہی غرض دونون حدیثون کی مضمون سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ سب دوستون اور اقربا کو چاہیی کہ اپنی دوست اور اقربا کو یاد رکہین اور آدمیونکا حال یہ ہی کہ دنیا کی جنجال مین پہنسکر اپنی عزیزونکو جو کہ مرگئی بالکل بہول جاتی ہین روزمرہ کی یاد تو کہان بہلا اگر تیوہارون کو یعنی عید بقرعید شبرات محرم مین بہی یاد کرین تو غنیمت ہے کیونکہ تیوہارون مین کہانیکی کثرت ہوتی ہی طرح طرح کی چیزین پکتی ہین دوست آشناؤن مین تحفہ ہدیہ بہیجا جاتا ہی ہائی افسوس زندہ آدمیونکو تحفہ ہدیہ بہیجین حالانکہ زندہ آدمی خود بہی پکواکر کہا سکتا ہی اور میت کو جو کہ بالکل عاجز بی بس بیکس ایک غار تنگ تاریک مین پڑی ہین اور اعمال اونکی منقطع ہو چکی اب کچہ کر نہین سکتی اونکو ذرا بہی یاد نکرین کسقدر غفلت کی بات ہی اور جو کوئی عالم ملا ہو کر لوگونکو اس کام سی روکی کسقدر مظلمہ موتی کا اپنی گردن پر لیتا ہی یا اللہ ایک پہلی وقتون کی عالم فاضل تہی کہ خیرات حسنات کی رغبت لاتی تہی مصنف خزانۃ الروایات لکہتا ہی کہ مین شروع بلوغ سے فتاوی اور کتب فقہ اور مسایل مین کوشش کرتا رہا اور جب اتفاق پیش ہوتی تہی جب تک جواب اونکی کتابون سی نہین نکالتا تہا چین نہین آتا تہا اور مین کسی وقت خالی مباحثہ اور مطالعہ کتب سی نہین رہتا تہا اور مشکلین حل کیا کرتا تہا تمام عمر فتوی دینی مین گذاری اور جسقدر فتوی ... ائل اس کتاب مین لکہدیتا

ف بہت قرینہ یا ... سبب ... مطلب ہوا آدمی زیادہ کرتا ہوا ... کہ دعا ... اور ... یا ماں یا بہائی یا دوست ... پہنچ جاتی ... اسکو دعا ... وہ اوسکو پیار سے زیادہ دنیا سے اور جو کچہ دنیا مین ہے ۱۲ ۱۲

انتہی کلامہ دیکھو یہ شخص ہندوستان کا قاضی سیکڑون برس کا عالم فقیہ گذرا ہوا ہندوستان مین فتوی جاری
کرنیوالا اپنا فتوی اس کتاب مین لکھتا ہی اور روایت کرتا ہی کہ تیوہارون مین روحین آتی ہین
چنانچہ روایت اونکی بیان کی گئی معلوم ہوا کہ یہ جو قدیم الایام سی عیدین وغیرہ تیوہارونمین دستور فاتحہ کا
چلا آتا ہی ایسی ہی بزرگون کا حکم دیا ہوا اور جایز کہا ہوا اور احادیث سی استنباط کیا ہوا ہی جاہلونکا
ایجاد کیا ہوا نہین جاہل کسی قاعدہ دینی اور شرعی کا موجد نہین ہو سکتا اور نہ کوئی جاہل کا اتباع کری یہ
سبب سوم صالحہ اہل اسلام مین علما و صلحا کی تلقین فرمائی ہوئی ہین از انجملہ یہ بات کہ ہم اکثر دیکھتے ہین کہ
عیدین وغیرہ مین جو فاتحہ دیتی ہین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نام کا جدا نکالتی ہین یہ مسئلہ بھی امام ربانی
مجدد الف ثانی کی کلام مین موجود ہی مانعین اس امام کی معتقد ہین وہ اپنی مکتوبات کی جلد ثالث مین
لکھتے ہین باید کہ ہرگاہ صدقہ بمیت نیت کند اول باید کہ بہ نیت آنسرور علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام ہدیہ
جدا سازد وبعد ازان تصدق کند کہ حقوق آنسرور علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام فوق حقوق دیگران ست
ونیز برین تقدیر احتمال قبول صدقہ است بطفیل آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوات والتحیات انتہی بحالہٖ
ایک ایسی ایسی علما دیندار تہی کہ کیا کیا ہدایت کی طریقے تعلیم فرماتی تہی اور ایک اب پیدا ہوی ہین کہ
بالکل اعمال معمولہ قدیمی اور خیرات مستمرہ سلف کو بند کرتی جاتی ہین امر دیگر یہ جو مولوی اسحق صاحب نی
مایۃ مسائل مین تحریر فرمائی ہی کہ آمدن ارواح درین شب ہا از احادیث صحیحہ مرفوعہ متصل الاسناد ثابت
نگشتہ اور مسایل اربعین مین ان حدیثونکو لکہا بعض علمای محدثین این روایات را تضعیف ہم فرمودہ اند
وبیان غرابت آن آوردہ انتہی کلامہ مین کہتا ہون کہ اس کلام سی بس اسیقدر ثابت ہوا کہ یہ حدیثین
صحیح متصل الاسناد نہین بعضی محدثون نی انکو ضعیف بہی کہا ہی سو اصول حدیث مین یہہ ٹہر چکا ہی کہ
حدیث صحیح نہونی سی یہ لازم نہین آتا کہ وہ حدیث جہوٹ بنائی ہوئی موضوع ہو چنانچہ ملا علی قاری
اور صاحب مجمع البحار اپنی رسایل موضوعات حدیث مین لکہتی ہین قال الزرکشی بین قولنا لم یصح وقولنا
موضوع بون واضح فان الوضع اثبات الکذب وقولنا لم یصح لا یلزم منہ اثبات العدم الی آخرہ ہان البتہ
صحیح نہونی سی یہ ضرور ثابت ہو جاتا ہی کہ ضعیف ہی پس حدیث ضعیف کا ہم سی حکم سنو تفسیر روح البیان

کی دوسری جلد مطبوعہ مصر کی صفحہ ۶۲۲ مین ہے وان کانت ضعیفۃ الاسانید فقد اتفق المحدثون علیٰ ان
الحدیث الضعیف یجوز العمل بہ فی الترغیب والترہیب یعنی اگر حدیثین ضعیف ہین تو اتفاق کیا ہی
کل اہل حدیث نی اسبات پر کہ حدیث ضعیف پر عمل جایز ہی جس مقام مین رغبت مین لاتی ہون نیک کام
پر یا ڈراتی ہون بُری کام سی اور نقل کیا اس کلام کو صاحب روح البیان نے امام نووی اور حلبی
اور ابن فخر الدین رومی وغیرہم سی اور اسی طرح منقول ہی فتح المبین مین لعنہ علامہ ابن حجر سی اتفق العلماء
علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال اور میر سید شریف رحمۃ اللہ علیہ اصول حدیث مین
لکھتے ہین ویجوز عند العلماء التساہل فی اسانید الضعیف فی فضائل الاعمال اور اعضاء وضو کی ہونی از
جو دعائین وارد ہوی ہین وہ سب ضعیف ہین باوجود اسکے لکھا صاحب در مختار نی فیفعل ہٰذہ فی فضائل
الاعمال اور نسائی کا یہ طریق تہا کہ جس راوی کو بالاتفاق علمای حدیث نی چھوڑ دیا ہو اوسکی احادیث کو
وہ نہ لیتی ہتی باقی سب حدیث ضعیف ہر قسم کی لے لیتے ہتی اور ابو داود کا مذہب یہ تہا کہ وہ حدیث
ضعیف کو امام مجتہد کی راے سی افضل جانتے تہے اور یہ نسائی اور ابو داود مصنفین صحاح ستہ کی دو امام
ہین اور شرح سفر السعادۃ مین ابن حزم سی نقل کیا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سب اصحاب
متفق ہین اسبات پر کہ حدیث ضعیف مقدم ہی قیاس اور اجتہاد پر انتہی پس حدیث ضعیف کی یہ
شان نہین کہ ہر طرح اوسکو رد کیا کرین اور کسی موقع مین قبول نکرین اور رسالہ انتباہ مین شاہ ولی اللہ
صاحب لکھتے ہین ورد فی فضائل رجب احادیث باسانید ضعیفۃ لاباس بالعمل بہا فان وجد فی نفسہ
قوۃ فلیعمل بہا اور مولوی قطب الدین خان صاحب نے مظاہر الحق مین چہہ رکعت صلوۃ الاوابین کو لکہا
اگرچہ ترمذی وغیرہ نی اس حدیث کو ضعیف کہا ہی لیکن فضائل اعمال مین عمل کرنا حدیث ضعیف پر
جایز ہی انتہی مولف کہتا ہی کہ صلوۃ الاوابین کی حدیث ایسی ضعیف ہی جسکی بابت مشکوۃ مین
ہے لانعرفہ الا من حدیث عمر بن ابی خثعم وسمعت محمد بن اسمعیل یقول ہو منکر الحدیث وضعفہ جدا
پس مولوی قطب الدین خان صاحب نی اس درجہ کی حدیث پر بہی عمل کرنا ثابت کیا ہی شرح ملا علی قاری
سی اور مثالین اسکی یعنی مقبول رکہنا حدیث ضعیف کا اعمال مین بہت مسائل فقہیہ مین ثابت ہی

یعنی اتفاق ہے علما کا اسبات پر کہ جایز ہے عمل کرنا حدیث ضعیف پر فضایل اعمال مین ۱۲ ... اور جایز ہے علما مین تساہل ... [illegible]

اوسکو نہایت درجہ ۱۲ ۱۲

بباعث طول فقط انہی عبارات منقولہ بالا پر اکتفا کرکی ایک قاعدہ کلیہ جو اصول حدیث اور اصول فقہ
مین درباب حدیث ضعیف لکھتی ہین نقل کرتا ہون کہ حدیث ضعیف کو صفات باریتعالی اور تحریم
وتحلیل اور اعتقادیات مین نہین لیتی البتہ معجزات اور احوال قیامت اور موعظت اور فضایل اعمال
مین مقبول رکہتی ہین اور فضایل اعمال کی معنی علامہ شامی شارح درمختار نی یہ لکہی ہین کہ کسی عمل کی فضیلت
حاصل کرنیکی لئی حدیث ضعیف کو لیلینا جایز ہی انتہی کلامہ اور ضعیف پر عمل کرنیکی شرط یہ ہی کہ وہ عمل
ایسا ہو کہ ایک قاعدہ عام شرعی مین داخل ہو اور اس شرط لگانیمین حکمت یہ ہی کہ حدیث ضعیف کی یہ معنی تو
نہین ہین کہ وہ جہوٹی بی اصل ہی بلکہ ممکن ہی صادق ہونا اوسکا پس اگر وہ حدیث ضعیف نفس الامر مین
عند اللہ صحیح تہی تو اوسپر عمل ہونا بہت اچہا ہوا اور اگر نفس الامر مین ثابت نہ تہی تو اوسپر عمل کرنی سی
کچہہ نقصان نہ لازم آیا کیونکہ وہ قاعدہ کلیہ عام شرعی مین داخل ہی مثلاً یہی دعایئن وضو کی اعضا دہونی
مین جو ضعیف حدیثون سی ثابت ہوئی ہین اگر یہہ نفس الامر مین عند اللہ صحیح ہین تو حق ان احادیث
کا ادا ہو گیا اور ثواب موعود ملگیا اور اگر یہہ حدیثین عند اللہ صحیح نہین تو ہر عضو پر جدا جدا دعا پڑہنی سی
گنہگار بہی نہین ہوا کیونکہ اوسنی دعا پڑہی ہی کچہہ اور گناہ تو نہین کیا اور مطلق دعا کا مانگنا شرع مین
ثابت ہی اور ایک حدیث ضعیف مین ہی حضرت سی روایت کیا گیا ہی کہ آپ نی فرمایا جس شخص کو
میری طرف سی کوئی حدیث پہنچی اوسنی اوسپر عمل کیا تو اوسکو ثواب ملیگا اگرچہ فی الواقع وہ حدیث
میری نہو چنانچہ یہ مضمون شامی شارح درمختار نی علامہ ابن حجر سی نقل کیا ہی انہ العمل بالحدیث الضعیف
فی فضایل الاعمال لانہ ان کان صحیحا فی نفس الامر فقد اعطی حقہ من العمل والا لم یترتب علی العمل مفسدۃ تحلیل ولا
تحریم ولا ضیاع حق الغیر وفی حدیث ضعیف من بلغہ عنی ثواب عمل فعملہ حصل لہ اجرہ وان لم اکن قلتہ
اور اسیطرح شاہ ولی اللہ صاحب نی جو ماہ رجب مین ہزاری روزہ اور اوسکی رات کو جاگنی کا حکم دیا ہی
وہ بہی مبنی اسی قاعدہ پر ہے یعنی اگرچہ یہ تخصیص دن اور رات کی ضعیف حدیث سی ثابت ہوئی لیکن
مطلق روزہ رکہنا اور شب کو عبادت کرنا تو دین مین ثابت ہے اور اسیطرح چہہ رکعت اوابین کو مولوی
قطب الدین خان صاحب نی جو لکہا ہی اوسمین بہی یہی قاعدہ ہی یعنی اگرچہ یہہ حدیث بہت ضعیف اور منکر ہی

لیکن کوئی اگر اس تعیین مان اور تخصیص رکعات پر موافق اس حدیث ضعیف کی عمل کریگا تو کچھ برائی
نہوگی کیونکہ مطلق نفل کا پڑہنا تو ہر وقت جایز ہی اور یہان ایک امر مسئلہ سمجھنا چاہیی کہ فقہا رحمہم اللہ ایسی
عمل کو جو حدیث ضعیف سی ثابت ہوتا ہی مستحب لکہا کرتی ہین چنانچہ اسی صلوۃ الاوابین کو باوجود
حدیث منکر ہونیکی مستحبات ومندوبات مین فقہا لکہتی ہین اور اسیطرح گردن کا مسح وضو مین ضعیف حدیث سی
ثابت ہوا ہی اوسکو بہی مستحب لکہتی ہین اور ماہ رجب کی روزہ کو فتاوی عالمگیری مین مرغوبات اور
مندوبات کی ذیل مین لکہا ہی جب یہ قواعد اور فوائد ذہن نشین ہوچکی تو اب ہم اس قاعدہ مقررہ
فقہا و محدثین کو مسئلہ متنازع فیہ یعنی روحون کی آنی مین جاری کرکی دکہاتی ہین اور اول گفتگو
ہماری اسبات مین یہہ ہی کہ وہ جو فاضل مذکور نی لکہا ہی کہ بعض محدثین نی احادیث آنی ارواح کو
ضعیف کہا ہی ہم کہتی ہین کہ بعض محدثین کی ضعیف کہنی سی لازم نہین آتا کہ کل کی نزدیک ضعیف ہو
ملا علی قاری وغیرہ لکہتی ہین لا احتمال ان یکون الحدیث موضوعا من طریق صحیحا من آخر پس اس بنا پر
ہم کہتی ہین چونکہ صاحب خزانۃ الروایات نی جسکی سند اسی فاضل نی اپنی تصنیفات مین لی ہی
اور فضایل اوسکی ہم اور وجوہ سی بہی بیان کرچکی ہین یہ حدیثین آنی ارواح کی اپنی فتاوی مین درج
فرمائین لابد یہ بات دلیل انکی صحت اور قوت اور مفتی بہ ہونی پر ہی مفتیان دین کا ایک حدیث کو
لیلینا دلیل قوت ہی اور بالفرض والتقدیر اگر ہم موافق قول اوس فاضل کی ضعیف ہونا ان احادیث
کا تسلیم کرین تو حدیث ضعیف پر عمل کرنا فروع مسایل اور فضایل اعمال مین باقوال فقہا و محدثین سے
بالاتفاق والاجماع ثابت ہی پس جو آدمی ان حدیثون پر اسبات مین عمل کریگا کہ کچہ صدقہ فاتحہ درود
تیوہار دن مین کریگا تو بلاشک یہ امر جایز بلکہ مستحب ہوگا اسلیی کہ اگر واقعی وہ روحین آتی ہین تو سبحان اللہ
اصل مدعا ثابت ہوا کہ وہ خوش وخرم گئین اور اگر وہ بددعا کرتین اب یہہ آدمی اونکی بددعا سی بچ گیا اور
اونکو ثواب پہنچ گیا اور بالفرض والتقدیر اگر روحین آتی نہین تو بہی یہ صدقہ اور فاتحہ درود تو انکو پہنچ ہی
جاویگا انکا پہنچ جانا تو اصل قاعدہ شرعی سی ثابت ہی عند اہل السنۃ والجماعۃ بنا علیہ تیوہار دن مین صدقہ
اور فاتحہ ودرود دیکر بیکونہ فقط جایز بلکہ امر مستحب کہنا چاہیی چنانچہ ہم اسکی چند نظیرین کلام فقہا سے

صلاۃ الاوابین اور تسبیح رقبہ اور صوم رجب کی بابت لکھہ چکی ہین اور علاوہ اسکی بہت نظیرین اسکی کتب فقہ مین موجود ہین جسکی نظر متون و شروح و فتاوی پر ہے یہ بات اوس سے مخفی نہین اللہ تعالی دیوی توفیق انصاف و دین آمین یارب العالمین آمین لمعہ رابعہ بیان طریقہ سویم کا اس عمل مین پانچ چیزین ہین کلمہ طیبہ پڑہنا شمار کی لئی دانہا نخود کا معین کرنا ختم قرآن کرنا - برادری اور دوست آشناؤن کا واسطی قرآن اور کلمہ پڑہنی کی جمع ہونا اس کام کی لئی تیسرا دن ٹہرانا بیان

امر اول اختیار کرنا کلمہ طیبہ کا اسلئی ہی کہ حدیث مین وارد ہوا ہی لا الہ الا اللہ مفتاح الجنۃ اور امام ابو اللیث سمرقندی نی روایت کی ہی انس سے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قیل لہ یا رسول اللہ ما ثمن الجنۃ قال ثمن الجنۃ لا الہ الا اللہ جب معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ کنجی جنت کی اور قیمت ہی جنت کی تو ثواب رسانی ایسی چیز کی نہایت درجہ اولی و انسب ہے اور علاوہ اسکی یہ ہی ایک حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی میت کی نیت سی ایک لاکھہ بار لا الہ الا اللہ پڑہے اور ثواب اوسکا میت کو بخشی اگر وہ قابل عذاب ہوگا اوسکو عذاب نکریگی اور اگر وہ قابل عذاب نہین تو اوسکی درجات بلند کر دیئے جاوینگی اور ایک روایت مین ستتر ہزار بار پڑہنا لا الہ الا اللہ کا آیا ہی چنانچہ بزرگان دین سی اوسپر عمل ہی پایا گیا ہے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی جلد ثانی مکتوبات مین حکم فرماتی ہین یاران و دوستان فرمایند کہ هفتاد هزار بار کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ بروحانیت مرحومی خواجہ محمد صادق و جہر روحانیت مرحومہ همشیرہ او ام کلثوم بجا آرند و ثواب هفتاد هزار بار را بروحانیت یکی بخشند و هفتاد هزار بار دیگر را بروحانیت دیگری از دوستان دعا و فاتحہ مسئول است انتہی اور حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سی بہی اس باب مین ایک قصہ منقول ہی جسکو مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نی اپنی کتاب تحذیر الناس مطبوعہ بریلی کی صفحہ ۴ مین لکھا ہی کہ حضرت جنید کی کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہو گیا آپنی سبب پوچھا تو بروی مکاشفہ اوسنی یہہ کہا کہ اپنی مان کو دوزخ مین دیکھتا ہون حضرت جنید نی ایک لاکھہ یا پچہتر ہزار بار کبہی کلمہ پڑہا تھا یون سمجھکر کہ بعض روایتون مین اسقدر کلمہ کی ثواب پر وعدہ مغفرت ہی اپنی جی ہی جی مین اس مرید کی مان کو

بخشدیا اور اوسکو اطلاع نگی مگر بخشتی ہی کیا دیکھتی ہین کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہی آپ نے
پھر سبب پوچھا اوستی عرض کیا کہ اپنی والدہ کو جنت مین دیکھتا ہون تو آپنی اسپر یہ فرمایا
کہ اس جوان کی مکاشفہ کی صحت تو مجھکو حدیث معلوم سی معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اوسکی مکاشفہ
سی ہوئی انتہی کلامہ دیکھو ان روایات احادیث اور دستور العمل ہونی سلف صالحین سے وجہ تخصیص
کلمہ طیبہ کی عمدہ طرح پر ظاہر ہو گئی پس بدعت اور ضلالت کہنا اسکا رد ہو گیا دوسرا امر تخصیص دانہ
نخود کی وجہ یہ ہے کہ دانہ نخود اگر متوسط ہو نہ بہت چھوٹا نہ بہت بڑا پہلی وزن سے کہ وہ اسکی ارزن
سے زیادہ تھا ساڑھے بارہ سیر نخود از روی شمار ایک لاکھ دانہ ہو جاتا ہے اس عاجز نی بھی اسکو
آزمایا ہے مولف براہین قاطعہ نی بھی صفحہ ۸۹ سطر ۱۶ مین اسکی تصدیق کی اور یہ لکھا کہ فی الواقع
اول مین دانہ نخود کی اختیار کی یہی وجہ تھی الی آخرہ اور دو شمار جو حدیث مین آئی ہین ایک مین ستر ہزار
دوسری مین سو ہزار احتیاطاً سو ہزار یعنی ایک لاکھ پر عمل مقرر کیا گیا اور ہر کسیکو قدرت نہ تھی کہ اسقدر
تسبیحین جمع کرتا یا جنگل اور بازار وغیرہ سی گٹھلیان کھجور یا جامن وغیرہ کی چنتا اور جا بجا سے سمیٹتا پھرتا
نخود مین یہ فائدہ ہوا کہ سہل الحصول ہین جہان سے چاہا جسنے چاہا بی تکلف مول لیے شمار کی
شمار اوسمین قایم رہی اور بعد فراغ وحصول کار اونکو تقسیم کر دیا یہ دوسری منفعت حاصل ہو گئی
کہ اسکا بھی ثواب میت کو پہونچ گیا اور اس قسم کی تعینات سکی منع اور کراہت ثابت نہین ہو سکتی
دلیل اسکی یہ ہی کہ بروایت ابوداود وترمذی ونسائی وابن حبان وحاکم سی یہہ حدیث بطول ثابت ہے
خلاصہ اوسکا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی ایک عورت کو دیکھا تھا کہ گٹھلیان یا کنکریان لئے
ہوئے ذکر اللہ شمار کر رہی تھی آپ نی اوسکو منع نفرمایا اسقدر ثبوت سی فقہاء رحمہم اللہ نی مسئلہ نکال لیا
لا باس باتخاذ السبحۃ یعنی کچھ مضائقہ نہین تسبیح ہاتھ مین لینی کا حال آنکہ کنکریون یا گٹھلیون کی گنتی
اور تسبیح مین بڑا فرق ہی یعنی دانون کا گول کرنا اور پھر دانہ بھی عقیق یمن کی عقیق البحر کی صندل
زیتون سنگ مقصود استخوان شتر شیشہ وخاک شفا وغیرہ کی ہوتی ہین اور انمین سوراخ کرنا پھر اونکی
شمار سو دانہ پر رکھنا پھر اونمین تاگا پرونا اونمین ایک دانہ کو امام سب دانونکا مقرر کرنا یہ سب امور

مسلم الثبوت اور اہل اسلام کی عمل مین جن حال اگر ثبوت فقط کنکریون پر شمار کرنا ہوا ہی اور ان
فروعات زائدہ کی جواز پر صاحب بحر الرائق اور حلیہ اور علامہ شامی شارح در مختار اسطرح اشارہ کرتی
ہین لا تزید السبحۃ علی مضمون ہذا الحدیث الا بضم النوی فی خیط ومثل ذلک لا یظہر تاثیرہ فی المنع اب
دیکھئی ضم النوی فی خیط کا لفظ لکھکر جمیع تخصیصات اور تعینات تسبیح کی طرف جو اوپر مذکور ہوئین فقہا
اشارہ کر گئے بقولہم مثل ذلک الی آخرہ یعنی ایسی ایسی باتون کو منع مین کچھ دخل نہین ہے تسبیح مقصود شمار
ذکر ہے سو شمار ذکر کا جواز حدیث سی پایا گیا بنا علیہ انہاہی نخود پر شمار کرنا ہی بمقتضای قاعدہ شرعیہ
مستنبطہ فقہاء رحمہم اللہ جائز ہوا بلکہ وانہاہی نخود کی شمار کو واقعہ قصہ حدیث سی زیادہ تر مشارکت ہے
بہ نسبت تسبیح کی کیونکہ تسبیح مین قیود زائدہ بہت ہین کما ذکرنا **تیسرا امر** پڑہنا قرآن کا ہی جو لوگ قرآن
خوانی کو منع کرتی ہین وہ ایک علماکی عبارتین پیش کرتی ہین اوسکو نہایت مستحکم جانکر اپنی کتابون مین
درج کرتے ہین **سند اول** یہہ ہی کہ سفر السعادت کی عبارت سیف السنہ کی صفحہ ۱۴ مین نقل کی ہے
اسطرح کہ عادت نبوی نبود کہ برای میت جمع شوند و قرآن خوانند وختمات خوانند نہ بر سر گور و نہ غیر آن
واین مجموع بدعت است انتہی مین کہتا ہون حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے جنازون کی نماز خود
پڑہتی تہی یہہ نماز نجات کے واسطی کافی ہوتی تہی فتح القدیر مین ابن حبان اور حاکم سی روایت کی
گئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تم مین مر جایا کری مجھکو ضرور خبر کیا کرو
فان صلوتی علیہ رحمۃ بیشک میرا نماز پڑہنا اوسپر رحمت ہی اور قرآن شریف سی بہی یہ بات ثابت
ہوتی ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نی وصل علیہم ان صلوتک سکن لہم تفسیر اسکی ابن عباس نی یہ کی ہی کہ دعا کر
ان لوگون پر بیشک تیری دعا انکی لئی رحمت ہے اور امام رازی نی اپنی تفسیر کبیر مین لکہا ہے کہ روح محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت قوی نورانی روشن تہی جب آپ دعا خیر اونکی لئی کرتی تہی آپکی قوت روحانی
سے اونکی روحون پر فیضان ہوتا تہا اور چمک جاتی تہین اس پرتو نورانی سی اونکی روحین اور ظلمت
مٹ کر نورانیت آجاتی تہی انتہی کلامہ اور ظاہر ہی کہ نماز جنازہ مین دعا ہوتی ہی واسطہ میت کی
پس حال حضرت کی دعا کا قرآن اور قول صحابی اور تفسیر امام سے اور نیز حدیث سی معلوم کر چکے کہ

یعنی اس حدیث کی مضمون سے کوئی بات زیادہ تسبیح مین نہین سوا اسکی کہ گٹھلیان ایک تاگہ مین پروئی ہین اور ایسی باتون کی تاثیر منع ہونے مین ظاہر نہین ہوتی ۱۲ ۱۲ ۱۲

کیا کچھ اسمین مقبولیت اور فیضان الٰہی ہے ہم اپنی موتی پر جسقدر چاہین ختم قرآن کرین اور کلمہ فاتحہ درود پڑہین لیکن اوس ایک دعا کی برابری جو بہای سراپا رحمت حضرت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمال مقبولیت اور محبوبیت کے ساتھ نکلتی تھی نہین ہوتی نہین ہوتی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علاوہ نماز کی اور طرح پر بہی مشکل کشائی فرماتی تہی حضرت جابر فرماتی ہین کہ جب سعد ابن معاذ دفنائے گئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی سبحان اللہ سبحان اللہ پڑہا ہم بہی آپکی ساتھ دیر تلک یہی پڑہتی رہے پہر آپ نی اللہ اکبر پڑہا ہم بہی یہی پڑہتی رہے پہر حضرت سے پوچھا گیا کہ اسکا کیا سبب ہے آپ نی فرمایا اسکو قبر نے دبا لیا تہا اِن تسبیح و تکبیر کی برکت سی اوسپر قبر ہر طرف سی فراخ ہو گئی روایت کیا اسکو امام احمد نی کذا فی المشکوۃ پہلا جہان اس طرح پر مشکل کشائی اور دستگیری ہوتی ہو اگر ختم قرآن کیا تو کیا حرج ہے مگر قرآن نہ پڑہا تو ملکر ذکر اللہ تو حضرت نی بہی واسطی میت کی قبر پر کیا پس جواز کے واسطے ایک اشارہ عند الفقہا کافی ہی اور بالفرض اگر عہد نبوی مین نہ پائی جانیکی سبب ختم قرآن کو بدعت کہین مثل قول سفر السعادت کی اسکا مضایقہ نہین لیکن وہ حسنہ ہی ناجایز اور مکروہ تو کہنا ہرگز صحیح نہین اسلئی کہ بہتیری نیک کام حضرت کے بعد کیے گئے اور بالاتفاق جایز رکہی گئی اوسکا نام علماؤ ین نی بدعت حسنہ رکہا ہی چنانچہ ہم اول تحقیق کر چکی ہین اور اس مسئلہ مین بہی جزئی خاص پیش کرتی ہین فتاوی قنیہ مین ہی وضع الید علی القبر بدعۃ والقراءۃ علیہ بدعۃ حسنۃ اور امام حجۃ الاسلام غزالی نے احیاء العلوم مین فرمایا ہے لاباس بقراءۃ القران علی القبور اور اسجگہہ امام نی ایک قصہ عجیب لکہا ہے علی بن موسی کہتی ہین کہ مین امام احمد بن حنبل کی ساتھ تہا ایک جنازہ پر بعد دفن کی ایک اندہا قرآن پڑہنے لگا امام احمد نی فرمایا او آدمی یہ کام بدعت ہے جب ہم مقبرہ سی نکلی محمد بن قدامہ نے امام احمد سے پوچہا کہ تم مبشر بن اسمعیل حلبی کو کیسا جانتے ہو فرمایا وہ ثقہ یعنی معتبر ہے اوسنے پوچہا تمنے اونسے کچہ علم سیکہا ہی امام نی فرمایا ہان جب معلوم ہوا اقرار انکی سے کہ وہ استاد ہین امام احمد کے تب وہ محمد بن قدامہ بولا کہ خبر دی مجہکو مبشر بن اسمعیل نی اونکو خبر پہنچی عبد الرحمن سے کہ جب اونکی باپ علاء بن الجلاج کا انتقال ہوا وصیت فرمائی کہ جب مین دفن کیا جاؤن

میری سرہانی قبر کے پنج آیت اور آمن الرسول پڑھو اور یہہ کہا کہ مین نی ابن عمر کو سنا ہے وہ وصیت کرتی
ہتی اسبات کی اوسوقت امام احمد نی فرمایا کہ مقبرہ مین جاؤ اور اوس اندہے کو کہدو کہ قرآن پڑہا کرے
اور فتاوی عالمگیری مین ہی قراۃ القرآن عند القبور عند محمد رحمہ اللہ لاتکرہ ومشائخنا رحمہم اللہ اخذوا
بقولہ وہل ینتفع والمختار انہ ینتفع کذا فی المضمرات اور فتح القدیر مین ہے واختلف فی اجلاس القارئین
لیقرؤا عند القبر والمختار عدم الکراہۃ اور مولوی اسحق صاحب نے مائۃ مسایل کی جواب سوال ہشتاد وسوم
مین لکہا ہے حافظان را برای قراءت قرآن نشاندن نزد قبر درین مسئلہ علما را اختلاف است مختار اینست
کہ جائز است الی آخرہ پس اگرچہ صاحب سفر السعادت نی قرآن خوانی کو بدعت لکہا لیکن کلام امام محمد
اور امام احمد بن حنبل اور کتب فتاوی اور مولوی اسحق صاحب سی خوب ثابت ہوگیا کہ قبر پر قرآن پڑہنا
مکروہ نہین نہ جمع ہو کر نہ الگ الگ اور میت کو اوس سی نفع ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ختم قرآن نہ کرنی سی منع اور کراہت لازم نہین آتی اسلئی کہ آپ بہت انکار جہاد وغیرہ اور اصلاح امت
اور تعلیم نو آموز مسلمانون مین مصروف رہتی ہتی اسقدر فرصت کہان باقی ہتی اور یہ ہی ہے کہ آپکے
ایک دعا اور صرف نماز جنازہ پڑہ دینا ہماری ختمات قرآن اور اجتماعات اذکار سی بہایت افضل اور
اکمل ہوتا تہا اور بعد آپکے انصار نی اموات پر قرآن پڑہنا شروع کر دیا اور اونکی پیچہے تمام امت مین
رائج ہو گیا چنانچہ عنقریب بیان آتا ہے پس یہ روایتین تو ہتی قبر پر قرآن پڑہنے کی بیان کین
اب سوای قبر کے اور جگہہ اگر جمع ہو کر پڑہین اوسکا کیا حکم ہے اوسکو ہم مانعین کی دوسری سند مین
بیان کرینگی **سند دوسری** مانعین اپنے رسایل مین نصاب الاحتساب کی عبارت نقل
کرتی ہین ان ختم القرآن جہرا بالجماعۃ ویسمی بالفارسیۃ سیپارہ خواندن مکروہ انتہی جواب اسکا یہ ہے
کہ نماز کی اندر قراءت امام کا سننا اور اوسوقت چپ ہو جانا تو بالاتفاق فرض ہے لیکن اگر خارج نماز
کی کسی مقام پر قرآن پڑہا جاتا ہو اوسکی استماع مین اور سامعین کی خاموش ہوجانے مین اختلاف ہی
بعضے اوسمین ہی فرض کہتی ہین اور بعضی مستحب جو علما مستحب کہتی ہین اونکی نزدیک کچہہ مضائقہ نہین
جو لوگ جمع ہو کر قرآن پڑہین بلند آواز سے اور جو فرض کہتے ہین اونکے نزدیک نہین جایز فتاوی

قنیہ مین ہی یکرہ للقوم ان یقرؤا القران جملة لتضمنها ترک الاستماع الانصات المامور بہا کذا فی مختار

ابی الفضل الکرمانی وقیل لا باس بہ کذا روی عن عین الائمة الکرابیسی عن نجم الائمة الحکیمی یہ دونون روایتین

جواز اور عدم جواز کے جلبی فی شرح منیہ مین اور دوسری فقہانی ہی روایت کی ہین ان روایتون سے دو فائدے

پیدا ہوی ایک تو یہہ کہ جو لوگ علمار سلف مین منع کرتے ہین اونہون نے یہ دلیل قایم نہین فرمائی جو اس

زمانہ کی مانعین قایم کرتی ہین کہ حضرت کی وقت مین جمع ہوکر قرآن نہین پڑہا گیا اسواسطے منع ہی بلکہ

یہہ دلیل بیان کی ہی کہ جب سب پکار کر پڑہین گے تو قرآن شریف کا سُننا جو فرض ہی وہ ترک

ہوگا دوسرا فائدہ یہ کہ جن عالمون نے منع کیا اونہون نے جہر سے پڑہنے کو منع کیا ہے چنانچہ نصاب الاحتساب

کی عبارت مین جسکو مانعین سند لاتی ہین لفظ جہر صریح موجود ہی پہر یہ صاحب علی العموم ختم قرآن کو کیون

منع کرتے ہین یہ ہی فرمادین کہ پکار پکار کر نہ پڑہین تاکہ بالاتفاق جائز ہو اور اگر پکار کر پڑہینگی بعضون کے

نزدیک جایز ہوگا اور بعضون کے نزدیک نہین چنانچہ صاحب خزانة الروایات فی کتاب معتقد المستفید سے

یہ فیصلہ نقل کیا ہے بدین عبارت در سیپارہ خواندن اختلاف است اگر خوانند چنان خوانند کہ یکدیگر نشنوند

اور مولوی اسحق صاحب سوال ہشتاد وسوم کی جواب مین خاص مایة مسایل مین لکہتے ہین

حافظان از برائے قرأت قرآن نشاندن نزد قبر درین مسئلہ علما را اختلاف است مختار

ہمین است کہ جایز است بشرطیکہ باواز بلند جمع شدہ قرأت نکنند انتہی خلاصہ یہ کہ جمع ہوکر

آہستہ اگر قرآن پڑہین خواہ قبر پر خواہ غیر قبر پر یہ کسیکی نزدیک منع نہین دیکہو جمع ہوکر پڑہنا قرآن کا حدیث

صحیح مین وارد ہوا ہے مسلم نی روایت کیا ہے کہ جس گہر مین آدمی جمع ہوتی ہین اسلئی کہ تلاوت کرین

کلام اللہ کی اور پڑہین آپس مین اوترتا ہے اون کے دلون مین آرام وقرار وطمانینت اور

سب طرف سے لیتی ہے اونکو رحمت اور گرداگرد اونکے پہرتے ہین فرشتے دیکہو یہ کسقدر

فضیلت عظمی ہوئی علاوہ بریں قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ تذکرة الموتی والقبور مین لکہتے ہین

حافظ شمس الدین ابن عبد الواحد گفتہ از قدیم در ہر شہر مسلمانان جمع میشوند و برائے

اموات قرآن میخوانند پس اجماع شدہ انتہی اور کتب عربیہ مین اسکی عبارت یون ہے

ل مکروہ ہی قوم کو ... سب ملکر پڑہنے کو ... یہیں چہوڑ جاتا ہو سننا قرآن کا اور ... ہو جاتا جسکا حکم ہے جب قرآن پڑہا جاوے ... اور چپ رہو ... ابی الفضل کرمانی ... مین ہے اور بعض محققین کہتے ہین کچھ ڈر نہین جمع ہوکر قرآن پڑہنا یہ روایت ہے عین الائمہ کرابیسی سے اور نجم الائمہ حکیمی سے ۱۲ ۱۲ ۱۲

یجتمعون و یقرءون القرآن لموتاہم من غیر نکیر فکان ذلک اجماعا لفظ من غیر نکیر صاف بول رہا ہے
کہ پہلے اسمین کوئی اختلاف نکرتا تھا اور علی قاری اور سیوطی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی سب
لکھتے ہین عن سفیان قال کان الانصار اذا مات لہم المیت اختلفوا الی قبرہ و یقرءون القرآن اور علامہ
عینی شرح ہدایہ کی باب الحج عن الغیر مین لکھتی ہین ان المسلمین یجتمعون فی کل عصر و زمان و یقرءون القرآن
و یہدون ثوابہ لموتاہم و علی ہذا اہل الصلاح و الدیانۃ من کل مذہب من المالکیۃ و الشافعیۃ و غیرہم و لا
ینکر ذلک منکر فکان اجماعا انتہی مجموع ان روایات سی یہ معلوم ہوگیا کہ مذاہب اربعہ اہل سنت و الجماعت
کی تمام علمای دیندار محقق اور صلحاء ہر شہر مین قدیم سی جمع ہوکر قرآن اموات کی واسطی پڑہتی رہے
ہین اور کوئی اوپر انکار نہین کرتا تہا اور مراد یہ ہے کہ کوئی بڑا عالم محقق جسکی سند پکڑی جاوی اور
اوسکا انکار انکار شمار کیا جاوی ایسا شخص کوئی نہین منع کرتا تہا اور کم درجہ کی علما مین اگر کسی نے انکار کیا
وہ رد کیا گیا اوسکی قول پر عمل نہین ہوتا تہا عمل امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی پر رہا ہے بالاتفاق
والاجماع کہ پڑہنا قرآن کا مجتمع ہوکر قبر پر اور مکانات پر بہی جائز ہے **چوتہا امر** مجتمع ہونا عزیزون
اور دوست آشنا و نکا واسطی پڑہنے کلمہ اور قرآن کی سو وجہ اوسکی یہہ ہے کہ ایک لاکہہ کلمہ وارث میت
تو پڑہ نہین سکتا اور اگر کوئی ہمت بہی کریگا تو مدتون مین تمام ہوگا یہان میت کا ابہی کام تمام ہوا
جاتا ہی اسکی حق مین جلدی چاہیے پس لابد ہوا کہ دوست آشنا ایسی حالت مین ورثہ میت کی
مدد کرین کہ اونکی ساتہہ ملکر جلد انجام کار فرماوین اللہ تعالیٰ نی فرمایا ہے تعاونوا علی البر و التقوی یعنی
آپس مین مدد کر دینا کام اور تقوی پر اور یہہ بہی ہے کہ جب وارثان میت نی یہ جلسہ ذکر کا منعقد
کیا تو جسقدر مومنین طالب حسنات ہین سب کو اسمین شریک ہونا موافق حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
کی موجب خیر و سعادت ہوگا فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا یعنی جب
گذرو تم جنت کے باغ و سبزہ زار مین تو وہان چرو چرنے سے مراد یہ کہ خوب ثواب پیٹ بہر کی حاصل
کرو لوگون نے پوچہا کہ بہشت کی باغات اور سبزہ زار کیا ہین آپ نی فرمایا حلق الذکر یعنی جہان جمع ہیں
ذکر کرنے والونکی حلقہ مارے بیٹہی ہین روایت کیا اسکو ترمذی نی کذا فی المشکوۃ اب ہم پوچہتے ہین کہ

اس جلسہ مین جو قرآن اور کلمہ پڑہا جاتا ہے یہ ذکر اللہ ہے یا نہین اگر کہتے ہو کہ نہین تو کیا
گل بکاولی اور فسانہ عجائب ذکر اللہ ہوگا اور اگر کہو کہ ہان یہ مجلس مجلس ذکر ہے تو ہم کہینگے
کہ موافق ارشاد مخبر صادق یہ مجلس باغ اور سبزہ زار جنت ہے پھر اسمین چرنے سے کیون منع کرتے
ہو۔ اوپر گذر چکا کہ اہل اسلام کا اجماع ہے اور کسیکا انکار نہین کیا اسپر کہ مسلمان جمع ہو کر میت کے
لیے پڑہین پس یہ اجماع ثابت الاصل ہے اسکو ممنوع اجتماع الی اہل المیتہ مین داخل کرنا جو حدیث
جریر بن عبد اللہ سے سمجہا جاتا ہے عقل وفہم سے بہت دور ہے افسوس ایک وہ لوگ ہتے اگر کسی امر
مکروہ کو دیکہتے ہتے اور اوسمین کچھہ خیر اور بہتری ہوتی ہتی تو اوس خیر کے باعث مکروہ سے چشم پوشی
کرتی ہتی عید گاہ مین بعد نماز عید نفل پڑہنا ممنوع ہے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو
بہی نفل پڑہتی دیکھا اوسکو آپنے منع نہ فرمایا لوگون نی عرض کی یا امیر المومنین آپ اس آدمی کو منع
نہین فرماتے آپ نی جواب دیا کہ مجھکو خوف آتا ہے مبادا اون لوگون مین شریک ہو جاؤن جنکو
اللہ تعالی نی خبر کا ہے الایت الذی ینہی عبداً اذا صلی یعنی تونی دیکہا اوسکو جو منع کرتا ہے بندہ کو
جب وہ نماز پڑہتا ہے یہ قصہ حضرت علی کا در مختار مین اور دوسری کتب فقہیہ مین موجود ہے
اور در مختار مین اس مقام پر یہ مسئلہ بہی لکہا ہے کہ عیدگاہ کے رستہ مین تکبیر نہ کہی اور نفل بہی غ
پڑہی قبل نماز پہر یہ لکہا اما العوام فلا یمنعون من تکبیر ولا تنفل اصلا لقلۃ رغبتہم فی الخیرات اور فقیہ
شامی نی اسکی شرح یون لکہی لا سرا ولا جہراً فی التکبیر ولا قبل الصلوۃ بمسجد او بیت او بعدہا بمسجد فی ال
دونون عبارتون کا خلاصہ یہ ہے کہ عام آدمیونکو منع نکیا جائے تکبیر سے روز عید خواہ پکار کے
کہے یا آہستہ اور نفلون سی بہی منع نکرین خواہ قبل نماز عید پڑہین یا بعد مسجد مین پڑہین یا اپنے
گہر مین اسلیے کہ عام آدمی پہلی ہی خیرات وحسنات کی طرف رغبت نہین رکہتے وہ لوگ جسطرح خدا کا
نام لیلین غنیمت ہے اب دیکہئے ایک وہ دورہ صحابہ کا تہا کہ حضرت علی نی یہ خیال فرمایا کہ گو یہ ہیئت
کراہت کی اس نماز مین عارض ہی کہ بعد نماز عید عین عیدگاہ مین خلاف طریقہ سنت نماز پڑہتا ہے
لیکن پہر بہی یہ فعل خیر تو ہی اللہ تعالی کی یاد کرتا ہے اللہ کی حضوری مین ہے منع نفرمایا اور

کرنے مین خوف الٰہی گیا اور کہین نہ کرتے وہی لوگ ڈرا کرتے ہین اللہ سے جنکے دلون مین خوف الٰہی ہوتا ہے
ایک یہہ دورہ آخری ہی مگر روز معین بن اجتماع اخوان کو اپنی خیال مین مکروہ بناکر کلمہ اور قرآن سے
منع کرکی ہی خدا سی نہین ڈرتے **پانچوان امر** معین کرنا روز تیسرا واضح ہو کہ معین کر لینا کسی روز کا
واسطے کسی مصلحت کی شرع شریف مین وارد ہی شقیق رحمۃ اللہ علیہ جو کبار تابعین مقبولین سے ہین اور شاگرد
عبد اللہ ابن مسعود صحابی کی روایت کرتے ہین کہ عبد اللہ بن مسعود وعظ فرماتی تہی ہر جمعرات کی دن
جب لوگون نی کہا روز وعظ فرمایا کیجیے جواب دیا کہ مجھکو پسند نہین آتا کہ تم کو تنگ کرون روز کہہ
کہہ کر جسطرح مین وعظ کہتا ہون اسیطرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہمکو وعظ فرماتی تہی یہ روایت مسلم و
بخاری مشکوۃ مین موجود ہی اس روایت سی معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نی
دن جمعرات کا مقرر کر لیا تہا وعظ کی واسطہ اور یہہ اونکی بیان سی سمجہا جاتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نی بہی دن مقرر کر رکہا تہا حال آنکہ کلام اللہ سے وعظ کی لئی کوئی قید کسی دن کی معلوم
نہین ہوتی کیونکہ قرآن شریف مین وارد ہی وذکر فان الذکری تنفع المومنین یہین قید دن کی
نہین پس ظاہر ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نی جو دن معین کیا تہا تو کچہ مصلحت اوسوقت
کی سمجہ کر دن جمعرات کا مقرر کیا تہا ہماری اسوقت مین اکثر علمانی جمعہ کا دن معین کر رکہا ہی کیونکہ
اس زمانہ مین یہ مصلحت ہے کہ جمعہ کی نماز کو ہر طرف سی آدمی اطراف و مواضع سی خواندہ ناخواندہ جمع ہوتی ہین
ایسی مجمع مین وعظ کہنے سے فائدہ عام ہوتا ہے جمعرات مین یہ نفع متصور نہین **تنقیح** یہ حدیث اصل عظیم ہے
ارباب تفقہ فی الدین کی لیے کہ اگر کوئی دن کسی امر خیر کے لیے بباعث بعض مصلحت معین کیا جای
تو جایز ہے امام بخاری نی اس حدیث سی تعیین یوم پر سند پکڑی ہی اور ترجمہ یہ قرار دیا باب من جعل
لاہل العلم ایاما معلومۃ اب ہم یاد دلاتی ہین اس مقام پر قول مولوی اسمعیل صاحب کا جو تذکیر الاخوان
حصہ دوم تقویۃ الایمان مین ہی کہ جو امر قرون ثلثہ مین بلا نکیر جاری نہوا اور نہ اوسکی مثل اور نظیر پائی
گئی وہ بدعت ہی ہی ملخصا اس سی ثابت ہوا کہ اگر کوئی چیز بعینہ اوس زمانہ مین نہو لیکن اوسکی
نظیر اوسوقت مین پائی گئی وہ بدعت نہوگی اور براہین قاطعہ گنگوہی صـ ۲۹ مین ہی جسکی جواز کی

دلیل قرون ثلثہ مین ہو خواہ وہ جزئیہ بوجود خارجی اون قرون مین ہوا یا نہوا اور خواہ اوسکی جنس کا
وجود خارج مین ہوا ہو یا نہوا ہو وہ سب سنت ہی انتہی دوسرا قول براہین قاطعہ صفحہ ۹۵ قرآن و حدیث و قول
صحابی بہی اگرچہ جزئیہ ہی ہو فقہا کلیہ نکال لیتی ہین اور پہر اوس کلیہ سے صدہا مسائل جزئیہ جملہ ابواب فقہ
کی ثابت کرتی ہین انتہی اب ہم ان اقوال مسلمہ منکرین کو مسئلہ متنازعہ فیہا مین روان کرتی ہین واضح ہو
کہ جسطرح موعظت اور امر بالمعروف اور تعلم علم ایک امر خیر ہے اور کسی موقع مین فرض کسی موقع مین سنت و مستحب
اسیطرح محتاجون کو کچہ دینا یا کہلانا امر خیر ہے اور مراتب اوسکے متفاوت بعض مقام پر سنت و مستحب اور بعض موقع پر

فرض ہی جیسا کہ عالمگیری مین ہے ویفترض علی الناس اطعام المحتاج فی الوقت الذی یعجز عن الخروج والطلب
یعنی محتاج کو ایسی وقت مین کہلانا آدمیونکی ذمہ فرض ہو جاتا ہی کہ وہ عاجز ہو نکل کر کمائی کرنے سے پس سوم و
دہم و چہلم مین بعض افراد محتاجین ایسی بہی ہوتی ہین جنکی خبرگیری فرض ہی اور بعضونکی سنت یا مستحب ہے پس
وارث میت اطعام کی بعض افراد مین عامل فرض اور بعض مین مودی سنت و مستحب ہو گا جسطرح واعظ کہ
جس موقع مین امر بالمعروف مستحب تہا وہان فاعل مستحب ہوی جہان فرض تہا عامل فرض ہوئے پس حضرت ابن
مسعود کا دن معین کرنا تعلیم علم و امر بالمعروف کی لئی نظیر ہی واسطی دن معین کرنی صدقات فاتحہ کی یعنی
انفاق فی سبیل اللہ و قراءت کلام اللہ علی الدوام جائز اور ثابت الاصل ہے جسطرح وعظ کرنا علی الدوام
ثابت ہی لیکن تیسرا دن اور اسیطرح بستم و چہلم وغیرہ مخصوص کی گئی واسطہ مصلحت کی جسطرح جمعرات کو
وعظ کی لئی مخصوص کیا ابن مسعود نی رضی اللہ عنہ پس جبکہ اس تعیین یوم فاتحہ کی نظیر وہ تعیین اوس زمانہ
مین پائی گئی تو یہ تعیین بدعت نہوئی اور وہ تعیین ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اگرچہ ایک قضیہ جزئیہ ہے
لیکن ازروی تفقہ فی الدین اس سے ایک کلیہ پیدا ہوا وہ وہی جو اوپر لکہہ چکے کہ معین کر لینا دنکا
کسی امر خیر کے واسطے بعض مصالح کی سبب جائز ہے یہ ایک مفہوم کلی ہے جسکی نیچی بہت افراد جو متغایر
بالتشخص اور متحد بالحقیقت ہین داخل ہین اور ٹہیر چکا ہے اپنی محل مین کہ نوع کا مقتضی الطبعی نہین بدلتا
پس جبکہ ایک فرد تعیین کا حکم صدر اول مین بحدیث صحیح معلوم ہو چکا تو افراد باقیہ تعیین مین بہی وہی
حکم جواز جاری و ساری ہو گا اور یہ بہی جاننا چاہیئے جب یہ ثابت ہو چکا کہ نوع تعیین یوم کا ایک فرد

اوسوقت موجود تھا تو فی الحقیقت یہ سب فرد تعیین اوسوقت بوجود معنوی وجود شرعی موجود تھے
گو وجود خارجی ظہور اونکا کسیوقت مین ہوجای الی یوم القیمۃ اور زبان سی نیت نماز کا مسئلہ یاد رکھنا
چاہیے کہ فقط حج مین تلفظ ثابت ہوا تھا پھر وضو اور نماز و روزہ مین خواہ وہ فرض ہون یا واجب یا
سنت سب مین جاری ہوگیا کما ہو مصرح فی الفقہ وجہ اوسکی یہ ہی ہی کہ جب حکم ایک فرد عبادت مین
ثابت ہوا تو سب مین ثابت ہوا اور عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول لا یجعل احدکم للشیطان
شیئا من صلوتہ یری ان حقا علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ بعد نماز دہنی طرف سی واجب جان کر
پھرنیکی ہی کو شامل تھا لا غیر لیکن طیبی رحمۃ اللہ علیہ نی اسمین ایک کلیہ پیدا کر لیا کہ من اصر علی مندوب الی آخرہ
یعنی جو کوئی کسی امر پر وجوبا عمل کریگا اوسمین شیطان کا حصہ ہوگا افسوس آتا ہے ان صاحبونکی حالات
پر کہ اپنی مطلب مین یہ شد و مد سی تحریر ہے کہ قول صحابی سی اگرچہ جزئیہ ہو فقہا کلیہ نکال لیتی ہین اور
پھر اوس کلیہ سی صدہا مسائل جزئیہ جملہ ابواب فقہ کی ثابت کرتی ہین جیسا کہ قریب گذرا پھر کیا
وجہ ہے کہ تعیین یوم مین فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود بعد ازان فعل عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ
عنہ موجود اور حدیث صحیح متفق علیہ سے اوسکا ثبوت ہے اس سے کیون کلیہ پیدا کر کی بہت سی مسائل
تعیین یوم کو طی نہین کر لیتی اب ہم شروع کرین اس بیان کو کہ سیوم مین وہ مصلحت کہ جسکی لیی تعیین
یوم واقع ہوئی کیا ہی تعیین مفید ہی دار ثان میت کو اور نیز جمیع قرآن و کلمہ پڑہنے والون کو وار ثونکے
لیے اسطرح مفید ہے کہ تعیین اور تقرر کی قید مین خوب خیال چڑہا رہتا ہے دل پر کہ یہہ کام کرنا ضروری
ہے پس نہین فوت ہوتا اونسی یہ کام اور جو لوگ معین نہین کرتے اونکا کام کبھی کا کبھی ہوتا ہے بلکہ
بہتیری آدمیون سی فوت ہوجاتا ہے جو لوگ جمعرات کی تعیین مین روٹی فاتحہ اموات کی نیت سی
کھلا دیتی ہین وہ تو کھلا دیتی ہین اور جنہون نی تخصیص کو بدعت کہا اونکو ہفتہ کی ہفتہ بلکہ مہینی گذر جاتی
ہین روٹی گھر سے نہین نکالتے اور نافع ہونا اس تعیین تاریخ کا دوسری آدمیون کو اس وجہ سی ہے
کہ اگر دن غیر مقرر رہتا تو کوئی کسی دن پڑہنے آتا اور کوئی کسی دن کام اسلوب کی ساتھ اور جلد نہوتا
دن مقرر ہونی سی عین ایک میعاد پر سب جمع ہوجاتی ہین اور خوش انجامی سے کام تمام ہوجاتا ہے

اگر کوئی یہہ اعتراض کری کہ اگر تمکو جلدی ایصال ثواب اور امداد میت منظور ہے تو دفن سے اگلی دن
کیون نہین ختم کرالیتی جواب اوسکا یہہ ہی کہ اگر ہم دوسرا دن مقرر کرتی اوسپر بہی تم اعتراض کرتے
کہ دوسرا دن کیون مقرر کیا تعین ہر بعت ہی علاوہ ازین مصلحت اوسمین یہہ دیکہی گئی کہ بروز دفن
برادری کی آدمی اور دوست آشنا دیر تک تجہیز تکفین مین رہتی ہین ہم دیکہتے ہین کسی میت کی قبر
کنی اور غسل و تکفین وغیرہ مین ایک ایک پہر اور بعض جگہ دو دو پہر کم و بیش لگجاتی ہین اگر دوسری دن
بہی جبہ گہڑی یا پہر پہر کی محنت واسطی ختم قرآن اور کلمہ طیبہ کی دیجاتی تو متواتر بی در بی آنا کسقدر ناگوار
ہوتا اسلئی ایک دن بیچ مین آسایش دیکر تیسرا دن معین کیا گیا دوسری مصلحت یہہ ہی کہ وارثان
میت کی تعزیت کی واسطہ شرع شریف مین تین روز مقرر کئے گئے ہین چنانچہ فتاوی عالمگیری مین ہے

ولا باس لاہل المصیبۃ ان یجلسوا فی البیت او فی مسجد ثلثۃ ایام والناس یاتونہم ویعزونہم یعنی کچہ مضایقہ
نہین مصیبت زدونکو بیٹہنا گہر مین یا مسجد مین تین روز تک اسمین آدمی آدینگی اونکی پاس اور تعزیت یعنی
تسلی اور تشفی دینگی اہل ماتم کو انتہی پس تیسری دن کی معین کرنی مین یہہ بہی مصلحت سمجہی گئی کہ ان
ایام مین آمد و رفت اہل تعزیت کی رہتی ہی لوگون کی بلانی اور جمع کرنی مین چندان مشقت نہوگی
اجتماع مومنین سہولیت سی ممکن ہوگا اور یہہ بہی ہی کہ جو قرب جوار کی مواضع و قصبات مین اونکی اقربا
دوست آشنا رہنی والی ہین بعد وصول خبر وفات وہ بہی اکثر شریک امداد فاتحہ و ختم قرآن و کلمہ طیبہ
کی ہوجاوینگی پس تعین تیسری دن کی مبنی اس مصلحت پر ہے اور جو کچہ اوسمین پڑہا جاتا ہی کلمہ اور قرآن
اوسکا بیان بہت وضاحت سی اوپر ہوچکا اور یہہ تعین کچہ ہماری مقرر کی ہوئی نہین بلکہ قدیم الایام
سی علمار دین اور مفتیان شرع متین کی قرار دی ہوئی ہی ایک مختصر دلیل اسپر یہہ ہی کہ ملا علی قاری
اور سیوطی اور علامہ عینی وغیرہم کی کلام سی ہم ثابت کرچکے ہین کہ جمیع مذاہب کے علما و صلحا کل شہرون
مین کل زمانون مین جمع ہو کر ختم قرآن کرتی رہی ہین اس پر اجماع امت ہی پس اس بنا پر ہم کہتی ہین
کہ کل شہرون اور ملکون مین ہندوستان تو بڑا ملک ہے اسمین بہت شہر مین پس ضرور ہی کہ یہانکی
علما صلحا بہی جمع ہوکر پڑہنی کا طریقہ اپنی ملک ہندوستان مین بلا شبہہ جاری کیا ہوگا ہم جو

خوب تلاش کرتی ہین اور نظر کرتی ہین تو ہندوستان کے دور دور شہرون مین یہی طریقہ قدیم الایام سی جاری دیکھتی ہین اور ہم اپنی آباواجداد سے اور ہماری آباواجداد اپنی آباواجداد سے اسیطرح سنتی اور دیکھتے آئی ہین سیکڑون برس کے کتابون مین اونکا ذکر ہی پس یہ لا بد قرارداد علماء سابقین اور صلحاء قدیم کا ہی البتہ جسوقت عوام اس مجمع سیوم مین بعض باتین خلاف شرع کرنی لگی اوسوقت ایک وجہ خاص کی سبب علما اسکو منع کرنی لگی چنانچہ شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام شرح سفر السعادت مین صاف اسبات کی طرف اشارہ کرتا ہی اما این اجتماع مخصوص روز سیوم وارتکاب تکلفات دیگر وصرف اموال بی وصیت از حق یتامی بدعت ست وحرام انتہی کلامہ اہل انصاف دیکھین کہ اس کلام شیخ سے جو صاحب سیف السنہ وغیرہ قران اور کلمہ طیبہ کا انکار روز سیوم مین نکالتے ہین کیسی بی منصفی ہے اس سے تو اجتماع للقراءۃ کی قباحت نہین نکلتی بلکہ اجتماع مخصوص اون ایام کا جو خاص زمانہ شیخ مین بعض مہیات کی ساتھ ہوتا تھا جسکی طرف اشارہ لفظ این اجتماع مخصوص واقع ہی اور نیز اپنی ترجمہ فارسی مشکوٰۃ باب البکاء علی المیت مین لکہتی ہین باک نیست بہ نشستن تا سہ روز درخانہ یا در مسجد وآنچہ مردم درین زمان از تکلفات کنند ہمہ بدعت وشنیع وناسشروع است غرض کہ اونکی کلام سی اس اجتماع مخصوصہ کی برائی اور یتیمون کی حق ضائع کرنی اور تکلفات کرنیکی ممانعت پائی گئی اور اس عبارت سی پہلی جو سفر السعادت کی عبارت بدعت ہونی ختم قرآن مین تہی اوسکا جواب ہم بیان امر تیسری مین دی چکی ہان البتہ تکلفات کرنی سوتی ہین ممنوع ہین چنانچہ بعض آدمیون نے بعض شہرون مین نئی نئی تکلفات ایجاد کیے تہی جنکا ذکر نصاب الاحتساب مین ہے یقطعون اوراق الاشجار ویتخذون منہا شیئا علی صورۃ الاشجار ویزینون بہا حول القبر ویلبسون القبر ثیاب الحریر اذا کان المیت من اہل الحریر وذلک ویحضرون المجامر المصورۃ بتماثیل ذوات الارواح کالبازی ونحوہ وانہ مکروہ ویبسطون الفرش ویقوم الشاعر فیمدح المیت بما لم یفعلہ وانہ کذب ویحضرون المصاحف فی المقابر ویضعونہا فی المجلس ولا یقرؤن وینتظرون حضور الصدر فان فتح المصحف اخذ الناس فی القراءۃ ثم حضر الصدر لیغضب علیہم بل ہو الامر النفس الامارۃ بالسوء انتہی کلامہ ملخصا وفی حاشیۃ خزانۃ الروایات الناس

یہہ ہیں ریحان الوردی الاطباق و ثمار الوردی التمام یعنی درختون کی پتون کو اسطرح تراشتے
ہین کہ صورت عین درختون کی اوسمین پیدا ہوجاتی ہی اور گرد قبر کی اون پتون کو سجاتی ہین اور قبر پر
ریشمین غلاف ڈالتی ہین اگر وہ میت پہنتا تہا اپنی زندگی مین ریشم اور لاتی ہین انگیٹہیان جسمین بازوغیرہ
جانورنکی تصویر ہو وی اور بچہاتی ہین فرش یعنی تکلفی اور دہوم دہاٹ کہڑا ہوکر اوس مردہ کی جہوٹی
تعریفین کرتا ہی اور لیجاتی ہین گور پر قرآنونکو اور رکہدیتی ہین پڑہتی نہین جب تک رئیس مجلس آجاوے
اور اگر اوس سی پہلی قرآن پڑہنی لگین تو وہ خفا ہوتا ہی یہ نفس امارہ کی شامت ہی یہ نصاب الاحتساب
کی چہنی ہوئی فقری ہین اور خزانتہ الروایات کی حاشیہ مین ہی کہ تیار کرتی ہین آدمی پہول پہلواری
اور گلاب کی پہول طباقون مین اور عرق گلاب بہرتی ہین قمقمون مین انتہی اب خیال کرنیکا مقام ہے
کہ ورثہ میت تو مصیبت زدہ ہوتی ہین اونکو سرور کا سامان ایام مصیبت مین کرنا اور بعض امور
محرمہ اور مکروہہ سی زینت دینا کون عاقل گوارا کریگا چنانچہ مفتیان دین نی اسکو منع کیا اور تمام
عالم نی اوسکو مان لیا اب دیکہیے یہ باتین کوئی نہین کرتا البتہ ایک یوم معین مین جمع ہوکر کلمہ کلام پڑہ
دیتی ہین اب جو بعضی علما تشدد کرتی ہین محض تعیین یوم کی سبب سے قرآن اور کلمہ کو بہی مکروہ کہدیتے
ہین یہ صحیح نہین اور دلیل اونکی دو ہین **ایک** یہ کہ نماز مین تعیین کر لینا کسی سورت کا مکروہ ہی
تو ایصال ثواب کی واسطے ہی تیسرا دن خاص کرنا مکروہ ہی جواب اسکا یہ ہی کہ اگر ہم کسی امر کو قیاس
کرتی ہین تو تم کہا کرتے ہو قیاس کرنا مجتہد کا کام ہی اور خود اپنی مطلب کیلیے قیاس کرتے ہو تو
جایز ہے یہ بی منصفی نہین تو اور کیا ہے اس سی قطع نظر تعیین یوم فاتحہ وغیرہ کو قیاس نماز پر کرنا
خود صحیح نہین اسلیے کہ امام شافعی کی نزدیک تو تعیین سورت مکروہ ہی نہین اور حنفیہ کی نزدیک جو
مکروہ ہی تو امام طحاوی اور اسبیجابی وغیرہ محققین کی کلام سی اوسکی کراہت دو سبب سے ہے یا تو یہہ کہ
پڑہنے والا اوسکو یہہ اعتقاد کری کہ اسی ایک سورت کا پڑہنا واجب ہے دوسری سورت پڑہون گا
تو اوسمین نماز نہوگی یا ہوگی تو مکروہ ہوگی دوسرا سبب یہہ کہ جاہل لوگ اسی ایک سورت کو جب پڑہتی
دیکہین گے مبادا وہ لوگ یہ اعتقاد کرین کہ نماز مین یہی ایک سورت واجب ہے دوسری نہین پڑہنا ہین

فتح القدیر اور شامی اور برہان وغیرہ مین ہین اور غالبًا وجہ کراہت کی وہی سبب اول ہی یعنی واجب
جاننا تعین سورت کا چنانچہ حدیث صحیح سے اسکی تصدیق پائی جاتی ہی صحیحین مین ہے کہ ایک آدمی امام تہا
وہ ہر رکعت مین قل ہو اللہ ضرور پڑہا کرتا بخاری کی روایت مین ہی کہ مقتدی لوگ اوس سے اوکہی
اوسنے جواب دیا کہ مین تو اس سورت کو نہین چہوڑتا تمہارا جی چاہی مت پڑہو میری پیچہے نماز آخرکار
یہ مرافعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کیا گیا آپ نی اوس سی پوچہا کہ تو کیون نہین مانتا انکی بات اور
کیون التزام کر رکہا ہے تو نی اس سورت کا ہر رکعت مین اوسنی کہا کہ مجہکو پیاری لگتی ہی یہ سورت آپنے
ارشاد فرمایا اخبروہ ان اللہ یحبہ یعنی خبر دو اسکو کہ اللہ تعالی اسکو دوست رکہتا ہے اور ایک روایت
مین یہ آیا ہی کہ فرمایا حبک ایاہا ادخلک الجنۃ یعنی تو جو اس سورت کو دوست رکہتا ہی اسکی دوست
رکہنی نی تجہکو جنت مین داخل کر دیا اس قصہ سی معلوم ہوا کہ تعین سورت کو واجب اعتقاد کرنا ہی موجب
کراہت تہا جب اوس شخص نی اپنا وہ اعتقاد ہونا نہ بیان کیا بلکہ یہ کہا کہ مجہکو اس سورت سی محبت ہے
تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی اس تعین اور التزام و دوام کو منع نفرمایا اور یہ بہی حضرت نی ارشاد
نفرمایا کہ رفع اشتباہ عقیدہ عوام کی لئی اس تعین کو کبہی ترک کر دیا کر اسلیے کہ جب وہ بالمشافہہ کہہ چکا
کہ مین محبت کی سبب پڑہتا ہون یعنی واجب نہین جانتا تو جو ترک احیانًا سے رفع اشتباہ متصور
تہا وہ تصریح زبانی سے ہوگیا یہ بات بہی قابل استحضار ہے اب ہم کہتی ہین کہ تعین سوم مین بہی وہ علت
کراہت مفقود ہے سب جانتے ہین کہ اموات کی لئی ایصال ثواب ایک مستحب ہے فرض و واجب کوئی نہین
اعتقاد کرتا جب اصل ایصال واجب و فرض نہوا تو تعین یوم سوم کو کون نادان فرض و واجب کہیگا علاوہ
برآن یہ تخصیص تیسری دن کی جو جاری ہی وہ مبنی بعض مصلحتون پر ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا اور سہولت
سے انجام کار ہو جاتا ہی اور خود فقہ مین بہی تعیین سورت کی باب مین امام طحاوی نی تصریح کی ہے اما اذا
لازمہا لسہولتہا علیہ فلا یکرہ بل یکون حسنا کذا فی البرہان اور قہستانی مین ہی لو قرء للسنۃ او للیسر
فلا باس پس موافق اس تعلیل کی تعین سوم مکروہ نہ ٹہرا باقی رہا دوسرا سبب کہ مبادا دوسری
آدمی جاہل اسکو دیکہ کر یہہ اعتقاد نکرلین کہ ایصال ثواب تیسرے دن ہی ہوتا ہے نہ پہلے اس سے

نہ پہچے اوس سے سو یہہ علت ہی یہان مفقود ہی اسلیئی کہ جو لوگ فرض و واجب سنت و مباح کی
حقیقت اور کنہ کو نہین سمجہتی اونکا تو کچہہ علاج ہی نہین وہ تو نماز روزہ مین ہی امور مستحبہ کو فرض فرض کی
افضل و اولی مکروہ کو مفسد اور حرام مباح کو واجب جو چاہتی ہین کہتی ہین اونکو ہرگز تمیز نہین اگر
اونکی لئی تغیر امور شرعیہ مین کیا جائیگا عجب نہین کہ کل شریعت اور ہی کچہہ ہو جائے سو ایسی اشد
اجہل العوام سی قطع نظر کر کی یہ دیکہنا چاہیئی کہ جو لوگ عوام اس درجہ کی ہین کہ اونکو فرضیت اور
اباحت مین فرق معلوم ہے سو حضرت سلامت یہہ مسئلہ خاص اس درجہ کا ہی کہ اس درجہ کی عوام
سب جانتی ہین کہ یہ مثل حج و زکوۃ کی فرض تو نہین ہے بلکہ واجب ہی نہین ایصال ثواب فی نفسہ
مستحب ہے اور تعیین ایک مصلحت کی لئی ہے بزرگان دین کا قرار دیا ہوا ایک امر متوارث چلا آتا ہے
اور یہہ شبہہ تو کسی کم سی کم عقل والی کو بہی نہین پڑ سکتا کہ یون جانی تو آج پہنچیگا پہر نہ پہنچیگا اسلئی کہ
جب وہ دیکہتی ہین کہ وارثان میت سوا ہی روز سوم کی اور دنون مین بہی فاتحہ درود کرتی ہین
تو کسطرح اعتقاد کرینگی کہ روز سوم ہی کو فقط ثواب پہنچا کرتا ہے بجز باقی کا شبہہ تعیین سوم مین جو
صاحب ہدایہ نی لکہا ہی وہ بہی جاتا رہا پس سبب کراہت کی سب مفقود ہوئی تو تعیین سیوم مکروہ
کہنے کی کوئی وجہ باقی نرہی **خلاصہ** یہ کہ تعیین سوم مین نہ یہ تعیین ہے کہ قرات قرآن وغیرہ کا
ثواب آج ہی پہنچتا ہی اسلیئی کہ غیر ایام مین بہی پڑہکر بخشدیتے ہین اور نہ یہ تعیین ہے کہ کہانا کہلانا میت کے
طرف سے یا تقسیم نقد و اشیا ماکولہ وغیرہ آج ہی ہوتا ہے اسواسطے کہ یہ امور غیر ایام مین بہی کرتی رہتی
مین کہانا میت کی طرف سی محتاج کو دینا روز موت سی جو شروع ہوتا ہی تو چالیس روز تک اور کہین
اس سی کم و بیش برابر جاری رہتا ہی تخصیص روز سیوم کی نہین ہی معلوم ہوا کہ یہ تعیین سوم نہ ایصال
ثواب مالی کی لئی ہے نہ بدنی کی لئی بلکہ یہ تعیین مصلحت اجتماع مسلمین کے لیے ہے کہ جب تعیین سب
فراہم ہو جائین بی تعیین اجتماع نہین ہو سکتا اور تعیین سورت نماز مین یہ حکمت و مصلحت مفقود ہے
بنا علیہ یہ قیاس مع الفارق نا سمجہی ہے **دوسری دلیل مانعین کی یہہ ہی**
کہ سیوم مین مشابہت ہے کفار ہنود کی اور حدیث مین ہے من تشبہ بقوم فہو منہم سو جواب اوسکا یہ ہے

کہ تشبہ مصدر ہی ماخذ اوسکا لفظ شبہ بالکسر ہے شبہ کی معنی مانند پس تشبہ کی معنی مانند کسی کی ہوجانا
جب معنی تشبہ کی معلوم ہوی اب ان منصفوں کی زبان سے وری سمجھنی چاہیی کہ سیوم کرنیوالی کسیات مین
مانند ہندؤن کے ہوجاتی ہین ہم قرآن پڑہتی ہین وہ قرآن نہین پڑہتی ہین اور ہم کلمہ طیبہ پڑہتی ہین
جو کفر شکن ہے وہ کلمہ نہین پڑہتی سبحان اللہ کیا عقل سلیم ہی کہ کلمہ قاطع کفر کا پڑہنا مشابہ رسم اہل کفر قرار
دیتی ہین ہماری احباب اور برادری جمع ہو کر کلمہ کلام پڑہتی ہین اونکی برادری جمع ہو کر کچھہ نہین پڑہتی
فقط وارث میت سی دکان اوسکی کہلوا دیتی ہین اور قلم سیاہی کتاب وغیرہ کو ہاتہ لگوا کر سوگ دفع
کراتی ہین اور کچھہ اونکی یہان اگر پڑہتا ہی تو فقط ایک طرف کوئی برہمن پنڈت پڑہتا ہی وارثان میت
اور بہائی برادری اور دوست آشنا کچھہ نہین پڑہتی وہ اجتماع اور قسم کا ہی اور ہمارا اجتماع وہ ہی جو با جماع
اہل صلاح و دیانت امتیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم جائز ہی جیسا کہ علامہ عینی شارح ہدایہ کی عبارت گذر چکی
اور ہنود کا اصل مذہب یہ ہی جو کتاب سنسکار ودہی مطبوعہ بنارس کے صفحہ ۱۵ مین ہی مضمون اوسکا
زبان اردو مین یہ ہی ۔ مردی کو جلا کر سب لوگ چلی آئین اور نہا دہو کر بدن کو صاف اور پاک بار
سے کرین جنکی گہر مین موت ہوئی ہی اوسکی کنبہ کی لوگونکو تسلی دیکر اپنی اپنی گہر چلی جائین چوتھے دن
مردہ کی راکہہ اور ہڈیان زمین مین گاڑ دیوین یا باغ یا کہیت مین ڈالدیوین اور جب تک رنج دور
ہو تب تک اچھی عالمون فاضلون کی صحبت سی رنج کو دور کرین اونکو خورد و نوش سی خوش کرین مراد
یہ کہ اہل مصیبت اگر کہانا بباعث رنج کی نہ کہاتی ہون تو علما وغیرہ اونکو کہلا پلا کر خوش کرین یہی
پنڈدان اور شرادہ جاننا اور مرنیوالا آدمی جو کچھہ دہن دہرم کی لئی چہوڑ گیا ہو اوسکو علم اور ملک کی
ترقی مین لگا دین الی آخرہ غرض کہ اونکی اصل دین مین مرنی والے کے لیے اسکی بعد اور کچھہ نہین
لکھا اور اسیطرح بعض فرقہ ہنود عمل مین لاتی ہین وہ یہ ہی جو کچھہ اوپر ہم لکھہ آئی ہین اور نیز تیسرے
دن میت کی ہڈیان جلی ہوئی چنکر لاتی ہین پہر گنگا وغیرہ مین بہاتی ہین اور اہل اسلام کوئی عمل انمین
سے نہین کرتی پہر کس بات مین مانند ہنود کی ہو گئی اور کیا تشبہ پیدا ہو گیا انصاف شرط ہے
اور اگر کوئی مشابہت اسکا نام رکہی کہ اونکی یہان تیسری دن رسوم کفر ہوتی ہین تمہارے یہان رسم

اسلام یعنی کلمۂ قرآن ہوتا ہی تو انصاف کرنا چاہئی کہ یہ مشابہت کیا ہوئی یہ تو مخالفت ہوئی یعنی
ہم وہ کام کرتی ہین جو مخالف کفار ہین کفر وہ کام کرتی ہین جو مخالف اسلام ہین وہ اپنی کام کرتی ہین ہم
اپنی مثلاً مغرب کی وقت اور عشا اور صبح صادق کیوقت ہم لوگون نے اذان کہی اور نماز پڑہی اونہون نے
ان تین وقتون مین ناقوس یعنی سنکہ بجایا پوجا کیا اب کوئی بیہودہ اسکو مشابہت قرار دینی لگی کہ ان
وقتون مین تمنی اپنی طور کی عبادت کی اونہون نی اپنی طور کی پس اتحاد اوقات سی تشبہ پیدا ہوگیا تو
سب عقلاء اوسکی ہرزہ درائی اور کم عقلی پر قہقہہ مارینگی اور اسی طرح جب حاجی لوگ بیت اللہ زادہا
اللہ شرفاً سی واپس ہوتی وقت آب زمزم لاوین تو کوئی بیہودہ گو کہنی لگی کہ یہ تشبہ ہنود ہوگیا وہ بہی
اپنی عبادتگاہ سی واپس ہوتی ہوی گنگا کا پانی لاتی ہین تم پانی زمزم شریف کا لاتی تو سمجھنا چاہئی
کہ یہ خرافات بیہودہ تشبیہین نکالنی سخت بیعقلی کی دلیل ہی اور مولف براہین قاطعہ نی جو صفحہ ۱۱ سطر
اول مین زمزم کا پانی لانیکو امر طبعی عادی لکہا اس غرض سی کہ جو چیز امور دینیہ سے نہین بلکہ امور طبعیہ
سی ہی اوسمین تشبہ ممنوع نہین سو یہ ناظرین کو قابل دید اور سامعین کو لایق شنید ہی اسلئی کہ کسی شئی
کو مقتضای طبع قرار دینا اوسوقت صحیح ہے کہ انسان کی طبیعت اپنی حیات یا تلذذ و انتفاع جسمانی
مین اوسکی محتاج ہو سو پانی کا پینا عطش وغیرہ کی لئی البتہ مقتضای طبع ہی اور تعظیماً حصول برکات کے
لئی پینا تو مقتضای طبع و عادت نہین بلکہ مقتضای دین ہی اور یہ سب جانتی ہین کہ اہل حرمین کی اس تبرک
کو یعنی پانی تبرکاً لانیکو جمیع علماء ہند نی سلفاً و خلفاً بلا نکیر جائز رکہا پس واضح ہوا کہ من وجہ بوی تشبہ بنظر
ظاہر کسی امر مین پیدا ہوجانی ہرگز شرعاً ممنوع نہین اور تماشا یہ ہے کہ فقط تیسری دن کی مشارکت
مین بہی مشابہت قوم ہنود کی ہی نہین تفصیل اسکی یہ ہی کہ ہندوؤن مین بعض قومین مثل سراوگی بالکل سیوم یعنی
تیجے کی قائل نہین ہین اور انکی ساتہ تو کچہ بہی مشابہت نہوئی اونکی یہان تیجا عبارت فقط اس امر سی ہے
کہ تیسری دن کاربار کرنی لگین سوگ میت کا دفع کرین سو تعزیت کیواسطی اور رفع سوگ کی لئی شرع
مین بہی تین دن معین ہین اور بعض قومین ہنود کی مثل بشنی اگروال وغیرہ جو سیوم کو مانتی ہین وہ اموات
کی لئی ثواب رسانی کی کام کرتی ہین اگر اہل اسلام کو مشابہت لازم آتی تو اونکی ساتہ لازم آتی

سو غور سی دیکھی تو اونکی ساتھ بہی مشابہت نہین کیونکہ اون لوگون کی قوانین متعلق گرد تش کوکب
سی ہین تیسری دن تجاوہ لوگ جب کرتی ہین کہ گرہ سامنی ہو اور اگر تجلیک کی گرہ جو پانچ بچھتر مین
سامنی آجاتی ہین تو جسوقت تک وہ گرہ ٹل نہین جاتی تجا نہین ہوتا پہر کبھی چار دن مین کبھی پانچ
دن مین کیا جاتا ہی اور مسلمان تیسری دن سی آگی نہین ٹلاتی اونکو اوسکی کچھہ بحث نہین اونہون
نی شرع سی یہ اصل پیدا کرلی کہ کسی امر خیر کے لئی بنا بر مصلحت دن معین کرلینا جایز ہی دن معین کیا
تعین اہل اسلام شئی دیگر ہی اور تعین ہنود شئی دیگر پس حکم تشبہ بباعث مشارکت یومی بہی ٹوٹ گیا
اور یہہ مسئلہ شرعی ہی کہ جب ہماری اور کفار کی درمیان کسی امر مین تفاوت اور امتیاز پیدا ہو جاتا
ہی تو حکم تشبہ باطل ہو جاتا ہی حدیث و فقہ پڑہنی والونکو یہ بات یاد ہوگی کہ یہود صوم عاشورا
رکہتی تہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی مسلمانون کو بہی حکم دیا کہ تم بہی رکہو اور مشابہت یہود سی جو لازم
آتی تہی اوسکی مخالفت مین اسقدر کافی ہوگیا کہ آپ نی ایک روزہ اول یا آخر رکہنی کا حکم دیا صوموا
یوم عاشورا وخالفوا فیہ الیہود صوموا قبلہ یوما او بعدہ یوما یعنی روزہ رکہو دہم محرم کو اور مخالفت کرو
یہود کی اسطرح کہ روزہ رکہو ایک اول ایک آخر روایت کیا اسکو امام احمد نی مسند مین اور بیہقی نی
سنن مین یہ امام سیوطی کی جامع صغیر مین ہی اور بیہقی نی یہ بہی روایت کی ہی کہ اگر مین اگلی برس
زندہ رہا حکم دو دن کا ایک روزہ پہلی اور ایک پیچہی کا اور ائمہ کبار حنفیہ سے امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ
شرح معانی الآثار مین بالاسناد روایت کرتی ہین ابن عباس رضی اللہ عنہ سی کہ وہ فرماتی تہی خالفوا الیہود
وصوموا الیوم التاسع والعاشر اور یہہ بہی روایت کرتی ہین کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سی یہ کلام نقل فرماتی ہین صوموہ وصوموا قبلہ یوما او بعدہ یوما ولا تشبہوا بالیہود یعنی تنہا
روزہ عاشورا رکہنی مین یہود کی مشابہت مت کرو بلکہ مخالفت کرو اول یا آخر روزہ رکہہ کر اور فقیہ
شامی شرح قول در مختار مین لکہتی ہین کہ روزہ عاشورا بغیر روزہ نوین یا گیارہوین ملانیکی مکروہ ہی اور
محیط سی اسکی دلیل یہ لکہی لانہ تشبہ بفعل الیہود یعنی اکیلا دسوین محرم کا روزہ رکہنا تشبہ فعل یہود ہی
اسلیے مکروہ ہی اور اول آخر روزہ ملانے سے وہ کراہت تشبہ جاتی رہتی ہی اور اسیطرح روز شنبہ

اکیلا روزہ مکروہ لکھا کہ فصل چھوڑ دی لیکن جب یکشنبہ کا روزہ اوسمین ملالیا یا جمعہ کا تب مکروہ نہین
کیونکہ تشبہ بالیہود باقی نرہا اور کنز العباد مین ہی کچھہ مضائقہ نہین کہ اہل مصیبت گھر کی اندر یا مسجد
مین بیٹھہ جاوین لوگ اسکی تعزیت کو آوین لیکن دروازہ پر نہ بیٹھے فان ذلک عمل اہل الجاہلیۃ دیکھیے وزا
تغیر مین حکم بدل گیا الحاصل ان نظیرون سی ثابت ہوگیا کہ جب متشبہ اور متشبہ بہ مین تغیر آجاتا ہی
حکم تشبہ باقی نرہیگا اسمقام پر مولف براہین قاطعہ صفحہ ۱۱ سطر آخر مین عجیب بات لکھتی ہین وہ یہ ہی
(تنہا روزہ عاشورا ر کا کسیکی نزدیک مکروہ نہین) مین کہتا ہون مولف کو کتب دینیہ سی بہت
بیخبری ہی دیکھو مکروہ ہونا اور نہی عنہ ہونا اوسکا ہم حدیث و فقہ سی ثابت کرچکی اور یہہ بھی کہ تشبہ
مٹانے کے لیے اول و آخر روزہ ملانا کافی ہوا اب دیکھیے وہ اصل روزہ عاشورا جسکو یہود رکھتی تہی اوس
فعل مین مسلمان شریک ہی لیکن ایک روزہ اول و ایک آخر ملانے سے جو تغایر پیدا ہوا حکم تشبہ
باطل ہوگیا اسیطرح ہم کہتی ہین کہ جب اہل اسلام کا سیوم دایم تیسری دن برقرار رہا اور ہنود کا تیجا
متبدل و متغیر یعنی کبھی روز سیوم کبھی چہارم کبھی پنجم ہوتا رہا پھر اوسمین بھی ہماری افعال اور کچھہ اونکی
اور کچھہ اور ہماری امور خمسہ مندرجہ سیوم مستنبط قواعد شرعیہ سی ہین جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا پھر تشبہ
کس بات مین ہوگیا فائدہ مولف براہین قاطعہ نی اس مقام پر ہمارا مدعا بالکل نہ سمجھا اسلیے کہ صفحہ
مین یہ لکھا۔ مولف انوار ساطعہ حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم مین تشبہ بجمیع اجزاءہ مشکل الوجوہ سمجھا ہی
کہ سب اجزاء و ہیئت مشابہ ہو جاوی تو اوسوقت تشبہ مخطور ہی ورنہ درست ہی اسیوجہ سی لکھتا ہی
کہ کس بات مین تشبہ ہنود کی ہوگئی انتہی بلفظہ اسکی بعد مولف براہین نی تین ورق سیاہ کئی وہ سب
فضول و لاطایل ہین اسلیے کہ ہماری یہ مراد نہین بلکہ ہمارا دعوی یہ ہی کہ پانچ چیزین فاتحہ سیوم مین
ہین لیکن اہل اسلام ان پانچون مین کسی چیز کی اندر مشابہ اہل ہنود نہین معلوم نہین ان صاحبون کا کیسا
تفقہ اور کیسا فہم و ذکا ہی کہ ہرگز ژرف نگاہی اور موشگافی علل احکام مین نہین فرماتی مفتی قاطع
یعنی صاحب سیف السنہ اور اونکی آبا و اولین اور اخوان معاصرین سب کی سب اس مسئلہ مین بی سمجھی
حکم تشبہ لگا رہی ہین اور حدیث نبوی من تشبہ بقوم فہو منہم کو نہایت درجہ بی محل پڑھ رہے ہین

فمال هؤلاء القوم لا یکادون یفقهون حدیثا یہ لوگ نہ تشبہ کی معنی لغوی جانین نہ اصطلاحی اسیلیے کہ لغوی
معنی تشبہ کی ہین مانند ہو جانا اب تم دیکھ چکی اور سُن چکے کہ ہنود کا تیجا مشتمل کن امور پر ہے اور اہل اسلام کا
شامل کن امور پر پہر مانند ہونا دونو فریق کا رسوم یکدیگر مین کہان ہی اب معنی شرعی سُنیے صاحب بحر الرائق
شرح جامع صغیر قاضیخان سے نقل کرتا ہی کہ کفار کی ساتھ تشبہ ہر بات مین مکروہ نہین فانا ناکل ونشرب
کما یفعلون یعنی اسیلیے کہ ہم بھی اوسیطرح کہاتی پیتی ہین جسطرح وہ کہاتی پیتی ہین اور در مختار مین قید
لگائی ہی کہ اگر ارادہ کری آدمی اونکی ساتھ مشابہت کا اور جس چیز مین مشابہت کرتا ہی وہ شرع
مین مذموم بہی ہو اوسوقت تشبہ مکروہ ہی عبارت اوسکی یہ ہے ان قصده فان التشبه بهم لا یکره
فی کل شئی بل فی المذموم وفیما یقصد بہ التشبہ اور مسلم رکہا اس حکم کو شامی نی اور مولوی اسمعیل صاحب
کی تحریر سی بہی رسالہ اثبات رفع یدین مین معلوم ہوتا ہی کہ اونہون نی مشابہت کی مکروہ ہونے مین
قصد کو معتبر رکہا ہی یعنی جب اونپر یہ اعتراض کیا گیا کہ ان ملکون مین رفع یدین کرنے مین تشبہ روافض کی ساتھ
لازم آتا ہی اوسکی جواب مین لکہتی ہین لا نتحری تشبہ الفرق الضالة بل اتفقت الموافقة یعنے ہم رفع یدین
مین ارادہ تشبہ فرقون گمراہ کا نہین کرتی بلکہ اتفاقاً موافقت لازم آجاتی ہی انتہی اب یہی کہ سیوم مین
نہ مسلمانون کی غرض قصد مشابہت وارادہ موافقت ہنود ہی کیونکہ اگر یہ ہوتا تو اونہی کی طرح یہ بہی سیوم کو
کبہی روز سیوم اور کبہی چہارم کبہی پنجم کرتی جیسا اگلی اوپر گذرا اور نہ تیسری دن پڑہنا قرآن کلمہ کا حدیث اور قرآن سے مذموم وممنوع
پہر منع کا حکم دینا کیسا اور علی قاری رحمہ اللہ شرح فقہ اکبر مین لکہتی ہین انا ممنوعون من التشبه بالکفرة واهل البدعة المنکرة فی شعارهم
لا منهیون عن کل بدعة ولو کانت مباحة سواء کانت من افعال اهل السنة او من افعال الکفرة واهل البدعة یعنی ہمکو مشابہت
کافرون اور بدعتیون کی ساتھ اوسی بات مین منع ہی جو اونکی دین کا خاص تمغہ اور پختہ علامت اونکی فریق کی ہے اور
نہین منع مشابہت ہر مباح بدعتون مین اگرچہ وہ بدعتین اعمال اہل سنت والجماعت سی ہون یا کافرون
سی یا اہل بدعت سی انتہی اب خیال کرنیکا مقام ہی کہ تشبہ جو حدیث مین منع ہی اوسکی یہ معنی ہین شرعاً
پہر ہمکو قوم ہنود سی کسی بات مین مشابہت نہین نہ قرآن پڑہتی ہین نہ چنون پر کلمہ پڑہتی ہین یہانتک کہ
تیسری دن کی تعین مین بہی شرکت نہین کیونکہ اونکی تعین بدلتی رہتی ہے بباعث پیش آنی گرہ

مذکور کی پس شبہ بغوی و شرعی کسی طرحکا ہمکو اونکی ساتھ نہین و الحمد للہ علی ذلک **لمعہ خامسہ فاتحہ چہلم و بستم**
و دہم و سبو فرستادن در مساجد پہلی دستور تہا کہ مٹی کا گہڑا جسکو فارسی مین سبو اور
عربی مین جرہ کہتی ہین میّت کی طرف سی مساجد مین بہیجا کرتی تہی نہ فقط ایک گہڑا بلکہ چند گہڑی علاوہ
اون گہڑونکی جنمین غسل میت ہوتا ہی بہیجتی تہی وجہ اوسکی یہ ہی کہ جب سعد بن عبادہ کی والدہ مر گئین
اونہون نے پوچہا یا رسول اللہ کونسا صدقہ بہتر ہے آپنے فرمایا پانی تب اوسنی ایک کنوا یعنی ایک چاہ تیار
کرایا اور کہا ہذہ لام سعد یعنی یہ چاہ سعد کی والدہ کا ہی اوسکو ثواب پہنچی یہ مشکوۃ مین حدیث ہی پہر
ہر کوئی تو کنوا یعنی چاہ کہدوانی اور بنانی کا مقدور نہین رکہتا اسلیے مسلمانون مین یہ قاعدہ ٹہر گیا
تہا کہ کورے گہڑی مسجد مین بہیجا کرتی ہتی کہ حضرت نی پانی کو اچہا صدقہ فرمایا ہی اگر کنوان نہ بنایا
ہمارا گہڑا بہرا ہوا مسجد مین رہیگا کوئی اوس سی پیاسا پانی پئیگا کوئی وضو و غسل و غیرہ کی خرچ مین لاویگا
ثواب ہوگا یہ اصل ہی گہڑا بہیجنی کی اور بہیجنا اس گہڑی کا مسجد مین یعنی اعانت اہل اسلام ہے اور
جس شخص کو یہ مد نظر ہو بلکہ اوسمین رسوم جاہلیت ادا کری کلاوہ باندہی رنگ سی نقاشی کری وہ
در سعہ ہی اور چالیس روز تک کہانا مساجد کی ملاؤن اور مساکین کو جو بہیجتی ہین وسکی وجہ
یہ ہی کہ فقہا نی لکہا ہی یستحب ان یتصدق عن المیت الی ثلثۃ ایام یعنی مستحب ہے کہ صدقہ دیا جاوے میت
کی طرف سی تین دن اور بعضون نی لکہا ہی الی سبعۃ ایام یعنی سات دن تک اور بعضون نے
اربعین یعنی چالیس دن لکہی ہین یہ روایتین خزانۃ الروایات اور شرح برزخ وغیرہ مین ہین یعنی ان

یواظب علی الصدقۃ للمیت الی سبعۃ ایام وقیل الی اربعین فان المیت یشوق الی بیتہ یعنی چاہیے
کہ سات دن تک ہمیشہ صدقہ دیا جاوے میت کی طرف سی اور بعضون نے کہا کہ چالیس دن تک کیونکہ
میت آرزو مند اور مائل ہوتا ہی اپنی گہر کی طرف انتہی اور شاہ عبد العزیز صاحب نی بہی لکہا ہے
تفسیر عزیزی مین کہ موت کی بعد اپنی ابنای جنس کی طرف لگا و باقی رہتا ہی زندونکی مدد مردونکو
خوب پہنچتی ہی اور وہ امیدوار رہتی ہین صدقات اقربا وغیرہ کی غرض کہ اس قسم کی روایات
کی سبب آدمی چالیس دن تک برابر روٹی محتاج کو میت کی طرف سے دیتی ہین باقی رہا چہلم

چہلم وغیرہ تو صورت اوسکی یہ ہی کہ جو صاحب اسکو منع کرتی ہین اونکی چند دلیلین ہین اول اونکا
حال معلوم کرنا چاہیئی بعد ازان وجہ جواز سننی چاہیئی **دلیل اول** عبارت شرح منہاج نووی شافعی
کی ہی جو سیف السنتہ کی صفحہ ۱۳ و ۱۴ مین ہی الاجتماع علی المقبرۃ فی الیوم الثالث وتقسیم الورد والعود
واطعام الطعام فی الایام المخصوص کالثالث والخامس والتاسع والعاشر والعشرین والاربعین والشہر
السادس من السنۃ بدعۃ ممنوعۃ جواب اسکا یہ ہی کہ شرح منہاج مین دو امر کا ذکر ہی ایک تو جمع ہونا تیسری
دن مُردہ کی قبر پر اور وہان جا کر گلاب کی پہول اور عود یعنی اگر کی بتیان وغیرہ حاضرین مجلس پر
تقسیم کرنا سو اوسکا ذکر تو بیان سوئم مین گذر چکا انصاف لاحتساب سے ہی کہ لوگون نی نہایت
تکلفات بیہودہ ایجاد کئی ہتی اور وہ تکلفات ہی کرتی ہتی گو رسمیت پر بس ممنوع ہونا اوسکا صحیح ہے
چنانچہ ہم خود اوسکی ممانعت پر تصریح کر چکی اور جن بعض آدمیون نی ایسی رسمین ایجاد کی تہین بعد
منع علمار کی چہوڑ دین اب یہ رسم نہین دوسری بات شرح منہاج سی یہ نکلی کہ کہانا تیسری دن اور
پانچوین اور نوین دسوین بیسوین چالیسوین دن چہٹی مہینی برسوین دن بدعت منع ہی سو ظاہر
یہ ہے کہ یہ کہانا ان ایام مین قبر مُردہ پر جا کر کہلاتی ہتی فتاوی بزازیہ مین تصریح ہی قبر پر کہانا
لیجانی کی ویکرہ نقل الطعام الی القبر فی المواسم لفظ مواسم جمع ہی موسم کی اور موسم لغت مین کہتی
ہین ایک چیز کی وقت کو اور جمع ہونیکی جگہہ کو کذا فی المنتخب وغیرہ پس معنے یہ ہوئی کہ مکروہ ہی کہانا لیجانا
قبر مُردہ پر ایام مقررہ مین اس سی صاف معلوم ہوا کہ تیسری نوین دسوین دن اور چہلم اور برسی اور
ایام عید و شبرات وغیرہ مین جو کہ یہ ایام واسطہ فاتحہ اموات کی معین ہین اہل اسلام مین بعضی آدمیون نی
بعض شہرون مین کہانا قبر پر لیجانا اور اوسی جگہہ جا کر کہلانا رسم کر لیا تہا اوسکو اہل فتوی نی منع کیا اور
انصاف لاحتساب سی ہی اسکی تصدیق پہنچتی ہی کہ لکہا ہی ویشربون المشربۃ عند القبور وفی الحدیث
الاکل فی المقابر یقسی القلب یعنی پیتی ہین شربت قبرون کی پاس حالانکہ حدیث مین آیا ہے کہ
کہانا قبرستان مین سخت کر دیتا ہی دل کو پس علما دین نی جہت ممنوع اور مکروہ ہونیکی مخالفت حدیث شریف
کی بیان کی ہے کہ احادیث سی قبر دن پر کہانا پینا منع ہے یہ نہین لکہا کہ یہ کہانا بباعث خاص کر لینی

دن کی مکروہ ہی اور ظاہر ہی کہ ان ملکون مین جو فاتحہ دسوین بیسوین چالیسوین وغیرہ کی کرتی ہین
مقابر پر نہین کرتی تو وہ جایز ہوئی **دوسری دلیل** فتاوی بزازیہ کی عبارت ہی جو کہ متعلق
شرح منیتہ المصلی مین منقول ہی یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام
الی المقابر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ لقرأۃ القران وجمع الصلحاء والقراء للختم او لقراءۃ سورۃ الانعام
او الاخلاص اس عبارت سی تین مسئلہ پیدا ہوی **ایک** یہ کہ مکروہ ہی کہانا تیار کرنا میت کا پہلی
دن اور تیسری دن اور ہفتہ کی بعد یعنی آٹھوین دن جواب سکا یہ ہی کہ اسمین دسوین بیسوین چالیسوین
کا نام بہی نہین پہر یہہ عبارت کسطرح چہلم وغیرہ کی ممانعت پر دلیل ہوسکتی ہی اور اگر اجتہاد کرکے قیاس
قایم کرو کہ جسطرح بزازیہ مین اون ایام کو منع کیا ہی ہم ان ایام کو منع کرتی ہین تو اسکو بہی ہم رد کرتی
ہین دو وجہ سی ایک وجہ یہ کہ خود شارح منیہ المصلی نی عبارت بزازیہ نقل کرکی اوسکو رد کیا ہی اور
اوس کہانی کا مکروہ ہونا مسلم نہین رکہا اور یہ لکہا ہی ولا یخلو عن نظر لانہ لا دلیل علی الکراہتہ یعنی مکروہ
کہنا اس کہانی کو خالی بحث سی نہین اسواسطی کہ کوئی دلیل کراہت پر نہین الی آخرہ پس جبکہ خود شارح
منیہ المصلی نی کراہت کو مسلم نرکہا ہم بہی مسلم نہین رکہتی معلوم نہین جن حضرات نی یہ عبارت
بزازیہ کی شرح منیہ سی نقل فرمائی تو ایک سطر کی بعد شرح منیہ مین اوسپر اعتراض لکہا تہا کیون نقل نہ
فرمایا دوسری وجہ رد استدلال مانعین کی لیے یہ ہی کہ اگر طعام ایام مخصوصہ کی کراہیت موافق کلام
بزازیہ کی مسلم بہی رکہین تو وہ کراہیت خاص اوس کہانی کی لئی ہوسکتی ہی جسکو وارثان میت بعض
ملکون مین فخریہ طور پر کرتی ہین اور جسطرح شادی عروسی وغیرہ مین شان اور فخر کی ساتہ کہانا کہلانیکا
دستور ہی اوسی طرح میت کا کہانا تکلف اور زینت سی اغنیا اور امیرون اور عزیز قریبون کنبی والون کو
کہلاتی ہین جسطرح محدث دہلوی اور فقیہ شامی کی کلام سی عنقریب دلیل تیسری مین نقل کیا جاوی گا
لیکن اوسکی ممانعت بہی ایسی ہی کہ اس عبارت سی سمجہ لو جو مجموعہ فتاوی عالمگیری کی جلد خامس باب
الہبہ ایام الضیافات مین لکہا ہی لا یباح اتخاذ الضیافۃ ثلثہ ایام فی ایام المصیبتہ واذا اتخذ لا باس
بالاکل منہ بعض علما اسمین تشدد زیادہ کرتی ہین بعض کم اور فتاوی قاضی خان جلد اول فصل فی المسح

کروہ ہی تیار کرنا کہانا پہلے دن اور تیسرے دن اور ساتوین دن کی بعد اور لیجانا کہانا کا قبرون پر موسمون مین اور کرنا دعوت بعد قراءۃ قرآن کی اور جمع کرنا صلحا اور قاریون کا واسطے ختم کی یا واسطے سورۂ انعام کی یا سورۂ اخلاص کی ۱۲ مباح نہین ہی کرنا ضیافت کا تین دن تک ایام مصیبت مین اور جب ضیافت کی تو کچہ مضایقہ نہین کہانیمین ۱۲ ۱۲ ۱۲

یہ مسئلہ لکہا اور کراہت کو مقید کیا کہ مکروہ جب ہے کہ نیت کی ترکہ سی کہانا پکایا جاوی اور وارث صغیر ین نابالغ
ہو یا بڑا ہو اور غائب ہو عبارت یہ ہی ویکرہ اتخاذ الضیافۃ فی المصیبۃ من الترکۃ اذکان الوارث صغیرا او کبیرا
غائبا اور صاحب بزازیہ نی جو منع کیا ہی تو اوسطرح کی کہانیکو منع کیا ہی جو شادی کی طرح ہو دلیل اوسکی خود
کلام صاحب بزازیہ ہی جو شرح منیۃ المصلی مین اسی مقام پر مرقوم ہی وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا
یعنی اگر غریب آدمیون کی لئی کہانا تیار کرین اچھی بات ہی اگر صاحب بزازیہ کی نزدیک کراہت طعام
مذکورہ بباعث تعین ایام ہوتی تو یون لکھتا وان اتخذوا الطعام فی غیر الایام المخصوصۃ کان حسنا پس صاف
معلوم ہو گیا کہ صاحب بزازیہ کی نزدیک کراہت بباعث تخصیص ایام نہین بلکہ اسلئی کہ وہ لوگ غریبونکو
نہین کہلاتی تہی اپنی دوست آشنا اغنیا کو کہلاتی تہی رسما اسواسطہ کہا صاحب بزازیہ نی کہ اگر کہانا
تیار کرین واسطہ غریبون کی اچھی بات ہی اور جناب مولینا شیخ محمد محدث تہانوی مرحوم جو مولوی شید احمد
صاحب گنگوہی کی استاد مین اونہون نے اپنی کتاب انوار محمدی مین چند فتاوی مرقومہ خاص مولوی
اسمعیل صاحب دہلوی کی جمع کیے ہین از انجملہ یہ فتوی ہی صفحہ ۴۶ مطبوعہ مطبع ضیائی میرٹھ مین ہے

سوال ہشتم آنکہ خوردن طعام روز سوم و دہم و چہلم وغیرہ از اہل میت **جواب** محتاج را منع نیست
انتہی دیکہیے مولوی اسمعیل صاحب نی فتاوی بزازیہ کی تصدیق کردی یعنی جو کہانا فقرا کی لئی ہو وہ
حسن ہی اور اہل علم کو یہہ بات مولف براہین قاطعہ صفحہ ۱۲۱ کی قابل دید ہی آپ فرماتی ہین پہلی
روایت بزازیہ کی کتاب الجنائز کی ہی اور دوسری کتاب الاستحسان کی پہر کسطرح استثنا درست
ہوا انتہی کیون صاحب اگر ایک ہی مسئلہ دو باب مین ہو تو استثنا ایک کا دوسری سی کیون صحیح نہو گا
کتب فقہ و احادیث اس سے بہری ہوئی ہین لیکن ہم آپکی خوشنودی کی لئی ایک ہی جگہہ دونو مطلب
دکہائی دیتی ہین یعنی فتاوی قاضیخان کی کتاب الحظر والاباحۃ ملاحظہ کیجیی ویکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام
المصیبۃ لانہا ایام تاسف فلا یلیق بہ ما یکون للسرور وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا دیکہیی یہان دونو
مسئلہ موجود مین یعنی ایام مصیبت مین ضیافت برادرانہ تکلفی مثل شادی نکری کیونکہ وہ سرور مین
ہوتی ہی پس مصیبت مین بیجا ہی پہر استثنا کیا یعنی دوسرا مسئلہ بیان کیا کہ اگر فقرا کی لئی کہانا

پکاویگا تو حسن ہی اب مرد منصف کو چاہیئی کہ خداسی ڈرکر ان دلایل پر نظر کری اور زبان سی ورای
سخن پروری سی تائب ہو وما علینا الا البلاغ **دوسرا مسئلہ** منجملہ تین مسئلون کی عبارت بزازیہ سے
یہ معلوم ہوا کہ کہانا میت کی قبر پر لیجانا مکروہ ہی یہ بات ہم پر حجت نہین ان ملکون مین یہ رسم ہی نہین
تیسرا مسئلہ یہ نکلا کہ قاریون اور حافظون کو ختم قرآن کی واسطی جمع کرنا مکروہ ہی سو تحقیق اسکی
یہ ہی کہ اگر اہل اسلام جمع ہو کر قرآن پڑہین برای خدا اور میت کو بخشدین اسکا حکم ائمہ مجتہدین اور
علمای محققین اور اجماع اہل دیانت وصلاح سی اور مولوی اسحاق صاحب کے کلام سی ہم ثابت کر چکی کہ وہ ہرگز
مکروہ نہین پس بالضرور مراد صاحب بزازیہ کی یہ ہی کہ موافق رسم بعض ملکون کی اگر حافظون کو
مزدوری دیکر قرآن پڑہواوین یہ البتہ مکروہ ہی اسکی تصدیق کتب فقہ مین موجود ہی شامی نی
باب الاجارہ مین لکہا ہی قال تاج الشریعہ فی شرح الہدایہ ان قرأۃ القرآن بالاجرۃ لایستحق الثواب
لا للمیت ولا للقاری وعن شیخ الاسلام ان القاری اذا قرأ القرآن لاجل المال فلا ثواب لہ فای
شئی یہدیہ الی المیت انتہی کلام الشامی ملخصا یہ جو لشکرون اور چہاؤنیون اور بعض شہرون مین
قرآن اسطرح پڑہواتی ہین کہ روپیہ کی تین قرآن یا چار قرآن کی حساب سی یا کچہ سپارہ کا روزمرہ
ٹہراکر اوسکا ٹہیکہ کردیتی ہین اسطرح قرآن شریف میت کی واسطہ پڑہوانا منع ہی اور صفحہ بارہ سیف المسلمین
مین جو عبارتین طریقہ محمدیہ اور قرطبی کی نقل کی ہین اون مین یہی مراد ہی مزدوری کی طور قرآن
پڑہنا ہے اسلیے کہ اوسوقت مین بعض ملکون مین وہی دستور تہا اور خود طریقہ محمدیہ کی عبارت سیف المسلمین
مین یہی ہی والماخوذ منہا حرام للآخذ وہو حاص بالتلاوۃ والذکر لاجل الدنیا اور بعض علمای نی جو قبر
پر قرآن پڑہوانی کی اجرت جائز رکہی ہی اونہون نی قبر پر آنی اور جانی کی محنت اور اسقدر پابند
ہو کر بیٹہنی کی اجرت سمجہ کر جائز کیا ہی اجرت قرآن کی نہین وہ گویا ہدیہ ہی قاریونکی طرف سی پس
فتاوی بزازیہ کی عبارت سی کراہت ان باتون کی ثابت ہوئی ہی قرآن مزدوری دیکر ختم کرانا اور
کی قبر پر کہانا لیجانا پہلے تیسری آٹہوین دن ضیافت اغنیا واحباب کے لیے بطور فرحت و سرور کہانا پکانا
مکروہ ہی اور جسطرح ہماری ملکون مین رائج ہی یعنی طعام دسوین اور بیسوین اور چالیسوین کی حق مین

خالصًا للہ پکاکر مصلیون اور ملانون کو اپنی گہر بلاکر کہلاوین ہرگز ہرگز کراہت یا حرمت اوسکی
عبارت بزازیہ سی نہین ثابت ہوتی بلکہ استحسان اور عمدگی ظاہر ہو گئی ہے کیونکہ اوسنی اور قاضیخان
نی لکہدیا وان اتخذوا طعاما للفقراء کان حسنا اور صاحب سیف السنہ اور اونکی والد بزرگوار نی یہ
فقرہ چونکہ حضرت کی مخالف مطلب تہا نقل نکیا لا تقربوا الصلوۃ پڑہکر وانتم سکاری پر زبان بند کرلی

تحقیق انیق روایت کی عاصم بن کلیب نے اپنی باپ سے اوسنی ایک صحابی انصاری سے

رضی اللہ عنہ قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جنازۃ فرأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو علی
القبر یوصی الحافر یقول اوسع من قبل رجلیہ اوسع من قبل رأسہ فلما رجع استقبلہ داعی امرأتہ فاجاب ونحن
معہ فجیئ بالطعام فوضع یدہ ثم وضع القوم فاکلوا فنظرنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلوک لقمۃ فی فیہ ثم
قال اجد لحم شاۃ اخذت بغیر اذن اہلہا فارسلت المرأۃ تقول یا رسول اللہ انی ارسلت الی النقیع
وہو موضع یباع فیہ الغنم لیشتری لی شاۃ فلم توجد فارسلت الی جارلی قد اشتری شاۃ ان یرسل بہا
الی بثمنہا فلم یوجد فارسلت الی امرأتہ فارسلت الی بہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطعمی ہذا الطعام
الاسری رواہ ابو داود والبیہقی فی دلائل النبوۃ کذا فی المشکوۃ فی باب المعجزات کہا اوس صحابی انصاری
نی راضی ہوا اللہ تعالی اوس سے کہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتہ نکلی ایک جنازہ پر مینی دیکہا رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کو قبر پر فرماتی تہی گورکن سی کہ پانو کی طرف سی قبر کو فراخ کر اور سر کی طرف سی فراخ کر پہر جب بعد
دفن آپ واپس ہوئی اوس میت کی بی بی نی آدمی بہیجا کہ کہانا تیار ہی نوش جان فرمایئے آپنے قبول
فرمایا اور ہم جماعت آپ کی ساتہ تہی وہان گئی کہانا سامنی آیا آپنے دست مبارک اپنا کہانیکی طرف بڑہایا
پہر سب جماعت قوم نی بڑہایا اور کہایا پہر ہمنی دیکہا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ لقمہ چبا رہی ہتی
دہان مبارک مین اور نگلتی نہین پہر آپنے ارشاد فرمایا کہ مین جانتا ہون یہ گوشت ایسی بکری کا ہی
کہ جو مالک کی بی اجازت لیگئی ہی عورت نی آدمی کی ہاتہ یہ کہکر بہیجا کہ یا رسول اللہ مینی آدمی نقیع
مین بہیجا جہان بکریان بکتی ہین تا کہ بکری مول آجاوی لیکن نہ ملی تب مینی اپنی ہمسایہ کی پاس
آدمی بہیجا کہ جو اوسنی بکری خریدی ہی وہ مجہکو بقیمت بہیجدی اتفاق سی وہ ہمسایہ بہی گہر نہ تہا

پہر مینی اوسکی بیبی کی پاس بہیجا اوسنی بی اذن خاوند کی بکری میری پاس بہیجدی تب فرمایا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ کہلادی یہ کہانا قیدیونکو شیخ عبد الحق وغیرہ محدثین لکہتی ہین کہ وہ قیدی
لوگ کفار تہی کہ دائرہ تکلیف شرعی سی خارج ہتی اور وہ خاوند اوسکا نہ ملا تہا تاکہ اوسکا اذن لیا
جاتا اور مسلمان کہالیتی روایت کیا اس حدیث کو ابو داود نی اور بیہقی نی دلایل نبوت مین
یہ مشکوۃ کی باب المعجزات مین ہی اور کہا علامہ ابراہیم حلبی نی شرح کبیر منیہ مین کہ روایت کیا اس
حدیث کو امام احمد نی ساتہہ اسناد صحیح کی الحاصل اس حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ اہل میت کی دعوت
قبول کرنی جایز ہی اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہی سب جماعت کی ساتہہ کہانا کہانے کی لیے
بیٹہے تو یہ ثابت ہوا کہ اگر کوئی غنی بہی جو مصرف صدقہ نہین ایسی دعوت مین شریک ہوجای درست
ہے پس مبنی جواز کا اس بات پر رہا جب اہل میت کہانا تیار کری نہ واسطہ ریا وسمعہ کی بلکہ بنظر ثواب
وقربت وہ جایز ہی مولینا شاہ عبد الغنی محدث رحمۃ اللہ علیہ جنسی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نی
حدیث پڑہی ہتی کتاب انجاح الحاجہ شرح ابن ماجہ مین لکہتی ہین واما صنعۃ الطعام من اہل المیت اذا کا
للفقراء فلا باس بہ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل دعوۃ المرءۃ التی مات زوجہا کما فی سنن ابی داو
یعنی کہانا تیار کرنا اہل میت کا جب بنظر ثواب فقراء کی لئی ہووی کچہہ مضائقہ نہین اسلئی کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نی قبول کی دعوت اوس عورت کی کہ جسکا خاوند مرگیا تہا جیسا کہ سنن ابی داود مین
ہے یعنی وہ حدیث عاصم بن کلیب کی جسکا حال اوپر لکہا گیا اور لکہا ملا علی قاری نی مرقات شرح
مشکوۃ مین ہذا الحدیث بظاہرہ یرد علی ما قررہ اصحاب مذہبنا من انہ یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم
الاول او الثالث او بعد الاسبوع یعنی یہ حدیث عاصم بن کلیب کی ظاہر کہلی طور پر رد کرتی ہی
اوس مسئلہ کو جو ہماری مذہب والون نی قرار دیا ہی کہ کہانا تیار کرنا پہلی روز اور تیسرے دن او
ہفتہ بعد مکروہ ہی اسکی بعد علی قاری نی اپنی مذہب والون کی وجہ بیان کی کہ وہ خلاف حدیث
کیون حکم دیتی اور انکا حکم محمول ہی ایسی مقامات پر کہ جسکی وارثون مین کوئی چہوٹا لڑکا نابالغ ہو یا یہ کہ
بالغ ہو لیکن غائب ہو وہان موجود نہو یا موجود ہو لیکن اوسکی رضامندی نہین معلوم ہوتی اور کیا

جائے یہ کہانا خاص مال ترکے سے اور نکیا ہو وی کسی ایک معین وارث نی اپنی مال سی عبارت مرقات
علی قاری کی یہ ہی یحمل علی کون بعض الورثة صغیرا او غائبا اولم یعرف رضاء ہ اولم یکن الطعام من
عند احد معین من مال نفسہ اور آخر عبارت مین لکہا ونحو ذلک یعنی جیسی یہ عذر ہمنی بیان کیی ایسے
ہی اور عذر مثل ریا وسمعہ وغیرہ کی جب پیش آئینگی اونکی سبب کہانا میت کا منع کیا جائیگا ہمارے
اصحاب مذہب کی غرض یہ ہی نہ یہ کہ اہل میت کا دعوت کرنا اگر محض ثواب کی لئی اور موانع مذکورہ
سی خالی ہو تب بہی مکروہ ہی حاشا وکلا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
جس فعل کی فاعل ہوی ہون وہ ہرگز مکروہ نہیں الحاصل باقرار محدثین یہ حدیث عاصم بن کلیب
درباب جواز طعام اموات ایک اصل عظیم ہی اور تعیین دہم اور بستم وغیرہ کی لئی ایک اصل عظیم سابق
گذر چکی کہ جسطرح وعظ کی لئی بباعث بعض مصالح دن معین کیا گیا اسیطرح صدقہ اموات کی لیی کہی
بباعث بعض مصالح تعیین یوم واقع ہوا بنا علیہ یہ فاتحات مروجہ ہندوستان موافق ادلہ شرعیہ مسلمہ
اہل سنت وجماعت نہایت صحیح ہین اور جو لوگ انکو رد کرتی ہین بباعث اثر جریر بن عبداللہ رضی اللہ
عنہ کی کہ جسکو امام احمد اور ابن ماجہ نی روایت کیا ہی قال کنا نعد الاجتماع الی اہل المیت وصنعہم
الطعام من النیاحة یہ دلیل کئی وجوہ سی مخدوش ہی اولاً یہ کہ مقدمہ شرح مسلم مین ہی کہ جب صحابی
یون کہی کہ ہم ایسا کیا کرتی ہتی یا ایسا کہا کرتی ہتی تو اوسکی دو تفصیل ہین اگر وہ یہ کہی کہ زمانہ
رسول صلی اللہ علیہ وسلم مین ہم ایسا کرتی ہتی تو وہ حدیث مرفوع ہی ورنہ موقوف ہی اس قول
کو جمہور محدثین مع اصحاب فقہ واصول کا قول لکہا ہی پہر لکہا کہ ہذا ہو المذہب الصحیح الظاہر بنا علیہ قول جریر
بن عبداللہ جو مضاف طرف زمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین موقوف ہوا اور حدیث موقوف
حجت نہیں جیسا کہ میر سید شریف رسالہ اصول حدیث مین فرماتی ہین الموقوف وہو مطلقا ما روی
عن الصحابی من قول او فعل متصلا کان او منقطعا وہو لیس بحجة علی الاصح اور ملا محمد طاہر فی مجمع البحار
کی خاتمہ جلد ثالث مین لکہا دا الموقوف ما روی عن الصحابی من قول او فعل متصلا او منقطعا وہو لیس بحجة
پس یہ حدیث موقوف جریر بن عبداللہ کی حجت نہین حال آنکہ معارض ہی اسکو حدیث صحیح مرفوع رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کی **ثانیاً** یعنی حدیث جریر کی یہ ہوی کہ ہم نیاحت مین شمار کیا کرتی تہی اجتماع
کو کہ لوگ جمع ہووین اہل میت کی پاس اور وہ اونکی لئی کہانا تیار کرین انجاح الحاجہ شرح ابن ماجہ مین
اسکی تفسیر یہ لکہی ہی نعدو زرہ کوزر النوح یعنی اجتماع کا گناہ ہم ایسا شمار کیا کرتی تہی جیسا نوحہ مین
گناہ ہوتا ہی اور نوحہ کا مسئلہ یہ ہی کہ شرح کبیر منیہ مین ہے وتحریم النوح یعنی حرام ہے نوحہ کرنا اور ابو داود مین ہے
لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النائحۃ والمستمعۃ یعنی لعنت کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی نوحہ کرنیوالی
پر اور رغبت سی نوحہ سننی والی پر تو معلوم ہوا کہ اس اجتماع اور طعام مین آدمی مرتکب حرام اور مستحق
لعنت ہوتا ہی بہلا اگر یہ بات صحیح ہوتی تو کسطرح ارباب فتاوی بزازیہ وقاضیخان وغیرہما فتوی دیتی
کہ اگر غریبونکی واسطی اہل میت کہانا تیار کرین تو اچہی بات ہی اور کسطرح تشریف لیجاتی نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم مع اصحاب اوس عورت کی بلانی سی جسکا خاوند مر گیا تہا کیونکہ ان دونو صورتون مین
اجتماع الی اہل المیت اور تیار کرنا کہانیکا جنکو منکرین حرام اور مستحق لعنت لکہتے ہین دونو باتین
موجود ہین اور بڑی شوخی کی اس مقام پر مولف براہین قاطعہ نی کہ صفحہ ۹۰ سطر ۷ مین تحت حدیث
جریر بن عبد اللہ لکہا (اس حدیث مین اجتماع کو مطلق فرمایا ہی کوئی قید نہین کہ کسو اسطے جمع ہوتا ہو
خواہ محض تعزیت مکررہ کیواسطے خواہ قرآن پڑہنی کو اور مطلق کو مقید کرنا بالرای حرام ہی اور طعام
ہی مطلق ہی) بہلا جب اجتماع مطلق رہا جمیع اجتماعات کو شامل اور طعام ہی مطلق رہا سب افراد
طعام کو شامل تو دیکہیے یہ کج فہمی مولف براہین کی کہان کہان پہنچیگی صورتین مذکورہ بالا ملاحظہ کرنی چاہئین
ثالثاً فقہا رحمہم اللہ نی اوس اجتماع اور طعام کو موت کی وقت مکروہ رکہا ہی جیسا کہ علامہ
حلبی نی شرح کبیر مین حدیث جریر کو لکہا ہی وانما یدل علی کراہتہ ذلک عند الموت فقط اور
حدیث عاصم بن کلیب مین حضرت کا دعوت قبول کرنا بعد دفن میت کی تہا تو اس صورت مین
شبہہ تعارض ادلہ کا بہی دفع ہو گیا اور ہماری ارباب مذہب نے جو بعد دفن بہی چند روز تک
اطعام طعام کو منع کیا ہی اوسکا بیان فتاوی قاضیخان سی اور عنقریب مرقاۃ علی قاری سے گذر چکا
کہ اوس منع کی متکلمین اور ہین اور محض قربت وثواب کی نیت سے منع نہین بلکہ فتاوی مین ہی کہ سات روز

تک یوم موت سی یا چالیس روز تک میت کی طرف سے برابر صدقہ کیا جاوی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا اور فقرا کی لئی طعام کا حسن ہونا بہی گذر چکا رابعًا علی قاری نی مرقات مین اوس اجتماع اور صنع طعام کی شرح اس طرح پر لکہی ہی فینبغی ان تقیید کلامہم بنوع خاص من اجتماع یوجب استحیاء اہل الموت فیطعمونہم کرہا یعنی ہمکو چاہیے کہ نہ مطلق رکہین اس اجتماع کی منع کو بلکہ مقید کردین کلام ارباب فتاوی مستندہ حدیث جریر کو ایک قسم کی اجتماع خاص کی ساتہہ کہ آدمی خواہی نخواہی جمع ہو جاوین اور وارثان میت اونکو شرما شرمی سی کہلاوین جبرا اگر کرہا تو یہ اجتماع البتہ درجہ حرمت مین اور مستحق لعنت ہوگا جو گناہ نوحہ کی برابر گنا گیا ہی اس صورت مین الف لام الاجتماع کا حدیث جریر مین عہد کی لئی ہی مولف براہین نی جو سیوم کی اجتماع اور تقسیم نخود کو اور اسیطرح دہم و بستم و چہلم وغیرہ کی اجتماعات و اطعامات کو حدیث جریر بن عبد اللہ مین داخل کیا اور اونکی سب ہم مشرب اگلی پچہلی داخل کرتی ہین اور اسکو بڑی قوی دلیل لوہی کی لاٹ سمجہہ رہی ہین معلوم ہو چکا تحقیقات مذکورہ بالا سی کہ بالکل بی اصل ہی اسلئی کہ سیوم مین اجتماع للقرات ہے وہ باجماع جایز جیسا کہ عینی وغیرہ سی گذر چکا اور تقسیم نخود و شیرینی وغیرہ سیوم مین اور اطعام طعام دیگر فاتحات مین نہ استحیاء اشرما شرمی سی ہی جو ملا علی قاری نی اثر جریر ابن عبد اللہ سے ثابت کیا کہ لوگ خواہی نخواہی وارثان میت کی گرد ہوگی اور حلقہ مار کر بیٹہہ رہی بلکہ خود ورثہ میت نی ملانون اور مصلیون کو دعوت کر کی بنظر قربت و ثواب بلایا ہی جو لوگ اوس جلسہ مین غربا ہین اونکی دینی مین ثواب صدقہ اور جو کوئی غنی ہین اونمین ثواب فعل معروف موجود ہی جسطرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جماعۂ صحابہ مین اوس عورت کی گہر جسکا خاوند مرگیا تہا موجود تہی خامسًا اثر جریر مین اجتماع اور صنع طعام دو نو فعل ہین اور فعل جب ہو گا لابد کسی زمانہ مین ہو گا وہ زمانہ اس اثر مین محدود نہین بلکہ وقت وفات میت سی لیکر جب تک وارثان میت زندہ رہین اوس وقت تک کو شامل ہی پس حرج عظیم لازم آئیگا اسلئی کہ جب اجتماع مولف براہین نی مطلق لیا کہ خواہ کسیو اسطے آدمی جمع ہون اور تقیید بالمرائی حرام ہی اب ہم کہتی ہین کہ زمانہ بہی مطلق ہی خواہ کبہی آدمی جمع

ہو جاوین تو لازم آئیگی دو قباحتین **ایک یہ** کہ موت میت کی بعد سے ابدا اہل میت کی گہر اجتماع اور
اطعام طعام خواہ کسی وجہ سے ہو ممنوع اور حرام ہو گیا اور یہ بڑی حرج کی بات ہی اسی سبب سے علامہ
حلبی نی اسکو مخصوص کر دیا وقت موت کی ساتہ کہ وہ وقت تاسف اور وقت مشغولی تکفین و غسل وغیرہ
کا ہے اور بعد دفن کا حکم اس سے خارج رہا عبارت اونکی شرح حدیث جریر مین یہ ہے وانما یدل علی کراہۃ
ذلک عند الموت فقط یعنی یہ حدیث جریر فقط موت ہی کی وقت صنع طعام و اجتماع کی کراہت تحریمہ
پر دلالت کرتی ہی لا غیر **دوسری قباحت** یہ کہ جب زمانہ مطلق رہا تو جمیع افراد یعنی ایام
معینہ و غیر معینہ کو شامل ہوگا المطلق یجری علی اطلاقہ کلیہ مسلم الثبوت ہی تو جسطرح ایام معینہ کی فاتحہ
مین اجتماع و صنع طعام ہوگا اوسیطرح ایام غیر معینہ کی اطعام مساکین مین بہی یہ دونو باتین موجود ہونگی
الاجتماع الی اہل المیت و صنعہم الطعام پس جس دلیل سی ایام معینہ کی کہانیکو منع کرتی ہو اوسی دلیل سے
ایام غیر معینہ میں اطعام مساکین بمکروہ و حرام مثل نوحہ ٹہریگا ما نعین اچہا اعتراض کا جہونکا لائی کہ اپنی مشت خاک
ہی اوڑا لیگی الحاصل صاحب شرح کبیر منیہ کی نظر بہت صحیح ہی اور اس نظر پر جو فقیہ شامی نی نظر فرمائی ہے
اوسکا بعض مضمون بخلاصہ یہ عبارت فانہ واقعۃ حال لا عموم لہا مع احتمال سبب خاص بخلاف ما فی حدیث
جریر علی انہ بحث فی المنقول فی مذہبنا و مذہب غیرنا کالشافعیہ مخالف قرار داد علمای متقدمین مثل علی قاری
وغیرہ کی ہی کیا ضرور ہی کہ فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم صحیح اسنادسی پہونچا ہو اور جسکی بابت ارشاد ہی ما آتاکم
الرسول فخذوہ و بلا معارض مرفوع صحیح واقعہ حال ٹہر اکر ترک کر دیا جای اور اوسکی مقابل میں ایک صحابی
کا اثر جو موقوف اونہی پر ہے قانون کلی تجویز کیا جای اور طرفہ ماجرا یہ ہی کہ دونون مین تعارض ہی نہین جو
حدیث عاصم بن کلیب مین ثابت ہوا وہ منظر قربت ثواب ہی اوسکو ہماری اصحاب جایز رکہتی ہین اور
جو حکم اثر جریر ابن عبد اللہ مین ہی وہ استحبا و رسمہ و ریا مول الغرض کورہ بالا کی سبب سے ہے اوسکو ہماری ارباب
فتاوی منع کرتی ہین پس منقول فی المذہب مین بحث نہوئی اور شافعیہ وغیرہ کا مذہب ہم پر حجت نہین
اسی سبب سے عاجز راقم السطور نی سابقا انوار ساطعہ مین فقط کبیری کی **نظر** کو ذکر کیا
اور شامی کی نظر کو بیان نہ کیا تہا کہ وہ خود منظور فیہ ہتی اور اس مضمون کی بعد جو فقیہ شامی ن

وجہ کراہت مین مناکیر بیان کی ہین وہ ہماری اور علامہ حلبی وغیرہ کی خلاف نہین بلکہ عین موافق ہین یعنی
ورثہ کا صغیر یا غائب ہونا اور سامان فرحت سرور مثل بجانی طبل اور تغنی وغیرہ کی افعال قبیحہ کرنا وجہ کراہت
تحریم ضیافت متعلقہ اموات کی ہی یہ ہرگز نہین کہ بنظر ثواب کہانا پکانا اور اجتماع ہونا فقط یہی وجہ دوام
مندرجہ حدیث جریر موجب کراہت وتحریم ہو غرضیکہ تعلیلات متاخرہ شامی کی بالکل فقہاء احناف
کی موافق ومطابق ہین اور شاہ عبد الغنی دہلوی موصوف الصدر کا بیان ہی یہی ہی کتاب شفاء السائل مین
وطعام پختن مثل شادی وجمع شدن درخانہ میت مثل اجتماع شادی مکروہ است اور یہ ہی مطلب اونکا ہے
اونہون نی اپنی دوسری کتاب انجاح الحاجہ شرح ابن ماجہ مین فرمایا اذا کان للاغنیاء والاضیاف ممنوع
مکروہ لحدیث احمد وابن ماجہ کنا نری الاجتماع وصنیعۃ الطعام الی آخرہ یعنی جب وہ کہانا مخصوص اغنیاء کی
لئی ہو اور اون لوگون کی لئی جو خواہی نخواہی آکر جمع ہوگئی ہین تو وہ ممنوع اور مکروہ ہی پس شاہ صاحب
موصوف نی صاف بیان فرمادیا کہ ممنوع ومکروہ وہ شکل ہی جسمین مثل طعام شادی اجتماع اغنیاء وضیافت
کا ہو اور یہ محمل حدیث جریر کا ہی اونکی نزدیک اور جو بنظر ثواب ہو وہ جائز ہے وہ محمل ہے اونکی نزدیک
حدیث عاصم بن کلیب کا جیسا کہ انجاح الحاجہ سے اوپر نقل کیا گیا اور یہ ہی مذہب ہے تیسری
دلیل مانعین کی درباب جہلم وغیرہ یہ عبارت ہی کہ سیف السنہ کی صفحہ ۱۰ مین مرقوم ہی کہ شاہ
ولی اللہ صاحب نی مقالۃ الوصیت یعنی وصیت نامہ مین فرمایا ہی دیگر از عادات شنیعہ مامردم اسراف
است در ماتم وچہلم وششماہی وفاتحہ سالینہ الی آخرہ مین کہتا ہون اگر یہ لوگ عاقل ہوتی شاہ ولی اللہ
کی کلام کو کبہی پیش نکرتی اسلئی کہ اسمین چہلم وغیرہ کی کہانی ہی کو نہین منع کیا اسمین تو اسراف کرنیکو عادات
شنیعہ سی لکہا ہی اسراف کہتی ہین بی اندازہ خرچ کرنی کو اور قرآن شریف مین ہی ولا تسرفوا انہ لا یحب
المسرفین اسراف کو کون درست کہتا ہی شاہ ولی اللہ صاحب کا منشا اوسکی بند کرنے مین بند کرنا
اسراف کا ہے چنانچہ اوسکی برائی اونہون نی بیان کی ہی اور ہم ہی اوسکو برا کہتی ہین اور اسراف
لوگون مین طرح طرح کی مختلف مقامون مین پیدا ہوگئی ہی علامہ شامی نی ضیافت اموات کی شناعت
مین لکہا ہی یحصل عند ذلک غالبا من المنکرات الکثیرۃ کایقاد الشموع والقنادیل التی لا توجد فی الافراح

ولذا فی البطون او الغناء بالاصوات الحسان او اجتماع النساء والمردان او اخذ الاجرة على الذكر وقراءة القران

الی آخرہ دیکھیے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ موتی کی کہانون مین قندیل اور شمعین روشن کیجاتی ہین اسطرح کہ محافل

شادیون مین ہی ہوتا اور طبلہ بجتی ہین اسپر گانا خوش آوازی سی ہوتا ہی عورتین او ربی رنڈیا لڑکی آتی ہین جو

کچھ قرآن پڑہتی ہین اوسکی مزدوری لیتی ہین یہ عبارت شامی فی باب الجنایز مین لکہی ہی معلوم ہوا کہ

بعض جگہہ ایسی سرافات ہی جاری ہوگئی تہی اور اسیطرح جو خاص اپنی احباب اور برادران اغنیا مین حصص

بطور تورہ بندی تقسیم کرتی ہین غریبون کو نہین کہلاتی وہ ہی فی الجملہ اسراف اور خودنمائی مین داخل

ہی چنانچہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت جو مولوی اسحق صاحب نے مسایل اربعین کے سوال سے

وششم مین جامع البرکات سی نقل کی ہی و آنکہ بعد از سالی و ششماہی یا چہل روز در این دیار

پزند و در میان برادران بخش کنند آنرا بہاجی گویند چیزی از اصل اعتبار نیست بہتر آن است کہ بخورند

انتہی واضح ہو کہ شرح منہاج مین جو گذرا کہ ششماہی و سالیانہ وغیرہ کا کہانا مکروہ ہی اوسمین ایک یہی

سبب ہی کہ جو مستحق اوس کہانی کی ہین انکو نہین کہلاتی اور کہانا اسطرح کا تکلفی دکہاتے اور اوسمین

طرح طرحکی زینتین کرتی ہین جسطرح شادی عروسی کی کہانی مین مستور ہے اور احباب کی ضیافت

خوشی خوشی کرتی ہین ایسی کہانی کو فقہا منع کرتی ہین فتح القدیر شرح ہدایہ مین لکہا ہے ویکرہ اتخاذ الضیافۃ

من اہل المیت لانہ شرع فی السرور ولا فی الشرور وہی بدعۃ مستقبحۃ الی آخرہ اور حاشیہ

خزانۃ الروایات مین ہی ولا ضیافۃ فی بیوت الموتی وہم فی الحزن یعنی احباب کی ضیافت تکلف

اور زینت کی ساتھ اہل میت سے لینا اور کہانا مکروہ ہی کیونکہ یہ بات سرور مین جایز ہی موت مین

سرور کہان یہان تو شرور یعنی غم ہین اور موتی کی گہر مین ضیافت کیسی حال یہ کہ وہ قبرون مین پڑی

ہین واضح ہو کہ جس فقیہ کی کلام مین ممانعت ہی وہ ایسی قسم کی کہانی کی ممانعت ہی دلیل اوسکی یہ

کہ صریح بزازیہ وغیرہ مین موجود ہی وان اتخذوا طعاما للفقراء کان حسنا اور جو لوگ تعینات کی ساتھ

ان فاتحات کو جایز رکہتی ہین وہ سب شرط کرتی ہین کہ محض اغنیا کو کہلا دینا ثواب صدقات نہین

معتبر نہین چنانچہ تحفۃ النصایح مین ہے — سازی طعام مردہ چون روز سیوم ہفتم چہل

باید وہی درویش را ورنہ نباشد معتبر ؂ باقی رہی یہ بات کہ جب طعام بنظر ثواب اموات کیا گیا اور فقرا ہی کو کہلایا لیکن کوئی غنی شخص ہی اوسمین شریک کئی گئی تو اوسکا بہی ثواب میت کو پہنچتا ہی یا نہین یہ مسئلہ ایکبار مولٰنا احمد علی محدث سہارنپوری مرحوم کی سامنی پیش کیا گیا کہ مولانا اسحق مرحوم کے مائۃ مسایل سوال پنجاہ و یکم مین ہی (طعامیکہ بہ نیت تصدق بر فقرا از اموات پزند تا ثواب آن بایشان رسد جز فقیر را روا نبود چہ تصدق بر فقرا می باشد و ہدیہ مر اغنیا را) اور اوسوقت مولٰنا موصوف الصدر کمپ میرٹھ کو ٹھی شیخ الٰہی بخش خان بہادر مرحوم مین کہانا کہا رہے تہی کہ تناول فرما رہی تہی موقع وقت بہی یہی تہا کہ جناب مولٰنا بفضل حق سبحانہ بہت خوشحال و متمول و صاحب تجارت تہی اور وہ کہانا ایصال ثواب روح پر فتوح حضرت غوث الثقلین قدس سرہ کی لئی تہا ارشاد فرمایا کہ اسکی معنی یہ ہین کہ اغنیا کی کہانی مین اوسدرجہ کا ثواب نہین پہنچتا جسطرح فقرا کی کہانیکا پہنچتا ہی اور یہ نہین کہ اغنیا کی کہانیکا بالکل ثواب نہ پہنچے اسلئی کہ اطعام الطعام اگرچہ اغنیا ہی کو ہووی منکرات سی نہین بلکہ معروفات شرعیہ سی ہی اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ کل معروف صدقۃ یعنے ہر معروف کام کرنیپر شرعا صدقہ کا ثواب ملتا ہی انتہی کلام مولٰنا المحدث بعد ازان بندہ کو تلاش ہوئی کہ یہ تو از روی حدیث جواب ہوا اب جزیہ فقہا ہی دیکہنا چاہیئے تو چند کتب مین بندہ نی اس مسئلہ کو مصرح پایا چنانچہ لکہتا ہون وہ یہ ہے مائۃ مسایل سوال پنجاہم مین بحر الرائق سے نقل کیا ہی۔ وقید بالزکوۃ لان النفل یجوز للغنی کما للہاشمی یعنی قید صدقہ زکوۃ کی اسلئی کہ نفل صدقہ جائز ہی غنی کو جسطرح جایز ہے مرد ہاشمی نسب کو اور قہستانی کی فصل مصرف الزکوۃ مین ہی سوق الکلام یشیر الی جواز صرف صدقۃ التطوع الی الغنی اسکا بہی خلاصہ وہی نکلا اور ہدایہ کے فصل صدقہ مین ہے قد یقصد بالصدقۃ علی الغنی الثواب یعنی اغنیا کا کہلانا جسطرح اونکی رضا جوئی اور اپنی کاربراری وغیرہ وجوہ دنیوی کی لئی ہوتا ہی اسیطرح کبہی بارادہ حصول ثواب بہی ہوتا ہی اور مجمع البحار جلد دوم مین ہی الصدقۃ ما تصدقت بہ علی الفقراء ای مع کسب ثوابہا کذلک فانہا علی الغنی جائزۃ عندنا یثاب بہ بلا خلاف یعنی صدقہ وہ ہی جو فقرا کو دیا جاوی اور مراد اس سی یہ ہی کہ اکثر صدقی ایسی ہی ہوتی ہین ورنہ صدقہ بیشک غنی کو بہی دینا جایز ہی اور اوسپر ثواب ملتا ہی بلا خلاف انتہی اگر کوئی یہ کہی اغنیا کا دینا ہبہ اور ہدیہ ہوتا ہی تو جواب یہ ہی کہ ہدیہ

اور یہہ مسلمانونکو کرنا ہی مصرفات شرعیہ اور موجبات ثواب مین ہی پس ثواب ضرور ملیگا گو یہ نسبت فقرا کی
کم ہو **چوتھی دلیل** منع چہلم وغیرہ پر قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول جو وصیت نامہ
مین فرماتی ہین کہ بعد مردن من رسوم دنیوی مثل دہم و بستم و چہلم و ششماہی و برسینی ہیچ نکنند کہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ از سہ روز ماتم کردن جایز نداشتہ اند الی آخرہ واضح ہو کہ کہانا کہلانا امور دین
سی ہی اور قاضی صاحب نی رسوم دنیوی کو منع فرمایا ہی وہ یہ کہ عورتین جمع ہو کر ان ایام مین رونا
پیٹنا کرتی ہین اور یہہ ہم اپنی طرف سی نہین کہتی خود قاضی صاحب کی دلیل اپنی مونہہ بول رہی ہی یعنی منع
چہلم وغیرہ کی دلیل یہ فرماتی ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی تین دن سی زیادہ ماتم کرنا جایز نہین فرمایا
پس اس سی یہ ثابت ہوا کہ چہماہی برسی چہلم وغیرہ مین ماتم نکرین مولوی اسمعیل صاحب نی بہی تذکیر الاخوان
مین لکہا ہی جو عورت ماتم پرسی کو آتی ہی وہ بہی اونکی پیٹنی چلانی مین شریک ہوتی ہی پہر کسیکی یہان تین
دن کسیکی ساتہ دن کسیکی دس دن کسیکی چالیس دن کسیکی چہہ مہینی تک کسیکی برس روز تک کسیکی دو برس تک
یہی بات جاری رہتی ہی جتنی دنون جسقدر یہہ نوحہ زیادہ ہوا اسیقدر آپس مین اون لوگون کی تعریف
ہوا اور اگر نہو تو طعن کرتی ہین کہ فلان کی یہان میت کی کچہہ قدر نہوئی اور مرد جو جاتی ہین تو صرف دستور
رواج کی موافق اون لوگون کی دکہلانی کو کچہہ فاتحہ وغیرہ پڑہتی ہین اور اوس فاتحہ سی مردہ کی واسطی ثواب
منظور نہین ہوتا یہ عبارت ملخص تذکیر الاخوان کی ہی پس قاضی صاحب کا اشارہ ان امور کی طرف ہی ورنہ وہ خود
ہی وصیت نامہ مین فرماتی ہین واز کلمہ و درود و ختم قرآن و استغفار از مال حلال صدقہ بفقرا باخفا امداد فرمایند
انتہی اس سی ظاہر ہو گیا کہ ختم کلمہ قرآن وغیرہ سب قاضی صاحب کی نزدیک درست ہے اور صدقہ کو جو پوشیدہ
فرمایا وہ اسلیے کہ اپنی ورثہ مین کچہہ طریق نمود اور نمایش وغیرہ کا دیکہا ہوگا جیسا کہ ہم اوپر لکہہ چکی ہین اسواسطی
اخفا کا حکم دیا ورنہ صدقہ ظاہر کرنا شرع مین درست ہی اللہ تعالی نی فرمایا ان تبدوا الصدقات فنعما
ہی شاہ عبد القادر صاحب نی اس آیت کا ترجما اسطرح کیا ہی اگر کہلی دو خیرات تو کیا اچہی بات ہی
اور شاہ ولی اللہ صاحب نے اسکا فارسی ترجمہ یہ کیا ہی اگر آشکارا کنید خیرات را پس نیکو چیز ست اور
ظاہر کرکی دینی مین ایک نفع اور بہی ہی تا کہ اور آدمیون کو ہدایت ہو وہ بہی صدقہ کرین

پانچوین دلیل منع چہلم وغیرہ کی لیی یہہ لکہتی ہین کہ حضرت نی فرمایا ہی طعام المیت یمیت القلب
وطعام المریض یمرض القلب و در نوادر ہشام آمدہ کہ مکروہ ہست اجابت کردن طعامی کہ بجہت
مردہ کردہ باشند یعنی میت کا کہانا دل کو مردہ کردیتا ہی اور مریض کا کہانا دلکو بیمار کردیتا ہی اور
نوادر ہشام مین آیا ہی کہ مکروہ ہی قبول کرنا اوس کہانیکا جسکو روح میت کی واسطے کیا ہو وی انتہی کلام
ہم کہتی ہین کہ اگر اس حدیث کو صحیح رکہو گی تو دوسری حدیثین جو ترغیب خیرات مین میت کی
طرف سی آئی ہین اور باجماع امت وہ مقبول ہین اونکا کیا جواب دو گی اور اس حدیث کی اسناد بہی
معلوم نہین نہ صحابی کا نام کہ کس صحابی نی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا اور نہ مابعد صحابی کی
اور راویونکا حال معلوم کہ پہر صحابی سی کن کن لوگونے اسکو روایت کیا اور نہ کتاب حدیث کا نام
مرقوم کہ صحاح ستہ مین یا کسی اور کتاب حدیث مین یہہ حدیث موجود ہی اور قطع نظر ان امور کی پیش کرنا
اس حدیث کا واسطہ ممانعت فاتحات مخصوصہ معینہ سیوم و دہم و بستم و چہلم کی فقط صحیح نہین ہین مطلق
طعام میت کی نہی موجود ہی تو صدقہ لاعلی التعیین بہی تدارد ہوا اسکو تم جائز کہتی ہو اور جب اوس
دعوت کا قبول کرنا مکروہ ہوا مطلقا بلا قید غنی و فقیر تو وہ جو حکم صدقہ کا میت کی طرف سی فقہ و حدیث
مین ہی اوس دعوت کو قبول جنات کرین گی یا جنگل کی وحوش و طیور منکرین ایسی سند کتاب اربعین
سے لائی جس سی اپنی پانو مین خود تیشہ مار گئی **چہٹی دلیل** منع کی یہہ کہ مسایل اربعین مین لکہا ہی
در نوادر الفتاوی آوردہ کہ اجابت کردن طعامیکہ از بہر مردہ ساختہ باشند مکروہ ست سہ روزہ
ہفتہ و ماہیانہ و سالیانہ و آن طعام علما و فضلا را مکروہ ست انتہی اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ برسی
تیجا اور چہلم وغیرہ کا کہانا مکروہ علما و فضلا کی واسطی ہی اور ونکو مکروہ نہین اگر سب کو مکروہ ہوتا تو عالمونکا
نام لینا کیا ضرور تہا خیر اگر یہہ لوگ اسیقدر رکہدین کچہہ مضایقہ نہین اسواسطہ کہ علما فضلا تو خود اس کہانی
مین کم جاتی ہین اکثر اور آدمی کہاتی ہین اگر اور ون کو جائز ہوا یہ بہی غنیمت ہے اور صحیح بہی ہی اس مسئلہ
مین بڑی شہرت مولوی اسمعیل صاحب کی ہی کہ وہ رئیس المانعین ہین ان تعینات کو مکروہ و حرام کہتی ہین
صورت اوسکی یہ ہی کہ اونکی نزدیک محض باعث ممانعت کا یہ ہی کہ اونکو اپنی ہم عصرون مین یہ معلوم ہوا

تہا کہ یہ لوگ خالصاً للہ نہین کرتی بلکہ لوگون کی دکہانیکو کرتی ہین اور جبراً کرتی ہین چنانچہ صراط مستقیم

مطبوعہ میرٹھ کی صفحہ ۲، مین لکہتی ہین و تقسیم طعام سیوم و چہلم بسبب خوف مطعون شدن و سعت و کشادگی

انتہی اور صفحہ ۳، مین بہی ونہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ

بہتر و افضل غرض آن ست کہ مقید برسم نباشد بی تعیین تاریخ و روز و جنس و قسم طعام ہر وقت و ہر قدر

موجب جر جزیل بود بعمل آرد ہر گاہ ایصال نفع بمیت منظور دارد و موقوف بر اطعام نگذارد و اگر میسر باشد

بہتر است و الا صرف ثواب فاتحہ و اخلاص بہترین ثواب ہاست در تعیین تاریخ و روز و قسم و وضع طعام

پیش می آید افسانہ اخواہ نخواہ انچہ کردن دشوار می بود سرانجام آن ضروری فتد الی آخرہ اس عبارت

صاف ظاہر ہوگیا کہ سیوم اور چہلم وغیرہ کا کہانا تعین ایام کی سبب منع نہین جیسا کہ بعض علمار فی زماننا

کرتی ہین بلکہ اسمین قباحت مولوی اسمعیل اور سید احمد صاحب کی نزدیک یہہ ہی کہ انسان کی پاس کچہہ ہو

یا نہوی پابندی تواریخ ایام سی خواہ مخواہ اوسکو کرنا پڑتا ہی اسمین تنگی و مصیبت پیش آتی ہی پہر اگر یہی

کسیکو پیش آوی اوسکی حق مین ہم بہی منع کرینگی ای بہائی تو اپنی مقدور کی موافق کردی حوصلہ سی

نام آوری کی طور پر جسکا سنبہالنا تجہکو مشکل ہوا اوس طرح مت کر خالصاً للہ جسقدر تیری پاس موجود

اوسیقدر کردی اور جو کچہہ بہی نہین تو خالی فاتحہ پڑہ دی **سوال** تعین ایام کی حاجت کیا ہی **جواب**

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دلون مین خود شوق تہا کسب خیرات و حسنات کا وہ اپنی ولولہ

دلی سی امور صالحہ کرتی تہی اونکو کسیکی تاکید کی حاجت تہی نہ تعین کیہ نہ یاد دلانی کی جب وہ

گذر چکا لوگون کی دلون مین بی رغبتی امور صالحہ کی پیدا ہوگئی اوسکی لئی علمای دین نی بنظر اصلاح

دین فتوی اور احکام پیدا کیے مثلاً قرآن شریف کی تعلیم پر اجرت لینا اصل حدیث سی منع

اوسوقت مین لوگون کی دل راغب تہی اللہ کی واسطی تعلیم کرتی تہی جب دورہ قرون صالحہ کا تمام

ہوگیا لوگون کی دل وسیع رہی قرآن شریف کا پڑہنا پڑہانا بند ہونی لگا تب علمار دین رحمہم اللہ

جواز کا یعنی تعلیم قرآن پر دینا اجرت کا جایز ہے اور لینا بہی جایز چنانچہ فقہا لکہتے ہین لو لم یفتح

الاجر لذہب القرآن اور ہدایہ مین ہے لانہ ظہر التوانی فی الامور الدینیۃ ففی الامتناع تضییع حفظ القرآن

اگر نہ اجرت لیا جاوے اونکی لیے یعنی معلمان قرآن کی لیے دروازہ اجرت کا تو اونہم جاوے دینکے قرآن اور ہدایہ میں ہے کہ جایز ہے اجرت قرآن یعنی کہ اسواسطی کہ ظاہر ہوگئی سستی امور دین مین پہر اگر منع کرین اجرت کو تو اسمین ضایع کرنا ہے قرآن کا ادا اسی پر یعنی جواز اجرت قرآن پر فتوی ہے ۱۲ ۱۲ ۱۲

وعلیہ الفتوی اور اذان کی بعد تثویب یعنی الصلوۃ الصلوۃ وغیرہ لپکار کر کچھ کہنا تاکہ نمازی آکر جلد جماعت
مین شریک ہون متاخرین علمانی مستحسن قرار دیا چنانچہ کتاب ہدایہ مین ہی والمتاخرون استحسنوہ فی الصلوات
کلہا لظہور التوانی فی الامور الدینیۃ یہہ مسئلہ تثویب کا فتاوی عالمگیری مین بہی ہی اس قسم کی بہت نظیرین
کتب فقہ مین موجود ہین جو ڈہونڈہی گا پاویگا اور یہی معنی ہین اوسکی جو مجمع البحار اور شامی اور فتاوی عالمگیریہ
وغیرہ چند کتب معتبرہ مقبولہ مین یہہ بات مندرج ہی کہ کم من احکام یختلف باختلاف الزمان یعنی بہتیری حکم
بدل جاتی ہین زمانہ کی بدل جانی سی ایک وہ وقت تہا کہ قرآن کی اندر زیر و زبر جائز مطلق وقف لازم
وغیرہ لکھنا علما جائز نہین کہتی تہی بلکہ مکروہ کہتی تہی چنانچہ متقدمین کی کتابون مین مندرج ہی اور ایک وقت
وہ آیا کہ لوگون کا ڈہنگ بگڑ گیا جہالت طاری ہوگئی تب علمانی حکم دیا کہ قرآن شریف مین زیر و زبر وغیرہ
لکھنا واجب ہی چنانچہ کشف الظنون وغیرہ مین تصریح ہی کجا مکروہ کجا واجب ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
اوسیطرح مساجد کی زینت اور بلند کرنا مکروہ ثابت ہوتا ہی لیکن علما بباعث مصلحت کی مستحب فرماتی ہین
چنانچہ صاحب مجمع البحار نی لفظ زخرف کی تحقیق مین لکھا ہی کہ جب لوگ اپنی گہر بہت عمدہ عمدہ بنانی لگی
اب اگر مسجد کو کچی اینٹون ہی اونچی اونچی مکانات کی پاس بنا دینگی اور بہتیری گہر کافرون کی بہی اوسکی
پاس بلند ہوتی ہین تو البتہ مسجد نظرون مین حقیر ٹہریگی انتہی کلامہ مجموع ان امثال و روایات سی معلوم ہوا
کہ اگر زمان و مکان مین یا کسی ہیئت اور وضع مین بباعث کسی مصلحت کی کسی قسم کی تعینات واقع
ہون تو وہ جائز ہین شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ رسالہ انتباہ کی شروع مین فرماتی ہین اگرچہ اوائل
امت را با اواخر امت در بعض امور اختلاف بودہ باشد اختلاف صور ضرر نمی کند ارتباط سلسلہ ہمین امور
صحیح ست و اختلاف صور را اثری نیست انتہی کلامہ ملخصاً ان عبارتون سی یہ فائدہ نہایت اہتمام سی محفوظ
رکہنی کی قابل پیدا ہوا کہ اگر علماء متاخرین مین کسی قسم کا تعین مخالف وضع علماء متقدمین کی پیدا ہو تو یہہ
ضرور نہین کہ اوسکو رد کیا جاوی اسلئی کہ مصلحت زمانہ متقدمین مین وہ تہی جو اونہون نی حکم دیا اور
متاخرین کی وقت مین بباعث تغیر اوضاع و طبائع امت کی دوسری طرح پر امتحان ظاہر ہوا اور درحقیقت
یہ اختلاف نہین کیونکہ دونو فرقہ متقدمہ و متاخرہ اصلاح دین پر متفق ہین اونکی وقت مین جس اصلاح اوسمین تہی اونکی

وقت مین اصلاح دوسری طرح چنانچہ یہی جیہ مولوی اسمعیل صاحب کی مرشد برحق سید احمد صاحب کو پیش آئی کہ
صراط مستقیم مین اونہون نی ایک باب جدا واسطہ تجدید اشغال کی مقرر کیا صفحہ مین لکھتی ہین مصلحت
وقت چنان اقتضا کرد کہ یک باب ازین کتاب برای بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب این وقت ست
تعین کردہ شود انتہی اور اسی کتاب کی آخر ورق مین مولوی اسمعیل صاحب اپنی پیر کا حال لکھتی ہین بعد از آن
در تلقین و تعلیم طریقہ چشتیہ بازوی ہمت کشادند و تجدید اشغالیکہ این کتاب مستطاب بران محتوی گردید
فرمودند انتہی کلامہ یہہ عاجز مولف اس انوار ساطعہ کا کوئی بات اپنی طبعیت سے نہین کہتا کہ ثانی الحال
الزام دیا جاوے بلکہ جو کچھہ خلاصہ کلام ہی وہ عطر چہا مچا ہوا انہین حضرات مانعین کے مسلم الثبوت کتابون سے ہے
جب یہ مسئلہ محقق ہوگیا تو سمجھنا چاہیئی کہ صحابہ سابقین بالخیرات تہی اونکی لئی تعین ایام ایصال ثواب
وغیرہ کی لئی کچھہ حاجت نہ تہی بلکہ وہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچھہ پوچھہ کر خیرات اپنی اقربا کی
طرف سے کیا کرتی تہی چنانچہ قصہ سعد[له] کا گذرا اب اگر کسیکو ثواب کا رستہ بتاتی ہین تو وہ موںہہ دوسری
طرف پہیر لیتا ہی غرض کہ جب لوگون مین سستی واقع ہوئی تب فرق پڑنی لگا خیرات مین اور رہتی کا حال دیکھا
تو وہ ہی جو حدیث مین وارد ہوا ہی کہ جسطرح کوئی ڈوبتا ہوا آدمی سہارا تکتا ہی کوئی میرا ہاتہ پکڑلی میری
ہاتہ مین کوئی رسی کوئی لکڑی کوئی چیز ہاتہ آجاوی کہ اوسکو پکڑکی بچ جاؤن اسیطرح میت آسرا کرتا ہے
اپنی زندہ اقربا کا اور اقربا کا یہ حال ہوگیا کہ اونکی حق فراموش کرنی لگی تب کہڑی ہوگئی بزرگان دین
تعین ایام پر اور معین کیا اوسکو متفرق وقتون پر مثلاً دسوان بیسوان وغیرہ معین کردیا تاکہ وارثون کو بہی
بتدریج انتظام سہل ہو اور موتی کو یہ فائدہ ہو کہ مدد کا سلسلہ منقطع نہو کچھہ آج فائدہ پہنچا کچھہ پہر اوسکی بعد کچھہ پہر
اوسکی بعد اور یہ بڑا فائدہ ہی کہ تعین کے سبب یاد رہتا ہی آدمیونکو اور خیال میت پر چڑہا رہتا ہے چنانچہ جو لوگ
مصلحت تعین کے پابند ہین اونکی گہر سی کچھہ نہ کچھہ خیر ہوجاتی ہی اور طرف ثانی جو بعضے وقت ان لوگون کی
بہ نسبت کہتی ہین کہ اس تعین کے ساتہ کام کرنیسی نکرنا اچہا ہی انکو نمود ہوتی ہی سو یہ کہنا انکا صحیح نہین اسلئے
کہ پہر کوئی تو نمود ہی کی واسطہ نہین کرتا اور اگر کوئی نمود کیواسطی کرتا ہوگا تو اوسکو بہی ہم منع نکرینگے
اگر اسکی حق مین نمود ہی تو کسی غریب کا ایک وقت پیٹ بہریگا یہ تو کام اچہا ہی ہمارے غرض یہ نہین کہ لوگ ریا

[له] اونکی والدہ مرگئی تہین تو حضرت سعد نے پوچھا تہا کہ کونسا صدقہ افضل ہے تو آپ نے فرمایا کہ پانی تب اونہون نے اپنی والدہ کی طرف سے کنوان کہدوا دیا تہا ۱۲

اور نموداری کی واسطے کیا گرچہ اوسکا عمل وہی بہتر ہوتا ہی جو خلاص سے ہوتا ہی لیکن یہ بہلی کہا کہ اگر
کسی ایک نی نمود کی طور پر عمل کیا اوسکی سبب سے منکرین سند پکڑکی سب کو منع کرنی لگین اونکی جواب مین بطریق
ولو سلمنا کہا جاتا ہی کہ یہ بہی کچہہ نہ کچہہ خیر سی خالی نہین حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ تنبیہ مین
فرماتی ہین لا یترک العمل لاجل الریاء ویقال فی المثل ان الدنیا خربت منذ مات المراؤن لانہم کانوا یعملون
اعمال البر مثل الرباطات والقناطیر والمساجد فکان للناس فیہا منفعۃ وان کانت للریاء فربما ینفعہ دعاء احد من المسلمین
یعنی عمل خیر کو ریا کی سبب چہوڑنا چاہیی کہتی ہین جب سے نموداری کی کام کرنی والی مرگئی ہین دنیا اجڑ گئی
اسلئی کہ وہ بہلی کام کرتی تہی سرای پل مسجدین بنواتی تہی لوگونکا اوسمین بہلا تہا اگرچہ کام ریا کا اوس
کرنی والی کو نفع نہین دیتا لیکن کبہی کوئی مسلمان اوس ریا کی چیز سی نفع پاکر دعا دیتا ہی تو اوسکو اوسی
دعا سی نفع ہوجاتا ہی انتہی غرض کہ فعل خیر کا نتیجہ خیر ہوجاتا ہی **اب اصل بیان پر آتین** کہ جب
بباعث بی رغبتی اور سستی آدمیون کی تعیین کی حاجت ہوئی تو ایک کہانا اور فاتحہ سالیانہ کا
یعنی برسوین دن ٹہرایا اور ایک نصف اوسکا یعنی ششماہی پہر اوسکا نصف یعنی سہ ماہی پہر اسکا نصف
یعنی پینتالیس دن لیکن چونکہ اکثر امور مین عدد چلہ کا اختیار کیا گیا ہی اسلئی پینتالیس مین سے پانچ کم کرکی
چالیسوان دن کر دیا گیا اور عدد چہل کی شمار جو شرع مین وارد ہی اوسکی چند مقامات ذکر کیے جاتی ہین اول
خمیر حضرت آدم علیہ السلام کا ہوا چالیس برس تک وہ خمیر اوسی حالت مین پڑا رہا پہر اوسکا سڑنا شروع ہوا چالیس برس تک
وہ سڑا کیا جسطرح گارہ یعنی مکانات کا سڑایا جاتا ہی پہر خشک ہونا شروع ہوا تو چالیس برس مین وہ خشک ہوا جسطرح ٹہیکرا
مٹی کا بجانی سی ٹن ٹن بجتا ہی بجنے لگا اسیطرح آدمی کی پیدایش مین ہی چالیس دن وہ نطفہ رہتا ہے اور پہر چالیس دن
خون بستہ پہر چالیس دن گوشت کی ٹکڑی بوٹیان بنجاتی ہین غرضکہ اس سے معلوم ہوا کہ چالیس دن مین حال
بدلجاتا ہی اسی غرض سی صوفیہ کرام نی عدد چلہ اپنی ریاضتون مین مقرر کیا کہ اتنی دنون کی ریاضت
مین حالات نفس کی بدل جاوینگی اور حدیث مین آیا کہ جو چالیس دن اخلاص اللہ تعالی کی ساتہ رکہی گا
اوسکی دل سی چشمی حکمت کی پہوٹ کر زبان سی جاری ہونگی یہ حدیث تفسیر عزیزی مین ہی اور نقل
کیا امام غزالی نی احیاء العلوم مین کہ جو کوئی چالیس دن تکبیر اولی امام کی ساتہ پاویگا اللہ تعالی اوسکو

دو باتون سی بری کردیگا ایک نفاق سی دوسری عذاب نار سے اور حضرت موسیٰ کو بھی اللہ تعالیٰ
نے وعدہ فرمایا تھا کہ چالیس رات اعتکاف کرو اوسوقت ہم تمکو شریعت یعنی توریت عنایت کرینگے یعنی
اتنے دنون مین حالات نفس و قلب وغیرہ بدل جاوینگے قال تعالیٰ واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ اور
بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے بابت ارواح انبیا علیہم السلام کی یہہ روایت کی ہی ان الانبیاء لایترکون
فی قبورہم بعد اربعین لیلۃ ولکنہم یصلون بین یدی اللہ حتی ینفخ فی الصور معنی اس حدیث کی زرقانی
نے یہہ لکھی ہین کہ چالیس روز تک وس جسد مدفون فی القبر سے روح بہت پیوستہ رہتی ہی بعد
ازان وہ روح قرب الہی مین عبادت کرتی رہتی ہی اور متشکل بشکل جسد ہوکر جہان چاہتی ہے جاتی آتی ہی
اور یہہ جو عوام مین مشہور ہے کہ چالیس دن تک ہر کسیکی روح کو گھر سے علاقہ رہتا ہی یہ حدیث غالباً کہین
آئی ہوگی ارواح انبیا کی بہ نسبت تو وہ حدیث بیہقی کی دیکھی عام ارواح کی نسبت نظر سے نہین گذری
لیکن ہم لوگ بہ نسبت علماء سابقین کے کم مایہ اور سامان کتب علم کا قلیل ہماری نظر سے نگذرنا دلیل اسکی
نہین کہ درحقیقت یہ حدیث آئی نہین البتہ ہم نے دقایق الاخبار مین جو امام غزالی کی طرف منسوب ہی یہ
حدیث تو دیکھی ہی ابوہریرہ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا مات المومن یدور
روحہ حول دارہ شہراً یعنی جب مرجاتا ہی مومن پھرتی ہی روح اوسکی گھر کی گرد ایک مہینہ وینظر الی
ما خلفہ من مالہ کیف یقسم مالہ وکیف یودی دینہ یعنی دیکھتی ہی وہ روح کسطرح تقسیم ہوتا ہی مال اوسکا کسطرح
ادا کیا جاتا ہی قرض اوسکا فاذا تم شہراً ینظر الی جسدہ ویدور حول قبرہ سنۃ فینظر من یدعو لہ ومن یحزن
علیہ جب مہینہ پورا ہوتا ہی دیکھتی ہی اپنی بدن کو اور پھرتی ہی گرد قبر کی ایک برس تک دیکھتی ہی کہ کون
میری لیے دعا کرتا ہی کسکو میرا غم ہے فاذا تمت سنۃ رفعت روحہ الی حیث یجمع فیہ الارواح الی یوم
ینفخ فی الصور یعنی جب پورا برس ہوجاتا ہے اوٹھائی جاتی ہی روح جس جگہہ دوسری روحین جمع ہین وہ
وہان رہتی ہی قیامت تک انتہی لیکن یہ یاد رہی کہ روحین انبیا اور مومنین کی کسی جگہہ ہیں لیکن قبر سے
سب کو ایسا علاقہ رہتا ہے گویا وہ اوسی قبر کی پاس موجود ہین یہ اتفاق ہی اہل سنت والجماعت کا
گفتگو مسلسل کہین سے کہین پہونچی کلام اس مین تہا کہ عدد چالیس کا اکثر مقامات مین آیا ہے اور اوس عدد مین

یہ دلالت کل مقامات مین پائی گئی پہلا حال بدیجا تا ہی چنانچہ خمیر آدم اور خمیر نطفہ انسانی اور چلہ صوفیہ وغیرہ
امثلہ مذکورہ سی یہ بات ظاہر ہے پس لابد ہی کہ چالیس روز مین میت کی بھی ترکیب جسمی اور تعلق روحی مین
جو دنیا کی ساتھ ہی کچھ فرق اور تغیر ہوا ہوگا جیسا ارواح انبیا مین صریح وارد ہوا ہی پس اوس تغیر کی وقت
بھی امداد شایستہ کا دستور ٹہر گیا تاکہ ترقی وعروج اوسکا ایک درجہ سے دوسری درجہ کو عمدہ زاد راہ کی ساتھ
ہو یعنی فاتحہ چہلم کو مقرر کیا گیا پھر وہی قاعدہ تنصیف کا جو سالیانہ سی ششماہی اور ششماہی سی سہ ماہی
مین جاری کیا تہا چہلم مین کیا گیا یعنی چہلم کا نصف بیسوان اور بیسوین کا نصف دسوان غرض کہ اس
دستور پر قاعدہ فاتحات کا ٹہر گیا اور حاشیہ خزانۃ الروایات اور بعض رسایل مین اس عاجز کی نظر سی
یہ روایت مجموع الروایات کی گذری ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی حضرت امیر حمزہ کی لئی تیسرے
دن اور دسوین چالیسوین روز اور چہٹی مہینہ اور برسوین دن صدقہ دیا اگر یہہ حدیث کسیقدر قابل
اعتماد ہی تو یہہ سب رسمین گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہوگئین یہہ مجموع الروایات پورانی
کتاب ہی خزانۃ الروایات مین بھی اس مجموعۃ الروایات سی بعضی مسایل اخذ کئی ہین بس یہ جو قدیم الایام
سی بزرگان دین مین تعین فاتحات متفرق ایام مین ایک امر متوارث چلا آتا ہے بلاشبہہ یا تو اس
حدیث یا کسی اور حدیث سی اونہون نی استخراج کیا ہوگا یا بنا بر مصلحت یہہ طریقہ خود مقرر کیا ہوگا بہر کیف

اگر اونہون نی خود بھی مقرر کیا تو وہ بھی صحیح ہے حدیث شریف مین آگیا ہی من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ
فلہ اجرہا علامہ شامی شارح درمختار نی اس حدیث کی معنی لکہی ہین یعنی جو کوئی دین مین نیا طریقہ نیک
نکالیگا اوسکو اجر اور ثواب ملیگا واضح ہو کہ امر دین مین جو طریقہ نیک ایجاد ہوا اور مخالف قرآن و حدیث
کی نہو وہ درست ہی نماز کی نیت زبان سی کرنیکو جو ایجاد علما ہی اور درمختار اور اوسکی شارح شامی
نی اوسکو سنت العلما قرار دی ہی اور جائز رکہی ہی اسکی بحث سابق گذر چکی اور معلوم رہی کہ یہ بھی ہمکو
لازم ہے کہ ہم سلف صالحین کے قواعد اور اعمال پر اعتراض نکرین بلکہ اوسکا اتباع کرین یہ حکم قیامت تک
جاری ہی کہ ہر دورہ والا اپنی پہلی دورہ کی اطاعت کری چنانچہ قطب ربانی امام شعرانی کتاب المیزان

مین لکہتی ہین فکما ان الشارع بین لنا بسنتہ ما اجمل فی القرآن فکذلک الائمۃ المجتہدون بینوا لنا ما اجمل

فی احادیث الشریعۃ ولولا بیانہم لنا ذلک لبقیت الشریعۃ علی اجمالہا وہٰذا القول فی اہل کل دور
بالنسبۃ للدور الذی قبلہم الی یوم القیامۃ فان الاجمال لم یزل ساریا فی کلام علماء الامۃ الی یوم القیامۃ
ولولا ذلک ما شرحت الکتب لا ولا عملت الشروح حواشی انتہی یعنی جسطرح شارع نی بیان کی اپنی حدیث سے
ہمارے لیے وہ چیز جو قرآن مین مجمل ہتی اسیطرح مجتہدون نی بیان کیا ہمکو جو حدیث مین مجمل
رہ گیا تہا جو وہ بیان نہ کرتی شریعت مجمل کی مجمل ہی بیان رہجاتی اور یہی قول ہی ہر دورہ مین
بہ نسبت اپنی دورہ سابقہ کی قیامت تک سواسطی کہ اجمال ہمیشہ سے جاری ہی اور رہیگا قیامت
تک اور جو یہ بات نہوتی تو کتابون کی شرحین اور حاشیے نہ لکہے جاتے تمام ہوا کلام قطب ربانی کا اور
حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ عقد الجید مطبوعہ فاروقی صفحہ ۳۶ مین فرماتی ہین ان الامۃ اجتمعت
علی ان یعتمدوا علی السلف فی معرفۃ الشریعۃ فالتابعون اعتمدوا فی ذلک علی الصحابۃ وتبع التابعین اعتمدوا
علی التابعین وہکذا فی کل طبقۃ اعتمد العلماء علی من قبلہم والعقل یدل علی حسن ذلک الی آخرہ یعنی امت جمع
ہوگئی اسبات پر کہ اعتماد کرین سلف پر معرفت شریعت مین تابعین نی صحابہ پر اور تبع تابعین نے تابعین
پر اعتماد کیا اور اسیطرح ہر طبقہ مین اعتماد کرتی آئی مین علما اپنی سی پہلی علما پر اور عقل دلالت کرتی ہی اسکی خوبی
پر اور شاہ عبد العزیز صاحب کی گفتگو بہی قریب قریب اسکی ہی کہ شروع پارہ سیقول مین فرماتی ہین پیغمبر بر کمال
تمام گواہی وہد وشما بر کمال تابعین ہلم جرا الی یومنا ہذا پس صدر اول این امت مرتبہ متوسط وارند در میان پیغمبر
واست محض کہ من وجہ کار پیغمبری می کنند ومن وجہ کار امتان وہکذا الی یوم القیمۃ فی کل طبقۃ متقدمۃ بالنسبۃ
الی الطبقۃ المتاخرۃ انتہی اب ہم مولانا عبد العزیز صاحب کا ایک کلام جامع کہ بظاہر مختصر اور فی الواقع
اوسمین یہہ سب تفصیلات مروجہ اہل اسلام داخل ہین لکہتی ہین اور یہہ بزرگ اس فرقہ کی مسلم الثبوت علما
مین ہین تفسیر پارہ عم والقمر اذا اتسق کی تفسیر مین لکہتی ہین بطور خلاصہ اونکی الفاظ بعینہ نقل کرتا ہون اول
حالتی کہ بمجرد جدا شدن روح از بدن خواہد شد فی الجملہ اثر حیات سابقہ والفت تعلق بدن ودیگر معروفان
از ابنای جنس خود باقی است وآنوقت گویا برزخ است کہ چیزی ازانطرف وچیزی ازینطرف مدد زندگان
بمردگان درین حالت زودتر می رسد ومردگان منتظر لحوق مدد ازین طرف می باشند صدقات وادعیہ

وفاتحہ درانیوقت بسیار بکار ادمی آید عازیزست کہ طوائف بنی آدم تا یکسال علی الخصوص تا یک چلہ

بعد موت درین نوع امداد کوشش تمامی نمایند انتہی جسکا دل چاہے تفسیر عزیزی فارسی نکالکر دیکھے یہ
مضمون ہے بعض مضامین امداد مین دیگا اب ارباب انصاف جنبہ داری کو برطرف کرکی خیال فرمادین
کہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نی ان ایام مروجہ کی امداد طعام وغیرہ کی لئی کیا علت
صحیح شرعی پیدا کی کہ مردہ کا دل ان ایام مین کچھ ادہر ہوتا ہی کچھ ادہر اور زندون کی مدد ان ایام
مین جلد پہنچتی ہی پہر اس علت صحیحہ پر مرتب کیا یہ حکم کہ اسی سبب سے یہ بات ہی کہ آدمی اپنی اموات کو ایک
برس تک اور خاص کر ایک چلہ تک مدد کرتی ہین جو کچھ برس دن تک کی امداد مین یہہ رسمین سب مروجہ
اہل اسلام یعنی سویم دہم چہلم بستم ششماہی سالینہ سب داخل ہین پہر شاہ صاحب نے اس رواج اسلامی کو
رد نہین کیا بلکہ اسکی تصدیق فرمائی یعنی اپنی مدعا پر اس امر مروجہ کو دلیل لائی پس بطور دلیل لانا شاہ
صاحب کا اس امر معین مقرر رواجی کو اور نہ رد کرنا اوسکو کسی وجہ سی دلیل صریح اس پر ہے کہ یہ فعل جو عام
طور پر طوائف بنی آدم مین رائج ہی حق اور صحیح ہے اور طوائف بنی آدم مین جو قدیم الایام سے
ہندوستان مین مروج چلا آتا ہی وہ یہی دہم بستم چہلم وغیرہ ہی کما ہو مشاہد اسکا انکار بدیہیات
کا انکار ہے **لمعہ سادسہ نصائح** دربارۂ اموات **نصیحت** جب کسیکا کوئی عزیز قریب مرجاوے
تو چاہیے کہ صبر کری اوسکی موت پر تاکہ مستحق اجر و ثواب ہو طبرانی اور ابن مندہ نی ایک حدیث طویل
روایت کی ہی جسمین یہہ بہی بیان ہی کہ ملک الموت نی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی بیان کیا کہ مین
آدمی کی روح قبض کرتا ہون جب اوسکی لواحق رونی لگتی ہین مین دروازہ پر کھڑا ہو جاتا ہون اوس
روح کو لئی ہوی اور کہتا ہون کہ اے رونیوالو قسم اللہ تعالی کی ہمنی اس آدمی پر ظلم نہین کیا ہی وقت سے
پہلی جلدی نہین کی اور روح قبض کرنی مین کچھ ہماری خطا نہین اگر تم اللہ تعالی کی حکم پر راضی رہو ثواب
پاوگی اور برا مانوگی تو گنہگار ہو جاوگی اور ہمکو تمہاری طرف پہر آنا ہی ہشیار رہو الی آخرہ **نصیحت**
بعد دفن کسیقدر قبر میت پر ٹہرنا چاہیے کچھ پڑہین اور میت کی لئے دعا کرین فتاوی عالمگیریہ مین

ذخیرہ سی نقل کیا ہی ویستحب اذا دفن المیت ان یجلسوا ساعۃ عند القبر بعد الفراغ بقدر ما ینحر

جزور ویقسم لحمہا تیلون القرآن یدعون للمیت اور درمختار مین ہی یستحب جلوس ساعۃ بعد دفنہ لدعاء
وقراۃ بقدر ما ینحر الجزور ویفرق لحمہ مغنی دونو عبارتون کی یہ ہوئی کہ مستحب ہے بعد دفن میت اسقدر
بیٹہنا کہ اونٹ ذبح ہوکر اوسکا گوشت تقسیم ہوجاوی پڑہتے رہین قرآن اور دعا کرین میت کی لیے اہتی
اور سلم رکہا اس حکم کو شامی نے ردالمحتار مین اور نقل کین ہین دو حدیثین ایک سنن ابی داود سے کان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علی قبرہ وقال استغفروا لاخیکم واسالوا اللہ لہ التثبیت فانہ الآن
یسال یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فراغت پاتی تہی دفن میت سی ٹہرتی اوسکی قبر پر اور فرماتی کہ مغفرت
مانگو اپنی بہائی کی اور دعا کرو کہ اللہ اوسکو ثابت اور قایم رکہی جواب ہی مین کیونکہ اب اوس سے
منکر ونکیر کا سوال ہوگا اور دوسری حدیث فقیہ شامی نی وہ نقل کی جو مشکوۃ مین بروایت مسلم موجود ہے
وعن عمرو بن العاص قال لابنہ وہو فی سیاق الموت اذا انا مت فلا تصحبنی نائحۃ ولا نار فاذا دفنتمونی
فشنوا علی التراب شنا ثم اقیموا حول قبری قدر ما ینحر جزور ویقسم لحمہا حتی استانس بکم واعلم ماذا اراجع
بہ رسل ربی رواہ مسلم یعنی روایت ہی عمرو بن العاص صحابی سی رضی اللہ عنہ کہ فرمایا اونہون نے اپنی
سے جب وہ حالت نزع مین تہی کہ جب مین مرجاؤن نہو وی میری ساتہ کوئی عورت نوحہ کرنیوالی
اور نہ آگ پہر جب دفن کرو مجہکو ڈالو مجہہ پر مٹی آہستہ آہستہ پہر کہڑی ہوجاؤ میری قبر کی گرداگرد ا
اتنی دیر ٹہرو کہ ذبح کیا جاوی اونٹ اور تقسیم ہوجاوی گوشت اوسکا تاکہ آرام اور انس پکڑون تمہارے
ساتہہ اور جان لون کہ کیا جواب دون اپنی پروردگار کی فرشتونکو روایت کیا اسکو مسلم نی دیکہو
یہہ فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور افتاء مفتیان دین سی بہت صحیح اور معتمد طور پر ثابت ہی معلوم
نہین لوگون نی کیون اسکو ترک کردیا چاہیی کہ اہل اسلام اسکی تعمیل کرین اگر سب آدمی نہ ٹہر سکیں
بباعث کسی ضرورت اور کاروبار کی تو میت کی دوست واشنا واقربا مین سی چند آدمی ٹہرین
پڑہتے رہین قرآن اور استغفار وغیرہ اور دعا کرین میت کی لئی والسلام علی من اتبع الہدی نصیحت
آدمی کو چاہیی کہ اپنی موت کو ہمیشہ یاد رکہی ایک حدیث مین آیا ہی کہ لوگون نے پوچہا یارسول
صلی اللہ علیہ وسلم شہیدون کی درجہ مین کوئی اور بہی ہوگا فرمایا ہان جو کوئی اپنی موت کو بیس

ہر روز یاد کیا کریگا۔ **نصیحت** آدمی کو چاہی کہ موت کی لئی تیار رہی اور اپنا وصیت نامہ لکھکر
ساتھ رکھی جسمین لکھیگا قرض ذمہ ہو اور جو کچھ نماز روزہ حج زکوۃ اوسکی ذمہ ہو یا قسم توڑنیکا کفارہ ذمہ ہو
وہ سب اوس کاغذ مین لکھدی اسلئی کہ کیا خبر ہی موت اوسکی کسوقت آجاوی اور مرتی وقت زبان سے
وصیت نکلی یا نہ نکلی اوس کاغذ کو وارثان میت دیکھکی تعمیل کردینگی **نصیحت** جب کوئی آدمی مرجاوی
اور کوئی شخص اوسکا عزیز قریب اپنے خاص مال مین سے اوسکی لئی فاتحہ کری اسمین کسی فقیہ و محدث کو کلام
نہین اور خاص میت کا مال اگر اس کام مین صرف کرنی لگین تو اسمین یہ شرط ہی کہ اوسکی وارثون مین کوئی نابالغ
لڑکی یا لڑکا نہو اسلئی کہ ترکہ بعد مرنی مورث کی ملک وارثون کا ہوجاتا ہی پس اگر وارث بالغ ہین تو وہ
مال خاص اونکا ہوگیا اگر کوئی وارث اونمین غائب نہین سب موجود ہین یا کوئی غائب تہا اور اوسنی اجازت
دیدی تو اس صورت مین اونکو اختیار ہے جسقدر چاہین میت کی لئی صرف کردین اور اگر سب نابالغ ہین
تو ترکہ میت سب اونکی ملک ہوگیا اوسکا صرف کردینا میت کی ایصال ثواب مین جائز نہین نہ کپڑا نہ کہانا
نہ روپیہ نہ پیسہ فقط تجہیز تکفین مین جو اوٹھی وہی درست ہی اور بس اور اگر بعضے وارث نابالغ ہین تب بہی
نابالغون کا حصہ کل اشیاء ترکہ مین مشترک ہی اوسکا صرف کرنا بہی ایصال ثواب کی لئی جائز نہین فتاوی
عالمگیریہ کی جلد خامس مین ہے وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا اذا کانت الورثۃ بالغین فان کان فی الورثۃ
صغیر لم یتخذوا ذلک من الترکۃ کذا فی التاتارخانیہ اور یہ حکم کچہہ طعام فاتحہ کی واسطے ہے خاص نہین بلکہ اس قسم
کی ترکہ کی چیز لباس یا طعام یا نقد نہ مسجد مین دیجاوی نہ کسی مدرسہ مین نہ کسی فقیر کو نہ عالم کو ہان البتہ اگر موافق
قاعدہ شریعت کی تقسیم واقع ہوجاوی اور صغیر وارث کو اوسکا حصہ دیکر ورثہ بالغین اپنے حصہ سے خرچ کردین یا عورت
اپنی مہر کی عوض مین یا وارث ہوکر اپنی حصہ مملوکہ سی صرف کردی یہ جائز ہی خواہ مدارس و مساجد مین دین خواہ
فاتحہ کرین اور مساکین کو کہلاوین یہ مسئلہ بہت ضروری اہتمام سی یاد رکہنی کا ہی **نصیحت** جب کوئی
وارث اپنی مورث کی طرف سی کہانا کہلاوی نمود اور بڑائی ظاہر کرنیکی لئی نہ کری حدیث شریف مین
آیا ہی من سمع سمع اللہ بہ یعنی جو کوئی سنوادی لوگون کو اپنی تعریف سخاوت و داد و دہش کی یعنی اپنی شہرت
اور فخر چاہی اللہ تعالی اوس آدمی کو ذلیل کریگا سبکی سامنی پس اس صورت مین مردہ کو ثواب پہنچتا تو

کیا ممکن وہ شخص خود عتاب الٰہی مین گرفتار ہوگا وہی غل ہو جاویگی محنت برباد گناہ لازم اور کہانیوالون کو
بہی چاہیی اگر یہہ معلوم کرین کہ یہ کیسی کی مقابلہ مین کہانا فخریہ کرتا ہی فلان شخص نے کیا کہانا کیا مین
اوس سے بڑہ کی کرتا ہون تو ایسی دعوت نہ قبول کرین خواہ وہ کہانا غمی اور ماتم کا ہو وی یا شادی
اور خوشی کا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتی ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی جب دو آدمی
ایسی ہون کہ ایک کی ضد مین دوسرا بڑائی حاصل کرنیکو کہانا زیادہ کری اگر وہ دعوت کرین تو نہ
قبول کی جاوے اونکی دعوت ورنہ کہایا جاوے اونکا کہانا کذا فی المشکوٰۃ **نصیحت** یہہ بہی خیال رکہنا
چاہیی کہ فرض ادا آدمی کو صدقات کا کرنا خواہ اپنی لیی کری خواہ میت کی لیی شرع مین مستحسن نہین جیسا
مجمع البحار لفظ ظہر کی تحقیق مین لکہتی ہین خیر الصدقۃ ما کان عن ظہر غنی پہر دو سطر کی بعد لکہتی ہین
ولا صدقۃ کاملۃ عن ظہر غنی وہو ردّ علیہ ای الشی المتصدق بہ غیر مقبول لان قضاء الدین واجب پس
معلوم ہوا کہ یہ طریق اچہا نہین علی الخصوص جبکہ قرض سود دیکر بہم پہنچاوی یہ نہایت قبیح و شنیع ہی ایسا آدمی
محض الحمد اور سورتین پڑہکر بخشدیا کری **نصیحت** اگر وارثان میت بشروط مذکورہ کہانا کہلاوین تو
مناسب یہ ہی کہ غریب رشتہ دارون اور ہمسایون اور اہل محلہ کو مقدم رکہین فقہا باب الزکوٰۃ مین
لکہتی ہین لا تقبل صدقۃ الرجل و قرابتہ محاویج حتی یبدء بہم فیسد حاجتہم ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ مثل مشہور
اول خویش بعدہ درویش اسی حدیث کا ترجمہ ہی اور یہہ بہی معلوم ہوتا ہی کہ قصبات کی شرفا مین جو
رواج ہی کہ برادری کی آدمی بہی کہانا میت کا فاتحہ چہلم و ششم وغیرہ مین کہاتی ہین وہ بہی شاید اسی
روایت پر مبنی ہوگا کہ رشتہ دار اور ہمسایہ اور اہل محلہ مقدم ہین دوسری آدمیون پر اور ظاہر ہے کہ
قصبات کی شرفا مین فراغت اور وسعت کم ہی اکثر لوگ غریب ہین وہ آدمی کہ زکوٰۃ اونپر واجب ہو
یا یہ کہ اپنی مکان اور نفقہ اہل و عیال سی فارغ ہو کر بہی اونکی پاس کچہہ مالیت زائدہ فاضل رہے
ایسی آدمی کم ہین بہت ایسی ہین کہ اونکی گہر کہانیکا بہی ٹوٹا ہی پس شریعت مین ایسی آدمی داخل فقرا
ہین بنا علیہ بزرگون نی اونکو کہلانا بہ نسبت اور سائلون کو چہ گردی کی مقدم سمجہا کہ حق ہمسایگی اور
محلہ داری اور قرابت بہی ادا ہو جاوی اور چیز اپنی موقع پر بہی صرف ہو جاوے پہر اگر سو

آدمیون غربای برادری مین کوئی آسودہ صاحب زکوۃ بہی شامل کرلیا تو ہمین حکمت یہ کہ اون لوگونکی دلونمین یہ نہ پیدا ہوکہ ہمکو حقیر کنگال سمجھا بس ایک یا دو با آبرو آدمی کی شامل ہونی سی اونکی دلی ندامت بہی دفع ہوجاتی ہے علاوہ بران اغنیا کا کہانا بہی ثواب سی خالی نہین اگرچہ اوسمین فقراء کی کہانی سی کم ثواب ہے پس اگر یہی نیت اس زمانہ مین بہی ہی تو کچہ مضائقہ نہین امر اگر اہل محلہ اور رشتہ دارون کو اس نیت سے کہلاوین کہ آج مین اسکو کہلادون تو کل یہ مجہکو کہلاویگا اس صورت مین ثواب نہدارد ہوگا اسلئے کہ ارادہ معاوضہ لینی کا ہی پہر ثواب کہان فلیکن ہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذا الباب و اللہ ہو الہادی للصدق و الصواب

نور سیوم یہ نو لمعی ہین لمعہ اولی اثبات محفل مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فرمایا حق سبحانہ نی واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اس آیہ کریمہ مین منعم حقیقی اپنی نعمتون کی ذکر اور یادگاری کا حکم دیتا ہے کہ ذکر کرو اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تمپر ہے اور اسمین شک نہین کہ پیدا ہونا اور تشریف لانا صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اللہ تعالی کی نعمتون مین ایک بڑی نعمت ہی قال اللہ تعالی لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولاً من انفسہم یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب و الحکمۃ شاہ ولی اللہ صاحب اسکا ترجمہ لکہتی ہین ہرآئینہ نعمت فراوان داد خدا بر مومنان آنگاہ کہ فرستاد درمیان ایشان پیغامبری از قوم ایشان میخواند بر ایشان آیات خدا و پاک میسازد ایشان را و می آموزد ایشان را کتاب و علم الٰہی اور شاہ عبد القادر لکہتی ہین اللہ نے احسان کیا ایمان والونپر جو بہیجا اونمین رسول اونہی مین کا الی آخرہ ثابت ہوا کہ وجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نعمت ہے کہ جسکا احسان حق سبحانہ نی ظاہر فرمایا ہے اور اونکی اسمائے مبارک جو ایک ہزار تک محدثین نی شمار کئے ہین اون مین ایک نام نامی آپکا (نعمۃ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) لکہا ہے جیساکہ قسطلانی وغیرہ نی ذکر کیا ہی اور سید محمد سلیمان جزولی نی بہی دلائل الخیرات مین آپکا یہ نام مبارک لکہا ہی اور فرمایا حضرت سہل ابن عبد اللہ تستری نی تفسیر آیہ کریمہ ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا مین کہ وہ نعمت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین کیونکہ وہ نعمت عظمی ہین یعنی اسلئی کہ آپ رحمۃ للعالمین ہین اور آپ کی سبب جو منافع و فواید حاصل ہوئے شمار سے خارج ہین زمین و آسمان اور جو کچہ انکی درمیان ہے سب آپ ہی کی وجود باجود کا طفیل ہے پہر ہمسی کی شمار کہان ممکن ہو اور زجاج اور سدی تفسیر آیہ کریمہ یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونہا مین فرماتی ہین کہ

نعمۃ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین یعنی کفار آپکو نبی جانتی ہین معجزات ظاہرہ دیکھکر پہر انکار کرتے ہین عنا
اور سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سی بخاری وغیرہ نی تفسیر آیہ کریمہ الذین بدلوا نعمۃ
اللہ کفرا مین روایت کی ہی قال ہم واللہ کفار قریش و محمد نعمۃ اللہ تعالیٰ یعنی قسم اللہ کی وہ لوگ
نعمت کو ناشکری سی بدلنی والی کفار قریش ہین اور نعمت اللہ تعالیٰ کی محمد ہین صلی اللہ علیہ وس
زرقانی صفحہ ۱۲۲ شرح مواہب ہین یہ تینون تفسیرین مرقوم ہین جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نعمت الہی
کلام مفسرین و محدثین سی ثابت ہوگیا تو آپکی یادگاری اور تذکرہ کرنا منطوق آیہ واذکروا نعمۃ اللہ
مین بعموم الفاظ اچھی طرح داخل ہوگیا اور اسیطرح فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نی کہ واشکروا نعمۃ اللہ
ان کنتم ایاہ تعبدون یعنی شکر کرو اللہ کی نعمت کا اگر تم اوسکی عبادت کرتی ہو اور اوسکو معبود جانتی
اور اوسکی عبد بنتی ہو اس آیہ کریمہ مین حق سبحانہ اپنی بندونکو شکر گذاری نعمتون کا حکم دیتا ہے اور ا
ثابت ہو چکا کہ نعمتون مین بڑی نعمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ہی پس شکریہ اس نعمت
بجالانا اور سرور کرنا اور تذکرہ کرنا اہل ایمان کو بحکم خداوندی ضروری ٹہرا اور فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نی التحدث بنعمۃ اللہ شکر و ترکہ کفر یعنی اللہ کی نعمت کا بیان کرنا شکر ہے اور نہ کرنا کفران نعمت
یہ حدیث شیخ محی السنہ نی معالم مین روایت کی ہی مع الاسناد تحت آیہ و اما بنعمۃ ربک فحدث پس نعمت و جود
باجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کرنا شکر گذاری انعام رب العزت اور چھوڑ دینا اوسکا کفران نعمت
اور فرمایا حق سبحانہ نی وذکرہم بایام اللہ یعنی یاد دلا انکو دن اللہ کی لکھا امام رازی نی کہ مراد
دنون سی واقعات عظیمہ ہین جو ان دنون مین واقع ہوئی پہر اہل ایمان کو دیکھنا چاہئی کہ نبی کریم صلی
علیہ وسلم کی ظہور سے بڑہکر کونسا واقعہ ہے جسمین ایوان کسری کا شق ہونا اور بتون کا سر کی بل گر جا
آتشخانہ فارس کا بجہ جانا اور رودخانہ سماوہ کا جاری ہونا اور آسمان سے تارون کا نیچے جہک آنا اور کعبہ
کا جہک کر شکر الہی بجالانا ایسی ایسی بہت واقعات کو شامل ہی پس یاد دلانا یوم میلاد کا سب ایام کی
دلانے سے اہل ایمان کی نزدیک بڑہکر ہے اور تفسیر روح البیان مین یہ تفسیر ہی بعض مفسرین سے نقل
ہے ذکرہم بایام اللہ ای ذکرہم نعمائی لیومنوا بی یعنی یاد دلا انکو میری نعمت تاکہ ایمان لاوین وہ مجھ

انتہی اور یہہ بات ظاہر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعمت ہیں اور آپکا تذکرہ موجب ازدیاد رونق ایمان ہے
اور فرمایا اللہ تعالی نے ورفعنا لک ذکرک یعنی فرمایا اللہ تعالی نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
تحقیق بلند کیا ہمنے ذکر تیرا اپنے تمکو نبی بنایا اور مشہور کیا زمین اور آسمان میں اور پھیلا دیا ذکر تمہارا دنیا
میں انتہا کنارون تک اور تمہارا ذکر دلونمین محبوب و مطلوب کردیا امام رازی نے یہ سب مطلب لکھکر بعد
اسکے یہ لکھا کان اللہ تعالی یقول املأ العالم من اتباعک کلہم یثنون علیک و یصلون علیک یعنی جو
اللہ تعالی رفعنا لک ذکرک فرمایا اسکی یہ معنی ہین گویا اللہ تعالی یون فرماتا ہی کہ ہم بہر دینگے عالم کو تمہارے فرمانبردارون سے
سب تمہاری تعریف کیا کرینگے اور درود پڑہا کرینگے انتہی ما فی التفسیر الکبیر خیال کرنا چاہیئے کہ یہ معنی بخوبی
صادق آتی ہین محفل میلاد شریف پر بیشک یہ محفل قدس منزل مضمون آیہ ورفعنا لک ذکرک مین داخل ہے
اس محفل مین کثرت ہوتی ہی درود شریف کی اسقدر کہ نہین ہوتی کسیطرح مجالس وعظ و تدریس مین اور بیان
ہوتا ہی حضرت کی نور کا اور ظہور معجزات و کرامات کا جو وقت ولادت اور رضاع اور قبل نبوت اور بعد نبوت ظاہر
ہوئی اور بیان ہوتا ہی حلیہ شریف کا یہ سب ثنا اور صفت ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پس مضمون یثنون علیک
ویصلون علیک خوب صادق آیا اسپر اور آواز بلند اور پاکیزہ سے ایک مقام بلند مثل منبر یا چوکی پر بیٹھکر
پڑہنی سے ایک اور ہی شان رفعت و رفعنا لک ذکرک کی ظاہر ہوتی ہی اور جو کچھہ معجزات و فضایل حضرت
سید الکائنات بیان کیجاتی ہین وہ روایتین ہین کہ انکو صحابہ نے مجالس تابعین مین اور تابعین نے مجالس
تبع تابعین مین بیان فرمایا اسی طرح طبقہ بعد طبقہ ذکر ہوتا ہم تک پہنچا اگر یہہ قصد اور ذکر ممنوع ہوتا صحابہ اپنی
زبانین اس سی بند کرلیتی نہ ہم تک وہ فضایل پہنچتی نہ ہم مجالس اور محافل مین اون مدائح اور مناقب
بفحوای آیۃ کریمہ ورفعنا لک ذکرک آفاق مین منتشر اور مشتہر کرتی خلاصہ یہ کہ یہہ ذکر ثابت الاصل ہے
عہد صحابہ مین تقاضا کرکی وصف حضرت کا سُنتی تہی اور اوسمین دل لگاتی تہی ترمذی نے شمایل مین روایت
کی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتی ہین کہ مینی سوال کیا ہند ابن ابی ہالہ سی وکان وصافا عن حلیۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی وہ بہت وصف کیا کرتی تہی حلیہ شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دانا انتہی ان
یصف لی شیئا اتعلق بہ اور مین یہ چاہتا تہا کہ وہ مجھکو وصف سنادین کچھہ صورت مبارک کا اوسمین دل لگاؤن جن

اوس سی الی آخرہ اب دیکھئی یہہ حضرت امام حسنؑ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وقت وفات حضرت
سات برس کی تہی اتنی عمر والا اپنی اقربا کی صورت بہولا نہین کرتا حالانکہ یہہ صاحبزادہ رضی اللہ عنہ تو
کمال فہین اور متین اور قوی الحفظ تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی حدیث حفظ کرکی روایت فرماتی
تہی چنانچہ صحاح ستہ کی چند ائمہ حدیث نی قنوت وتر کی حدیث ان سی روایت فرمائی ہی اور اسماء الرجال
مین انکو صحابہ مین شمار کیا ہی پس ظاہر ہی کہ ایسا صاحب حفظ ایسی پیاری ناناجان کی صورت جو ہردم گود
مین رکہتی تہی کندہی پر چڑہالیتی تہی نہین بہولی تہی بلکہ مزا لینی کی لئی کہ تذکرہ حضرت کا موجب سرور
قلب ہوا اور خوب سنکر دلمین اچہی طرح منضبط کرین اپنی ماموں ہند ابن ابی ہالہ سی سوال کیا کہ سناؤ مجھکو وصف شکل
مبارک کا پس بیان کیا ہند ابن ابی ہالہ نی وہ حدیث طویل ہے شمایل مین مذکور ہی اور ہند ابن ابی ہالہ
کی نسبت جو یہہ لفظ آیا کان وصافا عن حلیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفظ وصافا صیغہ مبالغہ کا ہی اور مبالغہ
کثرت سی ہوتا ہی معلوم ہوا کہ وہ کثرت سی بیان فرماتی رہتی تہی حلیہ شریف اور اسیطرح دارمی وغیرہ محدثین
ابو عبیدہ سی کہ وہ تابعی اور مقبول بین المحدثین ہین روایت کرتی ہین کہ ابو عبیدہ نی پوچہا مسماۃ ربیع
صحابیہ سی کہ وصف سناؤ مجہکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ بولی لو رأیتہ لقلت الشمس طالعۃ اور اسیطرح
بیہقی نی روایت کی کہ ابو اسحق جو ایک تابعی جلیل القدر ہے انہی ایک عورت صحابیہ سے پوچہا کہ بیان کر مجہسے
کہ کیسی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت کالبدر لیلۃ البدر لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم غرضکہ
اس قسم کی بہت روایتین موجود ہین جنسی معلوم ہوتا ہی کہ صحابہ اور تابعین مین بہت تذکرہ آپکی اوصاف کا رہتا
تہا عہد صحابہ اور اس زمانہ مین بس اسیقدر فرق ہی کہ اوسوقت مین مختصر طور پر روایتین بیان ہوتی تہین اب
تفصیل اور تطویل سی ہوتی ہین جسطرح علم حدیث کا حال ہے حضرت شاہ ولی اللہ انتباہ مین لکہتی ہین کہ صدر اول
مین حدیث لکہنی کا دستور نہ تہا یعنی صحابہ مین حدیث کا تذکرہ اور یادگاری زبانی ہوتی تہی بعد اوسکی حدیثین
لکہی جانی لگین اور ایک صدی کی بعد بہت اہتمام کتابت کا ہوا پہر دوسری صدی کی بعد پوری طرح پر
کامل تصنیفین ہونی لگین انتہی غرضکہ یہ جو کتب احادیث مین ہے کہ ایک قسم کی حدیثوں کا باب الگ نماز کی متعلق
حدیثین ہین وہ محدثون نی ایک جگہہ جمع کردین اور زکوۃ کی ایک جگہہ یہہ بات پہلی نہ تہی پس اسیطرح وہ جو روایتین

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حلیہ شریف کی بابت اور وقائع میلاد و رضاع وغیرہ کی بابت صحابہ مین منتشر متفرق
تھین ایک وقت وہ آیا کہ محدثین کی دلمین آیا اونکو ایک جگھہ جمع کر دیجی تب محدثین نے اونکو جمع کیا وہ رسالے عکمی
سیکڑون رسایل میلادیہ تصنیف ہو گئی ازانجملہ مولد شریف حافظ شمس الدین محدث دمشقی کا ہی مورد الصادی
فی مولد الہادی اور لکہا محمد بن عثمان لولوی دمشقی نی الدر المنظم فی مولد النبی الاعظم اور لکہا امام القراء
والمحدثین ابن جزری نی عرف التعریف فی مولد الشریف اور لکہا مجد الدین صاحب قاموس نی نفحات العنبریہ
فی مولد خیر البریہ سب کا نام لکہنا طول کو پہونچاتا ہی غرضکہ علامہ سخاوی اور ابن حجر وغیرہ محدثین ہر کسی نی
شریک ہونا اس خیر مین اور جمع کر دینا اس قسم کی روایات کا ایک الفاظ پاکیزہ اور ترکیب نفیس مین نظماً و
نثراً اپنی مایہ سعادت سمجہا اور پڑہی جانی لگی وہ رسایل محافل مین پہر فارسی زبانون نی فارسی زبان
مین اور بلاد رومیہ مین ترکی زبان مین اور ہندوستان مین ہندی زبان مین ترجمہ ہو کر پڑہی جانی
لگی اور یہہ ذکر پاک بسکہ موجب فرحت و سرور تہا اسمین بعض سامان سرور مثل زینت مجلس اور استعمال بخور
وعطریات اور اطعام طعام و شیرینی و اجتماع اخوان و خلان بہی داخل اور شامل ہو گئی ان امور کی شامل ہونے
کو علمای دین نی جایز رکہا چنانچہ جلال الدین سیوطی نی حسن المقصد مین اور ملا علی قاری نی مورد الروی
مین علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سی نقل کیا ہی واما ما یتبعہ من السماع واللہو وغیرہما
فینبغی ان یقال ما کان من ذلک مباحا بحیث یعین السرور بذلک الیوم فلا باس بالحاقہ وما کان حراما او مکروہا
فیمنع اور اس عمل کو تخصیص دیگئی ساتہہ مہینہ مبارک ربیع الاول کی ہرچند وہ تذکرہ رواں آ ساتو قدیم یعنی
وقت صحابہ سی چلا آتا تہا لیکن یہہ سامان فرحت و سرور کرنا اور اوسکو بہی مخصوص شہر ربیع الاول کی ساتہ
اور اوسمین بہی خاص وہی بارہوان دن میلاد شریف کا معین کرنا بعد مین ہوا یعنی چہٹی صدی کی آخر مین اور
اول یہ عمل ربیع الاول مین کرنا تخصیص اور تعین کے ساتہ شہر موصل مین ہوا کہ ایک شہر ہے ملک عراق مین وہان
ایک متقی و دیندار شیخ عمر جو صلحا روزگار سی تہی اونہون نی یہ عمل ایجاد کیا یہ جو لوگون مین مشہور ہے کہ سات سو
برس سی مولد شریف نکلا ہی اوسکی یہ معنی کہ بعض خصوصیات کی ساتہہ اتنی دنون سی ہے ورنہ اصل تذکرہ
مولد شریف تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت سی چلا آتا ہی اور بادشاہون مین اول بادشاہ ابو سعید مظفری

مولد شریف تخصیص تعین کے ساتھ ربیع الاول مین کیا غرض کہ اس بادشاہ نے شیخ عمر مذکور کی پیروی سے فعل مین کی
ہر سال ربیع الاول مین تین لاکھ اشرفی لگا کر بڑی محفل کیا کرتا تہا اوسکی زمانہ مین ایک عالم ابو الخطاب بن دحیہ جو
حضرت دحیہ کلبی صحابی کی نسل اور اولاد مین تہا جسکی بابت شرح علامہ زرقانی اور دوسری تواریخ عربی مین لکہتے
ہین کہ وہ علم حدیث مین بڑا مبصر پختہ کار تہا علم نحو اور لغت اور تاریخ عرب مین کامل تہا بہت ملکون مین پہر
کی اوسنے علم حاصل کیا تہا اکثر شہرون ملک اندلس مین اور مراکش اور افریقہ اور دیار مصر اور شام و دیار شرقیہ و غربیہ
و عراق و خراسان و مازندران وغیرہ مین علم حدیث حاصل کرتا اور دوسرون کو فائدہ دیتا پہرا انجام کار سنہ
چھ سو چار ہجری مین وہ شہر اربل مین آیا یہان سلطان ابوسعید مظفر کی لئی مولد شریف تصنیف کیا اوسکا نام
رکہا کتاب التنویر فی مولد السراج المنیر اور خاص آپ اوسکی سامنے پڑہا ایک ہزار اشرفی انعام مین سلطان سے پائی
منکرین لوگ اس عالم محدث کو بباعث مولد شریف لکہنے اور پڑہنے کی دشمن جانتے ہین اور انکی برائی لکہتے ہین حالانکہ
کتب معتبرہ مین انکی تعریف مندرج ہی اور اسیطرح سلطان مظفر کو بہی برا کہتے ہین اوسکی پلٹنون مین طبل غازی
بجتا تہا اسبات سے منکرین نے اوسے مزامیر سنتی کا عیب لگایا حالانکہ وہ آلات تہیہ جہاد مین داخل تہا اس قسم
کی طبل وغیرہ چیز دیگر ہین اور مزامیر لہو و لعب چیز دیگر اور محفل مین مدائح مصطفویہ سنکر شدت سرور سے اوسکو
وجد ہوتا تہا اوسکا نام ان بہلے مانسون نے رکہا کہ وہ محفل مین ناچتا تہا اور لکہا کہ اوسکی محفل مین خیال گائی جاتی تہی
یہ خاکا اوڑایا اسکا کہ یہ اشعار نعت پڑہی جاتی تہی اور اشعار کی تعریف خود کتابون مین تصریحا لکہی ہے کہ
اشعار مقدمات خیالی کو کہتے ہین بس کہان تو یہ خیال اور کہان وہ ٹپا اور خیال تواریخ عربی مین طومار کی طومار اوسکی
تعریف مین بہری ہوی ہین یہ موقع طول کا نہین اسلیے ایک مختصر عبارت علامہ زرقانی شارح مواہب کے لکہتا ہون
کہ اونہون نے علامہ ابن کثیر کی تاریخ سے نقل فرمائی ہے کان شہما شجاعا بطلا عاقلا عادلا محمود السیرۃ الحاصل
اوس بادشاہ کی وقت مین دہوم سی محفل ہونے لگی اور شامل ہونے لگی اوسمین بڑی بڑی علما اور مشایخ صوفیہ سبط ابن
الجوزی نے لکہا ہے کان یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء و الصوفیہ اور جلال الدین سیوطی نے فتوی حسن المقصد مین
لکہا ہے احدثہ ملک عادل عالم و قصد بہ التقرب الی اللہ عز و جل و حضر عندہ فیہ العلماء و الصلحاء من غیر نکیر منہم یعنی جاری
کیا اس عمل کو ایک بادشاہ عادل عالم نے اور ارادہ کیا اسمین اللہ عز و جل کی نزدیکی کا اور حاضر ہوی اوسمین

علما اور صالحین اور کسینی اسمین انکار نہ کیا انتہی اس سی معلوم ہوا کہ بلا انکار سب علما و صلحا کا اسپر اجماع ہو گیا لیکن
اس اجماع کی پچانوین برس بعد تاج الدین فاکہانی مغربی پیدا ہوا کیونکہ ولادت اوسکی ۶۵۴ھ چھ سو چون مین ہے
اور اول محفل ابو سعید مظفر کی ۶۰۴ھ چھ سو چار مین ہوئی اور انتقال اس بادشاہ مظفر کا سنہ چھ سو چھتیس مین
غرضکہ اس اجماع کی بعد اور وفات شاہ مظفر کی ہی بعد اس عالم یعنی فاکہانی نی مخالف جمہور ہو کر عدم جواز
مولد شریف مین فتوی لکھا سو فقہا و محدثین نی اوسکو رد کیا اور بدستور قدیم جاری رہا یہ عمل مستحق التعظیم اور
رائج ہو گیا تمام بلاد اسلامیہ مین شرقاً و غرباً جنوباً و شمالاً چنانچہ ملا علی قاری اور علامہ حلبی و قسطلانی وغیرہ
نقل کرتی ہین ثم لازال اہل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یحتفلون فی شہر مولدہ و یعتنون بقراءة
مولدہ الکریم و یظہر علیہم من برکاتہ کل فضل عمیم ورملا علی قاری نی کل ملکونین مولد شریف کا ہونا ثابت کیا ہی جسکا
جی چاہی وہکی رسالہ مورد الروی مین دیکھی کہ وہ لکھتی ہین یہ بات کہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً اور
ملک مصر اور ملک اندلس اور ممالک مغربی اور ملک روم اور ملک عجم اور ملک ہندوستان وغیرہ مین کمال اہتمام
اور احتشام سی ہوتی ہین محفلین مولد شریف کی اور یہ بھی لکھا ہی من تعظیم مشائخہم و علمائہم ہذا المولد المعظم والمجلس
المکرم انہ لا یاباہ احد فی حضورہ رجاء ادراک نورہ ضمیر غائب لفظ ہم راجع ہی جمیع مذکورین دیار و امصار مذکورہ
بالا کی طرف پس معنی یہ ہوی کہ اس محفل اور مجلس کی تعظیم اون سب ملکون کی مشایخ طریقت اور علماء شریعت
اسقدر کرتی ہین کہ کوئی اسمین حاضر ہونی سی انکار نہین کرتا انتہی کلامہ پس مقبولیت اور شہرت اور
کثرت اس عمل پاک کی کلام ملا علی قاری وغیرہم سی ظاہر ہو گئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ علما اور مشایخ مین
کوئی انکار نہین کرتا تھا اس ہی ظاہر ہوا کہ وہ جو کوئی ایک دو آدمی ادہر ادہر انکار کرتا رہا وہ مخالف
ہزارون بلکہ لاکھون کا اور خلاف سواد اعظم سمجھ کر ہر دورہ اور ہر عہد مین غیر مقبول اور متروک العمل رہا
اور کلام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ثم لازال اہل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یعملون المولد جو
سیرت حلبی مین منقول ہی اور اسیطرح کلام ابن الجزری ولازال اہل الاسلام یحتفلون بشہر مولدہ
علیہ الصلوۃ والسلام جو مواہب لدنیہ مولفہ شیخ شہاب الدین قسطلانی مین منقول ہے ان مین
لفظ لازال اہل الاسلام اجماع جماہیر اہل اسلام اور استمرار اس عمل مقبول انام کا فائدہ دی رہا ہے

چنانچہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وتعظیما مین زمانہ قدیم سی اب تک اور ملک روم وشام اندلس اور ممالک مغربی وغیرہ
تمام بلاد اسلامیہ مین ہمیشہ سی اسوقت تک سی استحباب ور استحسان محفل مولد شریف پر عمل ہی سوای اس خطہ پاک
حضرت ہندوستان کی کہ اسمین طرح طرح کی انکار پیدا ہوگئی اور زمانہ قدیم مین ہندوستان مین بہی علماء ہند
کی مقبولین معتمدین متقدمین مثل شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور ملا محمد طاہر صاحب مجمع البحار استحباب عمل مولد کی
قایل ہتی اور نیز بعض قصص وحکایات ہمایون وغیرہ پادشاہان دہلی سی اور نیز کلام حافظ ابو الخیر سخاوی سے
ملک ہندوستان مین رائج ہونا اس عمل پاک کا یقینی طور پر معلوم ہی انتہا یہ کہ اسوقت مین جو حکام فرمانروا
انگریز ہین کہ اونکو کچہ علاقہ تعظیم وآداب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی نہین باایہمہ اونہون نی بہی اپنی کچہری
اور محکمہ مین جابجا اہل اسلام کی ای مثل عید اور بقر عید اور شبرات کی ایکدن چہٹی اور تعطیل کا واسطی خوشی میلاد
حضرت خیر العباد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارہوین تاریخ ربیع الاول کو مقرر کر رکہا ہی افسوس صد افسوس کہ حکام
انگریز اپنی کاروبار ضروری مین حرج منظور کرین ور اپنی حقوق خدمت اور کارگذاری کو اوس روز واسطے
بجا آوری مراسم فرحت وسرور وتعظیم حضرت نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی موقوف کرین یہہ لوگ اسکی مقابل
مین زبان مبارک سی فرماوین معاذ اللہ منہا کہ یہ فعل بدعت ہی اور ضلالت ہے اس دینداری اور خوش عقیدتی
پر افسوس خیر انکار کرنیوالی انکار کرین اگر انکو یہی توفیق ہی کنارہ کیا کرین محفل پاک ذکر رسول صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم سی اگرہم اسوقت تک کا ثبوت کامل دی چکی کہ مشرق سی مغرب تک کل ممالک اسلامیہ مین اہل اسلام
اس عمل پاک کو محمود اور مستحسن جانتی ہین پس کافی ہی ہمکو حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی کہ فرماتی ہین

مارآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن یعنی جس چیز کو اہل اسلام اچہا جانین وہ اللہ کی نزدیک ہی اچہی ہی اور امام

احمد نی اپنی مسند مین اور طبرانی نی معجم کبیر مین مرفوعا روایت کی ہی سالت ربی ان لا تجمع امتی علی ضلالۃ
فاعطانیہا یعنی مین اپنی پروردگار سی سوال کیا کہ میری امت گمراہی پر جمع ہو سو پورا کیا پروردگار نی میرا
سوال اور ابن عمر سے مرفوعا روایت ہی ان اللہ لا یجمع ہذہ الامۃ علی ضلالۃ ابدا یعنی اللہ تعالی اس امت کو
کبہی گمراہی پر جمع نکریگا اور معلوم ہو چکا کلام سیوطی سی کہ سنہ چہ سو چار سی علماء وصلحاء امت کا اجماع
بلا نکیر اس عمل کی استحسان پر ہے پس مجتمع ہونا علماء امت کا دلیل شافی ہی از روی حدیث اثبات پر کہ یہ

عمل ضلالت نہین اور فاکہانی مغربی نی جو بعد مدت دراز پیدا ہو کر مخالفت کی یہ خود اونکی خطا ہے
آیہ ومن یتبع غیر سبیل المومنین سے اندیشہ کرنا ضروری تہا پس فاکہانی کی مخالفت اتفاق علمار سلف
کی خلاف ٹہیری والعمل علی الخلاف خرق الاجماع قاعدہ مسلمہ ہے یعنی اتفاق امت کی خلاف عمل کرنا اجماع
کا توڑ دینا ہی اور یہ بڑی خطا ہی اور فاکہانی کی بعد جو بعض آدمی انکار مین اوسکی تابع ہوی وہ خلاف
کی پیروی ہی جو نا جائز ہی اصطلاح شرع مین اسکو اختلاف نہین کہہ سکتی اور اگر کوئی اسکو اختلاف ہی قرار دے
اور کسی ناحیہ کی دس پانچ مولوی ایک جرگہ باندہکر اور اس عمل پاک کا انکار کر کی صورت اختلاف ظاہر
کرین تب بہی کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم سی اسکا تصفیہ صاف ہی ابن ماجہ و دار قطنی وغیرہ محدثین
انس سی مرفوعا روایت کرتی ہین کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا رأیتم اختلافا فعلیکم بالسواد الاعظم
یعنے جب تم علمار امت مین اختلاف دیکہو تو جس بات پر سواد اعظم ہو اوسکی پیروی کرو اور جو لوگ سواد
اعظم کی معنی مین ہیر پہیر کر کی طرح طرح کی باتین پیش کرتی ہین وہ قابل التفات نہین جمہور محدثین کی نزدیک
اسکی معنی وہ ہین جو مولٰنا احمد علی محدث سہارنپوری مرحوم نی اپنی مطبوعہ مشکوۃ مین شرح ملا علی قاری سی
نقل کئی ہین وہ یہ ہین یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر المسلمین یعنی سواد اعظم سی مراد جماعت کثیر
ہوتی ہی یعنی تم پیروی اوسکی کرو جس پر اکثر مسلمان ہون اور اسیطرح مولانا اسحق صاحب کی خلیفہ و شاگرد
رشید نواب قطب الدین خان صاحب نی مشکوۃ کی ترجمہ مظاہر الحق میں اس حدیث کی شرح مین لکہا ہی
جو اعتقاد اور قول و فعل اکثر علما کی ہون اونکی پیروی کرو باقی رہی یہ بات کہ مراد اکثر علما سی کس فریق کی
علما ہین اسکو علم اصول کی کتاب توضیح مین واضح کر دیا کہ وہ اہل السنۃ والجماعۃ سی ہونی چاہئین عبارت
یہہ ہی والسواد الاعظم عامۃ المسلمین ممن ہو امۃ مطلقۃ والمراد بالامۃ المطلقۃ اہل السنۃ والجماعۃ اور یہہ بہی
علم اصول مین معلوم ہو چکا ہی کہ جس عمل پر مدت دراز سے اتفاق علمار محققین کا ہو وے وہ شرع مین حجت
اور دلیل حقیت ہے مسلم الثبوت کی آخر تتمہ مین ہے ان اتفاق العلمار المحققین علی مر الاعصار حجۃ کالاجماع
اور شارح بحر العلوم نی اس مقام پر تحت قولہ المحققین یہہ لکہا کہ وان لم یکونوا غیر مجتہدین مطلب یہ نکل آیا
کہ اتفاق علمار اہل تحقیق کسی امر پر جو مدت دراز سی چلا آتا ہووے اگر وہ علمار مجتہد بہی نہون تب

بہی حجت ہی مثل اجماع اب یکہنا چاہی کہ علماء مجوزین مولد شریف مثل ابوشامہ وابن حجر وابن جزری
وسیوطی وعلی قاری وغیرہم جنکی نام نامی لمعہ تاسعہ مین درج ہونگی سب اہل سنت وجماعت مین سی ہین کسی معاذ اللہ
انکو اہل بدع مین شمار نہین کیا اور یہ لوگ محققین بہی ہین ہنا علیہ عمل مولد شریف پران سب کا اتفاق حجت
مثل اجماع والحمد للہ علی ذلک لمعہ ثانیہ مین یہ بیان کہ خاندان عزیزیہ کی مشایخ
شامل محفل مولد شریف ہوتی اور جناب مرشدی ومولائی حضرت حاجی امداد اللہ صاحب
عم فیوضہم بہی شریک محفل ہوتی ہین بیان مولنا شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
کہ آپ نی علی محمد خان صاحب رئیس مراد آباد کی نام جو خط رقم فرمایا ہی عبارت اوسکی ملخصا یہ ہی در تمام سال
دو مجلس در خانہ فقیر منعقد می شود اول کہ مردم روز عاشورا یا یکدو روز پیش ازین قریب چہار صد یا پانصد
کس بلکہ قریب ہزار کس یا زیادہ ازان فراہم می آیند و درود میخوانند بعد ازان کہ فقیر می آید می نشیند
ذکر فضایل حسنین کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان می آید وانچہ در احادیث اخبار شہادت این بزرگان
وارد شدہ نیز بیان کردہ می شود وبعد ازان ختم قرآن و پنج آیت خواندہ بر ما حضر فاتحہ نمودہ می آید پس اگر
این چیزہا نزد فقیر جایز نمی بود اقدام ہر این صلا نمی کرد باقی ماند مجلس مولود شریف پس حالش اینست کہ بتاریخ
دوازدہم شہر ربیع الاول ہمین کہ مردم موافق معمول سابق فراہم شدند و در خواندن درود شریف مشغول
گشتند و فقیر می آید اول بعضی از احادیث و فضایل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذکور می شود و بعد ازان ذکر
ولادت باسعادت وبعضی از حال رضاع وحلیہ شریف وبعضی از آثار کہ درین آوان بظہور آمد بعرض بیان
می آید پس بر ما حضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آن بحاضرین مجلس می شود یہ شاہ عبد العزیز صاحب
وہ ہین کہ شہرہ انکا زبان زد جمیع صغار و کبار ہی اور زمرہ منکرین کی نزدیک بہی سلسلہ سند حدیث ان تک
پہنچ جانا کمال درجہ مایہ افتخار ہے سو جسطرح ہم انکی تحریرات سی ثبوت وجود بدعت حسنہ ثابت کرچکی ہین اور
صدقات مروجہ اموات مین بہی انکی سندی چکی اب اونہین کی کلام سی بدعت حسنہ کی اس فرد خاص ذی اختصاص
مروجہ فیما بین اہل اخلاص یعنی محفل مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سند گذاردی اور بتبعاً فاتحہ بر طعام کی بہی
اسمین تائید ہوگئی اب بیان حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا سنیئے یہ جناب شاہ عبد العزیز

موصوف الصدر کی باپ اور استاد اور پیر تھی آپ نی اپنا حال کتاب فیوض الحرمین مین لکھاہی عبارت یہ ہی

کنت قبل ذلک بمکۃ المعظمۃ فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم ولادتہ والناس یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ویذکرون ارہاصاتہ التی ظہرت فی ولادتہ ومشاہدہ قبل بعثتہ فرایت انوارا سطعت دفعۃ واحدۃ لا اقول انی

ادرکتہا ببصر الجسد ولا اقول ادرکتہا ببصر الروح فقط واللہ اعلم کیف کان الامر بین ہذا وذلک فتاملت تلک

الانوار فوجدتہا من قبل الملئکۃ الموکلین بامثال ہذہ المشاہد بامثال ہذہ المجالس ورایت یخالط انوار الملئکۃ

انوار الرحمۃ انتہی بلفظہ یعنی شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتی ہین کہ مین اس سی پہلی مکہ معظمہ مین تہا مولد النبی

صلی اللہ علیہ وسلم مین بروز ولادت یعنی بارہوین تاریخ ربیع الاول کی اور آدمی درود پڑہتی تہی نبی صلی اللہ

علیہ والہ وسلم پر اور ذکر کرتی تہی وہ کرامتین جو وقت ولادت شریف ظاہر ہوئین اور وہ حالتین جو قبل نبوت

وقوع مین آئین تب مینی دیکہا کہ یکایک بلند ہوگئی انوار غیبی مین نہین کہہ سکتا کہ مینی یہ واقعہ ظاہری آنکہ سے

دیکہا یا باطنی اور بصیرت روحی سی اللہ تعالی ہی خوب جانتا ہی کہ وہ کیا عالم تہا درمیان ظاہر و باطن کی

غرض مینی تامل کر کی غور سی اون انوار کو دیکہا تو وہ اون فرشتون کی انوار تہی جنکو حق تعالی نی معین

کر رکہا ہی اس بات پر کہ ایسی ایسی مقامات مین اور ایسی ایسی مجلسون مین حاضر ہوا کرو اور یہہ بہی مینی دیکہا کہ انوار

ملئکہ کی ساتہہ انوار رحمت کا خلط ملط ہو رہا تہا یعنی ایک تو ملائکہ خود اجسام نوری ہوتی ہین دوسری انوار

رحمت حاضرین مجلس کے لئی نازل ہوئی یہ دونو انوار ملکر مجالس نور علی نور ہو رہی تہی جسکو تعبیر کیا ہی اس

عبارت سی فرایت انوارا سطعت دفعۃ دیکہئے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ایسی مجالس ذکر ولادت شریف

مین ورود ملائکہ اور نزول رحمت اپنی مشاہدہ سی ثابت کر رہی ہین اب حال انکی والد بزرگوار کا جو نیز بیعت

طریقت مین بہی انکی رہنما تہی یعنی **حضرت شاہ عبد الرحیم** رحمۃ اللہ علیہ کا حال سنئی حضرت شاہ ولی اللہ

رحمۃ اللہ علیہ نی جو چالیس حدیثین عالم رویا کی نقل فرما کر اوسکا نام الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین کیا ہی

اوسکی بائیسوین حدیث مین نقل کیا ہی اخبرنی سیدی الوالد قال کنت اصنع فی ایام المولد طعاما صلۃ

بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یفتح لی سنۃ من السنین شئی اصنع بہ طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمتہ

بین الناس فرایتہ صلی اللہ علیہ وسلم وبین یدیہ ہذہ الحمص متبہجا بشاشا فرماتی ہین شاہ ولی اللہ کہ

مجھکو میری سردار یعنی میری باپ نی خبر دی کہ مین ایام مولد شریف مین کہانا کیا کرتا تہا تاکہ مجھکو اتصال
ہو اوسکی سبب ساتہہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سال مجھکو کچہہ ہاتہ نہ آیا جس سے کہانا پکواتا صرف چنے
بھنے ہوی موجود تہی وہی لوگون مین بانٹ دیے پہر مینی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کی آگی
وہ چنے رکہے ہوی ہین اور آپ ایسے خوش ہین کہ چہرہ پر بشاشت ظاہر ہی اب شاہ ولی اللہ صاحب
پیران پیر کا حال جو چہہ طبقہ اوپر اونکی اشیاخ طریقت اور مشایخ حدیث مین ہین یعنی **مولنا**
جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جیسا کہ شروع کتاب لمعہ رابعہ مین رسالہ انتباہ سے
سلسلہ نقل کیا گیا ہے سینی وہ فرماتی ہین حسن المقصد فی عمل المولد مین یستحب لنا اظہار الشکر لمولدہ علیہ
السلام بالاجتماع والاطعام وغیر ذلک من وجوہ القربات المسرات یعنی مستحب ہے ہمکو ظاہر کرنا شکر میلاد
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتہہ جمع ہونی اہل اسلام اور کہانا کہلانیکی اور اسکی سوا امور مستحسنہ اور خوشحالیون
ساتہہ یہ عبارت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر روح البیان اور سیرت شامی وغیرہ کتب معتبرہ
مین ہی سند انقل کی ہی اب حال سنی شیخ القراء والمحدثین حضرت شیخ الاسلام **شمس الدین**
ابو الخیر ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کا جو حضرت شاہ ولی اللہ کی نوین طبقہ اوپر مشایخ
حدیث و مشایخ طریقت مین منسلک ہین کتاب عرف التعریف بالمولد الشریف مین فرماتی ہین فما حال
المسلم الموحد من امتہ علیہ السلام یُسَرّ بمولدہ ویبذل ما تصل الیہ قدرتہ فی محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمری انما یکون
جزاءہ من اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ العمیم جنات النعیم یعنی کیا حال پوچہتی ہو اوس مسلمان موحد کا جو
ہے آپ کا خوش ہوتا ہی آپ کی مولد سی اور جہان تک پہنچتا ہی اوسکا دسترس خرچ کرتا ہی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مین قسم ہے مجھکو کہ اوسکی جزا خدای کریم کی طرف سی اور کچہہ نہین سوا اسکی
کہ اپنی فضل عام سی اوسکو جنات نعیم مین داخل فرماوی اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مورد
الروی فی مولد النبی مین ایک نقل حضرت ابو الخیر شمس الدین ابن الجزری کی تحریر کی ہی جسکا خلاصہ
یہہ ہی قال ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ ولقد حضرت فی سنۃ خمس وثمانین وسبعمائۃ لیلۃ المولد عند الملک
الظاہر برقوق رحمۃ اللہ بقلعۃ الجبل فرایت ما سرنی وحزرت ما انفق فی تلک اللیلۃ علی القراء والحاضرین

من الوعاظ والمنشدين وغيرهم بنحو عشرة آلاف مثقال من الذهب ما بين خلع ومطعوم ومشروب ومشموم و
شموع وغيرها وعددت ذلك خمساً وعشرين حلقة من القراء الصيتين یعنی فرمایا ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ
نے کہ مین حاضر ہوا واقعہ تاریخ سنہ سات سو پچاسی رات کی وقت مولد شریف مین بادشاہ مصر ملک
ظاہر برقوق رحمۃ اللہ علیہ کی پاس پہاڑ کی قلعہ پر جو سلاطین مصر کا تختگاہ تہا مینی وہ باتین دیکہین جنہون نے
مجھکو خوش کیا مین اندازہ کرتا ہون کہ اوس رات جمیع قاریون اور واعظون اور شعر خوانون وغیرہم حاضرین
پر دس ہزار مثقال طلا خرچ کیا ہوگا خلعت دینی اور کہلانی پلانی مین اور خوشبوئیون اور روغنی وغیرہ
مین اور مینی شمار کئی تو مجلس مین پچیس حلقی لڑکون نو آموز قاریونکی تہی تمام ہوا ملخصاً جو مورد الروی
مین ہی اور اسیطرح بعینہ یہہ حال ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کا نور الدین ابو سعید نورانی رحمۃ اللہ علیہ نی اپنے
مولد فارسی زبان مین نقل کیا ہی **تتصرہ** اسوقت عمل مولد شریف مین دو فریق ہین ایک وہ ہین
جو کراہت و حرمت ثابت کرتی ہین اول پیشوا اونکا تاج الدین فاکہانی مغربی ہی جسکا قول رسالہ مورد
فی الکلام علی المولد مین یہ ہی ہو بدعۃ احدثہا البطالون وشہوۃ نفس اعتنی بہا الاکالون اور اسکی چند
سطر بعد لکہا لم یاذن فیہ الشرع ولا فعلہ الصحابۃ ولا التابعون پہر اسکی دو تین سطر بعد لکہا وحینئذ یکون
الکلام فیہ فی فصلین احدہما ان یعملہ رجل من عین مالہ لاہلہ واصحابہ وعیالہ لایجاوز فی ذلک الاجتماع علی
اکل الطعام ولا یقترفون شیئاً من الآثام وہذا الذی وصفناہ بانہ بدعۃ مکروہۃ وشناعۃ والثانی ان یدخلہ
الجنایۃ وہذا الاختلاف فی تحریمہ اثنان انتہی ملخصاً یعنی یہ عمل مولد جاری کیا ہی بطّال آدمیون نے یہ شہوت
نفس کی بات ہی اہتمام کیا اسکا بڑی کہاؤ آدمیون نے نہین اجازت دی اسکی شرع نی اور نہ صحابہ و
تابعین نی اسمین کلام یہ کہ اسکی دو طریقی ہین ایک یہہ کہ آدمی اپنی مال سی کری اور اپنی بال بچون اور
دوستون اور کنبی کی آدمیونکو کہلاوی اور کچہہ بھی نکری سوا اسکی کہ سبکو جمع کرکی کہانا کہلاوی اور وہ لوگ
کوئی گناہ کی بات نکرین تو یہ طریق وہ ہی جسکو ہمنی بیان کیا ہی کہ بدعت مکروہ ہے اور برا فعل ہی اور
دوسرا طریق مولد کا یہ ہی کہ اوسمین گناہ کی باتین داخل ہون وہ تو ایسا حرام ہے کہ ہرگز اوسمین دو آدمی
اختلاف نہین کرسکتی کہ ایک ہی اوسمین اوسکو درست کہدی اور دوسرا فریق وہ ہے

جو کہتی ہین کہ صحابہ و تابعین سے کسی عمل کا منقول نہونا موجب حرمت و شناعت نہین ہوتا اگر عمل مولد امور
مباحہ و مستحسنہ پر شامل ہوگا تو عروض ہیئت جدیدہ اور اجتماع امور مباحۃ الاصل سی ہرگز حرمت یا کراہت
لاحق نہین ہوسکتی پس یہ عمل مباح و مستحسن ہے یہ مذہب ہے سواد اعظم و جم غفیر و جماہیر محققین و صالحین امت محمدیہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا سلفا و خلفا یہان تک کہ وہ مشایخ کرام جنکو ہماری وقت کی منکرین بہی محقق اور متورع اور اپنا
پیشوا سمجہتی ہین وہ بہی اسیطرف ہین چنانچہ انہی اونکی افعال و اقوال شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر حضرت
امام القراء والمحدثین ابن جزری قدس سرہ تک نقل کی گئی ای ہماری دیس کے رہنی والی مسلمان
بہائیو تم غفلت مین بغیر سمجہی بوجہی کدہر چلی گئی جمہور اہل السنۃ والجماعۃ سی منہ موڑا اپنی خاندان عزیزیہ کی
پیشواؤن کو چہوڑا اور اتباع کیا تو کسکا تاج الدین فاکہانی مغربی کا العجب العجب امام المحدثین ابن جزری اہتمام
واحتشام مولد شریف کو پسند فرمائین علامہ سیوطی مجدد مائۃ تاسع اوسکی استحباب کا حکم لگائین شاہ عبد الرحیم سال
بسال بلاناغہ مولد شریف مین کہانا تیار کرکی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہشاش بشاش پائین اور
ہماری ہم عصر منکرین قول فاکہانی اپنا دستور العمل بناکر ان سب مشایخ کبار کی افعال و اقوال کو بقول
فاکہانی شہوت نفس و بدعت و کراہت و شناعت اور شاہ عبد الرحیم کی ہر سال کہانا تیار کرنیکو احد شہا
البطالون والاکالون مین شامل ٹہرائین معاذ اللہ ای بہائیو آؤ اب بہی خواب غفلت سی بیدار ہوجاؤ اور ہماری
ساتہہ ہوکر جمہور علماء و صلحاء امت اور اپنی خاندان عزیزیہ کی مقبولین فی کرامت کو اس مغربی کی تقبیح و تشنیع
سی بچاؤ اور اگر کوئی یہ وسوسہ لائی کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بعد بعض علماء خلف نی حضرت مو
کا خلاف کیا ہی سو معلوم رہی کہ یہ بالکل خلاف ہی کیونکہ اونکی شاگرد جانشین امیر خاص نواسہ مشہور آفاق جناب مولانا
محمد اسحق صاحب مرحوم کتاب مایۃ مسایل کی جواب سوال پانزدہم مین لکہتی ہین و قیاس عرس بر مولد شریف

غیر صحیح ست زیرا کہ در مولود ذکر ولادت خیر البشر است کہ آن موجب فرحت و سرور ست و در شرع اجتماع برای
فرحت و سرور کہ خالی از منکرات و بدعات باشد آمدہ و برای اجتماع حزن خبری ثابت نشدہ و فی الوق
ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و در دیگر امر نیست پس دیگر امر برین قیاس صحیح نخواہد شد و ہمچنین در مولود ہم اختلا
زیرا کہ در قرون ثلثہ کہ مشہود لہم بالخیر است این امر معمول نبود بعد قرون ثلثہ این امر حادث شدہ بنا برین علما

در جواز و عدم جواز آن مختلف شده اند چنانچہ بہ تفصیل و بسط در کتاب سیرت شامی مذکور است من شاء فلینظر فیہ
اس عبارت مین چند امور مطلب مخالفین کے مخالف موجود ہین **اول** یہ کہ ہماری عصر کی منکرین دعوی کرتی ہین
کہ عمل مولد شریف بالاتفاق ضلالت ہی یہ کہنا انکار د ہو گیا ماتہ مسائل ر کی اس آخر تحریر سے کہ علما در جواز و عدم
جواز آن مختلف شدہ اند اس عبارت سی صاف ظاہر ہی کہ اگر کسینی منع کیا ہی تو دوسری علما جواز پر بہی
گئی ہین پس مولنا اسحق صاحب جو تیرہوین صدی مین تہی اونکی تحریر تک ہی منع پر اتفاق نہوا تہا بنا بر علیہ
دعوی اتفاق منع باطل ہا **ثانی** یہ کہ سیرت شامی کا حوالہ دیکر ظاہر کر دیا کہ اس اختلاف علما مین مذہب
صحیح عمل مولد شریف کا استحباب ہے اسواسطے کہ شامی نی کثرت سی علمای مجوزین مولد شریف کی اقوال نقل کرکے
جواز و استحباب ثابت کیا ہی اور اقوال منکرین کو مرجوح و مغلوب غیر معتمد علیہ رکھا ہی اور انہی شیخ سیوطی
رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول نقل کیا جو ہم اوپر نقل کر چکی ہین فیستحب لنا اظہار الشکر لمولدہ الخ اور نیز نقل کیا ہے
فی قول امام القراء ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کا استحسان مولد مین اور یہ دونون محدث بواسطہ شاہ ولی اللہ
صاحب مولنا اسحق صاحب کی مشایخ حدیث مین ہین پس حوالہ دینا مولنا اسحق صاحب کا عبارت کتاب شامی پر گویا
تصریحا یہ بیان فرمانا ہی کہ ہماری مشایخ اور اساتذہ کی نزدیک یہ محفل مبارک مستحسن ہے **ثالث** یہ کہ
جو عمل قرون ثلثہ مین نہ پایا گیا ہو لیکن اوسکی اصل شرع مین موجود ہو تو وہ عمل باتفاق فریقین صحیح و درست
ہوتا ہی پس مولنا اسحق صاحب نی اس عمل کی اصل بیان فرما دی کہ در مولود ذکر ولادت خیر البشر ست و آن
موجب فرحت و سرور است و در شرع اجتماع برای فرحت سرور کہ خالی از منکرات و بدعت باشد آمدہ اس
عبارت سی صاف واضح ہو گیا کہ یہ اجتماع عمل مولد مین اسباب سرور کی ساتھ بشرطیکہ منہیات شرعیہ سے
خالی ہو از روی شرع شریف جائز ہی اور یہی ہمارا دعوی ہے اور مولنا اسحق صاحب محفل مولد شریف مین
برابر شریک ہوتی تہی چنانچہ مولوی نور الحسن صاحب کی مجموعہ رسایل عشرہ مطبوعہ مطبع انصاری دہلی کی صفحہ ۴ سطر ۱۵
مین یہ مضمون موجود ہی اور راقم نی بذات خود جناب مولنا فضل الرحمن صاحب صوفی صافی فقیہ و محدث کافی
ساکن گنج مراد آباد ملک اودہ سی جو شاگرد رشید مولنا محمد اسحق صاحب مرحوم کی ہین بذریعہ خط دریافت کیا تو
آپنے بہ سبیل ڈاک یہ جواب تحریر فرمایا (ما ہمراہ حضرت مولنا محمد اسحق رفتہ ایم در میلاد آنحضرت) علاوہ

اسکی جناب مولانا مشہور زمن ماہر ہر فن جناب مولنا فیض الحسن صاحب مرحوم سہارنپوری شفاء الصدور مطبوعہ لاہور

مورخہ پانزدہم دسمبر ۱۸۸۵ء کی صفحہ ۱ مین تحریر فرماتی ہین و من جاء مجلس المیلاد فلہ ان یقوم ان قام و الا

فلام ہذا القول المولوی احمد علی المحدث المرحوم تبعا لاستاذہ مولنا محمد اسحق المغفور یعنی جو کوئی آوی مجلس مولود

شریف مین اوسکو چاہیے کہ کہڑا ہووے جب سب کہڑی ہووین اور اگر نہ کہڑی ہون اہل مجلس تو وہ بہی کہڑا ہووے

ایسا ہی کہتی ہتی مولوی احمد علی صاحب محدث مرحوم سہارنپوری تابع ہوکر اپنی اوستاد مولنا محمد اسحق صاحب مغفور

کی انتہی یہان ان دو محدثون یعنی مولنا فضل الرحمن صاحب و مولنا احمد علی صاحب سے جو کہ شاگرد مین مولنا

محمد اسحق صاحب مرحوم کی شامل ہونا اونکا محفل میلاد مین اور مستحسن سمجہنا ثابت ہوگیا پس مخالف نہ ٹہری یہ حضرت

اپنی نانا اور اوستاد شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اب بیان کرین ہم شاہ عبد العزیز صاحب کی دوسری

شاگرد رشید کا یعنی حقایق و معارف دستگاہ جناب مولنا شاہ سلامت اللہ صاحب مرحوم کا۔ آپ

مولد شریف دایم کرتی ہتی اور اثبات میلاد مین دلایل قاطعہ قایم کرتی ہتی نظماً و نثراً اس محفل قدس کی ترغیب

دلاتی اشعار دلکش اس باب مین ارشاد فرماتی از انجملہ دو شعر جو اونکی رسالہ موسومہ خدا کی رحمت مین ہین رقم کرتا

پیدا ہوا جبدن سی محمد سبحانی ہی — پہر شادی میلاد رسول عربی ہی
تعظیم کہڑی ہوکی بجا لاؤ ادب سی — اس کام کا انکار بڑی بی ادبی ہی

اب بیان ہی حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خلیفہ طریقت جناب سید احمد صاحب

کا جو مرشد اور رہنما ہتی مولوی اسمعیل صاحب دہلوی کی اونکی حالات مین اونکی مرید خاص مولوی سید محمد علی

کی ایک کتاب مسمی بہ مخزن احمدی بزبان فارسی لکہی ہی جسکو نواب محمد علیخان صاحب والی ٹونک نی مطبع

مفید عام اگرہ مین واقعہ ۱۲۹۹ھ بارہ سو ننانوین ہجری مین طبع کرائی ہی اوسمین سید احمد صاحب کا سفر عرب جس مقام پر لکہا

ہے یون رقم کیا ہے صفحہ ۸۰ مقدار مدت ہمچو فصل بہار در گلزار کلکتہ الواب ہدایت مفتوح داشتہ بعزم

سفر یازدہ جہاز بطریق کرایہ مقرر فرمودہ دوازدہ ہزار روپیہ اول آن مقرر کردہ و مراکب را برای اہل قافلہ

فرمودہ و بر ہر مرکب شخصی را امیر ساختہ و برای زاد راہ این سفر وسیلۃ الظفر بقیمت دوازدہ ہزار روپیہ

غلجات از قسم گندم و برنج وغیرہ خرید فرمودہ بر ہر جہاز تقسیم نمودہ فرستادند جہاز موسوم بدریا بقی کہ ناخدای

سید عبد الرحمن حضرموتی بود و معلم آن داؤد ساکن بندر سورت برای سکن خود مقرر ساختند و با اناث و
ذکور ذوی القربی خویش که با اطفال و جواری قریب بچهل کس میرسند بر جهاز مذکور جا گرفتند و باقی اہل قافله بر مراکب
خودها نیز بنشستند و بمدت دو شبانه روز مراکب را در گنگا ساگر جریان نموده روز سوم مقدار یکپاس روز
بر آمده در بحر ذخار در معبری که مشہور بنگیلا کاجهی است داخل گردیدند اسکی بعد جهازون کا کلی کوٹ اور ملیبار جانا بعد ان
سنگلدیپ پهر وہان سی لنکا جسکو عرب قلعة العفاریت کہتی ہین پہنچنا لکہا وہ مقام ہولناک تہا اوسکا بیان ان
الفاظ سی لکہاہی صفحہ ۸۵ مین و بر ہر کس از شما امروز وقت شب یاد الہی و تسبیح و تہلیل تا متناہی و استغفار از جمیع
جرائم و مناہی واجب و متحتم است چون شب در آمد آن حضرت بعد از نماز عشا این حزب البحر مذکور امشب سہ بار
خواندند و میفرمودند که عفاریت و شیاطین اگر زہرہ تقابل این گروہ قلیل میداشتند اینک گوی و اینک میدان و
دران شب تاریک آنحضرت اکثر بیدار می بودند و مانند پاسبانان دور و سیرگاہ بالا دگاہ زیر مرة بعد اخری
و کرة بعد اولی در تمام جهاز میفرمودند تا آنکہ شب بپایان رسید و صبح صادق بدمید و جهاز از مکان خوف و ہولناک بخیر
تمام بدر آمد و ہرگاہیکہ روز روشن شد ناخدای چند طبق حلوای از حجرہ خویش بیرون آورد و مجلس مولد شریف
منعقد کردہ بعد از اختتام قصاید مولودیہ شیرینی تقسیم نمود انتہی بلفظہ دیکہئی اس بیان سی صاف واضح ہوا کہ
مولد شریف بڑی برکت کی چیز ہے جو ایسی مواقع خطرناک مین کہ خود جناب سید احمد صاحب کو بہی رات بہر تردد رہا
بہا پڑہا گیا اور خاص اوس جہاز مین کہ جسمین خاص سید احمد صاحب اور اونکا کنبا اور متعلقین خاص تہی غیر کا
اوسمین دخل بہی نہ تہا یہ محفل فیض منزل منعقد ہوئی اور یہہ امر جو اوپر مذکور ہوا کہ سید صاحب کی چالیس آدمی ایک جہاز
مین سوار تہی اوسکی وجہ یہہ تہی کہ وہ جہاز دخانی مروجہ حال کی طرح کلان نہ تہی بلکہ وہ مرکب ہوائی چہوٹی
تہی الحاصل خاص سید صاحب کی جہاز مین مولد شریف و قصاید کا پڑہا جانا اور شیرینی کا تقسیم ہونا ثابت ہو گیا
و کفی بہ حجۃ اب باقی رہی سید صاحب کی مرید خاص **مولوی اسمعیل صاحب** دہلوی سو ہمکو اونکا شامل
ہونا محفل مولد شریف مین نہین پہنچا البتہ ایک تقریر اونکی ایسی پہنچی ہے کہ ضمنا مولد شریف کا اثبات اونکی منہ
سی صاف ثابت ہی وہ یہہ ہی جناب مولنا رشید الدینخان صاحب مرحوم دہلوی نی چودہ سوال مولوی
اسمعیل صاحب سے کیے تہی اونمین تیرہوین سوال کا جواب جو رقم فرمایا ہی اوسکی عبارت بعینہا جسطرح شائق

امانت ہی لکھی جاتی ہی **سیزدہم آنکہ** اعراب قرآن بدعت است یا نہ و اگر ہست حسنہ است یا سیئہ و این جمع
بحکم قرآن بود یا بکدام حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا بحکم ہر دو نبود پس بدعت ست یا نہ و ہمچنین ہر حکمی کہ از نص
قرآن شریف یا ظاہر احادیث متین نبود بدعت ست یا نہ **جواب از سیزدہم آنکہ** اعراب قرآن بدعت حسنہ
کہ صحت قرأت عجمیان بل عربیان جاہل بران موقوف ست لیکن جمع قرآن ظاہرا نہ بحکم کدام آیت قرآنی ست و نہ
بحکم کدام حدیث نبوی پس بدعت باشد لیکن بدعت حسنہ چراکہ مقصود ازان ضبط و حفظ قرآن ست از ضیاع و غلط
و در حسن بودن بعضی بدعات شبہ نیست و ثبات آن از اکثر احادیث میتوان نمود مثل حدیث من سن سنۃ
حسنۃ فلہ اجرہا و اجر من عملہا و تقیید بدعت مردودہ بہ بدعت ضلالۃ چنانکہ در حدیث ست من ابتدع بدعۃ
ضلالۃ لا یرضاہا اللہ و رسولہ الحدیث و حدیث من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد چرا ازان مردود کون
بدعتی ثابت میشود کہ تعلقی بدین نداشتہ باشد پس بدعتی کہ اصل آن از شرع ثابت باشد مثل اخذ التسبیح و
تراویح حسنہ باشد پس حکمی از نص صریح قرآن و حدیث ثابت نباشد ہر دو قسم ست یکی بدلیل شرعی دیگر مثل
اجماع و قیاس ثابت شود یا اصلی شرعی داشتہ باشد آن خود ہرگز بدعت سیئہ نیست بلکہ چون بدلیل شرعی در بحکم
آیۂ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم قواعد استنباط و غیرہ آن در دین داخل ست در سنت یا بدعت حسنہ کہ در معنی سنت است
داخل باشد بلکہ بعمل آوردن بعضی بدعات حسنہ فرض کفایہ چنانکہ در کتب بسیار مصرح ست منجملہ آن فتح المبین شرح
اربعین امام نووی ست از شیخ ابن الحجر الہیتمی کہ در وی در شرح حدیث خامس گفتہ قال الشافعی رضی اللہ تعالیٰ
ما احدث و خالف کتاباً او سنۃ او اجماعاً او اثراً فہو البدعۃ الضلالۃ و ما احدث من الخیر ولم یخالف شیئاً من
ذلک فہو البدعۃ المحمودۃ والحاصل ان البدع الحسنۃ متفق علی ندبہا وہی ما وافق شیئاً مما مر ولم یلزم من فعلہ
محذور شرعی و منہا ما ہو فرض کفایۃ کتصنیف العلوم و نحوہا مما مر قال الامام ابو شامۃ شیخ المصنف رحمۃ اللہ علیہ
و من احسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم من الصدقات
و المعروف و اظہار الزینۃ و السرور فان ذلک مع ما فیہ من الاحسان الی الفقراء
مشعر بمحبتہ صلی اللہ علیہ وسلم و تعظیمہ و جلالہ فی قلب فاعل ذلک و شکر اللہ تعالیٰ علی ما من بہ
من ایجاد رسولہ الذی ارسلہ للعالمین رحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی بجرد فہ دیکھی مولوی اسمعیل صاحب

اسمقام پر ذکر بدعت حسنہ ہین وہ عبارات ابوشامہ محدث کی لائی جسمین صاف تصریح استحسان محفل مولد شریف کی ہی اور سوا انکی اور اکابر
علماء دہلی مثل مولنا محمد کریم اللہ صاحب مرحوم جامع علوم عقلیہ و نقلیہ و استادنا و مولینا و مولی العالمین مفتی محمد صدرالدین خان
صاحب صدر العلماء و افضل الفضلاء اور جناب مولنا احمد سعید صاحب دہلوی عارف و محدث و فقیہ استحباب محفل مولد شریف کی قائل تہی انکی
فتاوی مہری راقم الحروف کی پاس موجود ہین اور جناب مولنا شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی زبدہ متورعان روزگار عمدۂ محدثین
کبار جن سی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نی بہی کچہہ پڑہا ہے بزم میلاد شریف کے معتقد تہے
قیام کرتی تہی اور ایک عبارت مختصر آپکی رسالہ شفاء السایل مین جو ایام اقامت ہندوستان مین تصنیف فرمایا تہا موجود ہے
وہ یہ ہی حق آنست کہ نفس ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و سرور و فاتحہ نمودن بنیت ایصال ثواب بروح پر فتوح
سید الثقلین از کمال سعادات انسان است چنانچہ شیخ ابن حجر مکی و شیخ عبدالحق دہلوی و غیرہما تصریح نمودہ اند آری چیزہای دیگر اگر
منضم شوند که خلاف شرع هستند پس البته ممنوع خواهد بود مثل مراثی و سرود خوانی الی آخره دیکہی اس مختصر مین آپ یہ سب کچہہ فرما گئے
یعنے جب کوئی شخص ممنوع باتین خلاف شرع مثل مرثیہ و سرود خوانی کرنی لگیگا اوسکو منع کیا جائیگا اور اگر یہہ نہین تو فاتحہ آپکا یعنے
طعام یا شیرینی ایصال ثواب کیواسطے مسلمانونکو دینا اور کہلانا اور آپکی ولادت شریف کا سرور کرنا انسانکی کمال سعادت ہے جب سرور کرنا
کمال سعادت ہوا تو جمیع سامان سرور مثل اجتماع احباب و اخوان و استعمال خوشبو و تقسیم شیرینی و اطعام طعام اور ذکر ولادت کے وقت غلبۂ محبت
و جوش فرحت سرور مین کہڑا ہوجانا اظہار اللفرحۃ و السرور بمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور درود و سلام پڑہنا سرور کرنیمین داخل اور
موجب سعادت انسانی ٹہرا اور شاہ صاحب موصوف اسبارہ مین علماء ربانی کا حوالہ دیتی ہین یاد نہین ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی خود صراحۃ
عمل مولد کو مع سامان سرور و تعیین یوم ما ثبت من السنۃ وغیرہ تصنیفات مین درست مان ہی ہین اور شیخ ابن حجر مکی وہ بہی مولد مذکور
و قیام مروجہ کو اپنی تصنیف مولد کبیر وغیرہ مین صراحۃ لکہہ ہی ہین پس شاہ صاحب نی ان دونو بزرگوارونکا نام عبارت مذکورہ بالا مین لکہکر
ہر مرد عاقل کے لئی کامل اشارہ فرمادیا کہ جسطرح علماء مجوزین کا فریق اس عمل کو مستحسن مانرہا ہے مین بہی مانتا ہون اور فی الواقع آپ
اسیطرح صراحۃ زبانی ارشاد فرمایا کرتی تہی اور یہہ ہی آپکا خود دستور العمل تہا جسکو شک ہو آپکی مقبول تلمیذ اور شاگرد عزیز جناب
مولنا محمد عبدالحق صاحب سے جو بالفعل حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و دیگر بلاد اسلامیہ مین دور دور تک معروف و مشہور ہین
دریافت کری افسوس ہے کہ وہ حضرات کاملین مسبوق الذکر ایسے جو دنیا سے انتقال فرما گئے لیکن ہم آنکی انتقال و وفات پر صبر کرکی پہر
ہی اوس منعم حقیقی کا شکر بجالاتی ہین کہ اب بہی حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا مین ہماری ہندوستان کے
دو رکن رکین جانکی دین محمدی کی شرح متین قبلۂ ارباب یقین موجود ہین یعنی استادی و ملجائی و ملاذی شیخ العلما حضرت

مولانا رحمۃ اللہ صاحب عمت فیوضہم و مرشدی مولائی و ثقتی و رجائی الحاج الحافظ المہاجر مولانا امداد اللہ
نفعنا اللہ بانوارہ و اسرارہ یہ دونون حضرات بابرکات اس محفل اقدس کو موجب خیر و برکت فرماتی ہین
جو کوئی صاحب محفل آپکو بلائی برغبت اوسکی گھر تشریف لیجاتی ہین غرض کہ مسلک انکا مشرب صدق و
سداد ہی قیام کی بابت یہ ارشاد ہی کہ نہ اسمین یا فراط و غلو چاہیی کہ اسکو فرض و واجب کہا جائی نہ اسقدر
تفریط کہ حرام اور بدعت ضلالت ٹھرایا جای صراط مستقیم اور طریقہ ہین ہین یہ کہ موافق فتوای علماء حرمین
شریفین زادہما اللہ شرفا و مطابق تحقیق علماء روم و شام و یمن اسکو مستحب و مستحسن تسلیم کیا جای اور یہی
اس راقم سطور کا مشرب ہے ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین واضح ہو کہ اگرچہ
ثبوت محفل میلاد شریف راقم نی سلف سی خلف تک کامل طور سی ثابت کر دیا لیکن چونکہ بعض شبہات
مانعین ادہر اودہر قلوب مومنین مین وسوسہ اندازی کر رہی ہین بنا علیہ اب اون وساوس و اعتراضات
کا جواب قلمبند کرتا ہون و اللہ ولی التوفیق لمعہ ثالثہ اعتراض کرتی ہین کہ یہہ لوگ ہر سال محفل کرتی ہین
یہ مشابہت کرتی ہین کنہیا کی جنم کی اور نیز اسمین تشبہ ہی نصاری کی بڑی دن کا نعوذ باللہ من ہذا القول
والاعتقاد جواب اوسکا یہ ہی کہ اگر فقط ہندوستان مین یہ فعل ہوتا تو یہہ بات کہہ سکتی تہی کہ مسلمانون نی
ہندوون سی یہ بات سیکہلی اونکی مشابہت کا قصد کرتی ہین تم اصل حال سن چکی کہ اول یہہ عمل عراق کی شہر
موصل مین ایجاد ہوا وہ لوگ تو خود کنہیا کو نہین جانتی کہ کس چیز کا نام ہی اور اوسکی جنم کی مشابہت کا قصد کرنا
تو در کنار رہا اگر ہندوستان کی مسلمان جنم کنہیا کی مشابہت کرتی ہین تو بیان کرو کہ روم شام کی مسلمان
اور حرمین شریفین کی علما جو یہ عمل کرتی ہین وہ کسکی جنم کی مشابہت کرتی ہین نعوذ باللہ منہا پس خوب سمجھ لو کہ
ہم اس عمل مین تابع ہین دستور العمل سلاطین روم اور فرمان روایان ملک شام اور ملوک ممالک مغربیہ و اندلس
اور مفتیان عرب کی سلمہم اللہ الی یوم الدین اب سمجھنا چاہیی کہ جسطرح جنم کنہیا کی اسمین مشابہت نہین اسیطرح
نصاری کی مشابہت بہی نہین اسکی کئی وجہ ہین ایک تو یہ کہ اگر خدا نخواستہ مسلمان لوگ نصاری کی
بڑی دن کو اونکی طرحکی افعال کرنی لگتی تو جو شعار اوس قوم کا ہی اوسمین شرکت لازم آتی اور مانند اونکی
ہو جاتی اوسوقت مین البتہ یہ صادق آتا من تشبہ بقوم فہو منہم کیونکہ تشبہ کی معنی ہین مانند ہونا اور یہان یہ

ت تو ہرگز نہین پھر اعتراض کیسا دوسری وجہ یہ کہ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجتماع
ل اسلام اور استعمال عطریات وحلویات وغیرہ ہرگز شرع مین مذموم یعنی بری بات نہین کیونکہ یہ چیزین شعار
ل کفر سی نہین بلکہ اصول شرعیہ سی انکا ثبوت ہی اور پیدا ہونا نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا رحمت ہے کیونکہ آپ
مۃ للعالمین ہین اور رحمت الہی پر فرحت وسرور کرنیکو حق تعالی امر فرماتا ہی قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک
یفرحوا کہنی کہ اہل ایمان سی کہ ساتھ فضل اور رحمت الہی کی فرحت اور سرور کرین اور مسلم کی حدیث مین ہے کہ آپ سے
چھا گیا سبب استحباب پیر کی دن روزہ رکھنی کا جو آپ رکھتی تھی ارشاد فرمایا مین اسدن مین پیدا ہوا ہی مین
ی اوتری پس مولادت شریف کی فرحت اور اوسکا شکر ادا کرنا اہل اسلام نی اصول شرعیہ سی ثابت کیا ہی شعار
فار سی نہین لیا ہی اور تشبہ اوس امر مین مکروہ ہوتا ہی جو مذموم شرعی اور شعار کفار ہو چنانچہ درمختار اور بحرالرائق
یرہ سی عبارتین فرفاتحہ سیوم مین ہم نقل کرچکی اور یہی جواب ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سی بہی ہو سکتا ہے
تشبہ بالنصاری کا اعتراض وہ نہ کیا ہے اور اونکی طرف سے دوسرا جواب یہہ بہی ہی کہ پہلی اہل اسلام مین
اندازی تھی جب اہل اسلام کو کفار سی مقابلے قائم ہوی اور اونکی پاس توپ اور بندوقین تھین اہل اسلام کی
شکر مجاہدین نی غزوات مین یہی آلات تجویز کیے گئی چنانچہ تیراندازی کو فقہا لکھتی ہین فی زماننا استغنی
نہ بالمدافع یعنی اب ہمارے زمانہ مین اوسکی حاجت نرہی بباعث توپون کی اور جسطرح قواعد حرب پلٹن اور
سالہ وغیرہ کی اونکی یہان تھی اسطرف بھی اوسیطرح کرکی مقابلہ کیا گیا اسکو تشبہ نہین کہتی یہ آیت فمن اعتدی
علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم کی تعمیل ہے اس آیہ کریمہ کی ذیل مین صاحب روح البیان لکھتی ہین
ی بعقوبۃ مماثلۃ لجنایۃ اعتدائہ یعنی تم بھی اوسکو ویسا ہی عذاب دو جیسی اونہون نی زیادتی کی ہے
ں جیسا فریق ثانی توپ بندوق سی مسلمانونکو پہونچنے لگی یہ بھی جواب مین اوسیطرح پیش آنی لگی
محال ممالک مغربی وغیرہ مین کہ حدود اقوام نصاری سی ملحق ہین جب وہ لوگ اپنی پیمبر مسیح کی یوم ولادت
ں احتشام وشوکت ظاہر کرکی فخر دکھلاتی تھی اور ضعفاء اہل اسلام وہ ظاہری شوکت دیکھکر افسردہ خاطر
ستہ دل ہوتی تھی تب ملوک مصر واندلس ومغربی نی جو اہل اسلام تھی قوم نصاری سی بہت زیادہ رونق و
جلال کی ساتھ اعلاء کلمۃ الحق اور اظہار شان اسلامی کی لئی اپنی نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی روز میلاد

ماہ ربیع الاول مین تزک و احتشام ظاہر کیا تا کہ شوکت ملت اسلامی اونکی مقابل مین بخوبی ظاہر ہو اور طرح طرح کی
کا پڑہنا شروع کیا تا کہ عمدہ طور پر حضرت کی جاہ و جلال اور جمال و کمال کل عالم پر ہر طرف مشہور و منتشر ہو یہ تشبیہ
در حقیقت یہ پست کرنا ہی مخالفین کا اور فروغ دینا ہی شعائر دین کا چنانچہ کلام حافظ ابو الخیر سخاوی مین تصریح
اس امر کی نقل کیا علی قاری نی اپنی رسالہ مورد الروی مین و اما ملوک الاندلس و المغرب فلہم فیہ یعنی فی ربیع الا
لیلۃ تسیر بہا الرکبان و تجتمع فیہا ائمۃ العلماء الاعیان من کل مکان و یعلون بین اہل الکفر کلمۃ الایمان اور اسی
نور الدین ابو سعید نورانی نی لکہا ہے علما از اطراف عالم جمع آیند و در تعظیم آن شب یعنی شب میلاد شریف علم رف
اہل کفر و ضلال نمایند اور خود کلام ابن جزری مین اسکی تصریح ہی لم یکن فی ذلک الا ارغام الشیطان و سر
اہل الایمان یعنی کہا ابن جزری نی کہ نہین ہے محفل مولد شریف مین مگر ذلیل کرنا شیطان کا اور سرور ا
ایمان کا تماشا یہ ہی کسی دورہ مین کفار اس محفل سی جلتی ہتی اس دورہ آخری مین بعضی مسلمان جلتی
اور تیسرا جواب اور بہی ابن جزری کی طرف سی ہو سکتا ہی کہ یہ دستور ہی جو کسی نیک کام کی طرف لوگون کو تر
دیتی ہین تو ادنی کا ذکر کر کی اعلی کا شوق دلاتی ہین مثلاً گاو کشی وغیرہ مقدمات ہنود مین جب اہل اسلام کی
رغبت دیکہین تو اونکو یہہ کہا جاوے کہ قوم ہنود باوجودیکہ مذہب انکا باطل ہے وہ تو باطل پر جان فشانی کرین
پر ہو کی کچہہ نکرو تم کو اونسی زیادہ عرق ریزی اور جان نثاری چاہیی اسکو کوئی عاقل تشبہ کفار نہی گا
پر نازل ہوا قرآن مین ان تکونوا تالمون فانہم یالمون کما تالمون و ترجون من اللہ ما لا یرجون اسکی تفسیر دیکہ
اور اسی درجہ مین ہی قول محمد بن مسعود گازرونی کا کہ وہ لکہتے ہین جب بادشاہ یا امیر کوئی فرزند اپنی گہر مین
پیدا ہونیکی خوشی مین طرح طرح کی تکلفات ضیافت وغیرہ کرین حالانکہ وہ ابنا دنیا سی ہی پہر مس
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی مین کیون نہ کیا جاوی کہ سبب نجات ہی پس اسی قبیل سی قول ابن جزر
ترغیب محفل میلاد مین واقع ہوا ہی کہ جب نصاری اپنی پیغمبر کی میلاد کی ایسی خوشی کرین ہم تو اونسی زیاد
ہین کہ اپنی نبی کی خوشی کرین اور اسی درجہ مین قول ہماری رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وا
کہ یہود نی جب کہا کہ ہم روزہ عاشورا شکریہ نجات موسی کا رکہتے ہین آپ نے فرمایا انا اح
بموسی منکم یعنی جب تم یہود اونکا شکریہ ادا کرو تو مین زیادہ مستحق ہون اس

ونکہ مجہہ کو زیادہ مناسبت ہی موسیٰ سی علی نبینا و علیہ السلام اور ایک خوبی یہان اور ہے کہ اگر ابن
زری یہہ مقولہ فرما کر محفل میلاد شریف کی بنا ڈالتی تو یہہ بہی گمان ہوتا کہ اسی دلیل پر یہہ عمل مبنی ہوا ہے
ہون نی یہ عمل نصاری سی سیکہا ہی حالانکہ یہ عمل اس کلام سی دو سو برس پہلی بتخصیص و تعیین
وز میلاد شریف ایجاد ہو چکا تہا اور علماء دین اوسکی اصل و نظیر شریعت سی نکالکر فتوی دی چکی ہیتے
س نی سمجہی بوجہی اس شیخ معظم مرحوم پر تشبہ نصاری کا الزام نہ لگانا چاہیی خیر یہ ذکر رد اعتراض ابن شیخ کا
تفاقی آ گیا تہا اب ہم رجوع کرین اصل کلام کی طرف اور بیان کرین واسطے ابطال وجہ تشبہ کی وجہ تیسری
ہ یہہ ہی کہ نصاری کا بڑا دن اور ہندوون کا جنم کہنیا معین ہے وہ لوگ اوسی ایک دن مین جو کچہہ کرنا ہی کرتی
ہین اور اہل اسلام کی یہان یہہ بات نہین کہ خاص بارہوین تاریخ ربیع الاول کی سوا کسی اور دن محفل سرور
میلاد شریف منعقد نکرین ربیع الاول کی کل تاریخون مین مولد شریف ہوتا ہی کبہی کسی دن کبہی کسی دن
کہ علاوہ ربیع الاول کی اور مہینون مین بہی اہل اسلام مولد شریف کرتی ہین اور ہنود اور نصاری مین
نہین ہوتا مگر اوسی ایک دن مین اور یہہ مثال ہم اول دی چکی ہین کہ صوم عاشورا مین ہم اور اہل کتاب شریک
ہین لیکن ایک روز اول مین جو ہم رکہہ لیتی ہین اوسی مین تشبہ اہل کتاب کا جاتا رہتا ہے اور ہمارا فعل اون سے
جدا گنا جاتا ہے فقہ اور حدیث کی کتابون سی معلوم کرو پس جب اسقدر مخالفت کرنی سی تشبہ باطل ہو گیا
حال آنکہ ہم اونکی اصل فعل مین یعنی صوم یوم معین عاشورا مین شریک ہین پہر کیا خیال کرتی ہو نصاری کی بڑی دن اور
کنہیا کی جنم مین کہ ہم اونکی اون دونو انوکہین اونکی افعال کی شریک نہین اور ہم جو محفل میلاد شریف کرتی ہین اسکی
ہین اور ترتیب جدا اور اونکی رسوم و قواعد جدا انہ دن مین شرکت کار و بار مین مشابہت استغفر اللہ یہ چوتہا جواب
مجہو ابن جزری کیطرف سی خلاصہ یہ کہ امام القراء والمحدثین علامہ ابن جزری اور جمیع اہل سنت والجماعت کا شرب نہایت صاف اور
شبہات کفریہ سی بالکل پاک ہی ہان ان حضرات ایسی تشبیہات جنم کنہیا وغیرہ کی محفل پاک کی نسبت پیدا کرکی کچہہ اپنی عاقبت بخیر ہونیکا
سامان کر رہی ہین اگرچہ مجہکو اکثر معتقدین کی تکفیر مین سکوت ہے کیونکہ اگر وہ کافر ہو گئی تو اللہ بس ہے اونکی تعذیب کو مین کیون
اپنا تو وہ کرون ہان البتہ بعض اہل علم تحریر فرماتی ہین کہ ایسی تشبیہ دینی سی اور محفل ذکر پاک سید الابرار کو اس قسم کی
ہانت اور استحقار کرنی سی آدمی کافر ہو جاتا ہے پس اہل اسلام کو بہت ضرور ہے کہ ایسی لفظ خطرناک سے

پرہیز کرین و ما علینا الا البلاغ **فائدہ** چونکہ ابن حجر مکی وغیرہ علماء کبار تک یہ لفظ تشبہ بالہنود و النصاری
پہنچایا ہے اسلئے ہم شرع سے ایک نظیر پیش کرتے ہین تاکہ وہ ابرار اس وہم سے پاک نظر آجاین وہ یہ ہے
اگر کسی کام مین بظاہر تشبہ معلوم ہوتا ہو لیکن مسلمانون کی غرض قصد تشبہ نہین بلکہ کوئی مصلحت و اعلاء شان
اسلام مقصود ہو تو وہ فعل مکروہ نہین رہتا دیکھیے مساجد کی زینت اور تجمل مین حدیث وارد ہوئی ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما امرت بتشیید المساجد قال ابن عباس لتزخرفنہا کما زخرفت الیہود و النصاری
یعنی مشکوٰۃ مین بروایت ابوداود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ مجھکو حکم نہین دیا گیا مسجدون کی بلند بنانی اور چونہ گچ وغیرہ سے سجانیکا فرمایا ابن عباس نے کہ
جسطرح یہود و نصاری نے اپنی عبادت گاہونکو نقوش زرین و دیگر تکلفات سے سجایا ہے البتہ تم بھی اپنی
مساجد کو سجاؤ گے اور ابن ماجہ مین ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اراکم ستشرفون مساجدکم بعدی
کما شرفت الیہود کنائسہا و کما شرفت النصاری بیعہا یعنی فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین جانتا
ہون تم میرے بعد مسجدون کی عمارتین عالی کروگے جیسے یہود نے عالیشان بنایا اپنی عبادتگاہون کو اور
نصاری نے بلند بنایا اپنی معابد کو دیکھیے یہان خود کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم مین لفظ تشبیہ وارد ہے جس سے
یہہ ثابت ہے کہ اگر مسلمان اپنی مساجد کو بلند بنائین یا تکلفات نقوش وغیرہ کی ساتھ سجائین تو یہ فعل یہود و
نصاری کی مشابہ ہے لیکن باایہمہ جائز رکھا اسکو محققین اہل سنت و اجتہاد و فتاوی نے ہدایہ مین ہے

لاباس بان ینقش المسجد بالجص والساج و ماء الذہب یعنی کچھہ مضایقہ نہین اسبات مین کہ مسجد مین نقش
کیے جائین چونہ سے یا سال کی لکڑی یا سونیکی پانی سے اور اسیطرح در مختار مین لکھا ہے اور فتح القدیر مین ہے کہ
کی زینت کرنی مین تین قول ہین ہمارا مذہب یہ ہے کہ کچھہ مضایقہ نہین عبارت یہ ہے والاقوال ثلثہ

عندنا لاباس بہ اور بحر الرائق سے طحطاوی نے نقل کیا ہے واصحابنا قالوا بالجواز من غیر کراہتہ یعنی ہمارے
اصحاب قایل ہوے ہین کہ زینت دینی مسجد کی جایز ہے بلا کراہت اور ان تین قول مین دوسرا قول
یہ ہے کہ مستحب ہے زینت دینا مسجد کا یہ قول ہے ہدایہ اور شامی وغیرہ مین ہے عبارت
شامی یہہ ہے وقیل مستحب لما فیہ من تعظیم المسجد اور تیسرا قول یہ ہے کہ مساجد کا تجمل و تزئین مکروہ ہے سو یہ قول

ضعیف مرجوح ہی علامہ عینی نی شرح ہدایہ مین قرار دیاہے کہ مانعین کی حجت ضعیف ہی اسلئی کہ باجماع جمیع
مسلمین کعبۃ اللہ کو زینت دی گئی اسطرح کہ اندر سے سنہرا کلم کیا گیاہے اور باہر سے غلاف دیبا او سپر چڑہایا
گیا اور خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نی غلاف چڑہایا اور مسجد کی زینت مین لوگون کو رغبت ہوتی ہی مسجد مین
آنیکی یہ تکثیر جماعت کا سامان ہی اور تعظیم ہے اسمین خانہ خدا کی انتہی کلامہ اور مجمع البحار کی تقریر ہم اوپر لکھ چکی ذکر
چہلم وغیرہ مین کہ لوگ اپنی مکانات عمدہ عمدہ بنانی لگی اگر مساجد کی زینت نہ کیجئی تو خانہ خدا کی تحقیر لازم
آتی ہی انتہی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات مین یہ ہی مضمون رقم فرماتی ہین عبارت یہ ہے
کہ مردم خانہای مشید و مزخرف و مطلا میسازند اگر ما مسجدہا بخشت و گل سادہ بنا کنیم شاید کہ در نظر عوام
خوار نماید و حقیر در آید انتہی خلاصہ یہ ہی کہ مکروہ سمجھنے پر محققین کا عمل نہین بلکہ عالم مین پہر کر دیکہو جمیع اہل اسلام
چونہ اور گچ وغیرہ سی خوبصورتی پیدا کرتی ہین تعمیر مساجد مین اور جنکو مقدور ہی وہ فرش و قنادیل و نقوش وغیرہ
سی زینت دیتی ہین حتی کہ مولف براہین قاطعہ گنگوہی نی بہی اسمقام پر اسیطرح لکہا ہی صفحہ ۱۳۳ سطر ۵ زینت
مساجد کی بوجہ ازالہ شین اسلام کی ہی اور رفع شین اسلام کا فرض ہی الی آخرہ پہلا عجیب وہ تشبہ جو منصوص حدیث
نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین ہی کسی غرض دین کی باعث کراہت سی نکل کر منصب عالی فرضیت پر بمذہب مولف
براہین قاطعہ پہنچ گیا اور جسپر قول علماء سلف مستحب اور مباح ہوگیا تو کیا غفلت کا پردہ پڑ گیا مانعین کجفہم پر
مولد شریف مین کیون نہین سمجھتی کہ بالفرض اگر تمکو تشبہ اسمین نظر آتا ہی تو اسکو بمقتضای تبدیل کیفیت زمان
اب مستحب سمجہو جیسا کہ ہم اوپر قول سخاوی کتاب علی قاری رحمۃ اللہ علیہ سی نقل کر چکی کہ یجتمع ائمۃ العلماء الاعیان
من کل مکان و یعلو ابین اہل الکفر کلمۃ الایمان یعنی جمع ہوتی ہین مولد شریف مین بڑی بڑی علمای دین ہر طرف سے
اور بلند ہوتاہے درمیان اہل کفر کی کلمہ ایمان یہ فائدہ ہمنی بطور تنزل لکہا ہی یعنی در حقیقت اسمین تشبہ نہین
اور اگر تشبہ بہی ہوتا تب بہی یہہ عمل بباعث ایک دوسری خوبی کی کہ اسمین بلند ہوتا ہی کلمۃ الحق مستحب اور
مستحسن ہوتا جیسا کہ مساجد کی زینت مین گو تشبہ یہود و نصاری کا موجود ہی لیکن بباعث دوسری خوبی
کی کہ تعظیم نکلتی ہی خانہ خدا کی مستحب اور مستحسن ہی لمعہ رابعہ یہ اعتراض کرتی ہین اگر تشبہ
کفار اسمین نہین پہر بہی یہہ محفل بدعت سیئہ ضرور ہی کیونکہ قرون ثلثہ مین پائی نہین گئی جواب

مولوی اسمعیل صاحب اپنی تصنیفات تذکیر الاخوان وغیرہ مین لکھتی ہین کہ جو عمل ایسا ہو کہ زمانہ نبوت مین علی صاحبہا
الصلوۃ والسلام اور تین زمانہ مابعد یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین مین وہ عمل بعینہ نہ پایا جاوی اور نہ اون چارون
زمانون مین اوسکی نظیر اور مثل پائی جاوی وہ عمل بدعت ہی اور جو کچھ مجتہدون نی اپنی اجتہاد سی نکالا وہ سُنت
مین داخل ہی انتہی پس اس بنا پر ہم کہتی ہین کہ عمل مولد شریف بدعت نہین اسکی اصل بھی پائی گئی اور اسکی نظیر
اور مثل ہی **اصل وجود** تو یہہ ہی کہ نصوص قرآنی شروع بحث مولد شریف مین ہم لکھ چکی ہین انکو دیکھنا چاہئی
علاوہ اونکی فرمایا حق سبحانہ تعالی نی لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم
یعنی بیشک آیا ہی تمہاری پاس رسول تمہین مین سی بہاری ہی اوسپر جو تم تکلیف اوٹھاؤ حرص کرتا ہی
تمہاری ہدایت پر مسلمانون پر شفقت رکھنی والا مہربان انتہی دیکھئی اللہ تعالی نی اس آیت مین آپکی آنی کا
ذکر فرمایا اوسکی بعد آپکی صفتین بیان فرمائین مولد شریف مین بھی یہی ہوتا ہے آپکی آنیکا ذکر کرتی ہین کہ آپ
پیدا ہوئی یعنی عالم غیب و بطون سی عالم شہادت و ظہور مین تشریف لائی اور بیان آپکی صفات کا کیا جاتا ہی
نظماً و نثراً اور اس سے بھی واضح تر سنو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین ان
آدم لمنجدل فی طینتہ وساخبرکم باول امری دعوۃ ابراہیم وبشارۃ عیسی ورؤیا امی التی رات حین وضعتنی و
قد خرج لہا نور اضاء لہا منہ قصور الشام یعنی فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نی تحقیق مین لکھا ہوا تھا اللہ کی نزدیک
ختم کرنیوالا نبیون کا اوس حال مین کہ تحقیق آدم پڑی ہوئی تھی زمین پر اپنی مٹی گندھی ہوئی مین اور
خبر دیتا ہون مین تمکو اپنی اول امر کی کہ وہ دعا ہی ابراہیم کی اور خوشخبری ہی عیسی کی اور عجائبات دیکھی
میری والدہ کا جب جنا مجھکو اور تحقیق نکلا اوسکی ایک نور کہ چمک گئی اوس سی محل شام کی انتہی
روایت مشکوۃ کی باب فضایل سید المرسلین مین موجود ہی اور کہا قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نی مواہب لدنیہ
مین کہ روایت کیا اس حدیث کو امام احمد اور بیہقی اور حاکم نی اور کہا حاکم نی یہ حدیث صحیح الاسناد ہی ا
کہا زرقانی نی شرح مواہب مین کہ روایت کیا اسکو ابن حبان نی بھی اپنی صحیح مین دیکھئی حدیث صحیح
سی ثابت ہی کہ آپ نی خود ذکر اپنی اولیت اور سابقیت اور ولادت باسعادت کا بیان فرمایا اور جا
صحابہ حاضرین رضوان اللہ علیہم اجمعین تھی سنا جنکو حضور نے مخاطب کرکی فرمایا تھا ساخبرکم باول امری

اب دوسری روایت ہم وہ بیان کرین جسمین یہہ بات ہی کہ ایک صحابی جلیل القدر نی مجمع عام صحابہ مین رضی اللہ
عنہم اجمعین ایسی اشعار پڑہی جنمین ولادت شریف کا ذکر ہی اور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نی برضا و رغبت سُنا
مواہب لدنیہ و نیز دیگر کتب مین بروایت حاکم و طبرانی و دیگر محدثین روایت ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم غزوہ تبوک سی واپس آئی اول مسجد مین تشریف لائی وہان آپنی مجلس عام مین اجلاس فرمایا جیسا کہ
کعب بن مالک نی صحیح مین روایت کی ہی پہر عباس ابن عبد المطلب نے اجازت چاہی آپنے دعای خیر دیکر
اونکو اجازت فرمائی اونہون نے یہ اشعار پڑہے -

من قبلها طبت فی الظلال وفی — مستودع حیث یخصف الورق
ثم هبطت البلاد لا بشر — انت ولا مضغة ولا علق
بل نطفة تركب السفین وقد — الجم نسرا و اهله الغرق
تنقل من صالب الی رحم — اذا مضی عالم بدا طبق
وردت نار الخلیل مکتتما — فی صلبه انت کیف یحترق
حتی احتوی بیتك المهیمن من — خندف علیاء تحتها النطق
وانت لما ولدت اشرقت الارض — وضاءت بنورك الافق
فنحن فی ذلك الضیاء وفی — النور و سبل الرشاد نخترق

اب دیکہئے اسمین حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولیت کا اور پہر منتقل ہونا ایک صلب سے دوسری صلب مین
اور حضرت ابراہیم اور نوح علیہ السلام کا نجات پانا اوس برکت سی کہ آپکا نور اونکی ساتھ تہا پہر بعد تقلبات
صلبی و رحمی انجام کار پیدا ہونا اور اوس وقت نور کا نکلنا پہر اوس نور سے تمام عالم کا روشن ہو جانا جو کچہ محفل
مولد شریف مین بتفصیل ہوتا ہی اس جلسہ مین بالاجمال وہ سب مذکور ہوا ہی بس مردود ہوا قول اون
لوگون کا جو کہتی ہین بالاستقلال یہہ ذکر نکری اگر وعظ کی اندر ذکر مین ذکر پہہ ہی کر دی درست ہے اور بعض
یہہ کہتی ہین کہ تنہا پڑہی تو جایز ہے مجمع مین نہ پڑہین اب لوگون کو آنکہ کہول کر دیکہنا چاہئی کہ اس مجلس
مین کل قصیدہ حضرت عباس کا بالاستقلال اسی ذکر مین ہے اور نہین اوس مین کی اول آخر مین پند و موعظت اور

عین مجمع مین پڑھنا ہے اور اسیطرح روایت سابقہ مین نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نی بالاستقلال یہ ہے
ایک ذکر مجمع عام مین بیان فرمایا تو ثابت ہو گئی مجلس ذکر میلاد مبارک کی اصل اصیل اب ثابت کرین ہم دوسری
بات یعنی اسکی نظیر اور مثل بھی ثابت ہی بیان اسکا یہ ہی کہ مجلس میلاد شریف شکریہ ہی نعمت خداوندی کا کہ ایسا
ہادی حق سبحانہ نی ہماری ہدایت کی لئی بھیجدیا جیساکہ کلام امام نووی کی استاد مین تصریح اس مضمون کی موجود ہے
لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا الآیۃ پس نظیر اور مثل اسکی جلسہ شکریہ صحابہ مین ہی ہوتا تھا چنانچہ صحیح مسلم
مین ہی ایک روز رسول صلی اللہ علیہ وسلم حلقہ صحابہ مین تشریف لائی پوچھا تم کیون بیٹھی ہو کہا ہم بیٹھی ہین
اللہ کی یاد کرتی ہین اور شکر اوسکا ادا کرتی ہین علی ما ہدانا اللہ للاسلام ومن بہ علینا یعنی اس بات کا شکریہ ادا
کرتی ہین کہ خدانی ہمکو ہدایت فرمائی اسلام پر اور احسان کیا ہم پر اس بات کا کہ راہ راست پر لگا دیا تب فرمایا حضرت
نی تمکو قسم اللہ کی تم محض شکریہ کی لئی بیٹھی ہو اونہون نی عرض کی قسم اللہ کی ہم اسیلئے بیٹھی ہین آپنی فرمایا مینے
تمکو اسلئی قسم نہین دی کہ تم پر یہ گمان ہو کہ تم جھوٹ بولتے ہو بلکہ میرے پاس جبریل آیا اور اونی یہ خبر دی
کہ ان اللہ عز وجل یباہی بکم الملئکۃ یعنی اللہ تعالی فرشتون مین تمہارا فخر ظاہر کرتا ہے کہ دیکھو میری نعمت کا
شکر کرتی ہین پس جبکہ صحابہ نی نعمت اسلام کا شکریہ ادا کرکی وہ درجہ پایا مجلس میلاد مین اوس نعمت عالی کا
شکر ہی کہ جو دین اسلام کا اصل مبدء ہی تو امید ہے کہ اللہ تعالی اپنی فضل وکرم سی ملئکہ مین بانیان محفل
میلاد اقدس کا بھی فخر ظاہر فرمائی کیونکہ علت وہی شکر نعمت ہے جب معلوم ہوا کہ مجلس ذکر مولد شریف کی
اصل اور نظیر ومثل دونو ثابت ہین پھر بدعت سیئہ کہنا اسکا باطل ہوا اب اگر کوئی امور بالائی مروجہ
مجلس مین بحث کرے تو جواب اوسکا یہ ہی کہ امور مروجہ محافل مثل فروش وچوکی یا منبر واستعمال عطریات
وتقسیم شیرینی یا طعام وغیرہ سب امور مباحات شرعیہ سی ہین جیساکہ عنقریب واضح ہو گا اور بعض مباحات کا
منضم ومجتمع ہونا بعض مباحات کی ساتھ کسی اصولی کی نزدیک موجب کراہت وحرمت نہین لیکن وریطہ اعتراض
پیش کرنا کہ ایک آدمی ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی برابر مین چھینکا اور یہہ کہا کہ الحمد للہ والسلام علی
رسول اللہ ابن عمر نی فرمایا مین بھی کہتا ہون الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ لیکن ایسے موقع پر ہمکو ایسا تعلیم
نہین فرمایا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی یہ تعلیم فرمایا ہی کہ کہا کرین الحمد للہ علی کل حال اس حدیث سی

یہہ سند ہوئی کہ جو شرع مین ثابت ہوا اوس سے زیادہ کرنا منع ہی جواب مختصر طور پر یہہ ہے کہ در مختار کی کتاب
الذبائح مین ہے مو طنان لا او کر فیہما عند العطاس و عند الذبح پس السلام علی رسول اللہ کہنا اوسکا مقابل
نہی کی واقع ہوا تہا پہر الحاق امر منہی عنہ کو کسطرح وہ رضی اللہ عنہ منع فرماتی امور منہیہ کو ہم بہی منع کرتی ہین
اور براہین قاطعہ مین ہی کہ ایک شخص نے چہینک کر کہا السلام علیکم حضرت ابن عمر نی اوسپر بہی انکار کیا
انتہی ہم کہتی ہین وہ انکار اسلئی تہا کہ وظیفہ معینہ شرع کا جو الحمد للہ تہا اوسنی چہوڑ کر تحیت ملاقات کا وظیفہ
اوسکی جگہہ قایم کیا تہا یہہ تشریع جدید اور تبدیل دین ہے مولد شریف کو اس سی کیا علاقہ امور خیر کا اضافہ و ایجاد تحوا
من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ کی تعمیل ہے نہ یہہ تبدیل دین ہی نہ تشریع جدید اب ہم پیش کرتی ہین یہہ تقریر
کہ زیادہ کر دینا کسی امر مستحسن یا مباح کا جو پیشتر نہ تہا جائز ہی اسکی دو نظیرین لکہتا ہون باقی جس شخص کی
نظر فتاوی پر ہوگی وہ اور بہی نظیرین نکال لیگا نظیر اول یہہ کہ سب جانتی ہین کہ صحاح ستہ مین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا درود تعلیم فرمایا ہوا اوسکی جملہ التحیات کی یہہ ہی اللہم صلی علی محمد الی آخرہ لیکن اگر کوئی آدمی
اسمین لفظ سیدنا زیادہ کری واسطی آداب و تعظیم کی یعنی یون کہی اللہم صلی علی سیدنا محمد اسکو صاحب در مختار نے
افضل اور مندوب لکہا ہی و ندب السیادۃ لان زیادۃ الاخبار الواقع عین سلوک الادب فہو افضل من ترکہ
دوسری نظیر یہہ کہ فقہا زیارت مدینہ منورہ مین زادہا اللہ شرفا و تعظیما یون لکہتی ہین و کل ما کان ادخل
فی الادب الاجلال کان حسنا اس عبارت سی بہی معلوم ہوا کہ رعایت اوس بات کی کرنی کہ جو سلف سی منقول ہے
وہی ہووی اور ایک بات بہی زیادہ ہو تو یہہ کچہہ ضرور نہین بلکہ اپنی طرف سی جو کچہہ حرکات و سکنات مودبانہ
کریگا سب بہتر ہین اون تعظیمات مین زائر مخیر ہے خلاصہ یہہ کہ حدیث عطاس مین اوس شخص کا زاید کرنا لفظ
السلام علی رسول اللہ مقابل نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہا اسلئی ابن عمر رضی اللہ عنہما نی اوسکو منع
کیا اور مولد شریف مین جو بعض امور ملحقہ مین انکی نہی شرع مین وارد نہین پس قیاس کرنا امور غیر منہیہ کو منہیہ
پر صحیح نہین **آجکل کی کیفیت مروجہ مدارس** کو خیال نہین فرماتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی زمانہ مین بہی تعلیم دین ہوتی تہی اور اب بہی مدارس اسلامیہ مین ہوتی ہی لیکن اسقدر فرق ہی کہ اول
شیوع اسبابت کو تہا کہ استاد پڑہاتی تہی شاگرد سنتی تہی چنانچہ بخاری مسلم و ابوداود وغیرہ یہہ سب محدث

لکھتی ہین کہ ہماری استادون نے یہ حدیثین ہمارے سامنے پڑھین اور ہمکو تعلیم کین جابجا لفظ حدثنا سے
شاہد ہی اور امام احمد اور ابن مبارک اور یحیی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک لفظ اخبرنا بھی مثل حدثنا
وہی سماع عن الاستاد کی معنی مین ہی مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفا مین ابتک تیرہ سو برس ہوچکی وہی دستور
جاری ہی کہ استاد پڑہتا ہی اور شاگرد سنتی ہین جو شبہ ہوتا ہی استاد سی دریافت کرلیتی ہین اور ہندوستان
کی مدارس کا یہ طریق ہی کہ شاگرد پڑہتا ہی استاد سنتا ہی جو سلف مین بکثرت تھا اب بالکل یہان متروک
اور تعمیر مدارس کے نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی ثابت نہ ابوبکر نہ عمر نہ عثمان نہ علی سے رضوان اللہ علیہم
اجمعین اور پہلی صحابہ اور تابعین حتی کہ امام اعظم اور امام محمد و ابویوسف تک بہی تعلیم علم دین کی اجرت
نہ لیتی تہی اب علم دین کی پڑہانی پر تنخواہین معین ہین اور آئین تعلیم مین صرف و نحو وغیرہ کی حد و
مقرر ہین کہ فلان فلان کتاب تک ہو پہلی یہ نہ تہا اور علاوہ اسکی منطق اور علم ہیات و ہندسہ
جنکا سلسلہ یونانیون تک پہنچتا ہی اور صحابہ کی جوتیون تک کو ان علوم کی گرد نہ لگی تہی اب تحصیل
داخل ہین اور پہلی جو کوئی روپیہ دیتا تہا مخفی طور پر دینی کو خالی ریا سے جانتا تہا اب چندہ دینی والون
کی نمایش ہوتی ہی اونکی نام سال بسال کتابون مین چہپتی ہین چندہ والا اگر دینی مین کچھ تامل کرے
تو ایک پیادہ متقاضی اسپر معین کیا جاتا ہی خلاصہ یہ کہ اس زمانہ کی طور تعلیم مدارس کو کہان تک بیان
کرون کم سے کم علم آدمی بہی تامل کریگا تو معلوم کرلیگا کہ بیشک مدرسہ تعلیم دین کا اس ہیئت کذائی
ہیئت مجموعی کی ساتہ ہرگز قرون ثلثہ مین پایا نہین گیا لیکن ہاں ہم جائز رکہتی ہین اسکو فقط اسباب
نظر کرکی کہ گو یہ عوارض اور لوازم بالائی سلف سے نہین لیکن اصل تعلیم دین تو ثابت ہی ان عوارض
اوسکی اصلیت باطل نہین ہوتی اور یہ نہین کہتی کہ یہ تعلیم جو اس ہیئت کذائی سے ہی بدعت اور ضلا
علی ہذا القیاس عارض ہونی اس ہیئت کذائی سی محفل مولد شریف بہی سنت ہونی سی خارج نہین ہوسکتی
بدعت ضلالت کہنا اسکا لغو اور ضلالت ہی **فائدہ** اس مقام پر مولف براہین قاطعہ گنگوہی نی مدرسہ
مروجہ حال کو بجمیع وجوہ سنت ثابت کیا ہی صفحہ ۱۸۵ تعمیر مدرسہ کی لئی لکھا صفہ کہ جسپر اصحاب صفہ
دیوبند فقرا و مہاجرین رہتی تہی مدرسہ ہے تو تہا نام کا فرق ہی لہذا اصل سنت وہی ہی اور عمال کو

وصول کرتی ہی اونکو عمالہ یعنی اجر ملتا تہا سو وہ ہی اب تنخواہ مدرسین کی ہی یہہ بہی امر دین پر لینا ہی صفحہ ۱۰۶ اور چندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی خود لیا ہی غزوہ تبوک مین صفحہ ۱۰۷ بیشک تہوڑی علم والا بہی جانتا ہے کہ مدارس کی سب امور سنت ہین قرون ثلثہ مین موجود تہی انتہی کلامہ ملخصا **ہم کہتی ہین** امور مندرجہ محفل میلاد کا ثبوت اس سی بہت اعلی طور پر ہی **ذکر ولادت** یہ خود ثابت الاصل ہی جیسا ذکر اوپر گذر چکا **اور فروش و استعمال عطر اور کہانا اور شیرینی دینا** یہ خاطر داری اور ضیافت مہمانونکی ہے صحیحین کی حدیث ہی من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کمال تاکید سے ارشاد فرماتی ہین کہ جسکو اللہ تعالی اور روز قیامت پر ایمان ہی اوسکو چاہیی کہ خاطر داری اور تواضع کری اپنی گہر آئی ہوئی کی پس فرش زیبا پر اونکو بٹہانا اور عطر لگانا مہمانون کی تعظیم واکرام ہے اور مجلس کرنیوالون سی پوچہ لیجئی کہ اونکی نیت بیشک یہ ہوتی ہے کہ جو کچہہ ہمنی تیار کیا ہی شیرینی یا کہجوریا فرنی وغیرہ وہ سب صلحا جنکو جو ہماری گہر آئینگے کہلا دینگے اور شریعت سے یہ بات معلوم کیجئی کہ ضیافت شرع مین کس چیز کا نام ہی چیز کہانیکی خواہ تہوڑی یا بہت جب وسکی لئی آدمیونکو بلاویگا وہ شرع مین ضیافت کہلاویگی صحابی روٹی کا ٹکڑا یا کہجور جو ہوتا پیش کرتی اور حدیث مین ہی لو دعیت الی کراع لاجبت یعنی ایک پایہ بکری کی لئی بہی کوئی دعوت کری تو مین قبول کرون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اخلاق عالی تہا اوس اہل ضیافت کا خوش کردینا منظور ہوتا تہا اپنا پیٹ بہرنا منظور نہوتا اور یہی امت کو ارشاد فرمایا جیسا کہ بخاری مین ہے ان دعیتم الی کراع فاجیبوا یعنی اگر کوئی تمکو ایک پایہ بکری پر دعوت کری تو قبول کرو اور فقہا بہی یہی حکم دیتی ہین فتاوی برہنہ مین ہی از جہت بعد و فقرا امتناع ننمایدو قصد نکند حاجت شکم را بلکہ نیت کند اقتدای سنت وادخال سرور در دل مسلم پس اگر کوئی متمول فی مقدور شکم سیر کہانا کہلاوے محفل مولد شریف مین یا کم مقدور والا محض شیرینی اور کہجور حاضرکی لئی اہل اسلام کو تکلیف دی اسکو شرع مین ضیافت کہتی ہین اور ہدایہ مین ہے من لم یجب الدعوۃ فقد عصی ابا القاسم یعنی جو مسلمان دعوت کیا ہوا بغیر عذر نہ آیا اوسنی نافرمانی کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی افسوس وہ لوگ تعمیل سنت کی لئی آدین قلیل و کثیر پر نظر نہ کرین اور منکرین اون عاملان سنت پر طعن کرین اور اس

بات کا خیال نہ کرین کہ سُنت کی اتباع مین زوال ایمان کا اندیشہ ہوتا ہی اور یہ جو طعنہ دیتے ہین
مٹھائی کی لالچ سی آتی ہین اور بعضی یہ کہتی ہین کہ مٹھائی بانٹنے کی کیا اصل ہے یہ
اعتراض بھی صحیح نہین شاہ عبدالعزیز صاحب رسالہ اہل لغیر اللہ مطبوعہ مطبع محمدی کی صفحہ ۲۲ ہم
مین لکھتی ہین و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب است باجماع علما انتہی بلفظہ فتاوی خزانۃ الروایات کی
فصل ضیافت اور روح البیان کی جلد دوسری مین لکھا ہی فی بطن المومن زاویۃ لا یملارہا الا الحلو
یعنی مومن کی پیٹ مین ایک گوشہ ہی جسکو نہین بھرتی کوئی چیز سوا مٹھائی کی انتہی اب خیال کرنا چاہیے
کہ گوشہ شکم مومن جو کہین سے نہین بھرتا مٹھائی سی اوسکا خلو رفع کرنا کیا کچھ اجر کی بات ہوگی اور فرمایا
اللہ تعالی نے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنی نہین پہنچو گی تم نیکی کی حد کو جبتک نہین خرچ کروگی
وہ چیز جسکو دوست رکھتی ہو اور حدیث سے معلوم ہوا ہی جن چیزون کو مومن دوست رکھتا ہے اونمین
مٹھائی بھی ہی چنانچہ خزانۃ الروایات اور نیز تفسیر روح البیان مین آیا ہی قال علیہ السلام ان المومن
حلو و یحب الحلاوۃ پس جو چیز خود قاسم مومن اور نیز مومنین مقسوم علیہم کو محبوب ہو ایسا ہی کہ آدمی اوسکے
تقسیم کرنی مین نیکوکاری کی حد کو پہنچی اور کچھ شک نہین کہ اسیطرح کی وجوہات سی شاہ عبدالعزیز صاحب
اسکو مستحسن و خوب باجماع علما لکھا ہے **منبر یا چوکی اور اشعار** کا ثبوت یہ کہ مسجد نبوی صلی اللہ
وسلم مین حضرت حسان منبر پر کہڑی ہوکر خود حضرت کی سامنی اشعار پڑھتی تہی یہ حدیث صحیح بخاری مین
تداعی یعنی بلانا آدمیونکا اسکی دو شکلین ہین یا یہ بلانا تناول ما حضر کی لئی ہی یہ خود سُنت دعوت ہے
یا بلانا اسلئی ہی کہ وہ آکر سیرت و صفات نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سُنین یہ بھی سُنت ہی اسلئی کہ نبی
علیہ الصلوۃ والتسلیم بہی صحابہ کو خبر بہیجکر بلاتی اور جمع کرکی اونکو کچھ فرماتی آپکا زبان سے کچھ فرمانا حدیث
ہی پس سُنت ہوا استماع حدیث کی لئی بلانا اور اصطلاح دین مین حدیث شامل ہی رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی قول و فعل و تقریر و صفات و شمائل و فضائل و حلیہ وغیرہ کو اور موضوع علم حدیث ذات شریف
ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور غایت اوسکی حصول سعادت دارین او رشک نہین ہی کہ محفل مولد شریف مین بیان
ہین افراد علم حدیث تو اعلام کرکے بلانا گویا حدیث رسول اللہ کی لئی بلانا ہی اس تداعی کو مکروہ و حرام

۵ فرمایا علیہ السلام حلوا کہ مومن خرچ ہی دوست رکھتا ہے شیرینی کو ۱۲

عجیب بات ہی یہ لوگ آیہ کریمہ ادع الی سبیل ربک سی ہی اگر اپنی تسلی کرلین یہ بہی ممکن ہے تعجب ہے کہ مدرسکے لیے اسقدر دور دراز فکر کو دوڑایا کہان عمالہ عاملین کہان تنخواہ مدرسین کہان صفہ کہان مدرسہ کہان جہاد کا چندہ کہان مدرسکا چندہ اور ہماری دلایل درباب مولد شریف جو مدلولات دعاوی پر صریح الدلالت ہین انکی طرف خیال بہی نہین فرماتی اوسکو بدعت ٹہراتی ہین اللہ اللہ کمال بوالعجبی کا مقام ہے اگر کوئی یہہ کہی کہ یہہ چیزین فرادی فرادی بیشک جایز لیکن ہم انکا جمع ہونا جائز نہین جانتی جواب اوسکا یہ ہی کہ مدرسہ کی ہیئت مجموعی ہی قرون ثلثہ سی ثابت نہین اوسکی اثبات مین بہی فرادی اجزا کا ثبوت دیا گیا ہی یہان بہی وہی قبول کرنا چاہئی ثانیاً یہ کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم مین فرماتی ہین فان افراد المباحات اذا اجتمعت کان ذلک المجموع مباحا وفیما انضم مباح لم یحرم الا اذا تضمن المجموع محظورا لا تتضمنہ الاحاد پس مجتمع ہونی مباحات و مستحسنات سے یہ محفل ممنوع نہوگی اور براہین قاطعہ صفحہ ۶۰ مین جو اعتراض اس قاعدہ مسلمہ سلف پر کیا ہی اور یہ لکہا ہی (تمر اور پانی دونو نکا نبیذ بنایا یا دی بعد کف دینی کی جو ہیئت حاصل ہوئی حرام ہو گیا) جواب اوسکا یہ ہی کہ جبتک محض تمر اور پانی تہا اوسوقت تک مباح تہا اب طول مدت اور تاثیر زمان سے ایک شی ثالث حادث ہوئی جو نشہ آوری کا سبب ہو گیا پس موجب حرمت یہ شی ثالث مذموم شرعی ہی نہ وہ اشیاء مباح ورنہ تعلیل مولف براہین کی موافق تو اجتماع مباحات سی قطع نظر ایک چیز منفرد بہی حرام ہو جائیگی اسلئی کہ شیرۂ انگور بعد سکر خود شراب بنجاتا ہے تو چاہئی منفرد چیز کو بہی حرام کہا جاوی اور یہہ صحیح نہین احکام شرعیہ مین تامل درکار ہی بنا برعلیہ صحیح وہی ہے کہ اگر اجتماع مباحات مین کوئی محظور شرعی لازم نہ آتا ہو وہ درست اور مباح ہی اسی سے وہ دوسری دو اعتراض مخالفین کی بہی رد ہو گئی جو کہتی ہی کہ قرآن دیکہہ کر پڑہنا سنت تہا اور نماز سنت تہی مجموعہ ملکر مشابہ باہل کتاب ہو گیا اور رکوع مشروع اور قرآن مشروع جمع دونون کا مکروہ ہوا جواب اوسکا یہ ہے کہ صورت اول مین محظور شرعی یہ لازم آیا کہ تشبہ اہل کتاب سی ہوا اور صورت ثانیہ مین یہ کہ حدیث شریف کی مخالف یہ فعل ہو گیا جو فرمایا ہی الا انی نہیت ان اقرء القرآن راکعا او ساجدا ذکر مولد شریف مین امور مذکورہ بالا شریک ہوئی ہین نہ تشبہ اہل کتاب سی ہی جیسا کہ لمعہ ثالثہ مین اوسکا ابطال بخوبی ہو چکا اور نہ کوئی نہی

شرعی انضمام مباحات مین وارد ہی بنا رعلیہ مجلس بعہ انضمام اُمور مباحہ و مستحسنہ مروجہ درست اور مستحسن ہی

دوسری تقریر اُمور مذکورہ کی جواز پر یہ ہے کہ فرمایا حق سبحانہ تعالی نی سورہ اعراف کی چوتھے

رکوع مین قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق یعنی تو کہہ ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کسنے حرام کر دیا اللہ کی زینت کو جو پیدا کی ہی اپنی بندونکی واسطے اور ستھری چیزین کہانے کی اول یہ

سمجھنی چاہیی کہ آیات کا نزول خواہ کسی موقع مین ہوا ہو لیکن حکم اونکا مفید بہ شان نزول نہین ہوتا بلکہ

جہانتک دلالت لفاظ جاری ہوتی ہی وہان تک حکم جاری کیا جاتا ہی یہ علمائے اصول قرار دی چکی ہین چنانچہ

توضیح وغیرہ مین مندرج ہے العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص السبب یہ بات ہماری کل آیات استدلالات مین

یاد رکہنا چاہیی پس یہ آیہ کریمہ گو موقع خاص مین نازل ہوئی لیکن جمیع مفسرین و اصولیین و فقہا اس آیہ

عام لیتے ہین جیسکی لئے در مختار اور تفسیر بیضاوی و رازی وغیرہ پر ہوگی اوس سے یہ بات مخفی نہین کہ فرش

بچہانا اور محفل کا سجانا اور عطریات سی لباس بسانا چوکی اور منبر اور مسند لگانا یہ سب زینت اللہ مین داخل

اور جو کچہ حاضرین کو کہلایا جائیگا یان الایچی چای یا کہجور شیرینی یا کہانا اوسکو لفظ طیبات من الرزق شامل

ہے علامہ بیضاوی نی آیہ مذکورہ کی تفسیر مین لکہا ہی فیہ دلیل ان الاصل فی المطاعم والمناکح والملابس

وانواع التجملات الاباحۃ بنا رعلیہ یہ سب چیزین ازروی قواعد اصول و حسب تصریح مفسرین فحول جایز اور مباح

ہوئین منع کرنیوالا انکا خطر عظیم مین ہی حق تعالی نی فرمایا ہے یا ایہا الذین امنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ

ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین چاہیی کہ مانعین اندیشہ کرین اس سے کہ وہ معتدین مین شامل نہو جائین

جنکو اللہ تعالی نہین چاہتا **تیسری تقریر جمیع امور مجلس میلاد کی لئی** یہ ہی کہ دلیل

پکڑنی چاہیی اس آیہ کریمہ سے جو سورہ یونس کی چھٹی رکوع مین ہے قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا

جوا ہو خیر مما یجمعون بارہ برس گذری یہ نحیف اس آیہ کو اپنی کتاب بہار جنت مین درج کر چکا ہے لیکن

آدمیونکو جب تک تشریح نہ سمجہایا جای اصل مدعا کو نہین پہنچتے بنا رعلیہ اب اوسکی تفسیر کرتا ہون واضح ہو کہ حق

اس آیہ ہدایت پیرایہ مین حکم دیتا ہی اہل ایمان کو کہ وہ اللہ ہی کی فضل اور اللہ ہی کی رحمت سے خوشی اور

کرین امام رازی اور بیضاوی رحمۃ اللہ علیہما فرماتی ہین کہ یہان ایک فعل فلیفرحوا محذوف ہی اور

یعنی اعتبار ... معنی لفظ کا ... نہ سبب ... خاص کا ۱۲

یعنی دلیل ... اسباب پر ... سب کہا ون اور ... ون اور طرح ... کی آرایش ... اصل حکم یہہ ... مباح ہے ۱۲

اہل ایمان ... دوست حرام ... مراد ستہری ... چیزین جو اللہ ... نے تمکو حلال ... کین اور حد سے ... مت بڑہو اللہ ... نہین چاہتا ... دونکو ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲

مذکور یعنی اہل ایمان کو چاہئی اللہ کی فضل و رحمت پر خوشی کرین پہر فرمایا دوبارہ کہ چاہیے اسی پر خوشی کرین
اور تکریر امر تاکید کی لئی ہی اور لفظ فبذلک مفید حصر ہے یعنی واجب ہے انسان پر کہ فرحت خاص اللہ ہی کی
فضل و رحمت پر کری کیونکہ جو لذات جسمانی و نفسانی اور نعیم دنیاوی ہین یہ سب فانی ہین یہ چیزین قابل فرحت و
سرور نہین اور فضل و رحمت خداوندی کو فرمایا ہو خیر مما یجمعون یعنی وہ بہتر ہی اون سب لذات و نعمائے فانیہ
سی جو دنیا مین جمع کرتی اور سمیٹتی ہین اس آیہ کریمہ سی ثابت ہوا فرحت و سرور کرنا ساتہ فضل و رحمت خداوندی
کی اور شک نہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی رحمت اور فضل ہین علامہ ماوردی نی آیہ ولولا فضل اللہ علیکم
ورحمتہ لاتبعتم الشیطان الا قلیلا کی تفسیر مین نقل کیا ہی کہ فضل اللہ رسول خدا ہین صلی اللہ علیہ وسلم اور رحمت
بہی وہی ہین ذکر کیا اسکو زرقانی شارح مواہب نے اور تفسیر روح البیان مین سورہ نساء تحت آیہ مذکورہ لکہا ہے
وفی الحقیقۃ کان النبی علیہ السلام فضل اللہ ورحمتہ یدل علیہ قولہ تعالی ہو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم
یتلو الی قولہ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء وقولہ تعالی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اسیواسطی کتب احادیث
وسیر مین منجملہ اسماء مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضل اللہ اور رحمت للعالمین و رحمۃ مہداۃ و رحمۃ الامہ
و رسول الرحمہ بہی شمار کئی ہین جیساکہ زرقانی اور قسطلانی وغیرہ محدثین نی لکہا ہی پس ثابت ہوا فرحت و سرور
کرنا آپکی وجود باجود کا اور جب فرحت کرنا ثابت ہوگیا تو فرحت کی جسقدر اسباب مباح ہین وہ سب ثابت
ہوگئی کہ اذا ثبت الشئی ثبت بلوازمہ قاعدہ مسلمہ ہے پس اجتماع اخوان و تزئین مکان اور شیرینی کی خوان
و جمیع مباحات مروجہ زمان حتی کہ وقت ذکر ولادت شریف جوش فرحت و سرور مین کہڑا ہوجانا اور شکر الہی
اس فضل و رحمت مہداۃ کی بابت بجالانا سب منطوق فلیفرحوا سی ثابت ہوگیا اور آیہ واشکروا نعمۃ اللہ ان کنتم ایاہ
تعبدون سی بہی یہ امور ثابت ہوسکتی ہین اسلئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی نعمت ہین اور شکر ادا
ہوتا ہی طرح طرح کی افعال و اعمال سے مثل قرارت آیات و تلاوت احادیث معجزات و درود و سلام و
اطعام طعام وغیرہ اور یہ معہ خامسہ ہین ہے تقریر امور ملحقہ آئیگی اور اگر مانعین اسطرح کی نظر اور مثل طلب
کرتی ہین کہ ایسا جلسہ مسنونہ بتاؤ جسمین چند سنتین مثل جلسہ مولد شریف کی مجتمع ہون تو اوسکی بہی نظیر شرع
مین موجود ہی مثلا شادی عروسی کہ اوسمین اجتماع ہی مومنین کا اور ذکر اللہ ہی اوسمین ہی اسلئی کہ خطبہ نکاح کا

۹۷
اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر اور اوسکی رحمت تو تم شیطان کے پیچھے جاتے مگر تھوڑے ۱۲
۱۲ ۱۲

جو سنت ہی جلسۂ نکاح مین پڑہا جاتا ہی بعد ازان خرما وغیرہ تقسیم کر دیا جاتا ہی یا حاضرین کی ہاتہون نثار دیا جاتا

فتاوی عالمگیری مین ہی لا باس بنثر السکر والدراہم فی الضیافۃ وعقد النکاح اور مولوی اسحق صاحب نی مسایل

اربعین مین لکہا ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی نکاح فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا مین لوگون کو جمع کر کی خطبہ

پڑہا ایجاب و قبول کیا چہوارے لٹای اور نیز جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت ام حبیبہ سی نجاشی بادشاہ

حبشہ نی اپنی ملک حبش مین کیا تو حضرت جعفر اور جمیع مہاجرین کو جمع کر کی خطبہ پڑہا ایجاب و قبول کیا بعد ازان

سبکو کہا کہ ابہی بیٹہی رہو یہ سنت پیغمبرون کی ہی کہ بعد نکاح کی کچہہ کہانا کہاوین تب کہانا منگا کر سب کو کہلایا

یہہ بہی مسایل اربعین مین ہے اب دیکہئے اگر نکاح مین عقد نکاح کا سرور ہے یہان یعنی مجلس میلاد شریف مین اوس سے

کہین زیادہ بڑی نعمت یعنی وجود باعث ایجاد عالم کا سرور ہے وہان خطبہ مین توحید اور اقرار رسالت ہے یہان بہی

وہ مضمون بہ تفصیل و شرح موجود وہان تقسیم شیرینی و خرما و اطعام طعام ہی یہان بہی علی ہذا القیاس یہ باتین موجود

ہین اور اگر سال بسال دائی ہونیکی مثلیت مطلوب ہے تو محدثین صوم عاشورا کی نظر دی چکی ہین کہ موسی

علیہ السلام کی نجات کا شکریہ سال بسال کب سے چلا آتا ہی غرض کہ میلاد شریف کی اصل بہی شرع مین موجود

اور نظر اور مثل بہی بناً علیہ موافق قول مولوی اسمعیل صاحب کی یہ محفل بدعت نہین اب ایک اور تقریر سی

ثابت کرتی ہین کہ یہ محفل سنت ہی مولوی اسمعیل صاحب تذکیر الاخوان مین مجتہدون کی نکالی چیز کو سنت

مین داخل کرتی ہین اور مجلس میلاد اگرچہ بدین ہیئت مجموعی کسی مجتہد مطلق نی خود ایجاد نہین فرمائی لیکن

مجتہدان مطلق نے ایسی عمدہ قاعدی کلیہ ایجاد کئی کہ یہ مجالس ان قاعدون مین داخل ہو گئی مثلاً حضرت امام مالک

حدیث کی تعظیم اسطرح کرتی تہی کہ اول غسل کرتی تہی پہر فرش ہوتا جو کی و مسند بچہتی عود و لوبان وغیرہ بخور

خوشبو سلگتی پہر منبر پر بیٹہ کر کمال تعظیم سی بیان فرماتی لوگون نے پوچہا یہ اہتمام کیون کرتی ہو فرمایا تعظیم کرتا ہون

حدیث رسول اللہ کی تب کسینی اعتراض نکیا اور چپ ہو گئی امام مالک خیر القرون تبع تابعین مین تہی اور مجتہد

تہی اونکی فعل سی یہ آداب ثابت ہوی پہر جسنی اونپر اعتراض کیا وہ اونکی دلیل معقول سنکر چپ ہوا کہ واقعی

حدیث رسول اللہ کی تعظیم ہے پس دوسرون کا سکوت کرنا بعد اعتراض کی یہ بہی قول امام مالک کو موید ہو گیا علاوہ

برین اوسوقت سی آج تک جمیع کتب حنفیہ مالکیہ شافعیہ مین یہ دستور العمل مکتوب ہو گیا کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور مجلس
نکاح مین ۱۲
۱۲

کی لئی مکان عالی پر بیٹھنا خوشبو لگانا تعظیم مد نظر رکہنا مستحب ہے مدارج النبوۃ اور مواہب اور شرح مواہب وغیرہ سی یہ
بات ظاہر ہے اور معلوم ہی سب کو یہ بات کہ محفل مولد شریف مین احادیث و معجزات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ذکر ہے اوسمین ہر قسم کے آداب کئی جاتی ہین بس یہان تک تو محفل مولد شریف شل خیر القرون مین داخل در سنت مین
شامل ہی باقی رہا درود و سلام وہ جو کھڑی ہو کر پڑھنا تعظیما اسکی اصل بھی مجتہدون سی ثابت ہے
یعنی احمد بن حنبل کی استاد یحیی ابن سعید منارہ مسجد سی پشت لگا کر بیان کرنا شروع کرتی تہی اور بڑی بڑے
عالم مجتہد محدث مثل علی ابن مدینی اور ابن خالد اور امام احمد وغیرہ کہڑی رہتی تھی اور تحقیق کرتی حدیثین اور
کوئی اونکی ہیبت اور جلال سی بیٹھ نہ سکتا تہا یہ حال فتاوی برہنہ مین موجود ہی ان محدثون اور مجتہدون کے
فعل سی ثابت ہو گیا اگر کوئی شخص ذکر الرسول کھڑا ہو کر کری صحیح ہی اور حضرت حسان منبر پر کھڑی ہو کر اشعار
پڑہا کرتی تھی اور فخر بیان کرتی تھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لیکن قاری اور سامعین اول سی آخر تک کھڑا رہنے
مین مشقت سمجھ کر کہ ہر ایکو کھڑا رہنا دشوار ہی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا پس اوسیقدر مین کھڑی
ہو جاتی ہین جسمین اصل ولادت شریف کا ذکر ہوتا ہی کہ یہہ جلسہ اوسکی فرحت و سرور کا ہی الحاصل امور مندرجہ
مجالس میلاد کا ثبوت مجتہدین مطلق کی قواعد و اعمال سی ہو گیا اور جسوقت ملک ابو سعید مظفر نی محفل مولد کا
سامان کیا اور مفتیان دین مین اس مسئلہ کا سنہ ۶۰۰ھ مین اعلان کیا اوسوقت اگرچہ کوئی مجتہد مطلق موجود نہ
تہا لیکن مجتہدین کی چند طبقہ ہین اونمین سی ایک مجتہدین فی المسائل ہوتی ہین کہ قوت نظریہ اونکی قوی
ہوتی ہی اور اپنی امام کی اصل پر نظر کر کی مسائل غیر منصوصہ مین بنظر اجتہادی حکم دیتی ہین اس قسم کی
مجتہد شافعی و مالکی وغیرہ موجود تھی تو اریخ سی ثابت ہی کہ اوسوقت جمیع علماء نی محفل مولد شریف کو مع امور
مروجہ اطعام طعام و تعین یوم میلاد وغیرہ جائز رکھا پس ان خصوصیات کی سند بھی مجتہدین تک پہنچ گئی
اور مولوی اسمعیل صاحب نی مجتہد مطلق اور مجتہد فی الشرع کی قید تو لگائی نہین کیونکہ اونکی غرض یہہ ہی کہ کوئی
فعل ایسا ہو کہ عوام یا علماء کم مایہ اوسکو پسند کرلین بلکہ وہ ایسی مجتہد ہون کہ اونکو قوت نظریہ لایق اصل
و نظیر پہچاننی کی ہووی اور مولوی اسمعیل صاحب نے تذکیر الاخوان کی باب تقلید مین یہہ بھی بیان کیا ہی
کہ اگر اکثر عالم دیندار متقی اس مسئلہ کو قبول کرلین تو البتہ وہ بھی معتبر ہے انتہی دیکھئی یہان اجتہاد کی بھی قید

ندارد ہی اب ہم لکھتی ہین کہ اس محفل کو اکثر علماء دیندار متقیون نے معتبر رکھا ہی اور استحباب کا فتوی دیا ہی
اور ابو سعید مظفر کی عہد مین علما بڑی عالی درجہ صحیح النظر جامع فروع واصول تھی قوت اخذ مسائل غیر منصوصہ
اپنی عقل اور ادراک مین رکھتی تہی علاوہ برین امام شافعی کی قاعدہ مین جو کہ مجتہد فی الشرع ہی محفل مع جمیع
خصوصیات و تعینات مروجہ اہل اسلام داخل ہی وہ قاعدہ یہ ہی کہ امام شافعی سی بیہقی نی یہہ روایت کیا ہی
کہ نئی بات اگر ایسی ایجاد ہو کہ قرآن اور حدیث اور اجماع کی حکمون کو نہ مٹاتی اور نہ رد کرتی ہو وہ بدعت
حسنہ اور محمود ہی اوسکو برا نہ کہنا چاہیئی پس محفل میلاد اس مجتہد کی قول مین داخل ہو گئی کیونکہ یہ کسی حکم
قرآن و حدیث و اجماع کو رد نہین کرتی اور اگر رد کرتی ہی بیان کرو من ادعی فعلیہ البیان الحاصل ہر طرح سی اسکی
اسناد مجتہدین تک پہنچتی ہی خواہ تصریحا خواہ استنباطا پس یہ محفل سنت مین داخل ہی اور بدعت نہین ہی موافق
قاعدہ مقررہ مولوی اسمعیل صاحب کے **سوال** تم ساکنان ہندوستان حنفی المذہب ہو امام مالک اور
شافعی سی کیون استدلال کرتی ہو **جواب** جو مسئلہ ہماری امام سی تصریحا بیان نہو اور دوسرے امامون نے
اوسکو تصریح کیا ہو اور وہ ہماری قواعد کی مخالف نہو پس تسلیم کیا جاتا ہی وہ ہماری مذہب حنفیہ مین اسکی
نظیرین ناظر کتب فقہ کو ملجاوینگی بالفعل ایک مثال لکھتا ہون درمختار مین ہی واما تقبیل الخبز فجوز الشافعیۃ
انہ بدعۃ مباحۃ وقیل حسنۃ یعنی کہا صاحب درمختار نی کہ روٹی کو چومنا یعنی بوسہ دینا جایز رکھا ہے
شافعیون نی کہ یہہ بدعت مباح یا مستحب ہے یہ مذہب شافعیون کا لکھکر صاحب درمختار جو مذہب کا حنفی ہے
لکھتا ہی کہ قواعدنا لاتاباہ یعنی ہم حنفیون کی قاعدے کچھ اس سی مخالفت نہین رکھتی پس ثابت ہوا کہ غیر
امامون کی مذہب مین جو بات ایسی ہو کہ ہماری مذہب مین اوسکا ذکر نہو اور ہماری مخالف بھی نہو اوسکو
لیلینا درست ہی چنانچہ تقسیم بدعت حسنہ اور سیئہ کی ہماری کتب فقہ شامی وغیرہ مین برابر مثل مذہب امام
شافعی کی مندرج ہی اور اسیطرح قراۃ حدیث مین لوبان وغیرہ سلگانا خوشبو لگانا اونچی جگہہ پر بیٹھنا باقت
امام مالک کتب حنفیہ مین موجود ہی **لمعہ خامسہ** اعتراض کرتی ہین کہ اگر یہ محفل کبھی کبھی کرنی جائز
ہی ہو تو خیر لیکن خاص ربیع الاول کی بارہوین تاریخ مین کرنا اسکا اور وہ ہی ہر سال دائما کرین اسکی
تو کوئی دلیل نہین ہی **جواب** محفل مولد شریف کی تخصیص اسطور پر کہ خاص بارہوین تاریخ ربیع الاول

کی ہوا اور پہر جائز بخویہ کسی عالم اہل سنت نی تصریح بخفین فرمائی بلکہ اہل ایمان جب کرسکین کریں عبارتین فتاوای
متقدمین کی صریح موجود ہین ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی مورد الروی مین ہی بل یحسن فی ایام الشہر کلہا ولیالیہ
اسکی بعد ابن جماعہ رحمہ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہی کان یقول لو تمکنت عملت بطول الشہر کل یوم مولداً اور
سیرت شامی مین علامہ ظہیر الدین ابن جعفر کا فتوی یہہ ہی بدعۃ حسنۃ اذا قصد فاعلہا جمع الصالحین و
الصلوۃ علی النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم واطعام الطعام للفقراء والمساکین ہذا القدر یثاب علیہ بہذا الشرط
کل وقت اور اصل تحقیق اسمین یہہ ہی کہ نصوص قرانی مطلق ہین واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اور اسیطرح قل بفضل اللہ
وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا اور اسیطرح واشکروا نعمۃ اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون پس شکریہ نعمت وجود باجود حضرت رحمت
العالمین کا ہمپر فرض ہوا اور اسیطرح فرحت کا بہی حکم ہوا کہ رحمت خداوندی پر فرحت و سرور کرو اور ظاہر ہے کہ
حق سبحانہ تعالی شانہ نی اس فرحت و سرور اور شکریہ کو موقت کسی وقت کی ساتہ نہین فرمایا بناء علیہ حضرت
کی ولادت کا فرحت و سرور لازمی ہوا اسیواسطی جمیع اہل اسلام جمیع بلاد اسلامیہ مین شہر ربیع الاول بارہ مہینہ جب
کسی سے بن پڑتا ہی مولد شریف کرتی ہین اور اسیطرح شکر ولادت نبی کریم علیہ التسلیم جمیع افراد عبادت مین
عام رہا اور یہہ بات علمای اصول سی مخفی نہین کہ فرضیت امر الہی کسی فرد مین پائی جایگی ادا ہو جاتی ہی خواہ
وہ کتنا ہی قلیل ہو لیکن قدر مفروض مشروع سی زیادہ کرنا تکمیل فرض کی لئی جہانتک بوجہ مشروع ہوسکی مستحب
اور مطلوب شرع ہے جب یہہ بات معلوم ہوچکی تو ثابت ہوگیا یہ کہ شکریہ و فرحت و سرور وجود نبی کریم علیہ الصلوۃ
والتسلیم دائمی ہی جب ہوسکی اور جس فرد مین ہوسکی عمل مین لائی خواہ اطعام طعام یا تقسیم شرینی اہل ایمان مین
خواہ قراءت قرآن و تلاوت معجزات و انشاد مدائح و محامد و مناقب بہیئت ادب و تعظیم کری خواہ ان سب یا تونکو
جمع کردی ہر شہر ربیع الاول کی بارہوین تاریخ یہہ افعال و اعمال بجالائی یا کسی اور تاریخ اور کسی مہینہ مین سب
جائز ہے اس تقریر سی مطلق کی سب فرد جائز ہی اگر کوئی ذکر نعمت اللہ بلا قید کری وہ بہی جایز ہے اور
جو مقید قیود آداب و مستحسنات سے کری جنکا ذکر لمعۂ رابعہ مین گذر چکا وہ بہی جایز ہے اور یہ بالبداہت معلوم ہے
کہ جسقدر مستحسنات و مستحبات شرعیہ محفل مین زیادہ ہونگی خیر و برکت زیادہ ہوگی اسیوجہ سے اکثر آدمی اس ذکر
اقدس کو جہانتک ہوسکی تعظیم و احترام و زیب و احتشام سی کرتے ہین کہ اجتماع افراد مستحسنات سے حسن معنوی کا

تضاعف اور زیب و زینت ظاہری ہی شان اسلام کا تجمل ظاہر ہو یہہ نہین جو مانعین کہتی ہین کہ ان لوگون کی
نزدیک بغیر امور مروجہ محفل ذکر اقدس منع ہی حاشا و کلا جب جی چاہی خالی قیود سی بہی مدح و قصاید میلاد
پڑہتی ہین بنا علیہ اون پر کوئی غبار نہین ہان مانعین ایک اندیشہ عظیم مین ہین زیب و تجمل اور تقسیم شیرینی اور
اجتماع مومنین کو منع کرتی ہین گویا اونہون نی مطلق کو مقید کر دیا کہ اس ہیئت تجمل کے ساتھ نہو اسکا نام شرع
منسخ ہی معاذ اللہ اور پھر اعتراض کہ صحابہ نی اس تجمل و زینت کی ساتھ کیون نکیا جواب یہ ہی کہ اون
وقتون مین چند مصارف ایسی پیش تہی کہ صرف ہونا روپیہ کا اونہین قرین مصلحت تہا وہ اپنی زینت اور انکا
طعام و لباس مین بہی نہ لگاتی جو کچہ باقی اونہین مواقع مین اوٹہاتی لیکن پہر بہی اصل فرحت و سرور ذکر نبی مین
شریک تہی تجمل سی جلسہ گو نکیا اصل عمل تہا وہین پایا گیا فرحت سرور و شکر یہ نفرو ضا ایک فرد قلیل مین بہی
ہو سکتا ہی جیسا افراد کثیرہ مین ادا ہوتا ہی اور بہت صحیح طور پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد
پہنچ چکا ہی اپنی امت کو ارشاد فرمایا ہی قسم اوس فرات پاک کی جسکی قبضہ مین میری جان ہی میری صحابہ کی
شان ہی کہ اگر تم احد پہاڑ کی برابر سونا خدا کی راہ مین لٹا دو گی تب بہی اونکی تین پاؤ جو کی برابر ثواب ملیگا
اور نہ ڈیڑہ پاؤ کی برابر یہہ حدیث صحیحین مین ہے اس صورت مین اہل اسلام بنظر تحقیق دیکہین کہ حضرت عباس
کا وہ قصیدہ درباب ذکر مولد خوشی خوشی حضوری حضرت سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم مین پڑہ دینا
اور حضرت حسان کا اشعار فخریہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مواجہہ مین اکثر پڑہنا اس تمام ہیئت مجموعی
افراد کثیرہ کی خیر و برکت سی کہین زیادہ ہوگا جبکہ انکا ڈیڑہ پاؤ خرچ کیا ہوا ہماری پہاڑ کی برابر سونی سے
زیادہ ہوا تو یہ اعتراض لغو ہوگیا جو کہتی ہین کہ تم صحابہ سی بہی بڑہ گئی کہ اونہون نی یہ تجمل نکیا تم کرتی ہو
حقیقت یہہ کہ اونکا ایک ذکر فرحت اور سرور قلبی سے کرنا ہماری بہت سی سامان فرحت و سرور سے افضل
از روی حدیث پہر ہم کہان بڑہ گئی اونسی ہان صحابہ اصل اس تذکرہ اور فرحت و سرور وجود باجود نبی صلی
علیہ وسلم مین ہماری شریک ہین بنا برعلیہ ہمارا سلسلہ اونسی ملا ہوا ہی جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ
علیہ دیباچہ انتباہ مین فرماتی ہین باید دانست کہ یکی از نعم خدا تعالی بر امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلو
والتسلیمات آنست کہ تا امروز سلسلہاء عالیشان تا حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم صحیح و ثابت است

جو کہ فقط قاضی شارع ... ادلی ہی ... اس صورت مین ۱۳

اگرچه ادا اهل سنت را با وا خرا است در بعض امور اختلاف بوده است پس صوفیه صافیه ارتباط ایشان در زمن
اول بصحبت و تعلیم و تادب باداب و تهذیب نفس بوده است. بجز قرو بیعت دور زمن الطائفه جنید بغدادی
رسم خرقه ظاهر شد و بعد ازان رسم بیعت پیدا گشت و ارتباط سلسله بهمه این متحقق است و اختلاف صور ارتباط
ضرر نمیکند الی ان قال و علماء کرام ارتباط ایشان در زمن اول باستماع احادیث و حفظ آن در وعای
قلب بود و بعد ازان تصنیف کتب و قراءة و مناوله و اجازت آن پیدا شد و ارتباط سلسله بهمه نوع
این امور صحیح است و اختلاف صور را اثری نیست بنا علیه اگر فرحت سرور او در مدح خوانی مین هماری اور صحابه
رضوان الله علیهم کی مابین کچهه هیئت کا اختلاف هو تو هرگز مضر نهین جب اصل امر هم مین اور اون مین مشترک ہے
باقی رهی تحقیق تعیین تاریخ سو مراد اون لوگون کی یه نهین که بارهوین ربیع الاول سے غیر دنون مین
جایز نهین بلکه اوسمین ایک قسم کی مناسبت سمجهه کر اوسمین زیاده تر یه محفل پاک کرتی هین اور دلیل شرعی
اوسپر بهی موجود هی وه یه هے که شرع شریف مین یه مضمون پایا گیا هی که جس روز کسی نعمت عظمی کا
ظهور هو هر سال اوسی روز خوشی کیا کرین قرآن شریف مین اس تعیین یوم کی مثال یه هی که جب حواریون
نی عیسی علیه السلام سی درخواست کی که آسمان سی هماری لیی خوان کهانیکا اوتری تب عیسی علی نبینا
و علیه السلام نی یه فرمایا اللهم ربنا انزل علینا مائدة من السماء تکون لنا عیدا لاولنا و آخرنا کها امام رازی نی تفسیر
کبیر مین که اسکی یه معنی هین یا الله اوتار ایک خوان کهانیکا آسمان سی که هو جاوی وه هماری پهلون اور پچهلون
کی لیی عید یعنی جسدن مین وه مائده اوتری اوسکو هم عید بنالین اور هماری بعد جو پیدا هووین وه بهی
اوسکو عید بناوین اوسدن کی تعظیم جاری رهی پس اوترا وه مائده اتوار یعنی یکشنبه کو اور بنالیا نصاری
نی اوسکو خوشی کا دن که اسمین خوشی کرتے هین انتهی یعنی وه لوگ اپنی عبادت گاه مین جمع هوتی هین یکشنبه کو
مثل جمعه اهل اسلام کی اور اوس روز اپنی محکمون مین تعطیل کرتی هین استراحت پاتی هین دیکهیے قرآن شریف سے
اصل ثابت هوئی که روز حصول نعمت کو ابدا عید بنالیا جاوے اور حدیث سے یه سند هے که ابن
حجر محدث نی مسلم اور بخاری کی حدیث سی نکالی هی یعنی جسوقت رسول صلی الله علیه و سلم مدینه مین تشریف
لائے یهود کو دیکها که عاشورا محرم کو روزه رکهتی هین آپ نی پوچها کیون رکهتی هو بولے یه وه دن ہے که

اسمین ڈُبو دیا اللہ تعالی نی فرعون کو بچا لیا موسی علیہ السلام کو پس روزہ رکھا موسی نی شکرانہ نحن نصوم

شکر اللہ تعالی یعنی ہم اسدن کو روزہ واسطہ شکر گذاری اللہ تعالی کی رکھتی ہین حضرت نی یہ سنکر ارشاد

فرمایا تمہاری بہ نسبت ہمکو زیادہ مناسبت ہے موسی سی تب آپ نے روزہ عاشورا رکھا اور صحابہ کو بھی حکم د

یہ حدیث صحیح ہے مسلم اور بخاری مین موجود ہی دیکھیے کہ کب فرعون ڈوبا اور کب موسی علیہ السلام

نجات پائی اور جب سے اب تک وہ شکریہ او نعمت کا جاری ہی کہ جب وہ روز عاشورا محرم کا آتا ہے ہر سال اہل

اسلام اوسکا شکریہ ادا کرتی ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا ہونا تو ایسی بڑی نعمت ہے کہ نزول

مائدہ عیسی اور نجات موسی علیہ السلام سی کہین فایق اور افضل اور اکمل ہے پس یہ دن جب ہر سال آوے

کیون اوسمین فرحت و سرور ظاہر نہ کیا جاوی اور شکر الہی کیون ادا نہ کیا جاوی جب روز معین

ہر سال ہر سال ہو جب عادہ شکر و سرور ہونا قرآن و حدیث سی ثابت ہو گیا تو روز میلاد رسول صلی اللہ

علیہ وسلم تو نہایت درجہ کو قابل اسکی ہی کہ اوسکو یوم سرور کیا جاوے علاوہ ان دلایل کی اور بہی حدیث

صحیح درباب تعیین و قرار یابی یوم سرور بباعث ظہور نعمت علماء محققین نے مثل مفتی سعد اللہ صاحب وغیرہ

بیان فرمائی ہی اور یہ بات تو اس قسم کی ہی کہ ابو عبد اللہ بن الحاج جنکو یہ صاحب بناء طرفدار شمار کرتی

ہین یعنی اونکو مانع عمل مولد شریف جانتی ہین اونہون نی اس تخصیص فضیلت ماہ ربیع الاول کو مسلم رکھا

عبارت اونکی مدخل مین یہی ہی ہذا شہر العظیم الذی فضل اللہ تعالی وفضلنا فیہ بہذا النبی الکریم الذی من

اللہ تعالی علینا فیہ بسید الاولین والاخرین کان یجب ان یزاد فیہ

من العبادۃ والخیر شکر اللمولی علی ما اولانا بہ من ہذہ النعم العظیمۃ وقد اشار علیہ الصلوۃ والسلام الی فضیلۃ

ہذا الشہر العظیم بقولہ علیہ السلام للسایل الذی سالہ عن صوم یوم الاثنین فقال لہ علیہ السلام ذالک یوم

ولدت فیہ فتشریف ہذا الیوم متضمن لتشریف ہذا الشہر یعنی یہ مہینا ربیع الاول کا بزرگ ہی اللہ نی اسمین ہمپر احسان کیا

ایسا سید الاولین و الآخرین پیدا کیا جب یہ مہینا آیا کری ہمکو چاہی کہ بطور شکریہ بہت زیادہ اسمین نیکیان کیا کرین

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی بہی اسکی بزرگی کیطرف اشارہ کردیا کیونکہ آپ روزہ پیر کا رکھا کرتی تہی جب کسینی پوچھا

کیون رکھتی ہو آپنے فرمایا مین اس روز پیدا ہوا ہون پس اس سے ثابت ہو گیا کہ جب پیر کا دن بباعث پیدا ہونے

بھی مشرف اور مکرم ہوگیا کل دنون کی نسبت پس لائق بدرہ مہینا بھی مکرم اور معظم ٹہرا کل مہینون مین یہہ معنی ہین کلام ابن
حاج کی اور ایک اعتراض دوسرا جو وارد ہوتا تہا کہ یہہ مہینا اگر افضل تہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کیون
اسمین اظہار شکریہ وغیرہ کا نکیا اسبات کا جواب بہی لکہی ہی حضرت ابن حاج نے مدخل مین دیدیا ولکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لم یزد فیہ علی غیرہ من الشہور شیا من العبادات و ماذلک الا لرحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم بامتہ و رفقا بہم لانہ علیہ السلام کان یترک
العمل خشیتہ ان یفرض علی امتہ یہ عبارت پہلی عبارت سے ملی ہوئی ہی یعنی ہمکو چاہیے ربیع الاول مین زیادہ کرنا نیک
کامونکا اگرچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کوئی بات زیادہ اس مہینہ مین نہین فرمائی یہ اسواسطے تہا کہ آپ بعض کام
چہوڑ دیا کرتی تہی کہ میری سبب سے امت پر یہہ کام فرض نہو جاوی پس انکی محقق مسلم الثبوت کا کلام اعتراض تخصیص
ربیع الاول کی دفعہ مین کافی ووافی ہے والحمد للہ علی ذالک **دوسری** دلیل اس عمل کی علی الدوام یعنی
ہر سال کرنیکی یہہ ہی کہ حدیث صحیح مین آگیا ہی احب الاعمال الی اللہ ادومہا وان قل یعنی اللہ کو بہت پیارا وہ
عمل ہی جو سدا کو ہووی اگرچہ تہوڑا ہو پس جو شخص سال بہر مین ایک دفعہ یہہ محفل کریگا تو ظاہر ہی کہ تین سو ساٹہہ دن
مین ایک دن یا دو دن اس عمل پاک کی حصہ مین آئی پس یہہ قلیل ہی جب قلیل ہوا تو اسکو دائمی بہی نکرین
تو کیا اللہ تعالی کو پیارا ہو گا بنا برعلیہ طالب حسنات کو لازم ہوا کہ یہہ عمل ہر سال کیا کری **تیسری دلیل**
اسکی دوام کی یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے سورہ حدید مین ارشاد فرمایا ہی و رہبانیۃ ابتدعوہا ما کتبناہا علیہم الا ابتغاء رضوان
اللہ فما رعوہا حق رعایتہا یہہ آیت جسطرح بدعت حسنہ کی جواز کی دلیل ہی اسیطرح اسپر بہی دلیل ہے کہ اگر کوئی کام نیک اپنی طرف سے
ایجاد کری تو اوسکا نباہ اور حق ادا کرنا بہی مناسب ہے تفصیل اسکی یہ کہ جب بنی اسرائیل نے خاص اللہ تعالی کی
رضامندی اور اپنی نفس کشی کیواسطے اپنی طرف سے یہ ایجاد کیا کہ پہاڑون اور جنگلون مین اکیلی جا بیٹہتے موٹی کپڑی پہنتے
نکاح نکرتی لیکن انجام کار پوری حق گذاری دا نہوئی تب اللہ تعالی نے اونکو فرمایا کہ اونہون نے بدعتین ہماری
رضامندی کی لئی ایجاد کین اور ہمنے حکم نہین دیا تہا اونکا پہر اونکو نہ نباہا جسطرح چاہیے نباہنا دیکہئے اسمین
ایک تو دلیل پیدا ہوئی کہ بعضے بدعتین اللہ تعالی کی رضامندی کیلیے بہی ہوتی ہین دوسری یہ کہ اگر ایسی بدعت نکالی تو
اوسکا پوری طرح نباہ کری کیونکہ اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو اسبات پر ملامت نفرمائی کہ کیون انہون نے یہہ بدعتین
ایجاد کین بلکہ اسبات پر ملامت فرمائی کہ انہون نے نہ نباہا حق نباہنے کا جیسے

یہہ مضمون قرآن سے ثابت ہوگیا تو معلوم کرنا چاہیئے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح تین رات پڑ
چھوڑ دی تھی نہ اوسمین یہ بیان ہوا تھا کہ اول شب مین اونکو پڑھنا چاہیئے یا آخر شب مین اور تمام رمضان
کی راتون مین پڑھنا چاہیئے یا کسی رات مین پڑھ لینا کافی ہی اور نہ مقدار قرأت کا بیان ہوا تھا کہ ختم قرآن
یا نہو اور نہ یہ بیان کہ اپنی گھر مین پڑہین یا مسجد مین اور نہ کچہ اوسکی لئی اہتمام و انتظام جماعت کا ارشاد ہو
اور اسیطرح حضرت ابو بکر کی دورہ مین بھی رہا پہر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اوسمین اہتمام زیادہ کیا او
دیا تمیم داری کو کہ عورتون کو تراویح پڑہادی اور ابی بن کعب کو حکم دیا کہ مردون کو نماز تراویح پڑہاو
اور مردون کو مسجد مین جماعت تراویح کا حکم دیا اور پہلی صحابہ اپنی اپنی گھر مین بلا جماعت پڑہتی تھی ا
حضرت عمر نے مسجد مین قندیل روشن کیے اور حجۃ اللہ البالغہ مین ہی کہ یہ بھی حکم دیا کہ بعد عشا کی غیر
رات مین پڑہا کرین یعنی لطور تہجد پچھلی رات کو مت پڑہو غرض کہ جب حضرت عمر نے اوس نماز کو کہ حضرت
کچھ پڑہکر چھوڑ دی تھی جاری فرمائی اور بعضی خصوصیات و تعینات اوسمین زیادہ فرمائین تب بباعث عارض
ہونی ہیئت کذائی جدید کی آپنے بزبان خود اوسکو بدعت فرمایا لیکن تعریف کی ساتھ فرمایا کہ نعمت
البدعۃ یعنی یہہ اچھی بدعت ہی اوسوقت صحابہ مین یہہ ٹہرا کہ دیکھو اس نماز کو تمنی اہتمام اور جماعت ا
قیود کی ساتھ خود ایجاد کیا ہی اب اسکو ترک مت کیجو اور خوب مداومت کی ساتھ پڑہیو ایسا مت
جیسا بنی اسرائیل نی کچھ باتین ایجاد کرکی پہر اوسپر پوری عامل نہوی اونکو اللہ تعالی نی عتاب کیا ما رع
حق رعایتہا کہ انہون نی نہ نباہا حق نباہنی کا یہ قصہ کشف الغمہ مین اور تفسیر روح البیان کی سورہ حدید
مذکور ہی و کان ابو امامۃ الباہلی رضی اللہ تعالی عنہ یقول احدثتم قیام رمضان ولم یکتب علیکم فدو
ما فعلتم ولا تترکوہ فان اللہ عاتب بنی اسرائیل فی قولہ و رہبانیۃ ابتدعوہا ما کتبناہا علیہم الا ابتغاء رضوا
فما رعوہا حق رعایتہا انتہی جب معنی آیۃ کریمہ کی اور استدلال صحابہ کا اس آیۃ سی در باب جواز احد
بدعت حسنہ اور تاکید مداومت اوسکی سن چکے تو اب مسئلہ میلاد شریف کا حال سنو کہ حضرت صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم نی ماہ ربیع الاول مین کوئی عمل مقرر نہین فرمایا تھا ابن حاج رحمۃ اللہ علیہ نے اوسکا عذر بیان کیا
کہ حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ڈرتی تہی کہ مبادا ایسے کرنے سی امت پر فرض ہو جاوی لیکن اشا

اوسکی فضیلت کا کر دیا کہ مین پیر کے دن اسلئی روزہ رکھتا ہون کہ اسمین مین پیدا ہوا ہون یعنی آپ اسمین امت
کو اشارہ نکل آیا کہ جب ہفتہ کی سات دنون مین یہ ایک دن محل عبادت شکریہ ہوگیا بباعث وقوع ولادت کے
بس برس دن کی بارہ مہینون مین ایک وہ مہینہ بھی بلا شک محل عبادت شکریہ ہوگا جسمین میلاد شریف ہوا
اس بنا اور اصل پر اہل اسلام نی اس مہینہ مین مجلس شکریہ جو مشتمل چند عبادات بدنی و مالی پر ہے ایجاد کی
اور اکابر علماء محدثین اور فقہا جنکا نام ہم خاتمہ مین شمار کرینگی اوسکی بانی اور مجوز اور ثنا خوان ہوی اور اولیاء
اللہ جو اہل کشف تھی اونہون نے مکاشفات اور منامات مین رسول صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کو اس سی راضی
پایا غرضکہ علماء طریقت و شریعت کے اتفاق سی یہ عمل مستحسن ٹھہرا پس صادق آیا اسپر وہی مضمون آیۃ کریمہ ابتدعوہا ما
کتبناہا علیہم الا ابتغاء رضوان اللہ اور مطابق ہوا اسپر قصہ صحابہ کا دربابہ تراویح پس اگر ہم اس عمل پاک پر مداومت
کرین اور ہر سال بطور اوراد معینہ دائمی کرین تو ہم کو بھی وہی اندیشہ ہوگا جو ابو امامہ باہلی کو ہوا جسکی سبب اونہون
نے فرمایا دوموا علیہا فعلتم ولا تترکوہ اور طیبی کا یہ قول من اصر علی مندوب وجعل عزما ولم یعمل بالرخصۃ
فقد اصاب منہ الشیطان اسکی معنی یہ ہین کہ جو آدمی امر مستحب کو واجب اعتقاد کرکی ترک نکری او سمین
دخل ہی شیطان کا علامہ طیبی نی یہ بات قول عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سی پیدا کی ہی کہ اونہون
نی فرمایا نکری کوئی تم مین سے اپنی نماز مین حصہ شیطان کا کہ اعتقاد کرے کہ نماز مین یہہ بھی واجب ہے کہ بعد سلام
پہیر دینی کی نہ پہیرے وہ مگر دہنی ہاتھ کی طرف سی اسواسطی کہ مینی دیکھا ہی بہت دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ
سلام پہیر کر پھر جاتی تھی اپنی بائین طرف سی انتہی اب ہم سی تحقیق اسکی سنو نماز کی بعد دہنی طرف
پہر جانی سے جو عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نی منع فرمایا اوسمین دو باتین خلاف شرع ہین ایک تو
یہ کہ داہنی طرف سی پھرنا سنت ہی پہر اگر کوئی اسکو واجب اعتقاد کریگا تو ظاہر ہے کہ وہ بدل دیگا حکم
شرع کو دیکھو تمھاری عالم مسلم الثبوت مولوی قطب الدین خان صاحب اس حدیث کی تحقیق مین لکھتی
ہین سنت مین اعتقاد واجب ہونیکا نکری انتہی کلامہ دوسری یہ کہ جب عبد اللہ ابن مسعود نی فرمایا کہ
مینی بہت دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بائین طرف سی پہرتے دیکھا ہے اس سی معلوم ہوا کہ بائین
طرف سی پہر جانا بھی سنت ہی حالانکہ جو شخص داہنی طرف سے پھر جانا واجب اعتقاد کریگا اوسکی نزدیک

بائین طرف سی پہرنا موافق قانون شرع کی مکروہ تحریمہ ٹہریگا کیونکہ واجب کا ترک عمداً مکروہ تحریمہ ہوتا ہی پس اوسکی اعتقاد کی موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل یعنی بائین طرف سی پہرنا جو کہ سُنت تہا وہ مکروہ تحریمہ ٹہرتا تہا ان دونوں قباحتون پر صحابی موصوف نی منع فرمایا کہ تم ایسی اعتقاد کر کی شیطان کا حصہ یعنی گمراہی اپنی دین مین پیدا مت کرو اس حدیث کی موافق طیبی نی یہہ فرمایا کہ من اصر علی مندوب الی آخرہ پس جو معنی اثر صحابی کی ہین کہ سُنت کو واجب اعتقاد نکری یہی معنی کلام طیبی کی ہوی اور اگر کوئی شخص مستحب کو مستحب جانکر مداومت کری اوسکی بُرائی کلام طیبی سے ثابت نہین ہوتی اور کسطرح ہووی جب خود حدیث شریف مین عمل کا دوام محبوب ثابت ہو چکا اور مولوی قطب الدین خان اس حدیث کی شرح مین لکہتی ہین کہ بسبب اس حدیث کی برا جانتے ہین اہل تصوف ترک اوراد کو جیسا بُرا جانتی ہین ترک فرایض کو انتہی ہم کہتی ہین پس اسیطرح اہل مولد وظیفہ معمولی مولد کو ترک کرنا اچہا نہین جانتی

اعتراضات براہین قاطعہ گنگوہی معہ جواب

(۱) یکشنبہ کا عید ہونا اور نیز صوم عاشورا بحکم الٰہی تہا **جواب** اگر بحکم الٰہی نہوتا تو ہم اوسپر قیاس ہی نکرتی جب وہ بحکم الٰہی ہوا تو خوب صحیح ہو گیا یہہ استنباط کہ حصول نعمت کا شکریہ اور سرور ہر سال ادا کرنا بحکم الٰہی ہے بنا بر علیہ ان افراد سابقہ کو نظیر قرار دیکر وہی حکم نعمت وجود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مین جاری کیا (۲) روز یکشنبہ کا عید ہونا منسوخ ہو چکا اور شریعت عیسی علیہ السلام منسوخ ہو چکی **جواب** کچہہ حرج نہین اگر اونکی لیی وہ دن کہ جسمین مائدہ نازل ہوا تہا عید ٹہرا تو ہماری لیی جس رات کو مادہ وجود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جناب آمنہ مین نزول فرما ہوا اوسکی صبح یعنی جمعہ کا دن عید ٹہرایا گیا اور صحیح تر یہی ہی کہ استقرار درۂ نور محمدیہ صدف رحم آمنہ زہریہ مین شب جمعہ ہوا تہا جیسا کہ مدارج النبوۃ مین ہے قطع نظر اس سے اگر ہم پہلی ملتین نسخ ہو گئین تہی سب ملتون کا ہر حکم تو نسخ نہین ہوتا ہم کہتی ہین ہر روز حصول نعمت شکریہ ابداً ادا ہونا نسخ نہین ہوا یہہ خود آپکے فعل ہی ثابت ہی کہ آپنے شکریہ نجات موسیٰ مین روزہ عاشورہ رکہا (۳) یہود نے حضرت سی کہا تہا نحن نصومہ فقط اب اوسپر شکراً للہ تعالیٰ مولف انوار ساطعہ نی افترا علی الحدیث کیا ہے براہین قاطعہ صفحہ ۱۹۴ **جواب** یہود کا نحن نصومہ شکراً للہ تعالیٰ کہنا خود ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نی نقل کیا ہے پہر نقل کیا اوسنے جلال الدین سیوطی نی حسن المقصد مین

طاب اللہ ثراہ اور نقل کیا علی قاری نی مورد الروی مین نفع اللہ مرقدہ ذرا کتاب پر نظر بھی چاہیے
یون ہی زبان اوٹھا کر مفتری کہنا اچھا نہین قیامت کو ہر لفظ کا محاسبہ ہوگا اور واضح ہو کہ لفظ
شکراً للہ کی جگہ تعظیماً کا لفظ بھی روایت مین آیا ہی یہ عبارت کہ (نحن نصومہ تعظیماً لہ) بخاری اور
مسلم نی صحیح مین اور حضرت غوث الثقلین نے غنیہ مین اور ابو اللیث سمرقندی نی تنبیہ الغافلین
مین روایت کی ہی یہ بھی وہی معنی دیتی ہی جو شکراً کی روایت دیتی ہی (۴) صفحہ ۱۶۵ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نی صوم عاشورا شکراً و سروراً نہین کہا اور معنی احق بموسی منکم کی یہ ہین کہ اتباعاً لا
سروراً و شکراً **جواب** آپ انکار فرماتی ہین اور مذہب حنفیہ کے بڑے امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ شرح
معانی الآثار مین ہماری معنی کی تصریح فرماتی ہین صفحہ ۳۳۷ مطبوعہ مصطفائی ففی ہذا الحدیث ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما صامہ شکراً للہ عز وجل فی اظہار موسی علی فرعون پہر اکیس سطر بعد لکہا و
قد اخبر ابن عباس فی حدیثہ بالعلۃ التی من اجلہا کانت الیہود تصومہ انہا علی الشکر منہم للہ تعالی فی اظہارہ
موسی علی فرعون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایضا صامہ کذلک الصوم للشکر اختیاراً لا فرض بس جسطرح کلام ابن حجر و سیوطی
سمجھا گیا تہا اوسیطرح امام کبیر مذہب حنفیہ سی بہی ثابت ہو گیا کہ یہود اوس روزہ کو شکریہ رکہتی تہی
حضرت نی بہی شکریہ رکہا اور خود مولف براہین نی جب بیان کیا سطر ۱۶ صفحہ ۱۶۵ مین کہ حضرت
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہم متبع موسیٰ کی ہین انتہی اور معلوم ہی یہ بات کہ موسی علیہ السلام نی روزہ
شکراً رکھا تہا کہ اونکو نجات ہوئی صفحہ ۱۶۴ براہین مین ہی فصامہ موسیٰ شکراً پس حضرت کا روزہ اس تقریر سے
ہی شکراً ہو گیا بعبارت اتباع کیونکہ تابع و متبوع کا حکم ایک ہوتا ہے اب واضح ہو کہ وہ روزہ ہم بہی رکہتی ہین تو وہ
شکریہ اتبک باقی ہی ہزارہا سال ہو چکی پہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت وجود باجود کا شکریہ اگر ابد اجاری ہے
تو کیا بڑی بات ہے اور اسکو شرع سی کیا منافات ہی **لمعہ ساوسہ** اعتراض کرتی ہین کہ قیام بدعت سیئہ اور
شرک ہی بچند دلایل ایک یہ کہ ہاتہ باندہ کر کہڑا ہونا محفل مین شرک ہے اصلی کہ یہ عبادت ہے اور
خاص صورت نماز کی ہے اور کرنا عبادت کا غیر اللہ کی واسطی شرک فی العبادۃ ہے دوسری جماعت
یہ کر لکہا نجم الدین قنوجی نے کہ قیام کرنے والے یون سمجھتے ہین گویا

اسیوقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکم مادر سی تشریف باھر لاتی ہین اور یہان حاضر ہین یہہ کفر اور
شرک ھی تیسری قباحت یہ کہ یون سمجھتی ہین کہ روح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل مین آیا کرتی ھی اور
یہان حاضر ہے یہہ اعتقاد شرک ھی **جواب** ان امور کا یہہ ھی کہ ذکر اللہ اور ذکر الرسول اگر کوئی کر
تین حالت سی خالی نہین یا کھڑا ہو کر کریگا یا بیٹھ کر یا لیٹی ہوی اللہ تعالی کی طرف سی ان تینون حالتون کی
بہ نسبت یہہ ارشاد ہوا ہے فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم لیکن لیٹ کر تو وہ اذکار ہین جو خاص وقت
سونیکی احادیث مین وارد ہوئی ہین یا کوئی تھکا ہوا سستی چڑھا ہوا یا مریض ہو اسلیئی کہ جب آدمی تندرست
اور چالاق ہوتا ھی تو ذکر اللہ اور ذکر الرسول لیٹ کر کرنا ادب نہین سمجھتا چنانچہ نماز مین بھی قیام و قعود
تو تجویز ہوا لیٹنا تھا مگر واسطہ مریض کے پس عبادت کی لیئی حالت ادب دو مقرر ہوئین قیام اور قعود اب
اسکی تین شکلین ہین یا کل ذکر قیام مین کری یا کل قعود مین یا کچھہ قیام مین کری اور کچھہ قعود مین یہ تینون
شکلین مضمون کلام اللہ مین داخل ہین اور تینون کی ایک شکل بالکل منطبق ھی جلسہ مولد شریف پر کیونکہ اسمین کچھ
روایات و معجزات بیٹھکر پڑہی جاتی ہین اور کچھہ درود و سلام یا مدح کھڑی ہو کر یہہ ایک مضمون ہوا مجملہ تین
مضامین مندرجہ آیتہ کریمہ کی اور ایک فرد ہوا افراد ثلثہ ثابتہ بالکتاب سے پس لفظ بدعت کا اطلاق
اوسپر صحیح نہین بدعت وہ ہی جسکی کچھ سند نہو نہ کتاب سے نہ سنت سے نہ لفظا نہ اشارۃ جیسا کہ مولوی اسحق صاحب
نی مائۃ مسایل مین لکھا ھی ہان ایک وجہ خاص کے سبب سے وہ قیام اوسیوقت کیا جاتا ھی کہ جب میلاد شریف
کا ذکر آتا ھی نہ قبل اسکی اور نہ بعد اور نیز بباعث مداومت کی کہ دائمی قیام کیا جاتا ھی اس موقع مین اگر
لفظ بدعت کا اطلاق اسپر کرین صحیح ہی لیکن بدعت موافق مذہب صحیح مفتی بہ جمہور اسلام کی دو طرح ہے
سیئہ اور حسنہ سیئہ وہ جو مخالف قرآن یا حدیث یا اجماع کی ہو سو یہہ بات تو اس قیام مین نہین اسلیئی
اگر کوئی آیت قرآن کی یا کوئی حدیث اسبات مین آئی ہوتی کہ ایسی موقع مین کھڑا ہو کر مدح اور سلام
پڑہنا منع ھی یا اسبات پر علمای امت کا اجماع ہو گیا ہوتا تب تو اوسکی مخالف یہ حکم استحباب قیام کا بدعت
سیئہ ہوتا اور نہی تو ھر گز وارد نہین اس موقع خاص کے کیا علی العموم **قیام تعظیمی** کے لیے شرع مین
بھی وارد نہین ہوی سوا اس قیام مروجہ عجمیون کی چنانچہ شاہ ولی اللہ نی حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہے

پس جبکہ بھی ثابت ہوئی تو موافق اصول قواعد مقررہ مسلمہ علماء فقہ کی جنکو علامہ شامی اور محقق ابن ہمام وغیرہ
لکھتے ہین کہ جمہور حنفیہ اور شافعیہ کی نزدیک اصل اشیا مین اباحت ہی یہ قیام مباح امر ٹھہرا اور بدعت سیئہ
نہوا بلکہ بباعث مقرون ہونی نیت تعظیم شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مستحب اور مستحسن ہوگیا بیان اسکا
یہ ہے کہ نصوص قرانی وتعزروہ وتوقروہ اور آیہ من تعظیم شعائر اللہ ناطق ہین کہ تعظیم آپ کی مطلوب ہے
شرعا اسیواسطے لکھا ہے مجمع البحار کی جلد دوسری تحقیق لفظ صدق مین فتعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل القرب
یعنی تعظیم آپ کی افضل قربات وعبادات سے ہی اور شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ مین لکھتے ہین وذکر النبی صلی اللہ
علیہ وسلم بالتعظیم وطلب الخیر من اللہ تعالی فی حقہ آلۃ صالحۃ للتوجہ الیہ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ساتھ
تعظیم اور آداب کی اور آپ کی حق مین اللہ تعالی سی خیر کا طلب کرنا عمدہ آلہ ہی آپ کی توجہ کی لئی اور
لکھا قاضی عیاض نے شفا مین واجب علی کل مومن عند ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یتوقر ویاخذ فی
ہیبتہ واجلالہ واجب ہے ہر مسلمان پر جب ذکر ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا توقیر کری اور دلمین ہیبت اور بزرگی
اونکی ٹھہرائی کہ جب یہ معلوم ہوا کہ توقیر وتعظیم آپ کی مطلوب ہے تو یہ قیام بھی چونکہ مفید تعظیم شان رسول ہے
مطلوب ہوا بناءً علیہ اس قیام کو اگر اس سبب سے کہ خاص اس موقع مین صدر اول سی منقول نہین بدعت
کہینگی تو بباعث داخل ہونی اسکی تحت قاعدہ شرعیہ تعظیم کی حسن اور مستحسن کہینگی مجمع البحار اور شرح مسلم نووی
کی عبارت بیان بدعت مین گذر چکی کہ بدعت حسنہ کی ایجاد مین ثواب ملتا ہی خواہ وہ طریقہ تعلیم علم کا ہو
یا عبادت کا یا ادب کا سواء کان ذلک تعلیم علم او عبادۃ او ادب پس یہ قیام جو ایجاد کیا گیا ہے یہ
طریقہ ادب کا ہے بناءً علیہ یہ مستحسن ہوا چنانچہ مولد کبیر ابن حجر اور سیرت حلبی اور تفسیر روح البیان وعقد الجوہر
وغیرہ مین اسکی استحسان پر تصریح ہی اور عمل ہی اسی پر حرمین شریفین اور جمیع بلاد اسلامیہ مین جن ملکونکا
ذکر اس رسالہ مین ملا علی قاری وغیرہ کی کلام سی نقل کیا گیا ہی بھلا جو عمل باتفاق سواد اعظم مستحب اور
مستحسن ہوا اسکو بدعت سیئہ اور بدعت ضلالت کہنا کسقدر آئین انصاف ودیندین کی خلاف ہے
اور شرک اور کفر کہنا اسکا تو محض فضول ہی اسلئی کہ شرح عقائد نسفی مین معنی شرک کی یہ لکھی ہین کہ
شرک اسکو کہتی ہین کہ کسیکو خدائی مین شریک کری یعنی جیسی اللہ تعالی واجب الوجود ہی ایسا ہی کسی

دوسری کو مستقل بالذات واجب الوجود سمجھی یا جسطرح خدا کو مستحق عبادت جانتی ہین ویسی کو مستحق عبادت جانی انتہی
اور وقت ذکر ولادت شریف کھڑا ہو کر مدح وسلام پڑہنی ہین یہ دونو باتین نہین پھر شرک کیسا اور اگر
متقدمین یعنی عقاید حنفی کا کلام نہین سنتی اپنی متاخرین ہی کا کلام سنو مولوی اسمعیل صاحب تقویت الایمان کی
فصل شرک فی العبادہ مین کہتی ہین اللہ کی سی تعظیم کسی اور کی نکی چاہیی اور جو کام اوسکی تعظیم کی ہین وہ
اور وں کی واسطی نکیجی آہی کلامہ اب قیام کو دیکھنا چاہیی کہ خاص اللہ تعالی کی واسطی ہی یا اور کسی کی واسطی
بھی ہی اور قیام دست بستہ عبادت بھی ہی یا نہین سو مولوی اسمعیل صاحب کی دادا پیر شاہ عبدالعزیز تفسیر
عزیزی پارہ الم مین لکھتی ہین در حقیقت چیزیکہ نماز از غیر نماز تمیز پیدا کند ہمین دو فعل اند رکوع و سجود و قیام
اختصاص بنماز بلکہ بعبادت ہم ندارد انتہی اور علامہ حلبی نی لکھا ہی شرح کبیر منیہ مین ان القیام لم یشرع عبادۃ
وحدہ وذلک لان السجود غایتہ الخضوع حتی لو سجد بغیر اللہ یکفر بخلاف القیام شاہ صاحب اور حلبی کی عبارتون
سی ظاہر ہو گیا کہ قیام خود فی نفسہ عبادت نہین اور نہ کچھ نماز اور عبادت کی ساتھ اسکو خصوصیت پس اللہ
کی خاص تعظیموں مین قیام کو شمار کرنا خود اپنی بزرگون کی کلام کو رد کرنا ہی خلاصہ یہہ کہ نماز مین جو قیام عبادت
گنا جاتا ہی وہ بباعث اشتمال چند قیود کی عبادت گنا گیا ہی طہارت کاملہ اور استقبال قبلہ کا شرط ہونا اور
قرأت کا واقع ہونا اور وسیلہ لتکرار الرکوع والسجود ہونا اگر نماز مین ان باتون کا خیال نہوتا تو نماز مین قیام
مشروع نہوتا بخلاف سجدہ و رکوع کی کہ یہہ خود عبادت اصل مقصود ہے اور خاص خدا تعالی کا حق ہی اسلیی قرآن و
حدیث ناطق ہین اسپر کہ غیر اللہ کو سجدہ جایز نہین اب سن سجدہ کا حال کتب معتبرہ سی سنئی مولوی اسحق صاحب
مائۃ مسایل کی مسئلہ سی و سوم مین لکھتی ہین سجدہ کردن غیر خدا را اگر باشد یا غیر قبر حرام و کبیرہ ست و اگر بجہت
عبادت غیر خدا را سجدہ کند موجب کفر و شرک است انتہی اور یہی مضمون تفسیر عزیزی پارہ الم مین ہے اب دیکھی
انکی بزرگوار تو عین سجدہ مین بھی تفریق کرتی ہین کہ عبادت کی لئی دوسری کو سجدہ کرنا شرک ہی اور
اگر نیت عبادت کی نہین تو حرام ہی شرک نہین حضرت مجدد الف ثانی جلد ثانی مکتوبات کی مکتوب نود و
مین لکھتی ہین بعضی از فقہا ہر چند سجدہ تحیت بسلاطین تجویز نمودہ اند اما لایق حال سلاطین عظام آن ست
درین امر بحضرت حق سبحانہ و تعالی تواضع نمایند انتہی اس عبارت سی معلوم ہوا کہ بادشاہون کی لئی بھی بعض

فقہانی سجدہ کرنا جائز لکہا ہی لیکن حضرت مجدد فرماتی ہین کہ بادشاہونکو تواضع اور عاجزی چاہئی لوگون
سی سجدہ نکرادین جب عبادت مخصوصہ جو خاص خدا کا حق تھا یعنی سجدہ بغیر نیت عبادت کی شرک نہوا بلکہ بعض
فقہانی جائز بھی رکھا انتہی بقول حضرت مجدد افسوس ان زبان درازونکی تعدی اور عدم مبالات پر کہ بھی فقط قیام
جو ہرگز اصل عبادت نہین شرک اور کفر کسطرح ہوسکتا ہی واضح ہو کہ پہلے امت مین سجدہ بھی دوسرونکو واسطے
تعظیم کی جائز تھا یوسف علیہ السلام کی پاس جب انکی باپ یعقوب علیہ السلام اور اونکی خالہ اور سب بھائی
ملک مصر مین آئی جب ملاقات یوسف علیہ السلام سی ہوئی تو اوسوقت کا حال قرآن شریف مین ہے خروا لہ سجدا
یعنی حضرت یوسف کی والد اور خالہ اور بھائی یہ سب حضرت یوسف کی آگی سجدہ مین گر پڑی تعظیماً اور اسیطرح جب
آدم علیہ السلام کی لئی فرشتون کو حکم دیا سجدہ کا قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم اوسوقت سب فرشتون نی سجدہ
کیا آدم کو سوای شیطان ملعون کی چنانچہ قرآن شریف مین ہے فسجدوا الا ابلیس یہہ ذات شریف اوسوقت غرور
مین رہے سجدہ نکیا جہنمی بن گئے لعنت کا طوق گلی مین پڑا امام فخرالدین رازی نی پارہ تلک الرسل مین لکھا ہی
ان الملئکۃ امروا بالسجود لاجل ان نور محمد علیہ السلام فی جبہۃ آدم اور شاہ عبدالعزیز نی لکہا ہی کہ فرشتون نے
جو سجدہ کیا آدم علیہ السلام کو اور اخوان یوسف نی یوسف علیہ السلام کو وہ عبادت کی لئی نہ تھا ایسا سجدہ
کبھی جائز نہین ہوا کیونکہ یہہ محرمات عقلیہ سی ہی اور محرمات عقلیہ کبھی نہین بدلتی بلکہ وہ سجدہ تعظیمی تھا اب
اس امت مین وہ بھی حرام ہی انتہی ملخصاً اس تحقیق سی معلوم ہوا سجدہ تعظیمی اس امت مین حرام تو ہی لیکن
شرک اور کفر نہین جب عبادت خاصہ مخصوصہ باریتعالی کا یہ حال ہو پھر قیام کسطرح شرک ہوسکتا ہے اگر ہاتہ
باندہ کر کھڑا ہونا شرک ہوتا کبھی علماء دین واسطے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائز نرکھتی قبر شریف کی زیارت
مین صاحب جذب القلوب لکھتی ہین کہ در وقت سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقوف در انجناب باعظمت
دست راست را بر دست چپ بنہد چنانچہ در حالت نماز کرمانی گراز علماء حنفیہ است تصریح باین معنی کردہ انتہی
اور ملا علی قاری نی بھی کرمانی سی یہ ہاتہ باندھنا مثل نماز کی نقل کیا کتاب در المضیئہ مین اور مدینہ جانیوالے
خوب جانتی ہین کہ وہان اسی پر عمل ہی اور اسکی خلاف پر کہ ہاتہ باندہ کر کھڑا ہونیکو منع کرین ہرگز عمل نہین
اور علامہ محمد بن سلیمان مکی شافعی نی کتاب حاشیہ مناسک خطیب شربینی مین لکھا ہی فالاولی ان یضع

بیمینہ علی یسارہ کا لصلوۃ کما اقتصر علیہ فی الحاشیۃ واقرہ ابن علان آخر کلامہ فی الجوہر یشیر الی المیل

الیہ انتھی اور فتاوی عالمگیریہ مین ہے درباب زیارت قبر شریف ویقف کما یقف فی الصلوۃ اب دیکھیے سب

علما شافعی وحنفی نماز کی ساتھ تشبیہ دیکر کھتی ہین کہ جسطرح نماز مین ہاتھ باندہ کر کھڑی ہوتی ہین ویسیطرح حضرت

کی روضہ مبارک کی سامنی باادب کھڑا ہو اب اسمین دو احتمال ہین یا تو یہہ علما سمجھی ہین کہ ہاتھ باندھکر باادب

کھڑا ہونا کچھ عبادت نہین اور نہ مخصوص خدا کی ساتھ جیساکہ کلام شاہ عبد العزیز وغیرہم سی ہم نقل کرچکی ہیں

جب کہ مخصوص خدا کی ساتھ نہین تو کیا مضائقہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیواسطی اسطرح کھڑی ہون

اور دوسرا احتمال یہہ ہی کہ اگرچہ ہاتھ باندہ کر کھڑا ہونا خاص ہے اللہ تعالی کی ساتھ تو شاید یہہ سمجھا ہو کہ رسول

اللہ کی تعظیم مین کھڑا ہونا غیر اللہ کی تعظیم نہین بلکہ یہہ گویا خود اللہ کی تعظیم ہے چنانچہ بعض آیات سی یہہ مضمون

مضمون مفہوم ہوتا ہی قرآن شریف مین ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنی جسنی رسول کی اطاعت

کی تحقیق اوسنی اللہ ہی کی اطاعت کی اور دوسرے جگہہ فرمایا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ شاہ

عبد القادر صاحب نے اس آیۃ کا ترجمہ یہ کیا ہی جو لوگ ہاتھ ملاتی ہین تجھسی وہ ہاتھ ملاتی ہین اللہ سی انتہی اور

تفسیر روح البیان مین ہے کان المقصود بالمبایعۃ منہ علیہ السلام المبایعۃ مع اللہ وانہ علیہ السلام انما ہو سفیر

ومعبر عنہ تعالی وبہذا الاعتبار صاروا کانہم یبایعون اللہ وبالفارسیہ آنانکہ بیعت می کنند با تو جزین نیست

کہ بیعت می کنند با خدای چہ مقصود بیعت اوست برای طلب رضای اوست انتہی کلام روح البیان

اور وقت بیعت جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ لوگون کے ہاتھ پر تھا اوسکو قرآن شریف مین یون

فرمایا ہی ید اللہ فوق ایدیہم شاہ عبد القادر نی معنی اسکی لکھی کہ اللہ تعالی کا ہاتھ ہی اوپر اونکی ہاتھ کی

اور تفسیر مدارک مین ہے یرید ان ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التی تعلو ایدی المبایعین ہے ید اللہ تعالی واللہ

منزہ عن الجوارح وعن صفات الاجسام وانما المعنی تقدیر ان عقد المیثاق مع الرسول کعقدہ مع اللہ من

غیر تفاوت بینہما یعنی رسول کی بیعت گویا اللہ کی بیعت ہے کچھ فرق نہین خلاصہ کلام یہ کہ اگر یہہ قیام دست بستہ

عبادت نہین چنانچہ مذہب علماء و قول فقہا یہی ہی تو محفل مولد شریف مین کھڑا ہونا شرک اور کفر ہرگز

نہوا اور اگر اسکو زبان زوری ہی خواہ مخواہ خلاف علماء دین کی عبادت قرار دیتی ہو تو ہم بھی کلام ہم جواب دینگی

اگر یہ عبادت ہی تو بھی اللہ ہی کیواسطی ہی یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا ہونا ہماری لئی بڑی نعمت ہے
اور اللہ تعالی کی رحمت ہی جسوقت اس ظہور نعمت کا بیان ہوتا ہی ہم تعظیما کھڑی ہوجاتی ہین بدینمعنی کہ
ای اللہ تعالی ہمنی تیری اس نعمت بھی ہوئی کو عظیم جانا ہمین دو باتین حاصل ہوئین ایک یہہ تعظیم نکلی
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کیونکہ اپکی تشریف آوری عالم دنیا کا ذکر سنکر بہیئت تعظیم کھڑی ہوگئی دوسری
یہ کہ یہی تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم بعینہ تعظیم ہوگئی اللہ تعالی کی کیونکہ نعمت کی تعریف خود منعم کی تعریف ہے
اور نعمت کی تعظیم سلطان منعم کی تعظیم ہے پس یہ دست بستہ کھڑا ہونا درحقیقت منعم حقیقی کی سامنی ہے
شکریہ عطار نعمت مین اب خیال فرمایئی کہ اس معنی کو شرک اور کفر سی کیا علاقہ فماذا بعد الحق الا الضلال
ایک قباحت کا جواب تو ہوچکا اب **دوسری قباحت کا جواب** سنیئی کہ تمام مولد شریف
پڑھنی والی اپنی زبان سی خوب تصریح اور توضیح سی تعین یوم ولادت کی شرح کرتی ہین شاہ سلامت اللہ
صاحب کی مولد شریف مین ہے بارہوین تاریخ ربیع الاول کی صبح صادق کی وقت پیر کی دن حضرت
پیدا ہوئی اور مولد شریف غلام امام شہید مین ہی بارہوین تاریخ ربیع الاول دوشنبہ کی دن وقت صبح
صادق بعد چھہ ہزار سات سو پچاس برس کی زمانہ آدم سی اسی قسم کی عبارتین راحۃ القلوب وغیرہ رسایل
میلادیہ اردو زبان مین ہین اور عربی مولد برزنجی مین ہے ولما تم من حملہ تسعۃ اشہر قمریہ ولد صلی اللہ علیہ وسلم
لاسناہ اور علامہ عرب مدنی کی مولد مین ہے ثان عشر من ربیع اول فی یوم الاثنین المفخم فی الجبل
ان مکتوب ہونا ان رسایل مین روز وشہر وسال ولادت کا صاف اقرار ہی کہ آپ اوس زمانہ مین پیدا ہوئی
نہ یہ کہ اب محفل مین پیدا ہوئی نعوذ باللہ منہا اب **تیسری قباحت کا جواب بہ نسبت تشریف
آوری روح پر فتوح صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سننا چاہیئی** کہتی ہین کہ حضرت کی نسبت یہہ اعتقاد
رکھنا کہ جہان مولود پڑھا جاتا ہی وہان تشریف لاتی ہین شرک ہی ہر جگہ موجود خدای تعالی ہی اللہ سبحانہ
اپنی صفت دوسری کو عنایت نہین فرماتی **جواب** خدای تعالی کی حاضر ہونیکی حقیقت یہہ ہی کہ تم عظمت
اور وسعت عرش عظیم کی اور فراخی کرسی کی خیال کرو کہ اونکی آگی سات آسمانون کی کیا حقیقت ہی
پھر کرہ ناری اور ہوائی اور مائی کو خیال کرو کہ آسمان کی آگی اونکی کیا وسعت ہے پھر اون کرات کی

آگی زمین کو دیکھو کہ اوسکی وسعت کو کرات سی کیا نسبت ہے پھر زمین کی چوتھائی حصہ کو دیکھو جو پانی
باہر نکلا ہوا ہی پھر اوس باہر نکلے ہوی مین جنگل اور پہاڑ اور ریگستان کسقدر ہین اور آدمیون سے آباد کسقدر
اور اوس آباد مین کفار کسقدر ہین اور مسلمان کسقدر اور مسلمانون مین مولد شریف کرنیوالی کسقدر ہین
نکرنی والی کسقدر پس ان سب مراتب کی خیال اور فکر کرنی سی فرق معلوم ہوجاویگا مرد منصف
اللہ تعالی کا حاضر ہونا تو اس درجہ مین ہی کہ عرش کرسی آسمان لوح و قلم ساتون زمین اور جمیع
و بحار و یران و عمرانات وغیرہ ہر مکان ہر زمان ہر آن کی نسبت وہ حاضر اعتقاد کیا گیا ہے اور
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جسنی یہ اعتقاد کیا کہ وہ مواقع مولود خوانی مین تشریف لی آتی ہین تو یہ زمانہ اور
مواقع بہ نسبت دن تمام ازمنہ اور مقامات مذکورہ بالا کی کس شمار اور کس حصہ مین داخل ہین کہ بس ان
مین تشریف لانیسی اللہ تعالی کی ساتھہ برابری لازم آگئی اور شرک ہوگیا نعوذ باللہ منہ اور عقیدہ
والجماعت کا یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی صفت اوسطرح اور اوسی حقیقت سے کہ اللہ تعالی کی ساتھہ خاص
مین بعضین ہوتی اور خصوصیت کی معنی یہہ ہین کہ یوجد فیہ ولا یوجد فی غیرہ اور روی زمین پر کل جگہہ موجود
کچھہ خاصہ مخصوص خدا کی ساتھہ نہین تفسیر معالم التنزیل اور رسالہ برزخ جلال الدین سیوطی اور شرح موا
زرقانی مین ہے کہ ملک الموت قابض ہے جمیع ارواح جن و انس و بہایم اور جمیع مخلوقات کا اور اللہ تعالی
کردیا ہی دنیا کو اوسکی آگی مثل چھوٹی خوان کی اور ایک روایت مین آیا ہی مثل طشت کی کہ قبض
وہہنا یعنی ادہر سے لیلیتا ہے جانکو اور اودہر سے اب خیال کرو کہ ایک آن مین مشرق سی مغرب
کسقدر چیونٹی مچھر کیڑی مکوڑی اور چرند پرند درند اور آدمی مرتی ہین ہر جگہہ ملک الموت موجود ہوتا
اور مشکوۃ مین آیا ہی کہ ملک الموت وقت موت میت کی سرہانی ہوتا ہی مومن کی بھی اور کافر کی
حدیث طویل ہی اور قاضی ثناء اللہ نی تذکرۃ الموتی مین نقل کیا ہی ایک حدیث کو طبرانی اور
سے اوسمین یہہ بھی ہی کہ ملک الموت نی رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سی بیان کیا کہ ایسا کوئی گھر نہین
یا بد آدمیونکا جسکی طرف مجھکو توجہ نہو رات دن دیکھتا رہتا ہون اور ہر چھوٹی بڑی کو ایسا پہچانتا
کہ وہ خود بھی اپنی کو اسقدر نہین پہچانتی اور یہہ بھی روایت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سی کی ہی کہ

نمازونکی وقت آدمیونکو دیکھتاہی جسکو دیکھتاہی کہ ہمیشہ نماز پڑہتارہا اوسے شیاطین کو دفع کرتاہے اور کلمہ طیبہ تلقین کرتاہی ان احادیث سی معلوم ہوا کہ ملک الموت ہر جگہ حاضر ہے بہلا ملک الموت علیہ السلام تو ایک فرشتہ مقرب ہی دیکہو شیطان ہر جگہ موجود ہے در مختار کی مسائل نماز مین لکہاہی کہ شیطان اولاد آدم کی ساتہ دن کو رہتاہی اور اوسکا بیٹا آدمیون کی ساتہ رات کو رہتاہی علامہ شامی نی اسکی شرح مین لکہاہے کہ شیطان تمام بنی آدم کی ساتہ رہتاہی مگر جسکو اللہ نی بچالیا بعد اسکی لکہاہی واقدرہ علی ذلک کما اقدر ملک الموت علی نظیر ذلک۔ یعنی اللہ تعالی نی شیطان کو اسبات کی قدرت دیدی ہی جسطرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونی پر قادر کردیاہی انتہی کلامہ اب عالم اجسام محسوسہ مین اسکی مثال سمجہی کوئی آدمی مشرق سے مغرب تک آبادی دنیا کی اگر سیر کری جہان جاویگا چاند کو موجود پاویگا اور سورج کو بہی پاویگا پہر اگر وہ کہی کہ ایک چاند سب جگہ موجود ہی اور ایک سورج سب جگہ موجود تمہاری قاعدہ سی چاہئی وہ کافر ہوجای کہ اوسنے چاند کو ہر جگہ موجود کہا حالانکہ تحقیق یہہ ہے کہ وہ مشرک ہی نہ کافر خاصہ مسلمان ہی بس اسیطرح سمجہو کہ جب سورج سب جگہ یعنی اقالیم سبعہ مین موجود ہو کہ وہ چوتہی آسمان پر ہے روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو ساتوین آسمان پر علیین مین موجود ہی اگر وہان سے آپکی نظر مبارک کل زمین کی چند مواضع و مقامات پر پڑجاوے اور ترشح انوار فیضان احمدی سی کل مجالس مطہرہ کو ہر طرف سی مثل شعاع شمس محیط ہوجاوے کیا محال اور کیا بعید ہے علامہ زرقانی نی ابوالطیب کا شعر شرح مواہب لدنیہ کی فصل زیارت قبر شریف مین نقل کیاہی

کالشمس فی وسط السماء ونورہا	یغشی البلاد مشارقا ومغاربا	کالبدر من حیث التفت رایتہ
یہدی الی عینیک نورا ثاقبا	یعنی جسطرح سورج آسمان کی بیچ مین ہے اور روشنی اوسکی پہیلی ہوئی ہی مشرق	

سے مغرب تک اور جسطرح چاند جہان سے تو اوسکو دیکہی اوسی جگہ سی تیری آنکہون مین نور بخشے گا انتہی کلامہ فرق یہہ ہی کہ سورج اور چاند کی دیکہنے کی آنکہہ اللہ تعالی نی کہول دی ہی اوسکی ذریعہ سی بینا آدمی دیکہکر کہدیتاہی چاند ہر جگہ موجود ہی اندہا مادرزاد یون کہیگا کہ چاند کہین نہین بس اسیطرح روح نبوی کا دیکہنا موقوف ہی اللہ تعالی کی عنایت پر اگر وہ آنکہہ باطنی کہولدی اور پردہ اوٹہادی ہر جگہہ انسان جلوہ احمدی دیکہہ سکتاہے علامہ زرقانی شرح مواہب جلد ثالث مین تذکرہ قرطبی سے نقل کرتی ہین ان موت الانبیا انما ہو راجع الی ان غیبوا عنا

بحیث لاندرکہم وانکا نوا موجودین احیاء ولا یراہم احد من نوعنا الا من خصہ اللہ تعالی بکرامتہ من اولیایہ
موت انبیاء کی بس اتنی ہی کہ وہ ہمسی چھپای گئی ہمکو نظر نہین آتی اگرچہ وہ زندہ موجود ہین پر ہم مین
کوئی اونکو دیکھ نہین سکتا مگر یہ کہ کسی ولی کو خدا تعالی دکھلاوی امام شعرانی نی میزان مین لکھا ہی قد
عن ابی الحسن الشاذلی وتلمیذہ ابی العباس المرسی وغیرہما انہم کانوا یقولون لو احتجبت رویتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
طرفتہ عین ما اعددنا انفسنا من جملۃ المسلمین یعنی ابو الحسن شاذلی وغیرہ اولیا فرماتی ہین کہ اگر ایک پل جھپکنے
برابر بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمسی چھپ جاوین تو ہم اپنی تئین مسلمان نجانین انتہی اور ہونا روح انبیا
السلام کا علیین مین ساتوین آسمان پر جو ہمنی بیان کیا ہی یہ تفسیر عزیزی کی بیان علیین مین مرقوم ہی
با وجود ہونی علیین کے آپکی روح کو قبر شریف سی بہی اتصال قوی ہی ہر زائر کو جانتی ہین کہ کون زیارت
آیا اور سب کو سلام کا جواب دیتی ہین قبر مین جسم مبارک زندہ ہی زرقانی نی لکھا ہی ان نبینا بالرفیق
الاعلی و بدنہ فی قبرہ یرد السلام علی من یسلم علیہ اب فکر کرنا چاہیے جب چاند سورج ہر جگہ موجود اور ہر جگہ
پر شیطان موجود ہی اور ملک الموت ہر جگہ موجود ہی تو یہ صفت خاص خدا کی کہان ہوئی جسمین رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کو شریک کرنے سے مشرک اور کافر ہو جائین معاذ اللہ اور تماشا یہ کہ اصحاب محفل
تو زمین کی تمام جگہ پاک ناپاک مجالس مذہبی غیر مذہبی مین حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہین
کرتی ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اوس سے بہی زیادہ تر مقامات پاک ناپاک کفر غیر کفر مین پایا جا

اب تحقیق لکہی جاتی ہی سیر ارواح کی

واضح ہو کہ ارواح انبیا کا چلنا پھرنا فقہ اور حدیث
ثابت ہی معراج کی حدیثون مین وارد ہی کہ آپ ارشاد فرماتی ہین کہ مینی اپنی تئین انبیا کی جماعت مین
یہ موسی علیہ السلام نماز پڑھتی ہین یہ عیسی پڑھتی ہین یہ ابراہیم پڑھتی ہین فحانت الصلوۃ فاممتہم
اتنی مین نماز کا وقت آگیا مین اونکا امام ہوا روایت کیا اسکو مسلم نی اور قرطبی نی ابن عباس سی
روایت کی ہی کہ بیت المقدس مین اللہ تعالی نی آدم سی لیکر کل انبیا کو جمع کر دیا تھا جماعتین جیسے
پیچھی تہین اور فتاوی سراجیہ کی باب مسایل متفرقہ مین ہے امامۃ النبی علیہ السلام لیلۃ المعراج لارواح
علیہم السلام کانت فی النافلۃ ان روایات فقہ و حدیث سی ثابت ہوا کہ سب پیغمبرون کی روحین

امامت ہونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج کی رات ارواح انبیاء علیہم السلام کی نفل نماز مین ہتا ۱۲

اپنی اپنی مقامات سی سمت کر بیت المقدس مین حاضر ہوگئین اور نماز یہان آکر پڑھی اور مشکوۃ مین مسلم سی روایت ہے
کہ ابن عباس فرماتی ہین کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ساتھ چلی جاتی تہی مکہ اور مدینہ کی بیچ مین جب
ایک جنگل مین گذری پوچھا حضرت نی یہ کونسا جنگل ہی صحابہ نی کہا یہ وادی الازرق ہی فرمایا حضرت نے
گویا مین دیکھتا ہون موسی علیہ السلام کو پھر حضرت نی اونکا رنگ اور بالونکا حال بیان فرمایا کہ موسی رکھی ہوے ہین
دونون کانون مین انگلیان یعنی جسطرح اذان مین اور آواز بلند ہی اونکی ساتھ لبیک کی گذری چلی جاتی
مین اسی جنگل سی کہا ابن عباس نے کہ ہم آگی چلی تو ایک پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچی پوچھا حضرت نی یہ کونسی گھاٹی
کونسا پہاڑ ہی صحابہ نے کہا یہ پہاڑ یا تو ہرشا ہی یا لفت ہی آپ نی فرمایا گویا مین دیکھتا ہون یونس علیہ السلام
کو سرخ اونٹنی پر سوار پشمینہ کا جبہ پہنی ہوی اوسکی اونٹنی کی مہار پوست خرما کی ہی اسی جنگل مین چلا جاتا ہے
حج کی لیے لبیک کہتا ہوا روایت کی یہ حدیث مسلم نی کہا شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نی جذب القلوب مین

بہ حیات انبیا علیہم السلام بحیات حقیقی دنیاوی لیکن محجوب اند از نظر عوام بس تحقیقت نمود ایشان را بحبیب خود
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بی منام و بی مثال و بی اشتباہ و بی اشکال اور قسطلانی نی بہی مواہب مین اس معنے

کی طرف اشارہ کیا ہے وقیل ہو علی الحقیقۃ لان الانبیاء احیاء عند ربہم یرزقون فلا مانع ان یحجوا فی ہذہ الحالۃ

کما فی صحیح مسلم عن انس انہ صلی اللہ علیہ وسلم رای موسی قائما فی قبرہ یصلی قال القرطبی حبب لہم العبادۃ فہم
یتعبدون بما یجدونہ ان احادیث و عبارات محدثین سی معلوم ہوا کہ ارواح انبیا حج اور نماز وغیرہ عبادتین
کرتی پہرتی ہین جو اونکی دل مین آوی اور مشکوۃ کی باب المعراج مین بخاری اور مسلم کی حدیث سب کو یاد ہوگی کہ
اوسمین بیان ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پہلی آسمان پر حضرت آدم ملی دوسرے پر حضرت یحیی اور عیسی تیسرے
مین حضرت یوسف چوتھی مین حضرت ادریس پانچوین مین حضرت ہارون چھٹی مین حضرت موسی
ساتوین مین حضرت ابراہیم اب دیکھیی آسمان پر جانی سی پہلی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تمام
ارواح کل انبیا کی بیت المقدس مین ملی تہین اور نماز حضرت کی پیچھی پڑہی تہی اب یہ ارواح انبیا آسمانون
مین ملی اور روایت ہی کہ جب آپ معراج کو تشریف لیجاتی تہی موسی علیہ السلام کو دیکھا قبر مین نماز پڑہتی ہین
پھر اونھون نے بیت المقدس مین آپکی پیچھی نماز پڑہی پھر چھٹی آسمان پر ملے یہ تینون روایتین صحیح مسلم مین ہین

زرقانی نے موضع حیات فی القبر مین اس تعارض کو یون اوٹھایا ھی کہ انبیا علیہم السلام کی کہانی پینی کی ایسی فراغت
کی مقامات مین جہان چاہین جاوین پہر چلے آوین ج الانبیاء مراتع ومسارح یتصرفون فیما شاؤا ثم یرجعون خیال کا مقام
کہ یہ کسقدر حرکت ہوئی ہر آسمان اسقدر موٹا ہے جسقدر پانسو برس کا رستہ ہووی اور زمین سی آسمان تک اور
ہر آسمان سی دوسری آسمان تک پانسو پانسو برس کا رستہ ھے پس اس تحقیق کی موافق ایک فرا عرصہ مین آدم علیہ السلام
کی روح ایک ہزار برس کا رستہ اور یحیی و عیسی علیہما السلام کی دو دو ہزار برس کا رستہ علی ہذا القیاس موسی
علیہ السلام کی روح چہہ ہزار برس کا رستہ اور ابراہیم علیہ السلام کی روح سات ہزار برس کا رستہ طی کر گی
اس سرعت سیر کو یاد رکہو عنقریب ہم کچہہ فائدہ اسپر مرتب کرینگی اور لکھا شرح مواہب لدنیہ مین خاتمۃ المحدثین علامہ
زرقانی نی لا یمتنع رؤیتہ ذاتہ علیہ السلام بجسدہ و بروحہ و ذلک لانہ وسائر الانبیاء صلی اللہ علیہم وسلم ردت
الیہم ارواحہم بعد ما قبضوا واذن لہم فی الخروج من قبورہم للتصرف فی الملکوت العلوی والسفلی یہ مضمون تنویر
الحلک سی جلد اول کی شروع مین نقل کیا ہی **فائدہ** مولف براہین قاطعہ کا یہ اعتراض اور دو مبالغا اختلاف
ہین کہ مولف انوار نی کلام زرقانی مین لفظ التصرف کی جگہ للتصرف بنا دیا اور تصرف کی معنی عرفی بنالئے
یہ دونون دعوی بالکل غلط ہین دیکہو مطبع میریہ مصر سنہ ۱۲۷۸ بارہ سو اٹھہتر کی چھپی ہوئی شرح مواہب زرقانی
جلد اول صفحہ ۱۱ کی سطر اول کہ اوسمین للتصرف لکھا ہوا ہی یا اللہ جھوٹی تہمتون سی بچائیو اور دوسری اعتراض
کا یہ حال ہی کہ مینی حاشیہ پر جو ترجمہ اس عبارت کا لکھا ہی انوار ساطعہ مطبوعہ اولی و ثانیہ دونون مین بعینہ
لفظ تصرف نقل کر دیا ہے دیکھی جسکا جی چاہے وجہ یہ تہی کہ تصرف جسوقت باب تفعیل کا مطاوع واقع ہو
اوسوقت اوسکی پہرنی کی معنی ہوتی ہین صرفتہ فتصرف یعنی مینی پہرایا اوسکو وہ پہر گیا یہ قاموس مین ہے
اور جب موقع مطاوعت کا نہین ہوتا تو معنی یہہ ہوتی ہین (تصرف دست در کاری کردن) جیسا کہ
صراح اور منتخب مین ہے اب جاننا چاہئی کہ ارواح کاملہ کی نسبت دونون معنی ثابت ہین بنا علیہ تصرف
کی معنی مین مینی تصرف نہ کیا تہا وہی لفظ تصرف قایم رکھا تہا جسکا جی جس معنی کو چاہی وہی سمجہ لی
پس یہہ اعتراض بھی غلط ہے کیونکہ مینی تصرف کی معنی اردو نہین بنائی اور معلوم نہین معترض کو تصرف
ارواح کاملہ مین کیون بحث ہی اسبات کو علماء معقول تک مان چکی ہین کہ نفس ناطقہ قدسیہ جو کامل

درجہ کی حکمت علمیہ وعملیہ کو جامع ہوتا ہی جب وہ بدن سے نکل جاتا ہی عقول مدبرہ مین داخل ہوجاتا ہی اور
اس عالم مین اپنا اثر پہنچاتا ہی شیخ الرئیس اور ارسطاطالیس وغیرہ کی کلام مین اسکی تصریح موجود ہے اور ہمارے
حکماء دین بھی اسکو تسلیم کرتی ہین علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فالمدبرات امرا کی تفسیر مین لکھتی ہین
او صفات النفوس الفاضلۃ حال المفارقۃ فانہا تنزع عن الابدان غرقا ای نزعا شدیدا من اغراق النازع
فی القوس فتنشط الی عالم الملکوت وتسبح فیہ فتسبق الی حظائر القدس فتصیر بشرفہا وقوتہا من المدبرات
یعنے یا یہہ بات ہی کہ نفوس فاضلہ کی صفتین مراد ہین کہ قسم ہے نفوس کاملہ فاضلہ کی جب وہ بدن سے نکلتی
ہین خوش ہوکر عالم ملکوت مین جاتی ہین وہان تیرتی پہرتی ہین اور اپنی شرف وقوت کی باعث داخل ہوجاتی
ہین مدبرات مین یعنی ان مین جو کہ تدبیر عالم کرتی ہین اور روح البیان مین ہے ثم ان النفوس الشریفۃ
لا یبعد ان تظہر منہا آثار فی ہذا العالم سواء کانت مفارقۃ عن الابدان او لا پہر بعد دس سطر کی لکہا ہے
بل ہو بعد مفارقۃ البدن اشد تاثیرا وتدبیرا لان الجسد حجاب فی الجملۃ یعنی کچہہ بعید نہین کہ نفوس شریفہ
اثر ظاہر ہووین اس عالم مین خواہ وہ اپنی بدن مین موجود ہون یا نکل گئی ہون بلکہ مفارقت بدن کی بعد
زیادہ تر تاثیر اور تدبیر انکی ظاہر ہوتی ہی کیونکہ بدن عنصری ایک قسم کا حجاب ہتا وہ اوٹھ گیا اور
نقل کرچکی ہم نور دوم لمعہ ثانیہ حجرات کی فاتحہ مین تذکرۃ الموتی والقبور سی کہ اولیا حکم شہدا مین ہین
اور انبیا وصدیقین شہدا سی بہی افضل ہین انکی روحین زمین آسمان وبہشت مین جہان چاہتی ہین جاتی ہین
اپنی دوست اور معتقدونکی مدد کرتی ہین دشمنون کو ہلاک کرتی ہین انتہی اور انتباہ الاذکیا تصنیف
علامہ سیوطی رحمۃ اللہ مین ہی النظر فی اعمال امتہ والاستغفار لہم من السیئات والدعاء بکشف البلاء عنہم و
التردد فی اقطار الارض لحلول البرکۃ فیہا وحضور جنازۃ من مات من صالحی امتہ فان ہذہ الامور من اشغالہ
کما وردت بذلک الاحادیث والآثار اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ بات احادیث وآثار سے ثابت ہی کہ آپ
نظر فرماتی ہین اعمال امت مین انکی گناہونکی بخشش مانگتی ہین اور دفع بلاکی لئی دعا فرماتی ہین اور حدود زمین
مین پہرتی ہین برکت دیتی ہوئی اور جب امت کا کوئی نیک آدمی مری اوسکی جنازہ پر تشریف لاتی ہین
یہ آپ کی اشغال ہین عالم برزخ مین اور روح البیان آخر سورہ تبارک الذی مین ہے قال الامام الغزالی

رحمہ اللہ تعالی والرسول علیہ السلام لہ الخیار فی طواف العوالم مع ارواح الصحابۃ رضی اللہ عنہم لقد راٰہ کثیر
من الاولیاء اس سے معلوم ہوا کہ کچہ اس زمین کی خصوصیت نہین بلکہ تمام عالمون مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مع ارواح صحابہ پہرتے ہین بہت اولیا نے آپ کو دیکھا ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب در ثمین کی حدیث سابع عشر مین
لکہتے ہین اخبرنی سیدی الوالد قال اخبرنی شیخ السید عبد اللہ القاری قال حفظت القران علی قاری
زاہد کان یسکن فی البریۃ فبینا نحن نتدارس القران اذ جاء قوم من العرب یقدمہم سیدہم فاستمع قراءۃ
القاری وقال بارک اللہ ادیت حق القران ثم رجع وجاء رجل آخر بعد ذلک الزمن فاخبر ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اخبرہم البارحۃ انہ سیذہب الی البریۃ الفلانیۃ لاستماع قراءۃ قاری ہناک فعلمنا ان السید الذی
کان یقدمہم ہو النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وقد رایتہ بعینی ہاتین یعنی خبر دی مجکو میری والد سردار نے اور کہا
اونہون نے کہ خبر دی مجکو میرے پیر سید عبد اللہ قاری نے کہا سید عبد اللہ نے کہ مینے قرآن حفظ کیا ایک
قاری زاہد سے جو جنگل مین رہتے تہے ایک بار ہم قرآن پڑہ رہے تہے اتنے مین عرب کے آدمی آئے اونکا سردار
آگے تہا اوسنے قاری کا پڑہنا سنکر کہا اللہ تعالی برکت کرے کہ تونے قرآن کا حق ادا کیا پہر وہ چلے گئے اور
ایک آدمی دوسرا اونہی عرب لوگون مین کا آیا اور کہنے لگا کہ کل رات کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی
تہی کہ ہم فلان جنگل مین وہان کے قاری کا قرآن سننے جاوینگے جبکہ اس آدمی نے یہ بات سنائی ہمنے جان لیا
کہ وہ سردار جو آئے تہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تہے اور مینے اپنے ان آنکہون سے آپکو دیکہا انتہی اور نیز
شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین مین لکہتے ہین ورایتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اکثر الامور بعینہ فی صورتہ
الکریمۃ التی کان علیہا مرۃ بعد مرۃ فتفطنت ان لہ خاصیۃ من تقویم روحہ بصورۃ جسدہ علیہ السلام وانہ الذی
اشار الیہ بقولہ ان الانبیاء لا یموتون وانہم یصلون فی قبورہم ویحجون وانہم احیاء اور حضرت مجدد الف ثانی
جلد اول مکتوبات کی مکتوب دو صد و ہشتاد و دوم مین لکہتے ہین امروز در حلقہ بامدادی بنظر در آمد کہ حضرات الیاس
وحضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بصورت روحانیان حاضر شدند وبہ تلقی روحانی حضرت خضر فرمودند
کہ ما از عالم ارواحیم حضرت سبحانہ تعالی ارواح ما را قدرت کاملہ عطا فرمودہ است کہ بصورت اجسام متمثل شدہ کارہائے
کہ از اجسام بوقوع می آید از ارواح ما صادر می یابد اور اسی جلد اول کے مکتوب دو صد و بستم مین ہے درین اثنا عنایت

خداوندی دررسید وحقیقت معاملہ را کما ینبغی وانمود وروحانیت حضرت رسالت خاتمیت علیہ وعلی آلہ الصلوۃ و
سلام کہ رحمت عالمیانست درین وقت حضور ارزانی فرمود وتسلی خاطر حزین نمود وامام غزالی گفتہ کہ ارباب قلوب
مشاہدہ می کنند در یقظہ ملائکہ وارواح انبیا را کذا فی اشعۃ اللمعات فی کتاب الرؤیا اور اسی جگہ لکھا ہے شیخ عبد الحق
نے از شیخ ابو المسعود کہ مصافحہ میکرد آنحضرت را بعد از ہر نماز اور اسی جگہ لکھا ہے شیخ نے قصہ غوث پاک کا کہ
روزی غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ برکرسی نشستہ بود و وعظ میفرمود و قریب دہ ہزار
کس در پایہ وعظ وی حاضر و شیخ علی بن ہیتی در زیر پای کرسی شیخ نشستہ ناگاہ شیخ علی ہیتی را خوابی برد
پس شیخ عبد القادر قوم را فرمود اسکتوا پس ہمہ ساکت شدند تا آنکہ جز انفاس ایشان شنیدہ نمیشد پس
فرود آمد شیخ از کرسی و بایستاد با ادب پیش علی مذکور می نگریست در روی وی پس بیدار شد شیخ علی گفت شیخ
عبد القادر باوی کہ دیدی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را در خواب گفت نعم فرمود ازین جہت ادب ورزیدم
و ایستادم در پیش تو فرمود بچہ وصیت کرد ترا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفت بملازمت من مجلس ترا پس
شیخ علی گفت آنچہ من در خواب دیدم شیخ عبد القادر در بیداری دید و روایت کردہ اند کہ ہفت کس از مردان
دران روز از عالم رفتند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اس سے تین باتین ثابت ہوئین ایک تو روح پاک مصطفوی کا
مجلس خیر مین آنا دوسرے تعظیم روح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لئے حضرت غوث اعظم سے پیر دستگیر کا کھڑا ہو جانا
جس سے مستند ہوئی استحباب قیام کی واسطے تشریف آوری ارباب فضل و اکرام کی تیسری حضرت غوث پاک کی علو شان
اور قوت ادراک کہ جسکو دوسرے آدمی خواب مین دیکھین آپنے بیداری مین دیکھا قصہ مختصر یہ کہ روح نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم زمین پر آمد و رفت فرماتی ہی اور اگر کوئی یہ سمجھی کہ وہ خدا تعالی کی حضوری مین مستغرق ہی انکو
دنیا کی طرف کب توجہ ہوتی ہوگی جواب اسکا یہ ہی کہ شاہ عبد العزیز صاحب فرماتی ہین والقمر اذا اتسق
کی تفسیر مین وبعضی از خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ درین حالت ہم
تصرف در دنیا دادہ و استغراق انہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ باین سمت نمی گردد جب
اولیاء اللہ کا یہ حال تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال تو بدرجہا اس سی فایق ہوگا چنانچہ خاتمۃ المحدثین
زرقانی صفحہ ۲۰۵ مقصد عاشر مین لکھتی ہین ولا ریب ان حالہ صلی اللہ علیہ وسلم فی البرزخ افضل و اکمل من

حال الملائکۃ ہذا سیدنا عزرائیل علیہ السلام یقبض الف ثانیۃ روح احاد یدفی وقت واحد ولا یشغلہ قبض عن قبض

ذلک مشغول بعبادۃ اللہ تعالیٰ مقبل علی التسبیح والتقدیس فنبینا صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ یصلی و یعبد ربہ و

یشاہدہ ولا یزال فی حضرۃ اقترابہ ای ولوہ متلذذا بسماع خطابہ وکذا کان شانہ وعادتہ فی الدنیا لفیض علی امتہ من

سبحات الوحی الالہی مما افاضہ اللہ علیہ لا یشغلہ ہذا الشان وہو شان افاضتہ الانوار القدسیۃ علی امتہ عن شغلہ

بالحضرۃ الالہیۃ یعنی آپکا قبر مین بھی یہی حال ہی اور دنیا مین بھی یہی تہا کہ امت پر فیضان جاری ہے

تھا اور خدا سی ملی رہتی تہی ادہر کی مشغولی سی ادہر کی مشغولی مین فرق نہ آتا تھا ۵

ادہر اللہ سی واصل اودہر مخلوق مین شامل | | خواص اوس برزخ کبری مین تہا حرف مشدد

پس ادہر توسع ادراک وعلم وقوت استعداد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ادہر روح انبیا کی سرعت مخلوق

کہ حضرت ابراہیم معراج رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات بیت المقدس سے ساتوین آسمان پر سات ہزار

برس کا رستہ طی کرکی ادنی فرصت مین پہنچ گئی چنانچہ ہم روایت اسکی بیان کر چکی پہر کیا اشکال اور خلجان

ہو رہا ہی منکرین کو کہ صرف چند محافل میلادیہ جو چند شہرون مین منعقد ہو رہی ہین اونمین بسرعت سیر جا

ہو جانیکی قدرت روح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین نہین مانتی پیغمبر سید المرسلین ابراہیم خلیل اللہ سی اعلی وافضل

بالاتفاق ہین پہر مفضول تو سات ہزار برس کی راہ طی کری ایکدم مین اور فاضل افضل چند مقامات

کی سیر نکر سکی بڑی ناقدردانی کی بات ہی اور اوسپر طرہ یہ کہ جو ایسا اعتقاد کری اوسکو مشرک قرار دین

سبحان اللہ مشرک کی معنی بھی یہ حضرات خوب سمجھی ہین واضح ہو کہ نفس ناطقہ قدسیہ کا ایک

آن مین ظاہر ہو جانا بہت مکانون مین حکماء اشراقین اور ہمارے عرفاء کاملین او

محققین شرع متین کے نزدیک صحیح ہی اسمعیل افندی علامہ قسطلانی و زرقانی و حلبی و محدث دہلوی و مجدد

ثانی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سب قایل ہین سیرت حلبی جلد اول مین ہے فالارواح تتجسد وتظہر فی صور

مختلفۃ من عالم المثال اور فرمایا جلال الدین سیوطی نی تعدد الصور بالتخییل والتشکل ممکن کما یقع للجان اور

دونون عبارتون کا مضمون حضرت مجدد الف ثانی کی جلد ثانی مکتوبات مین ہے ہرگاہ جنیان را

اللہ سبحانہ این قدرت بود کہ متشکل باشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع آرند ارواح کمل را اگر این قدرت عطا

چہ محل تعجب است چہ احتیاج ببدن دیگر ازین قبیلہ است آنچہ از بعضے اولیاء اللہ نقل میکنند کہ در یک آن
در امکنہ متعددہ حاضر میگردند و افعال مباینہ بوقوع می آرند اینجا نیز لطائف ایشان تجسد باجساد مختلفہ
و تشکل باشکال متباینہ می شوند اور مدارج النبوۃ میں ہے دیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از موت مثال است
چنانکہ در نوم مرئی می شود در یقظہ نیز می نماید و آن شخص شریف کہ در مدینہ در قبر آسودہ و حی است ہمان
متمثل میگردد و در یک آن تصور بصور متعددہ عوام را در منام می نماید و خواص را در یقظہ اس عبارت مدارج
سے یہی آن واحد مین بہت شکلون مین متشکل اور مصور ہو کر ظاہر ہونا حضور کی جوہر پاک کا ظاہر ہی تعجب ہے
کہ مولف براہین قاطعہ نے صفحہ ۲۱ مین صور متعددہ کا لفظ عبارت مدارج سے نقل کرنے مین حذف کر دیا کہین
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصرف روحانی کی قوت ثابت ہو جائے پھر طرفہ یہ کہ اس عبارت مذکورہ سے
اپنی سند پکڑی کہ وہ تو مثال ظاہر ہونی کو لکھتی ہین اور تشریف آوری حضور کا کہین نام و نشان بھی نہین ہی
افسوس عبارت کا مضمون بھی آپنے نہ سمجھا یعنی محدث دہلوی فرماتی ہین کہ وہ بدن جو قبر مبارک مین ہے
وہی خود متمثل ہو کر نظر آتا ہی عوام کو خواب مین اور خواص کو جاگنے مین یقین کہ یہ کچھ اور چیز نظر آتی ہے
مغائر و منافی جسم اقدس کی اس مقام پر حدیث صحاح کی بہی یاد نہ آئی من رآنی فی المنام فقط رآنی
فانہ لا ینبغی للشیطان ان یتمثل بی حضرت ارشاد فرماتی ہین جسنے مجھکو خواب مین دیکھا اوسنے مجھی کو دیکھا
شیطان میری شکل نہین بن سکتا جب خواب کی دیکھنے کی تصدیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہین حالانکہ
خواب ایک غفلت کا عالم ہے پھر بیداری کا دیکھا ہوا بدرجہ اولی آپ ہی کا جوہر مقدس ہوگا نہ کسی
غیر کا بنا برعلیہ اوس بدن مثالی کی انکو اگر آپکا تشریف لانا کہا جائے تو موافق حدیث کی ہوگا نہ مخالف
اور اسیواسطی حضرت مجدد بہی تمثل الیاس و خضر کو فرماتی ہین کہ بصورت روحانیان حاضر شدند اور
دوسری جگہ لکھتی ہین روحانیت حضرت خاتمیت حضور ارزانی فرمود اور یہی قصہ سید احمد صاحب کا ہی
جو لفظ روح سے تعبیر فرمایا ہی کہ روح حضرت غوث الثقلین و حضرت نقشبند متوجہ حضرت ایشان گردید
اور واضح ہو کہ وہ مثال کوئی شی وہم و خیال محض نہین جیسا کہ مولف براہین قاطعہ نے خیال کیا بلکہ ایک شی
متصرف واقعی ہوتی ہی جیسا کہ علامہ زرقانی وغیرہم تصریح فرماتی ہین لیکن اس مقام پر ہم عبارت حضرت

مجدد الف ثانی کی نقل کرتی ہین جسکی انکار کی گنجایش فریق ثانی کو نہین جلد ثانی مکتوبات مین فرماتی

این شکل گاہ در عالم شہادت بود و گاہ در عالم مثال چنانچہ در یک شب ہزار کس آن سرور را علیہ الصلوۃ والسلام

بصور مختلفہ در خواب می بینند و استفادہا می نمایند اینہمہ تشکل صفات و لطایف اوست علیہ و علی آلہ الصلوۃ

والسلام بصورتہای مثالی و ہمچنین مریدان از صور مثالی پیران استفادہا می نمایند و حل مشکلات میکنند

بھلا انبیا علیہم السلام کا درجہ تو بہت عالی ہی حضرت مجدد تو پیرون کی صور مثالی سی بھی حل مشکلات

ثابت کرتی ہین یہ امر وہمی و خیالی نہین اور اسیطرح مشکل کشائی حوائج الناس کی نسبت اولیاء اللہ

مفسر روح البیان فی سورہ ملک مین لکھی ہی مثال اقامہ اللہ تعالی علی صورتہ لتنفیذ ما شاء اللہ تعالی

من حوائج الناس و غیرہا اور یہہ بات سب پر ظاہر ہی کہ جب صورت مثالی ایک شخص کی متخیلہ مین آئی اور

شخص مجلس مین ہے تو مجلس مین آنا مثال کا ثابت ہوا اور متعدد اشخاص کا یہ واقعہ دیکھنا دلیل ہی کہ غور

و محبوبیت محفل کو دخل ہی اس توجہ روحانی مین اور وہ مثال خود صاحب مثال کا جلوہ ہی علیہ افضل الصلوات

التسلیمات کیونکہ آپ فرماتی ہین من رانی فقد رانی اور فرماتی ہین من رانی فقد رای الحق یہ تقریر

اوس صورت مین کرتی ہین جب کہا جائی کہ وہ مثال نظر آتی ہی اور جب انتباہ الاذکیا مین سیوطی رحمۃ

اللہ علیہ احادیث سی ثابت کر چکی کہ آپ اطراف زمین مین پھرتی ہین تو مثال کہنی کی کچھ ضرورت نہین

چنانچہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مہمات المعارف مین لکھتی ہین فنبینا صلی اللہ علیہ وسلم یتصرف و یسیر بجسدہ

حیث شاء فی اقطار الارض و فی الملکوت انہ مغیب عن الابصار کما غیب الملئکۃ فاذا رفع اللہ الحجاب

عمن اراد اکرامہ برویتہ رآہ علی ہیئتہ التی ہو علیہا لا مانع من ذلک لا داعی الی التخصیص برویۃ المثال

انتہی ملخصا کذا فی نور العین مین کہتا ہون کہ یہ قول سیوطی موافق مسئلہ تروح اجساد و تجسد ارواح کی

جسکو اہل حقیقت مانتی ہین یعنی یہ بھی ممکن ہی کہ خود جسد پاک جو لطافت مین مثل روح ہی قبر سی بطور عجیب

نکلکر چلتا پھرتا ہو جیسا کہ حضور ی انبیا کی شب معراج بعض علما کی نزدیک با جسادہم ہوئی تھی اور بعض

نزدیک بارواحہم اور بعض اولیاء اللہ بند مکان سی بلا فتح باب باہر نکل آئی ہین غلبہ روحانیت

سبب تحاصل کسیطرح ہووی خواہ بجسدہ در وجہ خواہ بمثالہ رونق افروزی ہمت خستہ حال کی طرف

ثابت لااصل ہی اور یہ لکھتا مولف براہین کا صفحہ ۲۰۰ مین کہ مشاہدہ کی واسطی ارواح کا مشاہدی گھر مین آنا ضرور نہین قلب منور بعید سی دیکھتا ہے اسمین قیع بہر صحیح نہین سیلی کہ جب کبھی کسی مقام خاص کو حضرت کی رونق افروزی سے مشرف دیکھا ہی مان جلوہ محمدی پایا ہے ہو وقت تالاب شمسی کا جو مقام دہلی مین گذرا ہے اور خاص بیان ولتفل حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ سی فوائد السالکین مین اونکی خلیفہ صاحب جناب شیخ الاسلام فریدالدین گنج شکراجودہنی رحمۃ اللہ علیہ نی رقم فرمایا ہی لکھتا ہون شمس والی دہلی خواست کہ حوض بنا کند یکروز سوار شد با جمیع ارکان دولت زمین برای راست کنانیدن حوض میدید چنانچہ رسید آنجا کہ حوض است بایستاد کہ این زمین بہتر است چون دید باز گشت، در قصر آمد چون آنمرد یکی از واصلان حق بود ہمدرین نیت دران شب ہمران مصلی قدری در خواب شد چنانچہ دید نزدیک چبوترہ کہ دران حوض است مردی باد و گیسو کشادہ خوب صورت کہ صفت او نتوان کرد بر اسپ وچند نفر یار برابر او ایستادہ ہمین نظر مبارک ایشان بر من افتاد وپیش خود طلبید فرمود کہ بیا چہ نیت داری گفتم نیت این دارم کہ اینجا حوض بنا کنم ہمدرین گفتگوی اسپ نزدیک آنمرد استادہ بود مرا گفت ای شمس این رسول ست عزوجل آنچہ در خواست داری باز نمای تا آنمراد بدامن تو رساند چون مرا اندیشہ این حوض بود ہمین التماس کردم ودر پای مبارک رسول علیہ السلام افتادم بعدہ برخاستم دست بستہ استادہ شدم ہمانجا کہ چبوترہ است اسپ رسول علیہ السلام دست بزد وآب بیرون آمد رسول علیہ السلام فرمود کہ ای شمس ہمین جا حوض بہشت بکنانی اینچنین آب بیرون خواہد آمد کہ در ہیچ شہر و مقامی لذت آن آب نباشد ہمدرین گفتگوی بیدار شدم ہمانروز بگاہ سوار شدم چون آنجا بیادم کہ اسپ رسول علیہ السلام سم زدہ بود چہ بینم کہ آب بیرون آمدہ است و آنجا قرار گرفتہ ہر کس کہ برابر شمس آمدہ بود قدری ازان آب بخوردند سوگند بر زبان راندند کہ صد شہر از شیرینی از ہر چہ جمع کنند و بخورند اینچنین شیرین نیابند کہ لذت آن آب دارد آنگاہ خواجہ قطب الاسلام فرمود کہ شیرینی آن آب ببرکت قدم مبارک رسول علیہ السلام بود حکایت میں صاف ثبوت ہو اسکا کہ جس مقام پر آپ کی گھوڑی کا سم دیکھا تھا وہان صبح کو پانی خوشگوار

تالاب شمسی دہلی

پایا اگر قلب منور ہی فقط دور سے دیکھتا تھا اور مکان رویت سی اوسکو علاقہ نہ تھا تو اوس زمین مین
پانی نکل آنی کی کیا وجہ ہوئی اور یہ حکایت اولیاء ابرار کی لکھی ہوئی ہے قطع نظر اس سے اہل دل ہی لون
ہی متوارث سنتی چلی آتی کہ بنا بر تالاب شمسی کی یہی وجہ تھی بنا بر علیہ ہم کہتی ہین کہ جب اولیاء ابرار
اصحاب کشف و شہود نی روح یا روح کی مثال کو مجلس مین دیکھا تو اس مجمع اور اس مکان کا مشرف
ہونا فیضان نور محمدی سی تسلیم کرنا چاہئی جیسا کہ محمد بن یحیی جو کہ معظمہ مین مذہب حنبلی کی مفتی تھی علما
اعلام و مقتدایان اسلام سی نقل کرتی ہین کہ عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم بحضر روحانیتہ صلی اللہ علیہ وسلم
برزنجی کی رسالہ منظومہ اور نیز روح البیان کی جلد رابع و سادس مین حاضر ہونی روح مبارک کی تصریح ہے اور
مسئلہ کی رنگ سے بوجود کلام شاہ ولی اللہ صاحب مین موجود ہی فیوض الحرمین مین اپنی مشاہدہ کی بیان
مین جو مدینہ طیبہ مین جاکر حاصل ہوئی فرماتی ہین ورأیتہ صلی اللہ علیہ وسلم مستقرا علی حالۃ واحدۃ متوجھا الی الخلق
لا لبسا لباس مخلوق فاذا توجہ الیہ انسان بجہد ہمتہ ولا ارید الانسان العالی الہمۃ فقط بل کل فی کبد
یشتاق الی شیٔ ویتوجہ الیہ بقصدہ وشوقہ فانہ یتدلی الیہ ورأیتہ صلی اللہ علیہ وسلم ینشرح انشراحا
عظیما لمن صلی علیہ وسلم ومدحہ اس عبارت مین صاف بیان ہے کہ حضرت کا خوب دل کھلتا ہے خوشی سے
اوسکی طرف جو مدح پڑہی حضرت کی اور درود وسلام بہیجی اور جب کوئی مشتاق عشق دلی سے ہمت
لگاتا ہے اور متوجہ ہوتا ہے حضرت کی طرف تو آپ اوتر آتی ہین اوسکی پاس یہ خلاصہ مضمون
شاہ ولی اللہ صاحب کا بعینہا اونکی الفاظ مین ہے اور جو کوئی زیادہ تحقیق چاہے تو اصل کتاب
فیوض الحرمین کی طرف رجوع کری پاویگا اوسمین زیادہ تشریح اور توضیح اس مطلب کی

اور کشف والہامات اولیا کی نسبت مولف براہین قاطعہ کا یہ لکھنا صفحہ ۲۰۸ مین کہ
(الہام و کشف اولیا کا مفید حکم اور حجت علی الغیر نہین ہوتا) عجب بات ہی کیون صاحب شاہ عبد العزیز
و شاہ ولی اللہ وغیرہ عارفین رحمۃ اللہ علیہم سے آپ ایسے بالکل غیر ہوگئے کہ اب ہرا ونکا کشف حجت
نہین ہوسکتا الحمد للہ ع گہے بر طارم اعلی نشینم ؞ گہے بر پشت پائے خود نہ بینم
اب ہم کشف اور رویا صادقہ کی حقیقت بیان کرتی ہین کشف نام اسکا ہے کہ جب مرد مرتاض

حواس قوی ظاہری شدت مجاہدات سے مضمحل ہوجاتی ہین تو جوہر عقل قوی ہوکر مورد نور الٰہی
ہوجاتا ہے اوس نور کی تائید سے حقایق اشیا کما ہی فی نفس الامر معلوم ہونے لگتی ہین حدیث مین
ایسے شخص کی نسبت وارد ہوا ہے کہ ینظر بنور اللہ اور سچا خواب وہ ہی کہ احادیث مین وارد ہوا ہے
کہ رویا صالحہ نبوت کا چھیالیسوان جزو ہے اور حدیث مین ہے کہ نبوت تو ہوچکی اب مبشرات یعنی
رویا صالحہ باقی ہین پس کشف و منام صالح کو اس طرح تحقیر سے بالکل رد کرنا صحیح نہین اب ہم بیان
کرین بعض وہ مقامات کہ کشف پر عمل ہوا ہی حضرت خضر کو بعضون نے نبی کہا ہے اور معالم التنزیل
مین ہی کہ اکثر اہل علم کی نزدیک وہ نبی نہین تھی پھر دیکھئے اونہون نی الہام و کشف پر عمل کر کے
مساکین کی کشتی توڑ ڈالی اور ایک نوجوان لڑکا مار ڈالا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ
بالاتفاق نبی نہ تھین امہون نی اپنی بیٹی کو تابوت مین بند کر کی دریا مین ڈالدیا یہ فعل بہی قریب
ہلاک کر دینی کی ہے لیکن بالہام الٰہی کیا یہ سب وقایع قرآن شریف مین موجود ہین اگر انکو شریعت
سلف ہونیکا کوئی خیال کری تو لیجی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال سنیئے مشکوۃ کی
باب الکرامات مین حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا مین مروی ہی وہ فرماتی ہین کہ جب رسول صلی
اللہ علیہ وسلم کی غسل وفات کی نوبت پہنچی صحابہ کہنی لگی ہم نہین جانتی کہ کپڑی جسم مبارک سی اوتار کر
غسل دین یا مع کپڑون کی کیسی رائے یہ ہو رہی تھی کہ وہ تب اللہ تعالیٰ نی سب پر نیند بہیجدی وہ
سب سوگئی خواب مین کیا دیکھتی ہین کہ گھر کی گوشہ مین ایک بولنی والا بولتا ہی کہ غسل دو تم نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑون سمیت تب وہ لوگ نیند سی اوٹھی اور آپکو کرتا پہنی ہوی غسل دیا اس حدیث
مین لفظ قاموا کا ترجمہ زرقانی شرح مواہب مین یہ کیا ہی کہ انتبہوا من النوم اب دیکھئی یہ بہی عمل صحابہ
الہام منامی پر کیا ہی اور بعد صحابہ بہی بہت الہامات پر فقہا و محدثین نی عمل کیا ہی حضرت مجدد الف
ثانی اسکی بابت ایک سوال و جواب لکھتی ہین مکتوبات مین سوال چون دین بہ کتاب و سنت کامل گشت
بعد از تکمال بہ الہام چہ احتیاج بود و چہ نقصان مانده کہ بالہام کامل گردد جواب الہام مظہر کمالات خفیہ
دین است نہ مثبت کمالات زایدہ در دین چنانچہ اجتہاد مظہر احکام ست الہام مظہر دقایق و اسرار ست

کہ فہم اکثر مردم ازان کوتاہ ست ہر چند در اجتہاد و الہام فرق واضح ست کہ آن مستند بجانب حق را

جل سلطانہ پس در الہام یک قسم اصالت پیدا شد کہ در اجتہاد نیست اہل علم شبیہ اعلام نبی ست ک

ماخذ سنت است چنانچہ بالا گذشت اگرچہ الہام ظنی است و آن اعلام قطعی انتہی اور شیخ عبد الحق

رحمہ اللہ مدارج النبوۃ مین لکھتے ہین کہ اگر خواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات قسم احکا

سے سُنی اور سپر عمل نکرے لیکن اوسمین یہ وجہ نہین کہ رویت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مین شک ہو و

بلکہ یہ سبب ہے کہ خواب دیکھنے والے کا ضبط مفقود ہے پھر اسکی بعد لکھتے ہین کہ مراد ہماری احکام شرع

وہ احکام ہین جو قرارداد دین کی خلاف ہون اور اگر وہ ایسی نہین تو انکی قبول کرنے مین کچھ

ہی خلاف نہین عبارت یہ ہی ومراد باحکام شرعیہ کہ مخالف قرارداد دین ست و الا بعضے علوم ک

نہ از ین قبیل باشد در قبول آن و عمل بدان خلافی نخواہد بود و بسیارے از محدثین تصحیح احادیث ک

مروی است از حضرت وی نمودہ وعرض کردہ کہ یا رسول اللہ فلان این حدیث از حضرت تو روا

کردہ است پس فرمود آنحضرت نعم او لا و در رویت کہ در تیقظ ہست بعضے مشائخ نیز ہمچنین است

علوم نمودہ اند اور اسیطرح مفسر روح البیان نے بہی لکھا ہے کہ بہت علما نے حضرت صلی اللہ ع

وسلم سے حدیث حاصل کی ہین عالم رؤیا مین جب یہ حقیقت کشف ومنامات اولیا کی ظاہر ہو

تو معلوم کرنا چاہیئے کہ جب اہل کشف کی عمل موافق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش پایا اور انوار الٰہی مج

مین دیکھی اور بعض مشرف بزیارت ہوئے عین مجلس مین اور بعضون کو منام مین فرمایا کہ ہم بہی

آتی ہین اب ہم اس کشف ومنام کو جو پیش کہتے ہین شریعت پر تو نہین پاتی اوسکو مخالف

قرارداد دین متین کی اسلیئے کہ مجلس کا مکان لابد کوئی ٹکڑا زمین کا ہوگا پس داخل ہوگا د

اقطار الارض میں اور اقطار ارض مین آپکا چلنا پہرنا سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے احادیث و آثار

ثابت کیا ہے پس مضمون اس مکاشفہ کا ایک حصہ اور فرد ہوا افراد و حصص مضمون حدیث

اور مخالف نہو کسی حکم کا احکام قرارداد دین سے اسلئے مقبولین امت محمدیہ نے اسکو بالراس والعین

قبول کیا اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے بہی لکھدیا کہ جب کوئی صاحبدل ذوق مخلوق س

ہمت لگاتا ہے تو حضرت بھی اوسکی طرف نزول فرماتی ہین اگر کوئی کہی روح مبارک کو
خبر ہو جاتی علم غیب ہے اور وہ کسیکو نہین ہوتا سوای اللہ تعالی کی فرمایا اللہ تعالی نی
سورہ نمل مین قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ اور نیز حکم کیا اللہ تعالی نی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سورہ اعراف مین کہ کہہ ای محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لوگون سے لو کنت اعلم
الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء اگر جانتا مین غیب کو بہت حاصل کرتا مین منفعت اور نہ
پہنچتا مجھکو نقصان جواب سکا یہ ہی کہ اگر آپ صاحبون کو ان آیتون پر ایمان ہی تو مبارک ہو بہت
اچھی بات ہی لیکن چاہیئے کہ دوسری آیتون کو بھی سچی جانو سورہ ال عمران مین ہے وما کان اللہ لیطلعکم
علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء یعنی اللہ یون نہین کرتا کہ تمکو خبر دیدی غیب کی لیکن اللہ
چھانٹ لیتا ہی اپنی رسولون مین جسکو چاہے اور سورہ جن مین ہی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا
الا من ارتضی من رسول یعنی اللہ تعالی عالم الغیب ہے اپنی غیب کی بات کسی کو نہین کہولتا مگر جو پسند
کر لیا کوئی رسول ان چارون آیتون کی ملانیسی اہل سنت والجماعت کا جو مسئلہ اعتقادی ہی وہ کہلجاتا ہے
یعنے اصل عالم الغیب اور علام الغیوب اللہ تعالی ہے زمین و آسمان مین کوئی ایسا نہین جو یقینی طور پر
کسی بات کو بلا تعلیم و الہام حق جانے ہان اللہ تعالی اپنی پیاری برگزیدہ رسول کو جسکو چاہی خبرین
غیب کی بتا دیتا ہی پس جو شخص یون کہی کہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کچھ بھی غیب کی بات نہین جانتے
وہ منکر ہوا اللہ تعالی کی کلام کا کہ فرمایا اللہ تعالی نی چھانٹ لیتا ہی واسطے اخبار غیبی کی جسکو چاہی اور
نیز منکر ہوا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کہ مشکوۃ کی باب المعجزات مین روایت ہی عمرو بن اخطب
انصاری سی کہ نماز جماعت پڑہائی ہمکو رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نی فجر کی اور منبر پر چڑہ کی ہمکو نصیحت
فرمائی یہان تک کہ ظہر کا وقت آ گیا تب اترے منبر سی اور نماز پڑہی پھر چڑہے منبر پر فرماتے رہے نصیحت
پھر عصر کا وقت آ گیا پھر اوترے اور نماز پڑہی پھر چڑہے منبر پر یہان تک کہ چھپ گیا سورج اوسدن
بتا دیا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نی جو کچھ ہونیوالا تھا قیامت تک اب ہم مین زیادہ عالم وہ ہے
جسکو اوسدن کی زیادہ باتین یاد ہین روایت کی یہ حدیث مسلم نی اس حدیث سی ثابت ہوا

کہ بہت خبرین غیب کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہین اور حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آپ نے
کوئی شے چھوٹی بڑی قیامت تک ہونیوالی جو ہم کو نہ بتائی اور ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آپ ا
سے تشریف فرما ہوے اور ہمکو بتا گئے ہر چیز اگر کوئی جانور بھی بازو آسمان مین ہلاتا ہے وہ بھی آپ ہمکو
ذکر کر چکے یہ امام احمد اور طبرانی نے روایت کی ہے اور فرمایا آپ نے مین اپنی سب امتی اگلون پچھلو
جانتا ہون جیسا تم اپنے رفیق کو پہچانو اوس سے زیادہ ہر آدمی کو پہچانتا ہون رواہ الطبرانی قطع نظر
اعمال امت آپ کے سامنے عرض کئے جاتے ہین روی البزار بسند جید عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی ع
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حیوتی خیر لکم ومماتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما کان من حسن حمدت اللہ
وما کان من سیئ استغفرت اللہ لکم اور شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی سورہ بقرہ مین آیہ ویکو
الرسول علیکم شہیدا مین لکہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلع ست بہ نور نبوت بر رتبہ ہر متدین بد
خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ الی ان قال در روایات آمدہ ہر نبی را بر اعمال امتیان خ
مطلع می سازند کہ فلانی چنان می کند و فلانی چنان تا روز قیامت ادای شہادت توان کرد انتہی
اور نیز علامہ اسمعیل افندی اور قسطلانی اور زرقانی رحمۃ اللہ علیہم روایت کرتے ہین عن سعید بن
المسیب قال لیس من یوم الا وتعرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعمال امتہ غدوۃ وعشیۃ فیعرفہم ب
واعمالہم فلذلک یشہد علیہم یوم القیمۃ جب احادیث مین آچکا کہ صبح شام ہر روز دوبار امت کے اعمال آپ
سامنے پیش ہوتے ہین پہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوجانا جمیع محافل میلاد کا کون بڑی بات
اور **مولف براہین گنگوہی کا یہ لکہنا** (تمام امت کا اعتقاد یہ ہے کہ جناب فخر عالم علیہ ال
کو اور سب مخلوقات کو جسقدر علم حق تعالی نے عنایت کردیا اور بتلادیا اوس سے ایک ذرہ بھی زیاد
علم ثابت کرنا شرک ہی انتہی) عجیب قانون ہے اس تقدیر پر ایسا عالم مشرک ہوجائیگا مثلا کسینے ا
اوستاد کو اپنے ذہن مین بڑا عالم یا اپنے مرشد کو بڑا صاحب کشف سمجھ لیا حالانکہ حق تعالی نے او
اوسقدر علم اور کشف ندیا تہا مولف براہین کے نزدیک ذرہ بہر زیادہ سمجھنے سے مشرک ٹھہریگا معاذ اللہ
قطع نظر اسکے ہم کہتے ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تو اوسیقدر ہم ثابت کرتے ہین جسقدر شر

ثابت ہی نصوص اوپر گذر چکی دیکھو اور حرکت روحی بہی اوسیقدر ثابت کرتے ہین جو نصوص سے ثابت ہے
پہر مولف براہین صفحہ ۴۴ مین مسئلہ درمختار وغیرہ سے لکہتے ہین کہ اگر کوئی نکاح کری بشہادت حق تعالی
اور فخر عالم علیہ السلام کی کافر ہوجاتا ہے بسبب اعتقاد علم غیب کی فخر عالم کی نسبت انتہی) یہ مسئلہ بہی
اونے صحیح نہ لکہا اصل تحقیق اسکی لکھتا ہون کہ اگر کوئی شخص نکاح کری اور کوئی گواہ نہون فقط اللہ تعالی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کرکی نکاح کرلی تو وہ نکاح بالاتفاق ناجائز ہے اسواسطی کہ یہان
گواہ وہ ہونے چاہیین کہ اگر نکاح مین جہگڑا ہووی تو عدالت مین گواہی دے سکین اور یہ بہی ہے کہ خدا
تعالی تو ہر نکاح مین شاہد ہوتا ہی پہر شریعت مین علاوہ اوس ذات پاک کی اور دو گواہ مطلوب ہین
وہ یہان نہین ہین تو چاہیے وہ نکاح ہرگز نہو اسپر اتفاق ہے لیکن بعض علمائی اوسکو کافر بہی کہدیا جسکا
ذکر مولف براہین نی کیا اور یہ صحیح نہین اسواسطی کہ درمختار مین اسکی تضعیف پر اشارہ کیا ہے قیل یکفر
قیل لفظ تضعیف ہے اور فتاوی قاضیخان کی کتاب النکاح مین لکہا وبعضہم جعلوا ذلک کفرا
کافر ہونیکو قول بعض علما بیان کیا لیکن ابہی یہ نہین کہلا کہ خود قاضی خان کی رای اسکی موافق ہے
یا نہین یہ بات کلمات کفر مین کہولدی وہان اسطرح لکہا قالوا یکون کفرا شرح منیہ وغیرہ کتب مین صراحتہ
یہ اصطلاح لکہی ہی کہ لفظ قالو ایسی موقع مین لکہتی ہین جہان اپنی رای مین وہ امر مستحسن نہین ہوتا شرح
منیہ کی ذکر قنوت مین لکہا ہی کہ قاضیخان کا لفظ قالو لکہنا دلیل غیر مختار ہونیکی ہی عبارت یہ ہے
وکلام قاضیخان یشیر الی عدم اختیارہ لہ فی قولہ قالوا اشارۃ الی عدم استحسانہ لہ پس معلوم ہوگیا
فتاوی قاضیخان سے ہی کہ کافر کہنا ضعیف ہی اب ہم واضح تر دلیل لاتی ہین عدم کفر پر فقیہ شامی نی درمختار
کی قول مذکورہ بالا پر جسکی سند براہین مین پکڑی ہی تحریر کیا ہی قال فی التتارخانیۃ وفی الحجۃ
ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم اب اس سے بہی قوی تر سنو
خزانۃ الروایۃ مین مضمرات سی نقل کیا ہے والصحیح انہ لا یکفر لان الانبیاء علیہم السلام یعلمون الغیب
ویعرض علیہم الاشیاء فلا یکون کفرا ہمنے اس روایت اخیرہ کو قوی اسواسطہ لکہا کہ اسمین تصحیح جو الفاظ فتوی
سے ہے موجود ہی یعنی اس اختلاف علما مین صحیح یہی بات ہی کہ کافر نہین ہوتا پس درمختار اور قاضیخان کی

تضعیف اور شامی اور تاتارخانیہ اور فتاوی حجہ اور ملتقط کی تصریح اور خزانۃ الروایات اور مضمرات
کی تصحیح سے صاف ثابت ہوگیا کہ وہ کافر نہین ہوتا اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ چیزین عالم کی پیش
کی جاتی ہین سامنے روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور فتح القدیر وغیرہ مین ہی کہ جب روایت فقہ
حدیث متفق ہو ہرگز اوسکو نہ چھوڑا جاوی بناءً علیہ حکم ائمہ فتاوی کا موافق حدیث عرض اعمال جب
حکیم ترمذی اور بزار اور عبد اللہ ابن مبارک محدثین رحمہم اللہ تعالی نقل فرماتی ہین صحیح رہا اور دیکھ
زرقانی فی شرح مواہب مین کہ کل انبیا کو اور آبا اور امہات کو اونکی امت اور اولاد کی اعمال
پیش کی جاتی ہین ہر جمعہ اور حضرت کو سب پر شرف یہ دیا گیا کہ آپکو ہر جمعہ بالاجمال اور ہر
روز دو بار بالتفصیل مطلع کیا جاتا ہے انتہی اب دیکھئے یہ عرض اعمال علم کا وسیلہ بہت اچھا ہے او
شرعی مسئلہ ہے جسکو مفتیان دین لکھ چکی ہین بنا علیہ یہ جاننا کہ روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو محفل
کی خبر ہو جاتی ہے ہرگز شرک نہین پس جو کوئی محفل کرتا ہے اکثر تو یہی کہ ایک، دو دن پہلی سی اوس
اطلاع ہوتی ہی اور اوسکی سامان شروع ہوتی ہین ورنہ یہ تو ضرور ہوتا ہے کہ اگر شام کو محفل ہو
تو صبح سی کچھہ انتظام شیرینی یا کہانی وغیرہ کا ہونی لگتا ہے اور اگر صبح کو محفل ہوتی ہی تو شام سی شرو
ہو جاتا ہی اور اطلاع آدمیون کو شروع ہو جاتی ہے تو سمجھنا چاہیئے جبکہ ہر روز دو مرتبہ صبح و شام
حضرت کو خبر اعمال امت کی کیجاتی ہی جسکی گہر مین شام کو محفل ہوگی جو کچھہ اوسنی صبح کو سامان کیا
ہوگا یا کسیکو خبر دی ہوگی وہ عمل جسکو حضرت کی پاس پہنچ چکا ہوگا کہ شام کو محفل ہمارے فلان امتی کی
گہر ہوگی اور اگر اوسکی گہر صبحکو محفل ہونیوالی ہے اور شام کو اوس شخص نے اسباب فراہم کیا ہوگا یا کسیکی
سامنی موہنہ سے نکالا ہوگا کہ مین صبحکو محفل کرونگا اوسکی بھی خبر اسیقدر قبل انعقاد محفل پہنچ چکی ہوگی
علاوہ برایں محفل مولد شریف مین بکثرت سی درود و سلام پڑہتی ہین اور بنجوای حدیث ملک مجلس کا
درود نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو پہنچاتی ہین یہ بھی ایک ذریعہ ہی کہ حضرت کو درود خوانان مجلس کی
اطلاع تام حاصل ہے حدیث مین آیا ہے کہ درود پڑہنی والی کا نام مع نسبت حضرت کو درود پہنچاتی ہین اور
قصاید عشقیہ بہی محبت اور ذوق و شوق سی مجمعین پڑہتے ہین اور شاہ ولی اللہ کا مکاشفہ

اوپر گذر چکا کہ جو کوئی ذوق وشوق سے متوجہ ہوتا ہے درود وسلام دیتے پڑہتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اوسکی طرف نزول فرماتے ہیں اس مکاشفہ کی تائید بھی حدیث سے پائی جاتی ہے دیباچہ دلائل الخیرات
میں ایک حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ جو لوگ آپسے دور اور غائب نظر سے ہیں
یا بعد زمانہ آپکے پیدا ہونگے اونکے درود کا کیا حال ہے ارشاد فرمایا اسمع صلاۃ اہل محبتی واعرفہم وتعرض
علی صلاۃ غیرہم عرضا یعنی اپنی محبت والونکا درود خود سنتا ہوں اور ونکا درود مجہپر پیش کیا جاتا ہے
اسکی شرح دلائل الخیرات میں علامہ مہدی فاسی نے اسطرح لکہی ہیں اسمع بلا واسطہ صلاۃ اہل محبتی
الذین یصلون علی محبۃ لی وشوقا وتعظیما وظاہرہ سواء صلی علیہ المحب لہ عند قبرہ او نائیا عنہ واعرفہم
لتالف ارواحہم بروحہ وتعارفہا معہا بالمحبۃ الرابطۃ والارواح جنود مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف
وما تناکر منہا اختلف ولتکرر صلاتہم علیہ واکثارہم لہا من اجل المحبۃ المقتضیۃ لذلک وتعرض علی صلاۃ غیرہم
عرضا فہو انما یسمعہا بالواسطۃ انتہی ملخصا اور مزرع الحسنات شرح دلائل الخیرات میں ہے اعرفہم ای شناسم
اہل محبت را بسبب اتصال روحی وقرب معنوی ایشان بروح مقدس **مصرعہ**
قرب جانی چو بود بعد مکانی سہل ست ٭ وتعرض صلاۃ غیرہم عرضا یعنی فرشتگان درود
غیر اینہا را بر من عرض می کنند بواسطہ اینہا می شنوم ومی شنیدن بلا واسطہ مخصوص بمحبان وعاشقان است
اہ مذکور شد دلائل الخیرات کی حدیث کو دونو شارح مسلم رکھا پس معلوم ہوا کہ محبت بہی قرب
روحی کا سبب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی محبین کا درود خود سن لیتی ہیں جس طرح مزار شریف کی قریب کا درود
سنتی ہیں بعد ظاہری کچہ مانع نہیں اور شاہ ولی اللہ کا مکاشفہ ظاہر کرتا ہے کہ غیر حالت درود خوانی میں
بہی حضور اپنی خاص محبین کی امداد فرماتی ہیں چنانچہ اونہونے اپنا حال کتاب در ثمین کے بارہویں حدیث میں لکہا ہے
اعطش لیلۃ من اللیالی فالہم بعض اصحابنا ان یہدی لی اناء من لبن فشربتہ ثم نمت علی الوضوء فرایت
روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاوما الی انی انا الذی ارسلت اللبن والقیت الخاطر فی قلب الرجل یعنی میں ایک رات
پیاسا تہا کہا کچھ نہیں کہایا تہا ہمارے ایک دوست کو الہام ہوا وہ دودہ لایا میں پیکر سو گیا باوضو تو دیکہا روح نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو مجہسے فرمایا کہ میں نے ہی دودہ بہیجا تہا اوس آدمی کی دل میں ڈالدیا تہا کہ دودہ لیجا انتہی اور

گذر چکی اس سی پہلی حکایت قاری قرآن کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکا قرآن سُننی کو تشریف لائے
پس معلوم ہوا کہ آپ کو بذریعہ عرض اعمال بہی خبر ہوتی ہی اور اہل محبت کی خبر بباعث قرب روحانی بہی
ہوجاتی ہی علاوہ برابن ایک تیسرا طریق اور چوتہا طریق اور بہی خبردار ہوجانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا ہے لیکن وہ دونو طریق دقیق ہین عام فہم نہین جو علی العموم ذکر کیے جائین بہرکیف اطلاع پانی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چند طریق ہین اور وہ سب خدا تعالی کی دیتی ہوی ہین تو علم غیب آپکا مستقل
وبالذات نہوا جس سی شرک لازم آتا بلکہ آپ جس طریق سی حالات امت و اشیاء عالم پر مطلع ہونگی وہ خدا
خداداد وسی ہونگی اسکا نام شرک ہرگز نہین دیکہو عقاید وعلم کلام کی کتابین جب حدیث عرض اعمال وغیرہ
وسایط سی آپ کو علم ہوجانا ثابت ہوچکا اور روح کا چلنا پہرنا زمین میں اور سرعت سیر ارواح احادیث
سے معلوم ہوچکی اور آپ کی توجہ خلقت کی طرف بہی معلوم اور آیہ بالمؤمنین رؤف رحیم دلیل شفقت
رحمت امت کی لئی موجود اور جب آپکے لیے اُمتی بدل اور درود وسلام و مدح خوانی باداب
تعظیم کرین تو اوسکی جواب مین آپکی توجہ واحسان فرمانی پر آیہ کریمہ ہل جزاء الاحسان الا الاحسان
موجود پہر معلوم نہین فریق ثانی کیون شقاق و نفاق بیجا اہل اسلام مین ڈال کر اچہی خاصی مسلمانی
مشرک بنارہی ہین ہان اگر کوئی جاہل عقیدہ شرکیہ رکہی مثلا نبی کریم کے لیے علم غیب
مستقل ذاتی سمجہی یون نہ جانی کہ خدا تعالی کا دیا ہوا ہی معاذ اللہ تو اوسکی کفر مین کسکو کلام
شخص بالاتفاق مردود ہی مولف براہین گنگوہی لکہتی ہین مجلس میلاد شریف مین اکثر ایسی ہی آدمی
ہین معلوم نہین انکو گہر بیٹہی کسطرح مجلس والون کی خبر غیبی ہوگئی اور وہ بہی اونکی لوگی ہین اپنی عمر بہر مین
اس عقیدہ کا آدمی نہین دیکہا اور یہ عقیدہ تو معاذ اللہ شرک کا بہت ہی بُرا ہے ہم تو جمیع منہیات شرعیہ
بُرا کہتی ہین چاہیی کہ بانی محفل مرد با اخلاص خوش عقیدت محبت والا ہو مال مین احتیاط کرے
اپنی محنت کی تنخواہ یا تجارت کا کمایا ہوا یا ہبہ و میراث وغیرہ صحیح شرعی طریق سی پہنچا ہوا طعام وشیرینی
وعطر وغیرہ مین صرف کری فروش و ظروف وغیرہ سامان محفل مین کوئی امر خلاف شریعت نہو
روایات معتبرہ وہ ہون جنکو ثقات محدثین نی باب المعجزات مین قبول کیا ہی اشعار وہ ہون

محفل میلاد شریف جائز ہی اگر منہیات شرعیہ سی خالی ہو

جنکے پڑہنی پر مفتیان دین نے فتوی دیا ہی پہر ان امور کی بعد آداب تسلیم شان نبی کریم علیہ التسلیم بد نظر
ہو و مبدم درود و سلام کثرت سے سامعین حاضرین مجلس کے زبان پر ہو فضایل و معجزات و قصائد ذوق
و شوق محبت سے بہرہین پڑہوائین سُنین سُنوائین الحاصل جسقدر مجلس کی صفائی مین اور امور منہیہ سے
بچنے مین ہمت لگائینگے اوسیقدر رضامندی حق سبحانہ کی اور توجہ روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی
طرف پائینگے اگر محفل مقبول ہوئی ادنی درجہ یہ ہی کہ وہ شخص اپنی مقصد و مراد کو پہنچی اعلی درجہ ایک قسم
کی خاص جلوہ روح محمدی سے اپنی شرف ہوئیگا اور یہ کچہہ محفل ہی کی ساتہ خصوصیت نہین ہر عمل کا ثمرہ
جب پائیگا کہ اوسکی شروط سے بجالائیگا دیکہو نماز کی باب مین حدیث وارد ہے ان العبد اذا قام
الی الصلوۃ رفع اللہ تعالی الحجاب بینہ و بینہ و واجہہ بوجہہ الکریم یعنی جب بندہ نماز پر کہڑا ہوتا ہے اللہ تعالی
اوٹہا دیتا ہی حجاب اپنی اور اوسکی بیچ مین سے اور سامنی اوسکی کر دیتا ہے اپنا وجہ کریم اور دوسری
حدیث مین ہی کہ جب مسلمان وضو کرتا ہے شیطان اوس سے دور ہوجاتا ہے زمین کی کنارون تک بہاگ
جاتا ہے اس وجہ سے کہ یہ بندہ اپنی بادشاہ کی پاس جانیکا ارادہ کرتا ہے جب وضو کرکی کہتا ہی اللہ اکبر
چہپ جاتا ہے ابلیس اور اللہ جلشانہ اوس بندہ کی سامنی ہوجاتا ہے اور ایک اور حدیث مین آیا ہی
اللہ کی عبادت اسطرح کر گویا تو اوسکو دیکہہ رہا ہے خلاصہ یہ کہ یہی نماز ہم غافل لوگ پڑہتے ہین اور ایک
اولیاء اللہ کی نماز ہے کہ اونکو نماز مین مشاہدہ ربانی حاصل ہوتا ہی اور مقامات طی ہوتے ہین
اسیطرح مقبولیت محافل میلاد کی درجات ہین ؎ نہ انجیر شد تمام ہر میوہ ؎ نہ مثل بیدہ ست ہر بیوہ
الحاصل مقبول تر وہ آدمی جو زیادہ تر اخلاص محبت سے محفل کری **سوال** یہ قیام مروج تعظیم رونق
افروزی روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی لئی ہے یا کسی وجہ سے ہے **جواب** اگرچہ اطلاع پانا آپکا
محفل پر مثل اعمال امت ثابت ہی اور مشتاقین کو جلوہ خاص روحانی سے مشرف فرمانا ہی ممکن لیکن
ہر ایک محفل مین علی العموم قیام اس غرض اور علت پر مبنی نہین بلکہ وجہ اسکی اظہار فرحت و سرور و تعظیم
شان نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ہی دیکہو عالم الامۃ مقتدی الائمہ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ اور اونکی
مجلس مین اکابر علماء تہی ایک شعر مدح کا سنکر کہڑے ہو گئے چنانچہ سیرت حلبی مین مذکور ہے

اسمین روح کا آنا کچھ بھی مذکور نہین بلکہ یہی قام الامام السبکی رحمہ اللہ ومن معہ من فی المجلس فحصل السرور
اور اسیطرح نقل کیا اسمٰعیل افندی نی تفسیر روح البیان مین اور سیرت شامی مین ہے جرت عادة کثیر من
المحبین اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ یعنی کہ محبین رسول صلعم جب سنتی ہین ذکر و
شریف اوٹھ کھڑی ہوتی ہین یہ نہین لکھا کہ روح مبارک کو دیکھکر اوٹھ کھڑی ہوتی ہین اور
عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر مین امام برزنجی نی لکھا ہی قد استحسن القیام عند ذکر ولادتہ الشریفة
ذوو روایة ورویة اور یہ نہین فرمایا استحسن القیام عند رؤیة روحہ او عند قدوم روحہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جمیع بلاد اسلامیہ کا عرب وعجم مشرق ومغرب مین ایسی بات پر ہی کہ بلا رویت روح پر فتوح بمجرد
ذکر ولادت شریف جمیع اہل محافل کھڑی ہوجاتی ہین اگر کوئی یہ کہی کہ اگر تشریف آوری روح کی
نہین تو پھر تعظیم کس بات کی ہی جواب اسکا یہ ہی کہ قیام فقط تعظیم تشریف آوری پر منحصر نہین بلکہ
شریف مین چند مقام پر قیام پایا گیا ہی ایک آنیوالی کی تعظیم مین جیسی حضرت فاطمہ رضی اللہ
وقت تشریف لانی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیام فرماتی تہین کما فی المشکوة دوسرا وضو کا
پانی پینی کی لئی کھڑا ہونا ترمذی نی روایت کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ وضو کرچکی بچا ہوا پانی
کھڑی ہوکر اور یہ کہا کہ مجھکو پسند آیا کہ دکھاؤن تمکو کسطرح وضو کرتی تہی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اس سے معلوم ہوا کہ آپ بھی کھڑی ہوکر پیتی ہونگی تیسری زمزم کا پانی کھڑا ہوکر پینا بخاری اور
مین روایت ہی کہ ابن عباس فرماتی ہین پلایا مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پانی زمزم کا پس
آپ نی کھڑی ہوی الحاصل فقہا رحمہم اللہ ان دونو پانیون کو قبلہ رو کھڑا ہوکر پینا مستحب او
مندوب لکھتی ہین اس لفظ سی صاف تعظیم معلوم ہوتی ہی اور بعضون نی یہ مسئلہ ان الفاظ سے
لکھا ہی پانی کھڑی ہوکر پینا مکروہ تنزیہی ہی سوا ان دونون پانیون کی کہ یہ مکروہ نہین اس
ہی قیام تعظیمی ثابت ہوگیا یعنی کھڑا ہوکر پینی کی جو کراہت شرع مین تہی وہ بباعث عظمت
ان دونون پانیون کی ساقط ہوگئی اسلئی کہ زمزم کا پانی حصول شفا کا سبب ہے اور
وضو کا بچا ہوا بھی موجب شفا ہی شامی نی لکھا ہی کہ میری بزرگ عبد الغنی نابلسی

مریض ہوتی ہتی وضو کا باقی پانی بارادہ حصول شفا پیتی ہتی موافق فرمان ہمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی اپسی آرام ہوجاتا تہا اونکو انتہی کلام الشامی یہان لیک بات اور بہی حاصل ہوئی یعنی کہڑی
ہو کر پانی پینا مکروہ ہی شرع مین لیکن جب آب زمزم اور آب بقیہ وضو کی عظمت پر خیال کرکی کہڑا ہو کر
پیے تو قصد تعظیم کی سبب کراہت جاتی رہتی ہی پس بفرض محال اگر قیام مکروہ ہی ہوتا تب بہی جو
لوگ بارادہ تعظیم شان مصطفائی کہڑی ہوتی ہین چاہئی کہ اونکی لئی درست ہو جاوی مکروہ یا شرک
یا حرام ہونیکی کیا معنی چوتہا کہڑا ہونا جسوقت عمامہ باندہی بعض فقہا اسکو مستحسن کہتی ہین پانچوان
کہڑا ہونا وقت سماع اذان کی درمختار مین ہی ویندب القیام عند سماع الاذان و در فتاوی برہنہ
آوردہ چون آواز اذان شنید باید کہ باشی بایستد و نشستہ زانو زند ہرچہ تعظیم نزدیکتر آن کند
چہٹا کہڑا ہونا واسطی تعظیم مطلق ذکر کی تفسیر کشاف مین ابن عمر اور عروہ بن زبیر اور ایک جماعت سے
روایت ہی کہ وہ سب نکلی اور گئی عیدگاہ مین پہر وہ ذکر اللہ کرنی لگی اون مین سے بعضونی یہ کہا
کہ کیا فرمایا نہین اللہ تعالی نی یذکرون اللہ قیاما و قعودا تب وہ سب کہڑی ہو گئی اور ذکر اللہ کرنی لگی
کہڑی ہوکے ساتوان کہڑا ہو کر مدائح اور مفاخر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑہنی صحیح بخاری
مین ہی کہ حضرت حسان منبر پر کہڑی ہو کر اشعار فخریہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑہتی تہی
آٹہوان کہڑا ہونا دست بستہ وقت زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سامنی روضہ
مطہرہ کی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام الی یوم القیام جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکی نوان جب کوئی
اپنا پیشوا مجلس سے اوٹہی اوسکی معیت مین تعظیما کہڑی ہو جانا چنانچہ مشکوۃ مین ابو ہریرہ سے روایت
کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مین ہمکو حدیث سناتی ہتی جب آپ اوٹہتی ہم سب کہڑی ہو جاتی
تہی اور جسوقت تک آپ گہر مین داخل ہو جاتی ہم کہڑی رہتی تہی انتہی علاوہ ان آٹہ مقامات کی اور
بہی مواضع مین قیام آیا ہی جسکی نظر فتاوی اور احادیث پر ہوگی وہ دیکہہ لیگا الحاصل ان نظائر سے
یہ ثابت ہوگیا کہ قیام مخصوص فقط تعظیم آنیوالی کی لئی نہین بلکہ اور بہی مقامات مین قیام پایا گیا اور
قدر مشترک سب مین یہ مضمون ہے کہ قیام جس امر مین کیا جاتا ہی اوس امر کی تعظیم کا فائدہ دیتا ہی

اسیواسطی بزرگان دین سی طرح طرح کی مواقع تعظیم مین قیام پایا گیا از انجملہ احمد ابن حنبل و علی بن مدینی
وغیرہ جلسۂ تعلیم حدیث مین کھڑی رہتی تہی چنانچہ ہم یہ روایت سابقا لکھ چکی از انجملہ بہاء الدین
ملک ظاہر کا وزیر قصیدۂ بردہ کو برہنہ پا اور برہنہ سر کھڑا ہو کر سنا کرتا تہا اور اوسکی گھر مین بہت خیر و
دین و دنیا کی اس سے حاصل ہوئی کشف الظنون مین درباب قصیدۂ بردہ لکھا ہے ولما بلغت الصاحب

بہاء الدین وزیر الملک الظاہر استنسخہا ونذر ان لا یسمعہا الا حافیا واقفا مکشوف الراس وکان یتبرک بہا

ولم یزل یجد ہو واہلہ من برکاتہا امورا عظیمۃ فی دینہم ودنیاہم از انجملہ کھڑا ہونا ہمارے شیخ السرالتقیٰ امام الشر
خواجہ خواجگان معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا واسطی تعظیم روضہ مرشد کی شیخ الاسلام خواجہ فرید الدین
گنج شکر اپنی پیر قطب صاحب کی ملفوظات مسموعہ مسمی بہ فوائد السالکین مین لکھتی ہین کہ ایک بار خواجہ
معین الدین قدس سرہ درباب سلوک وعظ فرما رہی تہی جب جا ہی طرف نظر پڑتی تہی کھڑی ہو جاتی
تہی ایک سو بار کھڑی ہوی لوگ حیرت مین تہی بعد اختتام جلسہ ایک بی تکلف آدمی نی عرض
کہ آپ کیون بار بار کھڑی ہوتی تہی فرمایا جب میری نظر مرشد خواجہ عثمان ہارونی کی روضہ پر پڑتی
کھڑا ہو جاتا تہا اسلیے کہ پیر کی تعظیم حالت حیات و ممات مین برابر واجب ہے بلکہ بعد موت کی زیادہ
انتہی کلامہ از انجملہ جسوقت کسی صاحب معرفت کو عشق الہی مین وجد صادق ظاہر ہو تو جمیع حاضرین
کھڑا ہو جانا چاہیی ذکر کیا یہ مسئلہ امام حجۃ الاسلام غزالی نی احیاء العلوم مین ہر د منصف حق طلب کو
ان احادیث و آثار صحابہ اور فعل مشائخ طریقت و مشائخ حدیث سی جو کچھ ہمنی یہان تک لکھا خوب واضح ہو جاوی
بیشک قیام تعظیمی مخصوص کسیکی آنیکی ساتہ نہین بلکہ اور امور کی تعظیم مین بہی قیام پایا گیا ہی پہر کیا ضرور
کہ قیام مروجہ محفل قدوم روح مبارک ہی کی اعتقاد سی کیا جاوے بلکہ اسمین تعظیم شان رسول صلی اللہ علیہ
وسلم پر نظر رکہی جاوی اور بیان اسکا یہ ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نی سورۂ حج مین ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من
تقوی القلوب یعنی جو کوئی تعظیم کری نشانیون اللہ تعالی کی یہ لوگ کی پرہیزگاری سی ہی ہو
اسمعیل صاحب نی اولیاء اللہ کی محبت کو تعمیل اس آیت اور تعظیم شعائر اللہ مین شامل کیا ہی عبارت
صراط مستقیم مطبوعہ میرٹھ صفحہ ۴۳ مین ہے اگرچہ شرک تا ۔۔ کنی و دریابی کہ محبت امثال این کرام خود

ایمان محبت و علامت تقوی آور ذلک ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب انتہی کلام حبیب
اولیا ء اللہ شعائر اللہ ہوی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم معظم شعائر ہے چنانچہ حجۃ اللہ مین شاہ ولی اللہ
نے بہی صفحہ ۷ مطبوعہ بریلی مین آپکو معظم شعائر اللہ مین شمار کیا ہی اور جب آپ معظم شعائر اللہ ہوی تو
پیدا ہونا آپکا گویا ظہور ہے اعظم شعائر اللہ کا اور ہمکو چاہیی کہ اعظم شعائر اللہ کی عظمت دلمین پیدا کرین
اور اوس نعمت عظمی کو بہت عظیم سمجہین جسکو فرمایا اللہ تعالی نی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور
احسان کہا اللہ تعالی نی ہماری گردنون پر اونکی وجود باجود کا حیث قال تبارک و تعالی لقد من اللہ
علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا الایہ پس جسوقت تذکرہ آپکا باآداب و تعظیم اور ظہور جاہ و جلال جو وقت
ولادت باسعادت آفاق عالم مین وہ انوار و آثار جلوہ گر تہی بیان ہوتا ہی دل کی رگ و ریشہ مین
اوسوقت کا جلوہ سما جاتا ہے اور آنکہونکی آگی نقشہ حضور ملائکہ و حور عین کا جو وقت میلاد شریف تہا
سما بندہ جاتا ہی لابد دل بہر جاتا ہے عظمت شان حضور سی اور پیدا ہوتی ہی دلمین تعظیم عظیم اوسوقت
کہڑی ہو جاتی ہین سب باآداب و تعظیم اور بدلتی ہین ہیئت جلوس کو قیام سی چنانچہ شرع شریف مین
ظاہر کو عنوان باطن قرار دیا ہی اگر قلب مین توحید اور رسالت کی تصدیق ہی تو اقرار باللسان
اوسکی تطبیق ہے اسیطرح اگر دل میں اللہ تعالی سی کسی چیز کی خواہش اور حاجت ہے تو دعا مین دونو ہاتہ
بہیک مانگنی والون کی طرح پہیلا دینا سنت ہی تاکہ نقشہ ظاہر و باطن کا ایک ہو جاوے اسیطرح جو یای
خواہش کو بہت مثالین شرع شریف سی ملجاوینگی از انجملہ چند مثالین دافع الاوہام مین درباب نیت
محفل مذکور ہین خلاصہ یہ کہ اسوقت اظہار عظمت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی لئی جو کہ دلمین بہری ہوئی ہی
قیام کیا جاتا ہی تاکہ ظاہر و باطن دونو ایک ہو جاوین جسطرح دل کی اندر حضور کی عظمت ہے اوسیطرح قیام
باآداب و تعظیم اوس عظمت کا نقشا ور صورت ہے اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اوسوقت بذاتہ
آنکہونکی سامنی مجلس مین حاضر نہون لیکن آپکا ذکر ظہور تو موجود اور ظاہر ہے ذکر ظہور کی تعظیم بعینہ آپکی
تعظیم ہے مولوی اسمعیل صاحب صراط مستقیم مطبوعہ میرٹھ کی صفحہ ۶۲ مین لکہتی ہین از فروع حب منعم ست تعظیم
شعائر او مثل تعظیم نام او و کلام او و لباس او انتہی جب آپکی تعظیم دلمین ہوئی تو آپکے نام اور

بیان اور ذکر کی تعظیم بہی دی گئی تو یہ ذکر کی تعظیم بعینہ آپکی تعظیم ہی اور آپکی تعظیم خدا کی تعظیم ہی جیسا
شاہ ولی اللہ نی صفحہ ۷۰ حجۃ اللہ میں لکہا ہی حتی صار تعظیمہا عندہم تعظیما للہ یعنی اون شعائر کی تعظیم
اللہ ہی کی تعظیم ہی اونکی نزدیک اور موافق اس مضمون کی آیتین بہی ہم لکہہ چکی ہین من یطع الرسول
فقد اطاع اللہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ الحاصل یہ قیام نہ شرک ہی نہ بدعت ضلالت
بلکہ مستحب و مستحسن ہے باتفاق جمہور علماء امت اور قایم ہین اوسپر ادلہ از روی شریعت **فائدہ** اب ہم ایک
قاعدہ مسلم مولف براہین گنگوہی کی موافق بہی اس قیام کا ثبوت دیتی ہین وہ یہ ہی کہ ہمنی امور مروجہ مجلس میلاد
کے لیے لکہا ہی کہ زیادہ کرنا کسی امر مستحسن یا مباح کا جو پیشتر نہ تہا جایز ہی اوسکی نظیر یہ لکہی کہ اگر کوئی بنظر ادا
تعظیم التحیات میں اللہم صل علی سیدنا محمد پڑہے تو در مختار میں اوسکو افضل لکہا ہے حالانکہ اس درود میں لفظ
سیدنا منقول نہین ۔ اسکا جواب مولف براہین صفحہ ۱۴۵ میں لکہتی ہین (زیادہ لفظ سیدنا کی صیغہ درود
شریف میں یہ سمجہا کہ جہان کہین اجازت زیادت یا تبدیل کی صراحۃ یا دلالۃ موجود ہے وہان ہی کہا
ہوسکتی ہی وہ تو خود ماورد بہ الشرع میں داخل ہی سو اجازۃ زیادۃ لفظ سیادۃ کی خود یا ایہا الذین امنوا
صلوا علیہ الایۃ میں موجود ہی کیونکہ معنی صلوۃ کی تعظیم کی ہین لہ وصلوا کی معنی عظموا لکہتی ہین اور دعا کے
اگر ہون اوسکو بہی تعظیم لازم ہی کہ جسکی واسطی دعا کیجاویگی اوسکی توقیر و تعظیم لازم ہو ویگی تہوڑسی
عقل کی حاجت ہی سو ہر گاہ کہ تعظیم فخر عالم کی اپنی بندگان سے حق تعالی طلب فرماتی ہین تو جو لفظ
وصیغہ کہ تعظیم کی معنی دیویگا وہ خود مطلوب ہو ویگا جب تک کہ اوسکی نہی وارد نہوا تہی) مین کہتا
قیام زیادہ کرنیکی اجازت بہی شرع میں موجود ہی نصوص در باب وجوب تعظیم و توقیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
شروع بحث قیام میں ہم لکہہ چکی پس تعظیم و توقیر آپکی مطلوب ہے شرعا تو یہ قیام بہی ایک فرد تعظیمی ہو کر افراد تعظیم
مطلوبہ میں شامل ہی اور ماورد بہ الشرع میں داخل اور یہ بہی ہی کہ وقت ذکر ولادت شریف درود وسلام
بہی اوٹہکر پڑہتی ہین تو جیسا لفظ صلوا بمعنی عظموا سی صیغہ تعظیم ایجاد کیا جو پہلی نہ تہا ایسا ہی اس وقت درود
وسلام پڑہنی کی لیے یہ ہیئت تعظیمی یعنی قیام ایجاد کیا جو پہلی نہ تہا پس قیام بہی مثل لفظ سیدنا افضل
موافق قیاس قول در مختار جسکو مولف براہین گنگوہی نے بہی مسلم رکہا پس قیام صحیح ثابت الاصل ہے از روی

دیتہ معلمہ فریق ثانی ہی اسی سبب سید برزنجی وغیرہ مفتیان دین استحسان قیام ہذا پر برابر فتوی
دی رہی ہین اب قیام مین منکرین کی شبہات متفرقہ کا ذکر ہوتا ہی

اول اعتراض حضرت کی حالت حیات مین صحابہ واسطہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام نہین
کرتی ہتی جیساکہ ترمذی مین ہی پہر اب قیام کسطرح جایز ہو جواب واقعی قیام نہین کرتی ہی البتہ وسط کا
قیام جیسا سلاطین عجم مین ہتا کہ جب رعایا اپنی پادشاہ کو آتی دیکہتی اسیوقت سی کہڑی ہو جاتی اور
جب تک وہ بیٹہا رہتا تخت پر اسوقت تک سب اوسکی آگی بکمال تواضع کہڑی رہتے ایسا قیام فی الواقع
ممنوع شرعی ہی جبکہ وہ پادشاہ یا امیر حکم کری اور پسند کری اوس قیام کو سو محفل میلاد شریف مین
یہ بات تو نہین کہ اوس محفل مین منبر یا چوکی یا تخت پر کوئی پادشاہ بیٹہا ہوا ہی اور سب لوگ اوسکی
آگی کہڑی ہین یا یہ کہ وہ پادشاہ حکم کر رہا ہے کہ تم میری آگی قیام کرو یہان تو یہ بات ہے کہ قاری مولد
منبر پر کہڑا ہوا سلام و درود و اشعار نعت و مدح پڑہ رہا ہے یہہ خود فعل صحابہ سی ثابت ہی صحیح بخاری
مین ہی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یضع لحسان منبرا فی المسجد لیقوم علیہ قائما یفاخر عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسان کیواسطی منبر رکہتی ہتی مسجد مین
اور حسان کہڑی ہو کر فخر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرتی ہتی پس محفل میلاد شریف مین
قاری مولد منبر پر کہڑا ہو کر فخر رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتا ہی اور جسوقت قاری مولد کہڑا ہو جاتا ہے
حاضرین بھی کہڑی ہو جاتی ہین انہین تعمیل دوسری حدیث کی ہو جاتی ہے جو مشکوۃ کی باب القیام فصل
ثالث مین ابو ہریرہ سی روایت ہی رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجلس معنا فی المجلس
یحدثنا فاذا قام قمنا قیاما یعنی حضرت ہماری جلسہ مین حدیث کرتی ہتی پہر جب آپ کہڑی ہوتی ہم بھی
آپ کی ساتہہ کہڑی ہو جاتی اس سی ثابت ہوا کہ حاضرین مجلس کو قیام مین موافقت کرنا چاہیے
اور اس قیام مین اور ترمذی کی روایت منع قیام مین جسکو مانعین سند لاتی ہین بہت فرق ہی اور
کوئی یہ کہی کہ صحابہ کسیطرح کا قیام نہین کرتی ہتی تو یہ بالکل غلطی ہی آبہی گذرا کہ حضرت حسان کہڑی
ہو کر شعر پڑہتی ہتی مدح و فخر رسول صلی اللہ علیہ وسلم مین اور یہ بھی گذرا جب آپ کہڑی ہوتی صحابہ

کھڑی ہوجاتی اور جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا تشریف لاتین تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کھڑی ہوجاتی تھی اور اسیطرح وقت تشریف آوری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی فاطمہ رضی اللہ
تعالی عنہا کھڑی ہوتی تھین اور نیز کھڑی ہوی صحابہ واسطی آپکی یہ اسامہ بن شریک سی بروایت
صحیح قسطلانی نی روایت کی ہی اور نیز کھڑی ہوی آپ واسطی آنی حلیمہ سعدیہ کی ایام حنین مین یہہ
زرقانی شرح مواہب مین ہی اور نیز کھڑی ہوی آپ وقت آنی پدر رضاعی اپنی کی یہ سیرت حلبی
مین ہے اور رد کیا مانعین قیام کو شاہ ولی اللہ نی دیکھو حجۃ اللہ البالغہ **اعتراض** حضرت کا
نام سنکی کھڑی ہوجاوین اور اللہ تعالی کی نام پر کھڑی نہین ہوتی حضرت کو اللہ تعالی سی بہی فوقیت
دیدی جواب یہہ کمال کم فہمی ہے دیکہو ہم اللہ تعالی کی واسطی قیام کرتی ہین نمازون مین بکمال ادب
رو بقبلہ اور اس سی بھی زیادہ یہ ہی کہ اللہ تعالی کی لئی خاک پر گرجاتی ہین سجدہ کی لئی ہر روز نماز فرض
واجب و نوافل مین ساٹھ ستر سے زیادہ سجدے کرتی ہین یہ کیسی بڑی تعظیم ہوئی کہ ماتھا زمین پر گرتی
ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لئی صرف اسقدر کہ ذکر ولادت شریف پر تعظیماً لظہورہ التعظیم کھڑی
ہوجاتی ہین اب خیال کرو تعظیم رسول کی خدا سی زیادہ کہان ہوئی **اعتراض** حضرت کا نام
اذان اور خطبہ مین بہت جگھ آتا ہی کہین نہین کھڑی ہوتی ہو سوای مولد شریف کی اسکا وسمین بہی جبیس
خاص فی کر ولادت شریف آتا ہی جو آپ کر ولادت شریف مین یہ مناسبت ہے کہ ولادت کی معنی یہ ہوئی
کہ آپ عالم بطون سی عالم ظہور مین آئی اور آنیوالی کی تعظیم کے لیے شرع مین قیام مستحسن ہے بر مذہب جمہور
فقہا و محدثین اور یہہ خوب معلوم ہی کہ شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بس عظیم ہے اور بر درمنثور
و تو قروہ کی تفسیر مین لکھا ہی ای تبالغوا فی التعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی مبالغہ کرو حضرت کی تعظیم مین
بنا علیہ محبین امت نی بطور مبالغہ تعظیم یہہ کیا کہ جو بادشاہ و امیر کی عین حالت قدوم مین تعظیماً قیام
کیا جاتا ہی وہ آپ کی ذکر قدوم مین کیا گیا اسپر کوئی اعتراض شرعی نہین پڑسکتا سوا اسکی کہ ایجاد
سو بجا دطریقہ آداب کا مستحب اور مستحسن ہے اسکا ذکر چند بار گذر چکا اور بدعت حسنہ کا وجوب بہی شرع سے
ثابت ہو چکا **اعتراض** قیام کرنیوالونکو اگر اسبات کی تعظیم منظور ہوتی کہ حضرت کی قدوم کی

تعظیم کیجاوے تو فقط وقت ولادت کی کیا خصوصیت تھی چاہیے تھا کہ جب ذکر سنتی کہ فلان وقت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین یا مجلس مین تشریف لائی تہی یا حج یا جہاد کو کی پہر آئی تھی ہر قدوم کا ذکر
سنکی کھڑی ہوجایا کرتے **جواب** ان قدومات مین اور قدوم وجودی یعنی ولادت شریف مین
بڑا فرق ہی یہ سب قدوم جزئی ہین مثلاً گھر سے جب مسجد یا مجلس مین تشریف لائی تو وہ دولت
مخصوص اوسی جماعت کی واسطی ہوئی دوسری لوگونکا اوسمین کیا حصہ ہی کہ جن مین آپ رونق افروز
نہوی برخلاف قدوم وجودی کی کہ وہ قدوم کلی ہی یعنی آپکا عالم وجود مین آنا رحمت ہی تمام عالم پر جو
کوئی اوسوقت دنیا مین موجود ہی یا نہین اور جو کوئی قیامت تک پیدا ہوتا چلا جائیگا اور جو چیز ثری
سے عرش تک ہی کل کی لئی آپکا پیدا ہونا رحمت ہی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین پس اس قدوم اور
قدومات مذکورہ مین بڑا فرق ہی اسلئی قیام کرنا اس اعلی درجہ کی قدوم مین امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم
مین رائج ہوا جب اس قدوم کلی کا ذکر آتا ہی اوسیوقت قیام کرتی ہین بخلاف اور قدومات کی کہ وہ
جزئیہ ہین **اعتراض** اگر یہ قیام واسطی ذکر ولادت شریف کی خاص ہوا کہ اسمین معنی قدوم وجودی
کی ہین تو بہت وقتون مین یہ ذکر احادیث وغیرہ مین ہوتا ہی مثلاً قرآن شریف مین ہی لقد جاءکم
رسول اور حدیث مین ہی ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مختونا اوسوقت کیون نہین کھڑی ہوتی علاوہ برین
بہت مرتبہ آپکی ولادت کا مضمون کسی شعر مین یا فقرہ نثر مین چلتی پہرتے زبان پر آجاتا ہے وہان
ہی کوئی نہین کھڑا ہوتا **جواب** بنی آدم پر غفلت طاری ہی اللہ تعالی کی نام پر کسی خاص موقع
مین جب دل راغب الی اللہ ہوتا ہے وہان تو شوق ذوق سی کہتی ہین جل جلالہ جل شانہ عم نوالہ باقی
اکثر اوقات مین دل غافل اور بیخبر ہوتا ہی سیکڑون بار تو نہین اللہ تعالی کا نام آتا ہی جل جلالہ وغیرہ
الفاظ تعظیم کچھ بھی زبان پر نہین لاتی پس اسیطرح حال قیام ہی کہ بعض حالات مین نام رسول آتا ہے
دل کو اس تعظیم خاص یعنی قیام سی ذہول اور غفلت ہوتی ہی برخلاف مجلس کی کہ یہان ہر قسم کے
سامان آداب و تعظیم موجود ہین خواہی نخواہی ہر عامی کی بہی آنکھین کہل جاتی ہین تعظیم بجا لاتی ہین
دوسرا جواب یہ ہی کہ اگر ہم قیام کو فرض یا واجب کہتی تب یہ اعتراض پڑتا کہ کسی موقع مین بہی ترک

جایز ہو جب فرض نہین بلکہ مستحب اور مستحسن کہتے ہین تو موقع محفل مین کہ وہان جمیع امور استحسان و آداب
موجود و مہیا ہین قیام بھی کرتی ہین تاکہ لوازم اکرام بتمامہ مکمل ہو جاوین اور جہان جمیع لوازم مروجہ منفی
ہین وہان کچھ بھی نہو تو کیا حرج ہی صرف درود شریف پڑھ دیا یہ بھی فائدہ تعظیم کا دیجاتا ہی اور یہ ہم
اوپر لکھ چکی کہ تعظیم مفروضہ کسی فرد مین بھی ادا ہو جاتی ہی اور تعظیم و فرحت میلاد کو سامان کثیرہ اور
افراد متعددہ کی ساتھ ادا کرنا درجہ استحباب مین ہی باقی رہی یہ بات کہ تلاوت قرآن شریف قرات
حدیث مین جو یہ ذکر آوی وہان کیون نہین کھڑی ہو جاتی جواب اوسکا یہ ہی کہ ہر عمل کی ایک خصایص
ہوتی ہین کہ وہ سب جگہہ نہین کئی جاتی اسوقت ایک مثال لکھی جاتی ہی ور مثالین اسکی بہت ہین شاہ
ولی اللہ صاحب قول جمیل مین لکھتی ہین جب کوئی کسی زبردست سی ڈرتا ہو جسوقت اوسکی سامنی
جاوی پڑہی کہیعص کفیت اور ہر حرف پر اونگلی داہنی ہاتھہ کی بند کرتا جاوی پہر پڑہی حمعسق حمیت اور
ہر حرف پر اونگلی بائین ہاتھہ کی بند کرتا جاوی پھر اوس حاکم کی سامنی دونون مٹھی کہولدی انتہی اب
سمجھنا چاہیی کہ یہ مٹھی کا بند کرنا اور کھولنا خاصہ اس عمل کا ہی تو اب اگر کوئی اوسکو کہنی لگی کہ یہ تو قرآن شریف
کی حروف ہین جب قرآن مین کوئی کہیعص حمعسق پڑھا کری وہان بھی اونگلیان بند کیا کری اور
کہولا کری سب عاقل کہین گی کہ اے بہائی وہ تو خاصہ اوس عمل کا ہی اوسی عمل کی ساتھہ مخصوص رکھنا
چاہیی جب قرآن پڑہین تب قرآن کی آداب تلاوت ملحوظ رکھنی چاہیئین اسیطرح جب قرارت
حدیث بطور تعلم یا تعلیم یا موعظت جسطرح ہو وہان وہ آداب چاہیئین اور جب اذان وغیرہ مین آپکا نام
آوی وہان جو کچھ ماثور ہی اوسکو ادا کری اور جب یہہ ذکر اس حلبہ فرحت سرور و شکر مین آوی وہان
یہ حرکت سروری و تعظیمی کہ عبارت قیام سی ہی کیجاتی ہی اور مولد شریف باوجود شامل ہونی مثوبات آخروی
کی ایک عمل بھی ہے واسطی حصول خیر و برکت کی چنانچہ ابو سعید لوانی وابن جزری وسخاوی و علی قاری
وغیرہم نی اس عمل کرنی سی برکات کثیرہ کا حاصل ہونا منافع دینی و دنیوی مین لکھا ہی اور اس عمل کو
بہت اہل اسلام بلاد اسلامیہ مین کرتی ہین اور یہہ بھی ظاہر اور کسی سی مخفی نہین کہ مشایخ عظام اور
علماء کرام نی اس عمل مین خاصۃً نزدیک فی کر ولادت شریف کی قیام کیا ہی پس خاصہ ٹھر گیا یہہ قیام

اس عمل کا خاص اسی موقع مین بنا برعلیہ جاری نکیا جاویگا یہ قیام جمیع مواقع خارجی مین مثل تلاوت
قرآن اوراحادیث اوراذان وغیرہ مین جسطرح اونگلیونکا کہولنا بند کرنا کہیحص ہی او سوقت ہوگا کہ
جب بطور عمل ہوگا قرآن شریف کی پڑہتی وقت نہوگا اوراعمال کی خصوصیات کو تعینیات و تخصیصات
مکروہہ فقہاسی کچہہ علاقہ نہین مولوی اسمعیل صاحب کی صراط مستقیم دیکہو کیا کچہہ تعینیات اذکار مثل یک ضربی
دوضربی سہ ضربی وحبس النفس وخیالات وغیرہ اوسمین درج ہین علاوہ اسکی ہم کہتی ہین استحسان کرنا
علماء دین کا بہی ایک حجت اوردلیل ہی دلایل شرعیہ سی اور علماء عرب وعجم نی صدہا سال سی اِس
موقع خاص مین مستحسن فرمایا ہی بنا برعلیہ دوسری مواقع مین قیام معمول عام نکیا جاویگا جبتک اون
مواقع پر بہی علماء امت استحسان کا فتوی نہ لگائین امر استحسانی کو خاص موقع استحسان مین معمول کرنا
ثابت ہی نہ علی العموم دیکہو بیت اللہ سی رخصت ہوتی وقت اولٹی پانو پہرتی ہین اوردلیل علامہ
زیلعی نی یہ لکہی مقتضای ادب یہ ہی کہ دربار شاہی سی اسطرح اولٹی پانو بغیر پشت پہیری واپس
آتی ہین یہ مسئلہ مباحث بدعت حسنہ مین ہم مشروحا فقہ سی لکہہ چکی الحاصل حاجی لوگ جب اپنی دیس
اینکا ارادہ کرتی ہین اوسوقت اولٹی پانو وہانسی پہرتی ہین اور پانچون وقت نماز پڑہ پڑہ کر بیت اللہ شریف
سے نکلتی ہین اوسوقت اولٹی پانو نہین پہرتی حالانکہ وہ علت کہ دربار شاہی سی یون ہی پہرا
کرتی ہین پانچون وقت موجود ہی پس وجہ اوسکی یہ کہ علماء نی اوسیوقت خاص اولٹی پانو پہرنے کو مستحسن کہا
ہے جمیع اوقات کی بابت نہین لکہا پہر اسیطرح اس قیام کو سمجہو کہ علماء کا استحسان اوسی موقع مین ہوا ہے
اعتراض قیام وقت وقوع ولادت شریف ہونا چاہیی اب ہر روز کونسی ولادت مکرر ہوتی ہی
اوراس امر کی شرع مین کہین نظیر نہین کہ کوئی امر فرضی ٹہرا کر حقیقت کا معاملہ اوسکی ساتہ کیا جاوی بلکہ
شریعت مین یہ حرام ہی لہذا یہ قیام حرام ہوا **جواب** ذکر ولادت شریف تو کوئی امر فرضی نہین بلکہ
تذکرہ تو امر حسی موجود فی الخارج ہے زبانو پر اوسکی الفاظ جاری کانون مین اوسکی صورت طاری
دلونمین اوسکا ذوق ساری پس ایسی حالت مین ذوق شوق محبت سی تعظیما کہڑی ہوجائین تو
یہ محبوب ہے شرعا کیونکہ تعمیل آیہ ومن یعظم شعائر اللہ مین داخل ہی اور یہ بات کہ بعد گذرجانے

واقعہ کی معاملہ اصل واقعہ کی طرح کرنا شرع مین نہین آیا یہ غلط ہے دیکھو صوم عاشورا کو کہان فرعون کا ڈوبنا
اور موسی علیہ السلام کا نجات پانا اور اس شکریہ مین موسی علیہ السلام کا روزہ رکھنا اور کہان یہ ہمارا
زمانہ کہ ابتک وہ روزہ چلا جاتا ہی حال آنکہ حقیقت وقوع واقعہ غرق فرعون و نجات موسی تو اوسی
دورہ مین ہوئی تہی اب وہ اصل حقیقت موجود نہین لیکن معاملہ صوم کا وہی کرتی ہین جو اصل واقعہ
کی وقت کیا تھا اور دوسری نظیر اور بھی ہی جب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سی مکہ تشریف لائی
تو مدینہ مین بخار کی بیماری تھی مشرکون نی کہا کہ ان لوگون کو مدینہ کی بخار نی سست و نزار کر دیا
انسی طواف بھی نہو سکیگا یہہ کہا اور مقام حجر کی طرف کو مشرک لوگ انکا تماشا دیکھنی لگی تب حضرت
نی صحابہ کو فرمایا کہ ان مشرکون کی سامنی طواف کی وقت رمل کرو اونہون نی رمل کیا یعنی جسطرح
پہلوان لوگ وقت لڑائی کی کودتی ہوی اور مونڈہون کو ہلاتی ہوی بہادرانہ چال چلتی ہین
اوسیطرح صحابہ اون مشرکون کی سامنی چلتی تہی اور کفار یون بول اوٹہی یہ تو ہرن کی طرح کود
پہرتی ہین یہ روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین خلاصہ یہ کہ رمل اوسوقت تو واسطی کہانی کفار کے
کیا گیا تہا لیکن پہر بعد اس زمانہ کی جو حجۃ الوداع واقع ہوا اوسوقت بہی وہی قوت رفتار رمل کی
طور پر وقوع مین آئی حال آنکہ اوسوقت کوئی مشرک وہان نہ تھا قطعًا اور قایم رکھا اوسوقت مین بہی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی اوس رفتار تبختر کو اور پہر قایم رکھا بعد آپکی خلفاء راشدین نے پہر تابعین نے
یہانتک کہ ابتک کیا جاتا ہی اب دیکھئے یہ معاملہ حقیقت کا سا بعد منقضی ہو جاتی اصل حقیقت کی کیا جاتا
الی یومنا ہذا اور جاری رہیگا الی یوم القیمۃ حال آنکہ اصل علت موجود نہین یعنی اب حرم شریف مین ایک بھی
کافر نہین جسکو اپنی طاقت اور جوانمردی اور بہادری کی چال دکھائی چنانچہ صاحب ہدایہ اسیمعنی کی طرف
اشارہ فرماتی ہین ثم بقی الحکم بعد زوال السبب فی زمن النبی علیہ السلام وبعدہ اور شیخ دہلوی نی شرح
سفر السعادۃ مین لکھا ہے معلوم شد کہ بعد از زوال علت نیز این حکم باقی ست تو حضرت سلامت اصل
حقیقت کا سا معاملہ بعد انقضای حقیقت ہی کرنیکے نظیرین شرع مین موجود ہین اور جس چیز کی نظیر پائی
جاوی وہ موافق قاعدہ مولوی اسمعیل صاحب کی بدعت نہین ہوتی الحاصل جب آپ قایل ہو چکی کہ اصل

حقیقت یعنی وقوع ولادت شریف مین قیام ہونا چاہیی اور ہم کہتی ہین کہ واقعی آپ اس امر مین حق پر ہین
چنانچہ بعض روایات موالید مین آیا ہی کہ اوسوقت ملائکہ اور حورین کھڑی ہوئی تہین آدمی کا تو وہان
گذر نہتا اور جسکا گذر تہا وہ حالت قیام مین تہا تو اب بہی جب ذکر آوی تو وہی قیام اوسمین جاری رہی
تعظیماً تو ہرگز مخالف اصل شرعی کی نہین ہوسکتا دو اصلین اس تحقیق مین ایسی منقول ہو چکین اور تماشا یہہ
کہ جناب معترض صاحب صوفی بہی ہین اور آپ کی یہان تصور شیخ کا قاعدہ بہی چلا آتا ہی آپ کی بزرگوار
فرماتی ہین والرکن الاعظم ربط القلب بالشیخ علی وصف المحبۃ والتعظیم وملاحظۃ صورتہ انتہی اور دوسری جگہہ ایسی
رسالہ مین فرماتی ہین فاحضر فی خیالک صورۃ شیخک فانہ یرجی ببرکتہ تبدل التفرقۃ بالجمعیۃ یعنی سامنے
رکہہ خیال مین صورت اپنی پیر کی بیشک اوسکی برکت سے تفرقہ بدل جائیگا جمعیت سے اور شاہ ولی اللہ
صاحب کی خلیفہ محمد عاشق پہلتی جنسی شاہ عبد العزیز صاحب نی بعد وفات والد اپنی کی تکمیل سلوک
کی ہی اپنی کتاب سبیل الرشاد مین مرشد کا تعلیم کیا ہوا یعنی شاہ ولی اللہ کا طریقہ لکہتے ہین اگر وقت
دوری شیخ کسی استفاضہ خواہد طریقش آنست کہ فارغ دل وضو ساختہ نماز گزاردہ ہمانجا نشستہ
صورت شیخ را از وی فیض می جوید بجمیع ہمت و دفع خطرات ملاحظہ نماید الی آخرہ اور امام ربانی جلد
ثانی مکتوبات کی مکتوب سیام مین کثرت تصور شیخ کی لئی لکہتی ہین این قسم دولت سعادتمندان را میسر است
تا در جمیع احوال صاحب رابطہ را متوسط خود داند و در جمیع اوقات متوجہ او باشد اور مولینا مرحوم شیخ
محمد محدث تہانوی جن سی مولوی رشید احمد صاحب نی بہی کچہہ حدیث پڑہی انوار محمدی مین لکہتی ہین
باید کہ مرشد وی را (یعنی مرید را) بوقت پراگندگی خاطر و عدم جمعیت برای ملاحظہ صورت خود بدینمعنی
امر فرماید کہ صورت مرا و اوضاع مرا و اطوار مرا و اخلاق مرا مثل ریش و خال و خد و لباس وغیرہ آنچنان
بصورت خیالیہ خود منقوش خاطر کن کہ دران محو گردی الخ خلاصہ یہ کہ جیسی مرید طالب اپنی پیر کے سامنے
مودب بیٹہتی ہین ویسی ہی حالت دوری مین یہہ تصور شیخ کرکے مودب بیٹہتے ہین اور تعظیم مدنظر رکہتے
ہین اس سے دو فائدہ پیدا ہوی ایک یہہ کہ جب تصور شیخ سے مرید کو فلاح و خیر ہوئی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جو ہادی سبل اور مرشد کل ہین اونکا تصور غلبہ محبت کی ساتہہ کیونکر نفع نہ دیگا دوسرا

فائدہ یہہ کہ جب تعظیم مرشد حالت تصور مین بھی ہی تو یہہ حقیقت کا معاملہ عدم موجودگی حقیقت مین کیا جاتا ہی پس قایم ہوئی معترض صاحب پر یہہ حجت ہماری ازروی طریقت اور قایم ہوئین دو حجتین سوم عاشورا اور رمل کی ساتھ چلنا حالت طواف مین ازروی شریعت و السلام علی من اتبع الہدی **اعتراض** کہتی ہین کہ شامی جو مجوزین عمل مولد شریف مین شمار کیا جاتا ہی وہ خود قیام کو بدعت لا اصل لہا لکھتا ہے تو یہہ قیام بدعت سیئہ ضلالت ہوا اور عبارت اوسکی سیرت شامی مین یہی ہی جرت عادۃ کثیر من المحبین اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا جواب اسکا یہہ ہی کہ اس عبارت سی جو یہہ لوگ ضلالت اور سیئہ ہونا قیام کا نکالتی ہین کمال لوالعجبی ہی اسلیے کہ بدعت ہونا تو اسکا مسلم کیونکہ رسول علیہ السلام کی دور مین اسکا رواج نہ تھا لیکن اوسوقت رائج نہونی سی یہ لازم نہین آتا کہ ضلالت ہو تقسیم بدعت طرف حسنہ اور سیئہ کی مجتہدین اور محدثین کی قول سی ثابت ہی چنانچہ نور اول کی لمعہ خامسہ مین ہم نقل کر چکی اور سیرت حلبی مین ہی وقد قال ابن حجر الہیتمی الحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا وعمل المولد واجتماع الناس لہ کذلک ای بدعۃ حسنۃ انتہی اور پھر ابن حجر قائل جواز اس قیام مروجہ کی ہین چنانچہ اونکی مولد کبیر کی عبارت جواز قیام مین عثمان حسن دمیاطی شافعی نی نقل فرمائی ہی پس جبکہ یہہ عمل مولد بہیئت مروجہ مع القیام بدعت حسنہ ٹھہرا بالاتفاق اسلیے کہ اشارہ لفظ کذلک کا طرف متفق علی ندبہا کی بہی ہے جسطرح بدعت حسنہ کی طرف ہی کما لا یخفی تو استدلال مانعین بدعت سیئہ ہوئی قیام پر جو سیرت شامی سے کرتے ہین اس تقریر سے ساقط ہو گئی اور اگر لفظ لا اصل لہا سی مانعین کو کچھ دھوکا ہی کہ اوسنی لا اصل لہا جو لکھا ہی اس سی سیئہ ہونا ثابت ہی تو جواب اسکا یہہ ہی کہ یہ بات ضروری نہین جہان لفظ لا اصل لہا آیا کری وہان بدعت سیئہ مکروہہ یا محرمہ مراد ہوا کری اس بات پر دو عبارتین دلیل گذارتا ہون مجمع البحار کی خاتمہ جلد ثالث صفحہ ۵۱۲ مطبوعہ نولکشوری مین ہی کہ صاحب مجمع نی اپنی شیخ سی مسئلہ پوچھا تھا کہ پھول یا خوشبو سونگھنی کی وقت درود پڑھنا کیسا ہے تو جواب اوسکا یہہ لکھا ہے اما الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند ذلک ونحوہ فلا اصل لہا ومع ذلک فلا کراہۃ فی ذلک عندنا الخ اس عبارت سے

وغیرہ منکرین نے کیا ہے ۲۳ جاری ہی سعادت بہت لوگون کی جو محبت رکھنی والی ہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ جب سنتی ہین ذکر ولادت شریف کا کھڑی ہو جاتی ہین بہت تعظیم اور یہہ قیام بدعت ہی اسکا اصل کچھ وجود پایا نہین گیا ... عبارت مین جو لفظ محبین ہی ...

واضح ہوگیا کہ لااصل لہا ہونیکو یہہ ضروری نہیں کہ وہ ناجائز ہوا کری اور مولوی محمد اسحق صاحب مسائل اربعین کی مسئلہ چہاردہم مین کہ نوشہ کو بطریق سلامی کچہہ دینا اور دلہن کو موہنہ دکہائی مین کچہہ دینا کیسا ہی تحریر فرماتی ہین جواب در شریعت محمدی اصل این چیزہا یافتہ نمیشود مگر ظاہر حال این چیزہا کہ دادن سلامی و رونمائی است مباح باشد الی آخرہ ان عبارتون سی معلوم ہوا کہ کسی چیز کی بدعت ہونی اور عہد رسالت مین اصل وجود نپائی جانی سی حرمت و کراہت لازم نہین آتی پس سیرت شامی مین عبارت لااصل لہا کہنی سی قیام کا ضلالت اور سیئہ ہونا ثابت نہوا اور جبکہ ٹوٹ گئی دلیل مانعین تو اب پیش کرین ہم وہ قراین و دلایل کلام سیرت شامی کی جو قیام کی بدعۃ حسنہ ہونی پر دلالت کرتی ہین وہ یہ ہین کہ اونسی یہ لفظ لکہی ہین جرت عادۃ کثیر من المحبین اول تو لفظ اجرای عادۃ ایک قسم کی مستند ہونی پر دلیل ہے جیسا کہ صاحب ہدایہ فی باب الاحرام مین لکہاہی و بذلک جرت العادۃ الفاشیۃ وہی من احدی الحجج تو عادۃ فاشیہ یعنی ظاہرہ اگر عہد صحابہ سی ہو تو کمال درجہ کی قوی حجت ہی اور اگر مابعد کی عادت ہی تو بہی ایک طرح کی سند ہے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سی روایت ہے ما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن اور مسلمون سی صحابہ مراد رکہنا غیر مسموع ہی اسلئے کہ نصوص مین اطلاق لفظ لیا جاتا ہی العبرۃ لعموم الالفاظ اور حدیث مین لفظ مسلمون ہی اور مطلق لفظ مین فرد کامل مراد ہوتا ہی پس جس چیز کو کہ مسلمان کامل یعنی علما کسی بات کو اچہا فرمائینگے وہ خدا کی نزدیک بہی اچہی ہونگی چند نظیرین لکہتا ہون مجمع البحار جلد سوم صفحہ ۱۰۷ مین ہی ان محبۃ قلوب العباد علامۃ محبۃ اللہ و ما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن یعنی جسکو بندگان خدا محبوب کہین اور قبول کرین یہہ علامت ہی کہ وہ محبوب خدا ہے جسکو مسلمان اچہا جانین وہ عند اللہ اچہا ہے اور فقیہ شامی نی لکہا ہے کہ اذان تکبیر کی درمیان لوگون کو مطلع کرنا تیاری نماز کی لئی کسی عمل متعارف کے ساتہہ مستحسن ہے دلیل اسکی ما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن امر حنیفہ موذن جمع ہو کر اذان کہنی کی بہی یہی سند گذاری ما راہ المسلمون حسنا الخ اور درمختار مین ہی للاان التعامل تیرک بہ القیاس لحدیث ما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن اسکی ذیل مین فقیہ شامی نی لکہا ہے وظاہر ما مر فی مسئلۃ البقرہ اعتبار العرف الحادث فلا یلزم کونہ من عہد الصحابہ یعنی تعامل مین کچہہ صحابہ کی قید نہین عرف حادث بہی مثل نص کام دیتا ہے

اور دلیل اسکی مارآہ المسلمون الی آخرہ پس منحصر صحابہ پر رکھنا حکم مارآہ المسلمون حسنًا کا مخالف ہی فتاوی و شروح
و متون و تصانیف اکابر مفتیان دین کی جو اونہون نی اس روایت سی سند پکڑی ہی استحسان امور مروجہ
مابعد صحابہ پر جنکو علماء دین نی مستحسن کہا ہی اور نیز مفتیان دین جا بجا الفاظ فتوی مین لکھتی ہین علیہ العمل
و علیہ المسلمون و بہ جری التعامل و ہو المتوارث امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ قیام کی تحقیق مین جلد دوم احیاء العلوم
مین لکھتی ہین و لکن اذا لم یثبت فیہ نہی عام فلا نری بہا باسا فی البلاد التی جرت العادۃ فیہ باکرام الداخل
بالقیام دوسرا قرینہ یہہ کہ شامی نی عادۃ لکھی تو کثیر کی عادۃ لکھی اور گروہ کثیر اہل اسلام کا ایک عمل پر
قایم ہو جانا یہہ بہی ایک سند ہی شامی شارح در مختار نی لکھا ہی و الاعتماد علی ما علیہ الجم الکثیر اور حدیث
شریف مین ہی کہ اتبعوا السواد الاعظم پس عمل سواد اعظم کا ہونا یہہ بہی دلیل استحباب کی ہی تیسرا قرینہ یہہ کہ
وہ کثیر جنکا عمل ہی وہ کون ہین محبین اور یہہ بات ظاہر ہی احادیث صحیحہ سی کہ اہل ایمان مین بڑی کامل وہی ہین
جنکو محبت ہی رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سی لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ و والدہ و الناس اجمعین
جبکہ ایمان کامل انہی کا ہوا جو اہل محبت ہین اور اہل محبت کا عمل اس قیام پر ہوا تو بڑی نادانی کی بات ہی جو فعل
ایسی مومنین کاملین کی گروہ کثیر کا ضلالت یا سیئہ قرار دین چوتھا قرینہ یہہ کہ شامی نی وجہ اونکی قیام کی
کہدی کہ کوئی غرض نفسانی یا ہوای شیطانی کی لئی قیام نہین کرتی بلکہ خاص واسطہ تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہی اور یہہ بات سب اہل اسلام جانتی ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم شرع مین مطلوب ہی یا نہین
اور یہہ کہ بہ نیت ادب کہڑا ہونا مفید تعظیم ہی یا نہین پہر جبکہ قیام اونکا مبنی ہوا التعظیم پر تو بالضرور مستحب
اور مستحسن ٹہرا پانچوان قرینہ یہہ کہ اگر محدث شامی کو منع کرنا قیام کا منظور ہوتا تو وہ اوس قسم کے الفاظ
لکہتے جو منکرین قیام نی لکہی ہین جیسا کہ جونپوری صاحب فرماتی ہین ما یفعلہ العوام عند ذکر وضع خیر الانام
علیہ التحیۃ و السلام لیس بشئ بل مکروہ اور دوسری گجراتی صاحب لکہتے ہین قد احدث بعض جہال المشائخ امورا
کثیرۃ لا نجد لہا اصلا و لا اسماً فی کتاب لا سنۃ منہا القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پس یہ مانعین
جنکو اس فعل پر انکار ہی وہ تو قیام کرنیوالونکو محبین رسول نہین کہتی بلکہ شدت غیظ و غضب سی اونکو عوام اور
جہال وغیرہ الفاظ سی یاد کرتی ہین الحاصل یہ قرائن خاص اسی ایک فقرہ کی قطع نظر قرائن عبارت ماقبل

و ما بعد شامی اور قطع نظر انتظام سیاق و سباق اوسکی بہی دلالت صریح کرتی ہین کہ مراد محدث شامی کی
یہہ ہی کہ اصل اس قیام کی صدر اول سی تو نہین پائی گئی لیکن جماعت کثیر اہل اسلام کی کہ جو محبین ہین
تعظیما قیام کرتی ہین پس یہہ الفاظ تو فی الحقیقت ترغیب دیتی ہین اہل ایمان کو کہ جسکی دلمین محبت ہو اور
تعظیم رسول مد نظر ہو تو وہ قیام کری مطلب سمجہنی کی لئی ایک تو مادہ علمی درکار ہی دوسری ہدایت
من عند اللہ کہ قلب مومن مین القا ہوتی ہی جہان دونون مفقود ہون وہان کیا کیجی و من لم یجعل اللہ
لہ نورا فما لہ من نور اب دیکہئے اسی عبارت شامی کی لفظ لا اصل لہ کو محدثین بیدار دل کسطرح شرح کرتی ہین
علامہ نور الدین حلبی نی یہہ عبارت شامی کی لکہکر آگی اوسکی لکہا ہی ای لکن ہی بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ مذمومۃ
چنانچہ یہہ عبارت سیرت حلبی مطبوعہ مصر کی صفحہ ۱۱۴ مین موجود ہی اور علامہ حلبی نے اپنی اصطلاح دیباچہ مین
لکہی ہی کہ جس جگہہ سیرۃ الشمس کی عبارت لیتا ہون شروع مین لفظ ای لاتا ہون پس اس مقام پر لفظ ای کا
آنا دلیل ہوا کہ صاحب سیرۃ الشمس بہی اس قیام کو بدعت حسنہ فرماتی ہین تو دونون محدثون یعنی حلبی و صاحب
سیرۃ الشمس کا اتفاق ثابت ہوا اسبات پر کہ سیرت شامی کی کلام سی جو قیام بدعت معلوم ہوتا ہے وہ سیئہ
نہین بلکہ حسنہ ہی پہر حلبی نی لکہا کہ بدعت حسنہ بالاتفاق جایز ہے پس تقریر حلبی وغیرہ سے معلوم ہوا کہ یہہ قیام
جایز ہے چنانچہ مولف براہین قاطعہ نی بہی اسکو صفحہ ۲۴۲ مین مان لیا مگر یہہ مغالطہ دیا (کہ وہ ذکر مطلق کی فرد
کیوجہ سی قیام کرتی تہی اور تقیید مطلق کا درجہ اس قیام مین نہین تہا اور نہ عوام کا اندیشہ تہا لہذا جائز جانتی تہے
اب وہ امر نہین ہا مگر وہ ہو گیا انتہی) مین کہتا ہون یہہ لکہنا مولف کا تقیید مطلق کا درجہ اس قیام مین نہ تہا
یہہ غلط ہی اسلئی کہ خود سیرت حلبی مین یہہ لفظ موجود ہی اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی جب ذکر سنتی ہین
ولادت شریف کا اوسوقت کہڑی ہو جاتی ہین پس قیام اونکا مقید اس قید کی ساتہہ تہا دوسری بات کہ
اندیشہ عوام نہ تہا یہہ بہی صحیح نہین اسلئی کہ عہد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آج تک کسی وقت مین عوام لوگ
صفحہ روزگار سے غائب نہین ہوی اور عوام کی طرف سی کبہی مطمئن اور بی اندیشہ نہین ہوی ناظرین احادیث
و آثار و فتاوی سی یہہ بات مخفی نہین بنا علیہ یہہ بات بہت بعید ہی کہ حلبی کیوقت مین اندیشہ عوام نہ تہا کیون
صاحب کیون اندیشہ نہ تہا خود تمہاری جونپوری کی عبارت اس قیام کی بابت عنقریب گذریگی ما نفعلہ

العوام الی آخرہ اور دوسری حضرت گجراتی کی عبارت یہی اوپر گذر چکی قد احدث بعض جہال المشائخ الخ
دیکھی آپکی پیشواؤن نی عوام کو اور جہال مشائخ کو قیام کرتی دیکھا لیکن ایسی غلطی ہوئی کہ انہون نی یہ سمجھا
کہ عوام اور جہال ہی نی یہہ قیام ایجاد کیا ہی یہہ اونکو خبر نہ ملی کہ بڑی بڑی علماء محبین رسول صلی اللہ علیہ وسلم
نی یہہ عمل کیا ہی جیسا کہ علامہ شیخ عبد اللہ سراج رحمۃ اللہ علیہ مفتی عرب نی لکھا ہی اما القیام اذا جاء ذکر
ولادتہ عند قراءۃ المولد الشریف توارثہ الائمۃ الاعلام واقرہ الائمۃ الحکام اور شیخ عبد الرحمن سراج
مفتی مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفا در باب محفل مولد شریف مع القیام تحریر فرماتی ہین دعلماء العرب والمصر والشام
والروم والاندلس کلہم راوہ حسنا من زمان السلف الی الان الخ الحاصل اس قیام کو یہہ کہنا موئف براہین کا کہ یہ علماء
اوسکو جائز جانتی ہتی نہایت صحیح ہی پہر یہہ شاخ لگانی کہ اوسوقت اندیشہ عوام نہ تہا یا یہہ کہ وہ قیام مقید
نہ تہا بالکل غلط ہی **اعتراض** یہہ لوگ اگر قیام کو مباح یا مستحسن جانتے ہین تو واجب کی طرح دائمی کیون
کرتی ہین حال آنکہ امر مستحب پہی اصرار کرنی سی مکروہ ہو جاتا ہی **جواب** دوام امور مستحبہ کا مکروہ نہین
ہے علی العموم بلکہ بعض صور خاصہ مین بعض فقہا تحریر فرماتی ہین وہ ہماری فحوای کلام سے سمجھ لیجو
تحقیق اس مسئلہ قیام کی یہہ ہی کہ ہم اسکو مستحسنات مین سمجھتی ہین مذہب جمہور یہی ہی اور اسی پر
عمل ہے تمام بلاد اسلامیہ مین اور منکرین مین ایک فرقہ ایسا ہے کہ وہ اس قیام کو حرام کہتی ہین
اور بعضی اونمین بدعت مطلقہ اور بعضی اونمین بدعت ضلالت اور بعضی اونمین شرک قرار دیتی ہین
پس اس صورت مین مجوزین قیام پہی اگر ترک کرنی لگین تو سبکے دلون مین سما جاوی یہہ بات کہ یہ قیام
بلاشک ممنوع ہی کہ انہون نی پہی ترک کر دیا تو اس صورت مین بدل جاویگا حکم شرعی اور ثابت
کر چکی ہم دلایل شرعیہ سی اس کتاب مین اباحت واستحسان قیام پس جبکہ امر مباح و مستحسن کو لوگ
شرک اور کفر یا حرام سمجھنے لگین تو اس سی زیادہ تعدی حدود الٰہیہ مین کیا ہو گی جسطرح مندوب کو
واجب سمجھنے مین تغیر شرع ہی اسیطرح مباح کو حرام اور شرک قرار دینی مین تبدیل احکام الٰہیہ اور
تغیر دین ہی بنا علیہ مناسب سمجھا گیا کہ نہ ترک کیا کرین اس قیام کو واسطی اس مصلحت کی ہان
اگر یہ قیام ایسا ہوتا کہ کسیکو اسکی استحباب مین کلام نہوتا تو اوس صورت مین دوام واہتمام

اور روم اور اندلس کی سبکے سب نے اس محفل مروجہ مع القیام کو اچہا جانا ہے زمانہ سلف سے اب تک ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

اوسکا بقول اون بعضی فقہا کی لکھا جاتا کیونکہ ایسا امر جو سبکی نزدیک محمود بالاتفاق ہو اور کوئی
اوسمین انکار نکرتا ہو بلکہ سب اوسکو کمال اہتمام سے بجالاتی ہون تو اوسکی ادا و مداومت سے البتہ عوام کی
دلون مین شبہ وجوب یا فرضیت کا پڑسکتا ہی وہ خیال کرسکتی ہین کہ اس امر کا کوئی منکر نہین اور سب
بالاتفاق کمال تاکید واہتمام والتزام سے کررہی ہین شاید یہ کام فرض یا واجب ہوگا پس صاحب
مجمع البحار کا کلام جسکو بعض فضلا سند مین لائی ہین درحقیقت وہ ایسی ہی مندوب اور مستحب
بالاتفاق کی حق مین ہی کہ المندوب ینقلب مکروہا اذا خیف ان یرفع عن رتبتہ برخلاف اس
قیام کی کہ اسمین لوگون کو کیا کیا گفتگوئین ہین پہلا حسین جسنر کی جواز وعدم جواز مین مباحثہ ہو
رہا ہو اور مجوزین قیام جابجا فتاوی اقرار استحسان قیام کی باب مین چہاپ چہاپ کر مشتہر
کرچکی ہون کب عقل سلیم باور کریگی اسبات کو کہ اسکی فرضیت یا وجوب شرعی کا شائبہ کسی دلمین
پیدا ہوگا حاشا وکلا **قلب الدلیل** ہم کہتی ہین کہ جسطرح مندوب کا مکروہ ہوجانا صاحب
مجمع البحار سے نقل فرمایا ہے یہہ بہی تو مجمع البحار مین لکہا ہے کہ بعض احکام بدلجاتی ہین بہ تبدیل زمان
او مسجد کی زینت کو لکہا صاحب مجمع البحار نی کہ ممنوع ہی لیکن جب لوگ اپنی مکانات عمدہ عمدہ بنانی لگی
تو اب اگر مسجد کو زینت ندیجئی تو تحقیر مسجد کی لازم آئیگی اور جلد دوم مجمع البحار ذیل تحقیق معنی شرف مین
قبر پر تعمیر کو لکہا کہ منع ہی پہر لکہا کہ علماء سلف نی بباعث بعض مصلحت جائز رکہا وقد اباح السلف
ان یبنی علی قبور المشائخ والعلماء المشاہیر لیزورہم الناس ویستریحون بالجلوس فیہ اور صاحب روح
البیان نی شیخ عبد الغنی نابلسی کی رسالہ کشف النور سی نقل کیا ہی ان البدعۃ الحسنۃ الموافقۃ لمقصود
الشرع تسمی سنۃ فبناء القباب علی قبور العلماء والاولیاء والصلحاء امر جائز اذا کان القصد بذلک التعظیم
فی اعین العامۃ حتی لا یحتقروا صاحب ہذا القبر اور اسیطرح شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ نی شرح سفر السعادت مین
لکہا ہے اور روح البیان جلد ثانی مین احیاء العلوم سی نقل کیا ہی کہ اکثر معروفات ہذہ الاعصار منکرات
فی عصر الصحابۃ یعنی اکثر باتین جو اس وقت عمدہ گنی جاتی ہین وہ صحابہ کی وقت مین بُری گنی جاتی
تہین اسکی بعد لکہا کہ اب مساجد مین فرش عمدہ بچہانا عمدہ جاتی ہین اور پہلی آدمی مسجد مین بوریون کا

بچھانا بھی پسند نہ کرتی تھی یون کہا کرتی تھی کہ ہمارے اور زمین کی بیچ مین کوئی حائل نہو یہان تک
کہ فقہانی لکھاہی کہ زمین پر بلا حائل نماز پڑھنا افضل ہی تمام ہوا کلام صاحب روح البیان کا اور
خزانۃ الروایت مین ہی کہ رمضان مین جمع ہو کر دعا مانگنا ختم قرآن کیوقت بدعت اور مکروہ ہے
لیکن ابو قاسم صفار رحمہ اللہ فرماتی ہین اگر شہر کی آدمی یون نہ کہنے لگتے کہ یہ عالم دعا کو منع کرتا ہے تو
مین انکو منع کر دیتا ہذا شئی لا یفتی بہ لانہ لا ینبغی ان یقال للعامۃ شیئا لم یفہموا یعنی یہ بات ایسی ہے
کہ اسپر فتوی ندینا چاہیی کیونکہ وہ بات عام مین نہ کہنی چاہیی جسکو وہ نہ سمجھین اور اسیطرح فتاوی سراجیہ مین
بھی ہی لیکن باختصار اب سننا چاہیی کہ اول تو فاتحہ اموات کی لئی تعیین ایام اور اسیطرح امور مروجہ
محفل مولد علیہ السلام مع القیام ہم دلیل شرعی سی ثابت کر چکی اب تنزل کرکے بطور الزام کہتی ہین کہ
اگر بالفرض التقدیر یہ امور مکروہ بھی ہوتی بقول تمہاری کہ قرون ثلثہ مین نہین پائی گئی تب بھی اب
یہ تبدل زمان حسب منشا مجمع البحار و دیگر تصریحات مذکورہ بالا جائز ہونی چاہیئن کیونکہ اس زمانۂ پر
آشوب مین تمام آدمی غیر مذاہب بھی اپنی کفریات کی اعلان جابجا کر رہی ہین تو اب مسلمانون کو
چاہیی کہ مجالس منعقد کر کی حضرت کی فضائل معجزات عالم مین پھیلائین پڑھین پڑھوائین سنین
سنوائین اور چونکہ اب ہر ہر بات مین تکلف اور زینت اہنار زمان مین چل گئی ہی تو مواقع دین کو
بی آراستگی ہی نا پیراستہ رکھنا موجب تحقیر ہی اور تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم بجالانی سی قلوب مومنین
مین توقیر واقع ہوتی ہی اور کفار کی نظر مین شوکت اسلام ہوتی ہی اور فاتحہ اموات مین یہ بات ہے
کہ باوجود پابندی تعیین ایام کی بہی ثواب میت کو پہنچ جاتا ہے مساکین کا پیٹ بھر جاتا ہے اور کہانا بہی
انکو باوجود تعیین کے جائز ہے چنانچہ براہین قاطعہ مین ان باتونکو مان لیا ہی اب باقی رہی تمہاری نزدیک
کراہت تعیین اوس کہلانیوالی کی اوپر سو قطع نظر کرلو اس سی یہ سمجھ کر کہ پابندی ایام کی یاد دہانی مین تو
خیرات ہو بھی جاتی ہی جب یہ تقاضا اوٹھ گیا تو پہر کون صدقہ کرتا ہی خیرات بند ہو جائیگی مساکین
اس دورۂ عسرت مین ود کثرت سی ماری ماری پہرتی ہین کہ کہین سہارا نہین باقی انکی حاجت
براری پر نظر چاہیی اور ان باتون کو منع کرنی سی یہ ہی جابجا کہنی مین آتا ہے کہ یہ لوگ خیرات اموات

اور تعظیم رسول اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کرتی ہین بنا بر علیہ بقول امام ابوقاسم صفار جو علما حنفیہ
کی ائمہ کبار مین گذری ہین ہرگز فتوی منع پر نہ دینا چاہیی اسطرح اونہون نے نہ دیا یہ گفتگو ہم اتمام کرتی ہین
اور تحقیق ثبوت وہ ہین جو اس رسالہ مین جابجا تحریر کیے گئے ہین **اعتراض** بانیان محفل میلاد
شریف منکرین قیام پر ایسی ملامت کرتی ہین جیسی تارک فرض و واجب پر **جواب** سبب
اوسکا یہ ہی کہ جو لوگ قیام نہین کرتی اکثر اونمین سے ایسی ہین کہ اونکی عقاید وہابیہ نجدیہ کی طور پر ہین اور
وہ قیام کو کفر اور شرک اعتقاد کرتی ہین پس یہین ایک تو یہ بات ہوئی کہ اس شخص کے نزدیک فاعلین
قیام مشرک اور کافر ٹہرتی ہین اگر کسیکو اس بات پر غیظ آجاوی ہاتھ یا زبان سی کچھ سرزد ہو کچھ بعید
نہین دوسری یہ بات کہ اس ایک حرکت سے اوسکی دوسری عقائد خبیثہ کا بہی خیال آجاتا ہی تیسری
یہ کہ اوس فریق کو دیکھتی ہین کہ یہ سیکڑون باتین خوراک و پوشاک اور معاملات مین خلاف صحابہ و خلاف
قرون ثلثہ کرتی ہین اور فقط قیام کرنی اور مولد شریف کی محفل مین یہ گفتگو کہ قرون ثلثہ مین نہین ہوئی
کرتی ہین اور باہم عناد و فساد پیدا کرتی ہین اس وجہ سی محبین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مفسدون پر غیظ
آجاتا ہے البتہ اگر معلوم ہوجاوی کہ اس شخص کی سب عقاید عمدہ ہین اور قیام کرنے والون کو بہی برا
نہین جانتا تو اوس شخص کو ہرگز کوئی آدمی زجر و توبیخ نکریگا ہان یہ تو کہینگے کہ آداب محفل کا مقتضا
یہ تہا کہ سبکی ساتہ آپ بہی قیام کرتی تو بہتر ہوتا چنانچہ امام غزالی نی لکہا ہے باب السماع مین کہ یہ بات
آداب حقوق الصحبت کی خلاف ہی کہ کہڑا ہونی مین موافقت نکری پس اس تقریر سی معلوم ہوگیا
کہ غصہ آجانا تارک قیام پر اور سبب سے ہوتا ہی نہ اس سبب سے کہ یہ قیام فرض و واجب جانتی ہین یہ تو بالاتفاق
فتاوی مین مفتیان دین تصریح فرما چکی ہین کہ فرض و واجب نہین بلکہ مستحسن امر ادب کی بات ہی اور غور سے
دیکہیے تو بعض اوقات مین یہ تارک قیام نص قرآنی کا مخالف بنجاتا ہے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے

یا ایہا الذین آمنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم واذا قیل انشزوا فانشزوا والنبی ای ایمان والو
جب تمکو کہا جاوی کہ کہل بیٹہو مجلسون مین تو کہل بیٹہا کرو اور جب کہا جاوی اوٹہہ کہڑی ہو تو اوٹہ کہڑی
ہوا کرو اب معلوم کرنا چاہیی کہ جب قاری مولد نبی پڑہا ہے ۵ اوٹہو ذکر میلاد حضرت ہے اب وہ

یا اسطرح پڑہا ع جاہئی آداب سے کرنا قیام پیا یہ کہ اوس کھڑی ہونیوالون نے اوس آدمی کو اشارہ کیا
کہ اوٹھ کھڑا ہوا اور اوسنی نہ یہ کیا کہ کھڑا ہو جاتا نہ یہ کیا کہ اوٹھ کی باہر نکل جاتا تو دیکھیے وہ اوسوقت
مین مخالف امر خداوندی کا ہو گیا کیونکہ نزول اس آیۃ کا منشا یہی ہوا تہا کہ لوگون کو وہ بات تعلیم
کیجے کہ آپس مین محبت پیدا ہو بغض و عناد و وحشت نہو چنانچہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نی تفسیر کبیر مین
اسی آیت مذکورۃ الصدر کی شروع مین لکہا ہی اعلم[له] انہ تعالیٰ لما نہی عبادہ المومنین عما یکون سببا
للتباغض والتنافر امرہم الآن بما یصیر لہم سببا لزیادۃ المحبۃ والمودۃ اب ارباب انصاف خیال
فرماوین کہ اگر وہ شخص کھڑا ہو جاتا تو اتحاد و موانست باہمی کا سبب ہو جاتا اور کھڑا ہونا بغض اور
نفرت کا سبب ہو گیا تو یہ فعل اوسکا کسقدر منشاء حکم خداوندی سے بعید جا ٹہرا فاعتبروا یا اولی الابصار

لمعہ سابعہ یہہ اعتراض کہ محفل مولد شریف مین مخاطب حاضر کی اشعار پڑہتی ہین بہ نسبت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کے حالانکہ آپ غائب ہین نظر سے یہہ شرع مین جائز نہین بلکہ کفر ہے جواب اسکا یہ ہے
کہ یہہ بات تو معلوم ہوتی ہی کہ عالم الغیب بالذات ہی ایک ہے جل جلالہ آسمان و زمین مین کوئی نہین
جو بغیر اللہ کے الہام و کشف کردینی کی خود بخود و یقینی طور پر امور غیبیہ کو جان لی اور یہہ بہی کہ کوئی ایسا
نہین جو عرش سی لیکر تا تحت الثری ہر مکان ہر زمان ہر آن مین اللہ تعالی کی طرح حاضر ناظر ہو لیکن یہ معلوم
نہین ان لوگون پر کونسی کتاب نازل ہوئی ہی جسمین یہ الفاظ لکہی ہین کہ غائب کی بہ نسبت الفاظ حاضر بولنے
کفر ہین ہم اس بات مین جزئی خاص پیش کرتی ہین قسطلانی و زرقانی وغیرہ محدثین لکہتی ہین آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کی خصائص مین ہے و منہا ان المصلی یخاطبہ بقولہ السلام علیک ایہا النبی والصلاۃ صحیحۃ ولا یخاطب غیرہ
اس عبارت سی ثابت ہوا کہ نمازی ہین نماز مین خطاب کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اور حاضر
کا لفظ بولتا ہے حالت تشہد مین کہ السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ یعنی سلام ہو تمپر ای نبی اور
اس خطاب کرنے مین نماز صحیح ہے اور دوسری کو نماز مین خطاب نہین کر سکتا اگر کرے تو نماز فاسد
ہو جاتی ہی ہانتہی اور بعضی آدمی جو یہ کہتی ہین کہ یہ تو نقل نکالتی ہین قصہ معراج کی ہمین خطاب حضرت کا مراد
نہین سو رد ہو گیا اونکا قول اس عبارت سی کیونکہ اسمین صریح لفظ یخاطبہ موجود ہی علاوہ ازین شامی نی

[له] جان تو بجھتی اللہ تعالیٰ نے جب منع کیا ... نہین منع ہون کروی سورت مین ایسی باتون سے جو سبب بغض اور باہم نفرت پیدا ہونے کی ہی ان کے ساتھ حکم دیا ان چیزون کا جو سبب ہو جاوین محبت اور دوستی بڑہنی کی ۱۲

بھی رد کیا ہی کہ لا یقصد الاخبار والحکایۃ عما وقع فی المعراج اور در مختار مین بھی رد کیا ہے و یقصد
بالفاظ التشہد الانشاء کانہ یسلم علی نبیہ ورفقیہ ابواللیث سمرقندی نی السلام علیک ایہا
النبی کی اسطرح شرح کی ہی کتاب تنبیہ مین یعنی یا محمد علیک السلام حسب احیاء العلوم نماز کی بیان تفصیل
ما ینبغی ان یحضر فی القلب مین لکھتی ہین و احضر فی قلبک النبی صلی اللہ علیہ وسلم و شخصہ الکریم و قل سلام علیک
ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ یعنی موجود کر اپنی دل مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپکی وجود گرامی کو اور عرض کر
السلام علیک ایہا النبی الی آخرہ اور میزان الشعرانی مین ہی کہ اسواسطی شارع فی امر کیا ہی نمازیکو سلام اور
درود کی بیچ التحیات مین تاکہ آگاہ کردی غافلونکو کہ جس پروردگار کی سامنی تم بیٹھی ہو اسکی دربار مین تمہاری نبی
موجود ہین فانہ لا یفارق حضرۃ اللہ تعالی ابدا فیخاطبونہ بالسلام مشافہتہ یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم درگاہ
الٰہی سی کبھی جدا نہین ہوتی پس نمازی خطاب کرتی ہین لفظ سلام کی ساتھ آپکو روبرو مسئلہ شفاء مین
قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہی کہ کہا عمرو بن دینار نے جو کبار تابعین و فقہاء مکہ سی ہین کہ جب تم داخل ہو
گھرونمین اور وہان کوئی نہو تو کہو السلام علی النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ الی آخرہ اسکی شرح مین ملا حسن حمزاوی لکھتی ہین
لان روحہ حاضر فی بیوت اہل الاسلام یعنی آپ کی روح حاضر ہے اہل اسلام کی گھرونمین انتہی اور مولوی عبدالحق
صاحب نی بھی علی قاری کی شرح شفاء سی مضمون حاضر ہونی روح مبارک کا اسیطرح نقل کیا ہے اصل حقیقت کو
حق سبحانہ جانتا ہی جو کچھ عقل ناقص مولف مین آتا ہے لکھتا ہون کہ روح مبارک آپکی اب الارواح ہی اور حدیث مین
ہے المومنون من فیض نوری یعنی مومنین میری فیض روح سی پیدا ہوی ہین یہ روح البیان اور کلام مجدد الف
ثانی وغیرہ مین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین موجود ہی اور یہی کلام محدث دہلوی وغیرہ مین ہی کہ آپ کی روح اوس
عالم مین ابی الارواح تہی انتہی اور قرآن شریف سورۂ احزاب مین ہے النبی اولی بالمومنین من انفسہم یعنی نبی سے
لگاو ہی ایمان والونکو اپنی جانون سی زیادہ اور اس آیت مین بعد لفظ انفسہم یہ قرارت ہی آئی ہے
وہو اب لہم یعنی وہ مومنین کے باپ ہین علامہ بیضاوی اور مفسر روح البیان اس مقام پر لکھتی ہین کہ جب
آپ مربی اور باپ مومنین کے ٹہری تو اسیواسطہ یہ ٹہر گیا کہ المومنون اخوۃ یعنی ایمان والی سب آپسمین بہائی
ہین اور یہ بھی ہی کہ امت کی اعمال آپ پر پیش کئی جاتی ہین اور درود امت کا ہی آپکو نام بنام پہنچتا ہے

اور یہ سب جو دلیل مین آ ہیر کہ آپ کو اہل اسلام کی گھرون سے تعلق اور ارتباط شدید ہی اور یہی ہے کہ اہل اسلام
کی گھرونمین نماز بہی جاری ہی بچی اور عورتین اور کبہی مرد بہی جو مسجد کو نہ گئے تو گہرمین پڑہ لیتی ہین غرض کہ
سب مرد و زن التحیات مین پڑہتی ہین السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو اہل اسلام کے
گہرون سی برابر سلام آپ کو پہنچتا ہے بنا علیہ آپ کی روح کو تعلق ہی بیوت اہل اسلام سی پس دل خلقت
ارواح سی لیکر اسوقت تک برابر تعلق آپ کا ثابت ہی اور روح مبارک اگرچہ ملا اعلیٰ مین ہی لیکن اوسکا
اشراق اید ہر بہی ہی اور تعلق ہی عالم خاک سی بہی مثلاً قبر شریف مین بدن کی ساتہ ایسا تعلق ہے کہ
اس تعلق اور ربط سی بدن مبارک زندہ حساس و درّاک ہی صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز اذن دیا گیا آپ کو اطراف
زمین مین پہرنیکا اور اعمال امت مین نظر کرنیکا جیسا کہ سیوطی رحمۃ اللہ نی لکہا ہے اسیطرح تحریر حسن حمزاوی و علی
قاری رحمہما اللہ کو سمجہنا چاہیئے کہ آپ کی روح کو تعلق اور ربط اہل اسلام کی گہرون سی ہی یہ مسئلہ اس مقام
پر بباعث ذکر السلام علیک ایہا النبی کی لکہا گیا الحاصل تشہد کی سلام مین نقل و حکایت مراد رکہنا اور
اپنی طرف سی سلام نہ بہیجنا نہایت ناصواب ہی تحقیق یہ ہی کہ نمازی اس سلام مین ارادہ کری کہ مین خود
حضرت پر سلام بہیجتا ہون کہ سلام ہو جیو آپ پر ای نبی اللہ کی ورنہ کم نصیب تعمیل حکم الٰہی سی جو لفظ سلموا
قرآن مین ہی محروم رہیگا کیونکہ خود اس سی سلام مطلوب تہا اسنی خود نہ کیا بلکہ معراج کی حکایت سمجہ لے
امر عجیب بعض دشمنان خطاب یہان تک غلو کرگئی کہ کہتی ہین نماز مین السلام علیک ایہا النبی نہ پڑہنا
چاہیئے کہ صحابہ نی چہوڑ دیا تہا اس عاجز نی ایک رسالہ مستقل مسمی بالقول البہی فی تحقیق السلام علیک ایہا
النبی لکہا ہی اومین اس قول کو بیخ و بن سی مستاصل کیا ہی یہان طول کو گنجائش نہین مختصر یہ ہے کہ
تشہد یعنی التحیات کی روایت منقول ہی عبد اللہ ابن عباس اور عمر بن الخطاب و ابن عمر اور جابر بن عبد اللہ
اور ابو موسیٰ اشعری اور عبد اللہ ابن مسعود صحابہ سی رضوان اللہ علیہم اجمعین سب مین لفظ خطاب موجود ہے
سو عبد اللہ ابن مسعود کی اور راو نکا ہی یہ حال کہ روایت کیا اونسی تشہد کو چند راویون نی یعنی شقیق
علقمہ و اسود و ابو الاحوص و ابو عبیدہ و عبد اللہ بن سخبرہ نی سو یہ بات کہ بعد وفات خطاب السلام علیک ترک کیا
کسینی روایت نہین کی سوای ابن سخبرہ کی اور اونسی آگی دو راوی ہین ایک اعمش دوسرا سیف بن سلیمان

اور بخاری کی احادیث کی شرح مین جو امام نووی اور صاحب فتح الباری نے ... کہ بعض صحابہ ... رسول اللہ ... سلام کو ... کہ السلام علیک ... التحیات مین پڑہتی تہی ... السلام علی النبی ... اور بعض صحابہ ... پوچہا رسول اللہ ... بتائے

سوا اعمش کی روایت مین وہ فقرہ نہین سیف بن سلیمان مین ہے اور وہ اگرچہ ثقہ تہا لیکن وہ بدعت قدر کی
ساتہ تہمت کیا گیا ہی پس جب کہ جمیع صحابہ سی طبقہ بعد طبقہ اسوقت تک وہی تعلیم خطاب ہوتی چلی آئی حتی
ابن مسعود سی بہی سوا اس روایت کی جو بخاری مین سیف بن سلیمان سی ہی بناءً علیہ اس روایت پر عمل نکیا
جائیگا اور کیونکر عمل کیا جاوی حالانکہ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سی ہمکو صحیح طور سی یہی تعلیم خطاب پہنچی ہے
ہم مذہب حنفی رکہتی ہین اور ہماری امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اسیطرح بصیغہ خطاب تعلیم ہوئی پہر ہمکو
اوسیطرح اونسی پہنچی اور اسناد ہماری امام اعظم کی یہہ ہی وہ فرماتی ہین کہ میرا ہاتہ پکڑا حماد نی اور سیکہایا مجہکو
تشہد اور کہا حماد نی کہ میرا ہاتہ پکڑا ابراہیم نی اور سیکہایا مجہکو تشہد اور کہا ابراہیم نی کہ میرا ہاتہ پکڑا علقمہ نے
اور سیکہایا مجہکو تشہد اور کہا علقمہ نی میرا ہاتہ پکڑا عبد اللہ ابن مسعود نی اور سیکہایا مجہکو تشہد اور کہا عبد اللہ
ابن مسعود نی میرا ہاتہ پکڑا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اور سیکہایا مجہکو تشہد جسطرح قرآن کی سورت سکہاتی
تہی پہر وہ تشہد سیکہایا ہوا آپ کا کتب حنفیہ فتاوی و شروح و متون مین موجود ہی اوسمین لفظ خطاب کی تعلیم ہے
اور سوا اسکی دیگر مذاہب یعنی حنبلی اور مالکی اور شافعی مذہب کی کتابین جو لکہی گئین سب مین یہی خطاب
کی تعلیم موجود ہی اللہ ری عناد دیکہو جمیع صحابہ کی روایتین اور خود عبد اللہ ابن مسعود کی روایتین سوا ایک
روایت کی اور ائمہ مجتہدین اربعہ کی فتاوی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات مطلقہ یعنی بلا قید حیات و
وفات و قرب و بعد مکانی و زمانی علی العموم یہ فرمانا اذا صلی احدکم فلیقل التحیات الی آخرہ اور اذا قعد احدکم فلیقل
التحیات الی آخرہ فاذا جلستم فقولوا التحیات ان سب روایات مین خطاب موجود ہی کہ مولوی اسحق صاحب
کی مائۃ مسائل سوال بست و چہارم مین بہی اقرار موجود (در التحیات خطاب برای رسانیدن سلام وارد شدہ)
پہر ان سب احادیث و آثار و فتاوی و اجماع امت محمدیہ شرقا و غربا جنوبا و شمالا و نیز قول مولوی اسحق صاحب
کہ جنکو اپنا مقتدا اور پیشوا جانتی ہین چہوڑ کر ایک روایت غیر معمول بہا پیش کرنی کیسی بی انصافی ہی اللہ تعالی
ہدایت نصیب کری بالحاصل اجماع امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اسبات پر ہی کہ سب چہوٹی بڑی عورت مرد پڑہتی
ہین السلام علیک ایہا النبی پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم غائب نظر سی ہین پہر بہی آپ کو خطاب حاضر ہو رہا ہے
نماز مین بعضی کہتی ہین یہ امر تعبدی ہی منقول اسیطرح ہوا ہے جواب یہ کہ امر تعبدی ہو نیسی کام نہین چلتا

اسلئی کہ خطاب جائز رکھنی کی روایت تو موجود ہی اب یہ بتاؤ کہ غائب کو خطاب کا لفظ بولنے کی حرمت اور
کراہت پر کونسی آیت یا حدیث ہی پیش کرو عقلی گھڑی ہوئی باتونکو الگ کرو اور یہہ سمجھو کہ جب عبادت مین
شریک کرنیکا حکم نہین پہر خاص اوسی نماز مین خطاب آپکا شریک کیا گیا تو باہر منع ہونیکی کیا وسیل ہی سہی جواز کی
سند مین سنو شاہ ولی اللہ صاحب واسطے پڑہنی اوراد فجیہ کی ابتدا مین لکہتی ہین فریضہ نماز بامداد وگذاردو چون
سلام دہد باوراد فجیہ خواندن مشغول شود کہ از برکات انفاس ہزار وچہار صد ولی کامل شدہ آنخ حال انکہ
اس اوراد فجیہ مین جسکا دل چاہے شمار کرلی ستر بار ندای رسول صلعم ان الفاظ سی ہی الصلوۃ والسلام علیک
یا رسول اللہ یا حبیب اللہ یا خلیل اللہ الی آخرہ علاوہ اسکی خود مولوی اسحٰق صاحب مایۃ مسایل مین لکہتی ہین
اگر کسی یا رسول اللہ بگوید برای رسانیدن درود یا سلام جائز است انتہی دیکہئے یہ علما باہر نماز کی بہی
خطاب کرنا رسول اللہ کا جائز لکہتی ہین اور شاہ ولی اللہ صاحب تو خود امر کرتی ہین لیکن ابہی تک مانعین کو
گنجایش ہی یہہ کہہ سکتی ہین کہ یہ خطاب تو درود وسلام کی ساتہ ہے اسکو فرشتے پہنچادیتی ہین اسلئی
ہم ایسی نظیر پیش کرتی ہین جسمین درود وسلام کی پہنچنی کی نیت سی خطاب نہین بلکہ وسیلہ
پکڑنا ہی ساتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کشف حاجت مین ابن ماجہ قزوینی باب صلوۃ الحاجت
مین روایت کرتی ہین عثمان بن حنیف انصاری صحابی سی کہ ایک نابینا آدمی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی پاس آیا کہ میری آنکہون کی لئی دعا کیجی آپ نی فرمایا اگر تو چاہی اسیطرح رہنی دی یہ تجہکو اچہا ہے
اور اگر چاہی دعا کرانا تو دعا کرون اوسنی کہا دعا فرمایئی آپ نی حکم دیا اچہی طرح وضو کر دو رکعت نماز
پڑہ اور یہ دعا پڑہ اللہم انی اسألک واتوجہ الیک بمحمد نبی الرحمۃ یا محمد انی قد توجہت بک الی ربی فی حاجتی
ہذہ لتقضی اللہم فشفعہ فی اس مقام پر زرقانی شارح مواہب نے لکہا ہی کہ اس نابینا نے سوال اللہ تعالی سی کیا
کہ وہ اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا اذن بخشی پس کہا حاجت مند نی کہ یا اللہ مین اپنی حاجت
مانگتا ہون تجہہ سی اور متوجہ ہوتا ہون تیری طرف وسیلہ پکڑکی حضرت محمد کا جو نبی رحمت ہین) جب اللہ
شفاعت مانگ چکا تو متوجہ اور مخاطب ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور شفاعت طلب کی اس طرح
(یا محمد مین متوجہ ہوا اپنی پروردگار کی طرف آپکی شفاعت کا وسیلہ پکڑکی اپنی حاجت مین تاکہ یہ حاجت

لہ یہ عبارت مولوی اسحٰق صاحب کی مایۃ مسائل کے سوال بست وچہارم مین ہے و ان التحیات کا خطاب بہی لکہا ہے ۱۲

روا کی جاۓ) یعنی تا کہ اللہ تعالی آپ کی شفاعت اور آپ کی وسیلہ سی اس حاجت کو روا کردی جب
حاجتمند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی شفاعت کی درخواست کر چکا اب پہر مکرر رجوع الی اللہ کر کی
درخواست کرتا ہی کہ اللھم شفعہ فی (یعنی یا اللہ حضرت کی شفاعت میری حاجت مین قبول کیجیو) الحاصل حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نی حل مشکل مین اپنی شفاعت طلبی و خطاب یا محمد تعلیم فرمایا ہی اس مقام پر ایک تماشا ہوا ہے
یعنی اس خطاب اور ندا کی مٹانی کی لئی ایک بڑی عالم مشہور نی اس حدیث کی اسناد مین اعتراض کیا اور
لکھدیا کہ اسکی اسناد مین ایک راوی عثمان بن خالد بن عمر آتا ہی اور تقریب مین اوسکو متروک الحدیث
لکھا ہی اس عاجز نی ابن ماجہ اور ترمذی مین یہ حدیث نکالکر اسکی اسناد نکالی تو ان دونو محدثون کی
اسناد مین عثمان بن عمر نکلا اوسکو تقریب مین متروک الحدیث نہین کہا اور عثمان بن خالد بن عمر کو
بیشک متروک الحدیث لکھا لیکن وہ اور آدمی ہی والحمد للہ علی ذلک اور یہ حدیث تو محدثون کی بتلائی
ہوئی ہی یہ کسطرح ضعیف اور غیر معتبر ہو سکتی ہی لکہا ترمذی نی اس حدیث کو حسن صحیح اور نیز صحیح کہا
اسکو بیہقی نی کذا فی شرح المواہب اور کہا حاکم نی کہ یہ روایت علی شرط الشیخین ہے یہ بہی شرح مواہب
زرقانی مین ہی اور نیز لکہا ابن ماجہ نی قال ابو اسحق ہذا حدیث صحیح پس روایت کیا اس حدیث کو ائمہ
حدیث ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و حاکم نی جیسا کہ حصن حصین و زرقانی مین ہے اور بیہقی اور طبرانی اور
ابو نعیم اور بخاری نی اپنی تاریخ مین جیسا کہ شرح مواہب زرقانی مین ہے بہلا ایسی حدیث مین زبان زوری کی
اگر کوئی معاذ اللہ دینی لگی تو کب ہو سکتا ہی خلاصہ یہ کہ جب وہ اندہی نی نماز پڑہکی یہ دعا مانگی تو بخاری
اور ابو نعیم اور بیہقی کی روایت مین ہی فقام وقد ابصر ببرکتہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی وہ اندہا اوٹھ کھڑا ہوا
اور آنکہہ اوسکی روشن ہو گئی حضرت کی برکت سی اور روایت کی طبرانی نی کان لم یکن بہ ضر یعنی آنکہی
روشن ہو گئی گویا اوسمین کچہ خلل ہی نہین ہوا تہا واضح ہو کہ یہ دعا اور یہ نماز اور یہ خطاب یعنی یا محمد
کہنا کچھ زمانہ مبارک مین خاص آپ کی تعلیم سی ہوا اور شرح ابن ماجہ مین اور نیز جذب القلوب مین ہی
کہ یہ عمل عہد صحابہ مین بعد وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کیا گیا ہی طبرانی نی معجم کبیر مین روایت
کی ہے کہ ایک آدمی کو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ سی کچہ حاجت تہی بار بار جاتا تہا

حضرت عثمان اوسکی طرف التفات نہ فرماتی اوس آدمی نی عثمان بن حنیف انصاری صحابی سے شکایت
کی عثمان بن حنیف نی کہا وضو کر کی مسجد مین آ دو رکعتین پڑہ پہر یہ دعا مانگ اللہم انی اسئلک و اتوجہ الیک
بنبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فتقضی حاجتی اور یہ دعا پڑہ کی تو اپنی حاجت
کو عرض کر دیجیو غرضکہ وہ آدمی موافق تعلیم عثمان ابن حنیف کی گیا اور وضو نماز دعا جسطرح اوسنی بتائی
تہی پڑہی بعد ازان حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کی در دولت پر حاضر ہوا اوسوقت
دربان نی اس شخص کا ہاتہ پکڑا اور اندر لیگیا حضرت عثمان نی اوسکو اپنی مسند خاص پر پاس بٹہلایا اور
پوچہا کیا حاجت ہی اوسنی بیان کی آپنے حاجت پوری کر دی اور یہ فرما دیا کہ اب سی جو کچہہ مشکل یا
حاجت پیش آیا کری مجہسی آکر بیان کیا کر وہ آدمی بہت خوشحال حضرت عثمان کی پاس سے نکلا اور
عثمان ابن حنیف کی پاس شکریہ ادا کرنیکو گیا اور کہا جزاک اللہ خیرا میری طرف حضرت عثمان نظر بہی
نہین فرماتی تہی اب شاید تمنی اونسی کچہہ میری سفارش کی ہی عثمان ابن حنیف صحابی نی جواب دیا
قسم اللہ تعالی کی مینی حضرت عثمان سی کچہہ نہین کہا لیکن اصل بات یہ ہی کہ مین ایکبار رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی پاس حاضر تہا ایک اندہا آیا اوسنی فریاد کی یا رسول اللہ میری آنکہہ جاتی رہی آپنے فرمایا صبر کر وہ
بولا کوئی میرا ہاتہہ یا لاٹہی پکڑ کی لیجانی والا نہین مجہہ پر بڑی مصیبت ہی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
یہ نماز اوسکو اور یہ دعا تعلیم کی تہی وہی قصہ ابن ماجہ والا جو ہم اوپر بیان کر چکے عثمان بن حنیف نی بیان
کیا الحاصل بعد وفات صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد صحابہ مین بہی اس خطاب یعنی یا محمد کہنی پر عمل ہوا اوسوقت
سے اب تک یہ نماز تعلیم ہوتی چلی آتی ہی ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کتاب حصن حصین مین فرماتی
ہین ان کانت لہ ضرورۃ الی آخرہ یعنی جس کسیکو ضرورت اور حاجت مشکل آ پڑی یہ نماز حاجت اور
یہ دعا پڑہے اور کتب فقہ حنفیہ مین بہی اسکی تعلیم ہے ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ نی شرح کبیر منیہ مین جو
تعلیم کیے ہین اونمین صلوۃ الحاجت دو لکہی ہین ایک کو بیان کیا اور لکہا کہ یہ ضعیف ہی اور دوسری
یہ نماز لکہی جو عثمان بن حنیف کی روایت سے ہم ذکر کر چکے ہین حلبی نی اوسکو لکہکر بیان کیا کہ یہ حسن اور
صحیح ہے الحاصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم اور صحابہ کی تلقین اور محدثین کی تعمیل اور فقہا کی

اقتدا اور تصحیح سی اب تک یہہ خطاب یا محمد جاری ہے علاوہ برین اور بھی خطاب کی صیغہ ہم نقل
کرتے ہین اشعار وغیرہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپہی صفیہ نی بعد وفات آپکی بہت اشعار
غم مین پڑہی اونمین سی یہ ہین ۵ الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا ٭ وکنت بنا برا ولم تک جافیا ٭
فلو ان رب الناس ابقی محمدا ٭ سررنا ولکن امرہ کان ماضیا ٭ اور حضرت حسان صحابیؓ نی آپ کی وفات
کی غم مین یہ پڑہا ۵ کنت السواد لناظری ٭ فعمی علیک الناظر ٭ من شاء بعدک فلیمت ٭ فعلیک کنت
احاذر ٭ اسیطرح اور بھی صحابہ کی اشعار بعد وفات پائی گئی جسمین خطاب ہی ساتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور قاضی عیاض نی کتاب شفا کی باب لزوم محبت مین روایت کی ہی کہ ایک بار پانو حضرت
عبد اللہ بن عمر کا سو گیا یعنی سنسنانی لگا اور بیحس و حرکت ہو گیا کسینی کہا کسی آدمی کو یاد کرو جو تمکو بہت
پیارا ہو تب وہ چلا کر پکارا اوٹہی یا محمداہ اوسیوقت اونکا پانو درست ہو گیا اور قوت آگئی انتہی یہ عبد اللہ
ابن عمر کیسی جلیل القدر صحابی اتباع سنت مین نہایت غالی وکہئی حالت غیبوبت مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو بلفظ حاضر یا محمداہ خطاب کرتی ہین اور فتوح الشام مین صفحہ ۲۹۸ مین ہے جبکہ حضرت
ابو عبیدہ بن الجراح نی قنسرین سی کعب بن ضمرہ کو بارادہ حلب روانہ کیا ایک ہزار سوار دیکر اور کعب
بن ضمرہ کی لڑائی یوقنا سی پڑی اوسکی پانچ ہزار سپاہ ہتی اور یہہ لڑائی ہو رہی ہتی کہ پانچہزار سپاہ
یوقنا کی اور دوسری طرف سی مسلمانونپر آپڑی غرض کہ دس ہزار کا مقابلہ ٹہر گیا اوسوقت مسلمان
جانبازیان کر رہی ہتی اور کعب بن ضمرہ نہایت بی آرام اور بیچین گرداوادیتی ہتی اور پکارتی
ہتی یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل اور مسلمانون کی طرف متوجہ ہو کر کہتی ہتی یا معاشر المسلمین اثبتو انما ہم
فانما ہی ساعۃ وانتم الاعلون یہہ ایک اور نظیر خطاب کی حالت غیبت مین اور یہ کعب بن ضمرہ بہی
صحابہ مین ہین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتہ ہو کر بہی انہون نی جہاد کئی ہتی غرضکہ صحابہ کی وقت سے
یہ خطاب اور ندا رسول اللہ باوجود غیبوبت کی جاری رہی ہے علامہ شرف الدین بوصیری
رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۹۴ھ جو مقبولین روزگار سی ہتی اونکا قصیدہ بردہ اوراد مشایخ مین داخل نہایت
مقبول بابرکت ہے اور بہاء الدین وزیر کا حال ہم نقل کر چکی کہ وہ بکمال تعظیم سے برہنہ سر برہنہ پا کہڑا ہو کر

اس قصیدہ مقبولہ کو سنا کرتا تہا اور حلبی و زرقانی اور قسطلانی سب صاحب بردہ کی مداح ہین اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے بہی اس قصیدہ کو پڑہا اور اسناد حاصل کی رسالہ انتباہ مین لکہتے ہین واما قصیدۃ البردۃ فاجزنا بہا ابوطاہر عن الشیخ احمد النخلی عن محمد بن العلاء البابلی الی ان قال عن ناظمہا شرف الدین محمد بن سعید بن حماد البوصیری رحمۃ اللہ علیہ انتہی الحاصل اس مقبول قصیدہ مین خطاب حاضر ساتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جابجا ہی از انجملہ دو مقام مین تو خاص ندا بطور فریاد اور دادخواہی کے موجود ہے

یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہ ٭ سواک عند حلول الحادث العمم ٭ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ندا کرتے ہین کہ ای بزرگترین خلایق کوئی میرا نہین جسکی پناہ پکڑون سوا آپکی وقت اترنے بلای عام کی دوسرا شعر یہ ہی ولن یضیق رسول اللہ جاہک بی ٭ اذا الکریم تحلی باسم منتقم اسمین رسول اللہ منادی اور لفظ ندا محذوف بقاعدہ عربیت یعنی کچہہ کم نہوگی شان آپ کی یا رسول اللہ ہماری شفاعت کرنی سے جو وقت اللہ تعالی ظہور فرماویگا صفت انتقام سی انتہی اور اسی معنی کی قریب شیخ شرف الدین مصلح المعروف بسعدی شیرازی متوفی ۶۹۱ھ جو واصلین طریقت اور کاملین شریعت سی تہی حضرت خضر سے ملاقات کی ساتوین ولایت بہری بار پیادہ حج کیا یہ عالم فاضل ولی کامل خطاب حاضر کی ساتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین شعر لکہتے ہین

چہ کم گردد ای صدر فرخندہ پی ٭ ز قدر رفیعت بدرگاہ حی ٭ کہ باشند مشتی گدایان خیل بمہمان دار السلام طفیل ٭ چہ وصفت کند سعدی ناتمام ٭ علیک الصلوۃ ای نبی والسلام

اور نیز مولانا احمد تہانیسری کہ امیر تیمور کے عہد مین بڑے فاضل کامل مشہور تہے صاحب ہدایہ کی نبیرہ شیخ الاسلام سے جب ایک موقع مین انکی گفتگو ہوئی امیر تیمور نے جو دیکہا کہ شیخ الاسلام کو دبایا اور انکی اظہار عظمت کی لئی یہ کہا کہ یہ نبیرہ ہین صاحب ہدایہ کی مولانا نہ ڈرے اور یہ کہا کہ انکی دادا نی ہدایہ مین چند محل پر خطا کہائی اگر انہون نی اسوقت ایک خطا کہائی کیا ڈر ہے غرضکہ یہ بڑی عالم فاضل اور عارف کامل ہی قلعہ کالپی مین انکا مزار ہی بہت لوگ زیارت کو آتی ہین انہون نی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین ایک قصیدہ لکہا ہے

اسمین سی دو تین شعر لکھتا ہون ۵ یا حیوتی ویا روحی ویا جسدی * ویا فوادی ویا ظہری یا عضدی

مالی الیک لقطع البید من قبل * ولیس لی باصطبار عنک من مدد * دیکھی اسمین بھی ہندوستان سے
خطاب حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہو رہا ہے اور نیز مولانا نظامی متوفی ۵۹۲ھ علوم معقول
ومنقول مین فاضل کامل تارک الدنیا عارف صاحب دل سلاطین روزگار انسی برکت چاہتی وہ کسی کے
در پر نجاتی غرضکہ یہ جامع شریعت طریقت بھی اشعار مین خطاب حاضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
نسبت کرتی ہین ۵ ای زکمترین آستان خاک تو * ہمین لاغری جسم فتراک تو * نظامی کہ
در گنجہ شد پای بند * مباد از سلام تو نا بہرہ مند * گنجہ شہر ہے ایران مین وہان سی یہ خطاب
رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہو رہا ہے اور مولانا عبدالرحمن ابن احمد جامی متوفی ۸۹۸ھ جنکا
فضل و کمال کسی سی مخفی نہین شرح ملا اور شرح فصوص الحکم اور شرح نقایہ و شرح لمعات وغیرہ کتب مصنفہ
انکی مشہور ہین اپنی اشعار مین حضرت کو خطاب حاضر کرتی ہین ۵ ز مہجوری برآمد جان عالم * ترحم یا
نبی اللہ ترحم * نہ آخر رحمۃ للعالمینی * ز محرومان چرا غافل نشینی * ملک خراسان مین ایک قصبہ
جام ہے جو وطن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے یہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو غیبوبت مین خراسان
سے ہو رہا ہے اور یہ بھی نہین کہ مثل اہل کشف کی روی مبارک حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا
وقت مناجات انکی سامنی تھا اسلئی کہ یہ شعر بھی اونکا انہین اشعار کے ساتھ ہے ۵
شب اندوہ ما را روز گردان * ز رویت روز ما فیروز گردان * تو ابر رحمتی آن بہ کہ گاہے *
کنی بر حال لب خشکان نگاہے * از آنجملہ مولانا عبدالحق محدث دہلوی صوفی صافی
مشرب محدث فقیہ حنفی مشرب جنہی اکسٹھ کتابین فارسی اور عربی مین تصنیف کین تاریخ ولادت
انکی شیخ اولیا ۹۵۸ اور تاریخ وفات فخر العالم ۱۰۵۲ ہے اپنی قصیدہ مین جو کہ اخبار الاخیار کی آخر مین مطبوع ہے
لکھتی ہین ۵ بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما * بلطف خود سر و سامان جمع بی سر و پا کن *
محب آل و اصحاب توام کارم مین حیران * بلطف خویش ہم امروز ہم در روز فردا کن *
اور حضرت شاہ ابو المعالی صاحب فرماتی ہین ۵ گر نبودی ای رسول اللہ ذات پاک تو *

ہیچ پیغمبر نبردی دولت پیغمبری ٭ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتی ہین قصیدۂ اطیب النغم مین
وصلی علیک اللہ یا خیر خلقہ ٭ ویا خیر مامول ویا خیر واہب ٭ ویا من یرجی لکشف رزیۃ ٭ ومن جودہ
قد فاق جود السحائب ٭ اب اس دورۂ آخری مین ہی جو علما و صلحاء اہل سنت والجماعت ہین وہ سب
خطاب حاضر یا رسول اللہ کہنا جائز رکھتی ہین چنانچہ قدوۃ السالکین اسوۃ العارفین محی السنۃ ماحی
البدعۃ حضرت مرشدی و مولائی المشتہر بالالسنۃ والافواہ باسمہ المقدس شاہ امداد اللہ الحافظ الحاج المہاجر
نفعنا اللہ بفیضہ الوافر المتکاثر فرماتی ہین

قصیدہ

ذرا چہرہ سے پردہ کو اوٹھاؤ یا رسول اللہ	مجھے دیدار تم اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ
کرو روے منور سے مری آنکہونکو نورانی	مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ
اگرچہ نیک ہون یا بد تمہارا ہو چکا ہون مین	بس اب چاہو ہنساؤ یا رولاؤ یا رسول اللہ
پہنسا ہون بیطرح گرداب غم مین ناخدا ہو کر	مری کشتی کناری پر لگاؤ یا رسول اللہ
اگرچہ ہون مین قابل وہان کے پر امید ہے تمسے	کہ پہر مجھکو مدینہ مین بلاؤ یا رسول اللہ
جہاز امت کا حق نی کردیا ہی آپکی ہاتہون	بس اب چاہو ڈوباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
پہنسا کر اپنی دام عشق مین امداد عاجز کو	بس اب قید دو عالم سے چہوڑاؤ یا رسول اللہ

یہہ قصیدہ جسوقت حضور حج کرکے ہندوستان مین تشریف لائی تہی تب اشتیاق مین فرمایا تہا چنانچہ
یہ مضمون ایکمصرعہ کا صاف ہی ع کہ پہر مجھکو مدینہ مین بلاؤ یا رسول اللہ غرضکہ یہ ندای یا رسول اللہ
اور یہ مدد مانگنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اس قصیدہ مین ہے یہ سب ملک ہند خطاب و
استمداد کیا گیا ہے اور مقبول بہی ہوا چنانچہ پہر حضرت ممدوح الصدر ہندوستان سے
ملک عرب مین بلوائی گئے اور زیارت مدینہ سے مشرف ہوی اور تعریف اونکی محتاج بیان نہین
مختصر یہہ ہے کہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی جنکو ہماری وقت کی منکرین بہی سب بالاتفاق محمود
علیہ اور مسلم الثبوت مانتی ہین وہ حضور کی توصیف مین لکہتی ہین

اشعار

	بحق مقتدای عشق بازان	رئیس و پیشوای جانگدازان

له اقول ان اس قصیدہ کی اول مین یہ لکھاہے کہ جب مجھکو صعوبت اور کرب ہجوم کرتی ہین [illegible] ... ۱۲

امام راستبازان شیخ عالم ولی خاص صدیق معظم
شہ والا گہر امداد اللہ کہ بہر عالم ست امداد اللہ

یہ اشعار شجرہ منظومہ صابریہ مین ہین جو قصائد قاسمی کے آخر اوراق مطبع صبح صادق لاخبار مراد آباد مطبوع ہوئی ہین معلوم کرنا چاہیے کہ صدیق کی معنی شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی مین لکھی ہین صدیق آنست کہ قوت نظریہ او مثل قوت نظریہ انبیا علیہم السلام کامل باشد انتہی پس صدیق معظم فرمانا مولوی محمد قاسم صاحب کا حضور کو حجت کافی ہی اون بعض نا انصافونکی تردید و تشنیع مین جنہون نے حضور کی نسبت یہ کہدیا کہ معاذ اللہ آپ علم شریعت سے نا واقف ہین اگر ہم اونکی مرید مین لیکن پیر سے افضل ہین یہ نہ سمجھے جسکی قوت نظریہ ایسی بڑی ہوئی ہوگی وہ تو حقایق احکام شریعت سے ایسی واقف ہونگی کہ تم اوسکی عشر عشیر کو بھی نہ پہنچو گی خیر آمدم بر سر مطلب جناب مرشدی و مولائی نے خطاب یا رسول اللہ جایز رکھا خود اسپر عمل کیا اور نیز مولوی محمد قاسم صاحب کی کلام مین ہم ثابت کرتی ہین کہ انہون نے بھی خطاب ندای رسول اللہ کو جایز رکھا چنانچہ اشعار انکے قصاید قاسمی مطبوعہ مراد آباد مین یہ ہین صفحہ ۷ ترے بہروسہ پہ رکھتا ہے غرۂ طاعت ٭ گناہ قاسم برگشتہ بخت بد اطوار ٭ اور صفحہ ۸ مین ہے ٭ ۷

اگر جواب دیا بیکسون کو تو نی ہی تو کوئی اتنا نہین جو کرے کچھ استفسار
کروڑون جرم کے آگے یہ نام کا اسلام کرے گا یا نبی اللہ کیا یہ میری پکار
بہت دنون سے تمنا ہی کیجے عرض حال اگر ہو اپنا کسی طرح تیرے در تک بار
مدد کر ای کرم احمدی کہ تیرے سوا نہین ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

یہ دیکھئے خطاب اور ندا کرنا اور مدد مانگنا سب کچھ ان اشعار مین موجود ہی اللہ ہدایت کرے منکرین کو کہ شور و شغب بیجا سے باز آئین اور مولف براہین کا یہ لکھنا کہ ان صاحبونکا خطاب و ندا کرنا غلبہ شوق و محبت سے تہا وہ جائز ہی اور دوسری آدمی جو خطاب کرتی ہین وہ اس طرح نہین بلکہ وہ حضرت کا علم مستقل ذاتی سمجھ کر کہتی ہین یہ شرک ہی نہایت درجہ کی اصل اور دعوی بی دلیل ہے

توجیہات خطاب و ندا برسول اللہ

ہم بارہا کہہ چکی کہ کسیکا یہ عقیدہ نہین ہی جو علم نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو ذاتی مستقل سمجہی بلکہ سب
یہ اعتقاد رکہتی ہین کہ آپ کو علم اور قدرت جو کچہ ہے سب اللہ تعالی کا دیا ہوا ہے اور جو کچہ ہوتا ہے
اوسکی ارادہ اور اذن سی ہوتا ہی اب بیان کرین ہم توجیہات خطاب و ندا واضح ہو کہ بعض
محبین درجہ عشق کو پہنچی ہوی ایسی ہوتی ہین کہ جیسی حضرت ابو الحسن شاذلی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم
اجمعین کہ اونسی ایک دم مشاہدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فوت نہوتا تہا ایسی آدمی اگر خطاب کرین
تو اونکی نزدیک تو وہ خود حاضر ناظر ہین حاضر کی معنی موجود ناظر کی معنی دیکہنی والا جب موجود ہوی تو
دیکہنی والی بہی ہوی ایسی شخصون کی حق مین تو خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچہ محل کلام ہی نہین باقی رہی
دوسری طرح کی آدمی کہ اون کو حضوری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاصل نہین اونکی حق مین بہی خطاب
کرنا درست ہی قطب ربانی امام شعرانی میزان مین لکہتی ہین کہ محمد بن زین ایک مداح رسول تہا اکثر رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری مین زیارت کرتا تہا ایک بار اوس سی ایک آدمی نی اپنی واسطے سفارش
حاکم سے چاہی یہ گیا اور حاکم نی اوسکو اپنی مسند پر بٹہلایا اوس دن سی دیکہنا منقطع ہو گیا اس مقام
مین خاص عبارت میزان کی یہی فلم یزل یتطلب من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرویۃ حتی قرء شعرا
فتراءی لہ من بعید فقال لطلب رویتی مع جلوسک علی بساط الظلمۃ فلم یبلغنا انہ رأہ بعد ذلک حتی مات
یعنی پہر ہمیشہ وہ مداح رسول سوال کرتا رہا حضرت سی کہ اپنا دیدار مبارک دکہادیجی یہانتک کہ ایک دفعہ
شعر پڑہا تب حضرت صلعم دور سی کچہ دکہائی دیئی اور فرمایا تو دیدار کا سوال کرتا ہے اور بیٹہتا ہے
ظالمون کی فرش پر پہر ہمکو خبر نہین ملی کہ اوسکو حضرت صلعم پہر نظر آئی یہانتک کہ وہ مرگیا انتہی اب
دیکہی کہ محمد بن زین مداح باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکی نظر سے غائب ہتی اور نظر نہین
آتی ہتی وہ اوس حالت غیبت مین بہی حضرت سی سوال کیا کرتا تہا کہ صورت مبارک دکہادیجی انتہی
پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ اگر ایسا آدمی جنکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہین آتی وہ بہی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سی درخواست دیدار کرین اور اشعار ندائیہ خطابیہ غلبہ شوق مین ایسی مضمون کے
پڑہین جیسی حضرت مرشد کا جو مولائی نی بحالت فراق و درد اشتیاق ہندوستان مین

پڑے ہتے ۵ ذرا چہرہ سی پردہ کو اوٹہا دو یا رسول اللہ * مجھے دیدار تم اپنا دکہاؤ یا رسول اللہ *
تو صحیح اور جائز ہے اگر تم بملاحظہ ایمان اسکو شرک بتادی اور یہ کہی کہ تم رسول اللہ کو عالم الغیب جانتے
ہو کہدو کہ اصل عالم الغیب بالذات اللہ تعالی ہی لیکن اللہ تعالی اپنی رسول کو غیب کی خبر دیتا ہے
تو اونکو خبر ہوجاتی ہی حضرت شاہ عبد العزیز کا کلام جو اونکی تفسیر سورہ بقر مین ہی یاد رکہو کہ حضرت
مطلع ہین اپنی ہر امتی کی حال سی کیونکہ اونکو خبر دیجاتی ہی سب امتونکی اور سعید بن مسیب سے روایت ہے
کہ امت کی اعمال صبح شام آپ کی سامنی پیش کئی جاتی ہین بتصریح حدیث ہین ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نی جو ہرقل بادشاہ روم کو نامہ رقم فرمایا تہا بروایت بخاری اوسکی الفاظ یہ ہے تہے
اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم اسمین خطاب حاضر کا ہے بادشاہ روم کو حالانکہ آپ ملک
عرب مین تہی اور وہ روم مین تہا اور وہ اصحاب کشف سی نہ تہا کہ حضرت کا خطاب وہان سی معلوم
کرلیتا لیکن چونکہ یہ بات تہی کہ قاصد اس خط کو لیجاکر اوسکی ہاتہ مین دیدیگا یہ خط اوسکی نظر کی سامنی گذریگا
خطاب صحیح ہوجاویگا اسی طرح اب تک رسم جاری ہے کہ ہم خطوط مین مکتوب الیہ کو الفاظ خطاب لکہدیتی ہین
کہ فلان چیز بہیجدو اور تم کہدو تو فقط اسی اعتماد پر کہ جب قاصد یہ خط اونکو دیدیگا تو ہمارا خطاب حاضر کہنا
صحیح ہوجاویگا جب قاصدون کی چٹہی رسانی کی اعتماد پر یہ خطاب حالت غیبوبیت مین جائز ہوا تو
مضمون حدیث کی اعتماد پر کہ ہماری اعمال و اقوال ہر روز دو بار صبح و شام آپ کی سامنی پیش کئی جاتے
ہین کیونکر خطاب جائز نہو جب ہماری اقوال مخفی نہ رہے بلکہ آپ تک پہنچائی گئی تو اگرچہ آپ کو ہم سے
بعد مکانی ہو لیکن آپ مثل حاضر کی ہین پس خطاب حاضر کرنا جائز ہے اور اگر ضعیف الایمان
آدمی اس تقریر پر بہی راضی نہون تو تیسری توجیہ اور بہی ہی یعنی جسکو کسیکا عشق ہوتا ہے
اوسکا نقشہ آنکہون مین پہرا کرتا ہی اوس اعتبار سی بہی حاضر کا خطاب کردیتی ہین اشعار عرب مین
یہ بات کثرت سی ہی ازانجملہ دو شعر عبد السلام ابن یوسف کی جذب القلوب سے نقل کرتا ہون
علی ساکن البطن العقیق سلام * وان اسہرونی بالفراق منام * حرام علی النوم وہو محلل بعدکم * و حللتم التعذیب وہو حرام *
اور حضرت یوسف علیہ السلام کی بی بی زلیخا کا حال جو مولوی جامی صاحب نی لکہا ہی وہ سب کو

یاد ہوگا کہ شروع عشق مین جب تک نکاح نہوا تہا کس طرح تصورات مین باتین کیا کرتی تہی از انجملہ
دو شعر اوس مقام کی لکہتا ہون ؎ خیال یار پیش دیدہ بنشاند * ہم از دیدہ ہم از لبہا گہر افشاند
کہ ای پاکیزہ گوہر از چہ کانی * کہ از تو دارم این گوہر فشانی * دلم بردی و نام خود نہ گفتی *
نشانی از مقام خود نگفتی * یہ زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام سی عالم غیبوبت مین خطاب کر رہی ہین یہ شرک
نہ کفر اور خود حضرت یوسف علیہ السلام راستہ مین جب بہائیونکی خشونت اور درشت خوئی اور آزار
اور دست درازی دیکہتی تہی جبکہ اونکو کنوین یعنی چاہ مین ڈالنی لیچلی تہی باپ کو پکار کر فریاد کرتی تہی
قال الجامی قدس سرہ ؎ گہی در خون گہ در خاک می خفت * ز اندوہ دل صد چاک می گفت *
کجائی ای پدر آخر کجائی * ز حال من چنین غافل چرائی * بیا بنگر مرا تا در چہ حالم * بدست این جہودان بد سگالم
پہر اسیطرح سمجہلو کہ جو اشعار شوقیہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین بطور خطاب حاضر کی ہین اسلیے ہین کہ جنکے
تصور آپکا دل مین بندہا ہوا ہی غلبہ اشتیاق مین خطاب حاضرانہ بباعث حضور فی الذہن کی کرتی ہین
لیکن جن لوگونکو ایسا تصور اور ایسا خیال بندہا ہوا نہین اونکی سمجہہ مین یہ بہی نہین آتیکا کذلو اہام کم بحبطو نعلی
کلام الہی بچا ہی **اب ہم چوتہی توجیہہ خطاب** کی اور بتا دین قرآن شریف مین وارد ہے
یا حسرۃ علی العباد یہان لفظ یا حرف ندا ہی جس سی مخاطب حاضر کو پکارا کرتی ہین یہ لفظ یا داخل ہوا ہے
حسرت پر اور حسرت ایسی چیز ہے اور اک و شعور ہے کہ اوسکو قیامت تک کبہی خبر نہوگی کہ مجہکو کوئی
پکارتا ہی امام رازی کا کلام اس مقام مین یہ ہے المقصود ان ذلک وقت الحسرۃ فان الندا مجاز و
المراد الاخبار غرض کہ سب مفسرین اس مقام مین لکہتے ہین کہ یہ ندا کلام عرب مین شائع ہے اور مراد اوس
سے یہ ہوتی ہی کہ یہ وقت حسرت کا ہے یعنی یہ نہین کہ حسرت کو پکارتی ہین اور بلاتی ہین اس مقام پر
ندا مجازی ہی جب یہ بات ثابت ہوئی کہ کہین ندا مجازہ ہوتی ہی اور مراد اوس سے خبر دینا ہوتا ہی پہر
اسیطرح اس مقام مین سمجہہ لو جو کوئی کہتا ہی ؎ تمہاری نام پہ قربان یا رسول اللہ * فدا ہے تجہہ
پہ میری جان یا رسول اللہ * اوسکا اصل مطلب یہ ہے کہ میری جان حضرت پر قربان ہے مراد اوس کی جملہ
خبریہ ہی گو اوسمی لفظ ندائیہ بولا ہے کیا ضرور کہ یون کہدیہ شخص تو خدا کی طرح حاضر ناظر جانکر پکارتا ہے

ع بحلا یا مضمون نے اوس کی نظم کو جبکا اوپر لکھا ہم نہین ۱۲

ان اخبار یہہ تم خود معنی شرک اور کفر کی لوگون کی ذہن مین جماتی ہو یہہ کہکر کہ لفظ یا نہین ہوتا مگر واسطے
حاضر کی اور خطاب نہین کیا جاتا مگر حاضر کو حالانکہ یہ قاعدہ غلط ہی **کلام صحابہ مین غائب کو خطاب**
اور ندا موجود ہی روایت ہی کہ حضرت علیؓ جب وقت خلافت حضرت عثمان مین ایک رات مسجد کی
طرف آئی دیکھا چراغ مسجد مین کثرت سی روشن ہین تو حضرت عمر کو دعا دی اور دعا کی الفاظ سیرت
حلبی جلد ثانی صفحہ ۲۳ مین یہ ہین نورت مساجدنا نور اللہ قبرک یا ابن الخطاب یعنی روشن کیا تو نے
ہماری مسجدون کو اللہ روشن کری تیری قبر کو ای بیٹی خطاب کی دیکھیے یہان حضرت عمر کو حضرت علیؓ خطاب
فرماتی ہین بعد وفات عمر اور یہان حضرت عمر کو پکار کر اپنی طرف متوجہ کرنا یا بلانا جو فائدہ ندا کا ہوتا ہے
مقصود نہین غرض ونکو دعا دینی ہی یعنی اللہ روشن کری عمر کی قبر کو چنانچہ بعضی راویون نے جو
روایت بالمعنی کرتی ہین معنی مقصود کو قالب دعا مین ڈھالکر روایت کر دیا ہے نور اللہ قبر عمر کما نور مساجدنا
اب ایک مسئلہ فقہ کا بھی لکھتا ہون درمختار اور قہستانی وغیرہ کتب فقہ مین لکھا ہے
کہ جسوقت اذان مین موذن کہی الصلوۃ خیر من النوم یعنی نماز پڑہنا اچھا ہے سونے سے اوسوقت
چاہیئے سامعین جواب اوسکا اسطرح دین صدقت و بررت یعنی تو نے سچ کہا اور بھلا کہا لکھا
فقہہ شامی نے کہ یہ جواب دینا حدیث مین آیا ہے واضح ہو کہ یہ جواب دینا کتب فقہ مین ہرگز
مقید اسبات کی ساتہ نہین کہ موذن کی پاس آکر جواب دین دوری نہ پڑہین پس اسیواسطے
یہ دستور ہے کہ جسوقت صبح صادق کو موذن اذان کہتا ہے اور آدمی اکثر اوسوقت اپنی اپنے
منازل اور مکانات مین ہوتی ہین نہ اونکو موذن وہان سے نظر آتا ہے غائب ہی نظر سے اور
نہ موذن خود انکی جواب اور انکی خطاب کو سن سکتا ہے باوجود اس حالت غیبوبیت مین جہان
موذن نے کہا الصلوۃ خیر من النوم سب مسلمان آدمی جواب دیتی ہین صدقت و بررت یعنی تو نے
سچ کہا اور بھلا کہا یہ غائب کو خطاب حاضر کا ہوتا ہے پس چاہیئے ان فقہاء آخر الزمان کی نزدیک
یہ سب جواب دینی والی کافر ہون حالانکہ وہ مستحق ثواب ہوتی ہین اگرچہ انہون نے خطاب کیا
لیکن مراد انکی یہ ہی کہ موذن نے سچ بات کہی پس اسطرح جو شخص کہتا ہے

ماسوای تو یا رسول اللہ پیدا شد برای تو یا رسول اللہ ہو اگرچہ خطاب کیا ہے لیکن مراد یہی ہے
کہ ہر مخلوق کو اللہ تعالی نے رسول اللہ کی واسطے یعنی اونکی سبب پیدا کیا ہے اور جو کوئی فقط
یہ لفظ کہے کہ یا رسول اللہ اوسکی بہ نسبت ہم یہ کہتے ہین کہ شرح ملا اور غایۃ التحقیق وغیرہ مین ہے
کہ لفظ یا بمعنے ادعو ہے اور ادعو کی معنی ہین ہندی مین کہ مین پکارتا ہون پس جسنے کہا یا رسول اللہ
اوسکی معنی قاعدہ عربی سے یہ ہوے کہ پکارتا ہون رسول اللہ کو یعنی اونکو یاد کرتا ہون اونکا نام لیتا ہون
کہو اسمین کیا شرک کیا کفر ہو گیا اور یہ بھی ضابطہ کلام عرب مین لفظ یا کی نسبت ٹھہر چکا ہے ینادی بہا
القریب والبعید یعنی پکارا جاتا ہے لفظ یا کی ساتھ نزدیک و دور ہر طرح الحاصل ہم خطاب کو چند
توجیہات سے ثابت کر چکے اور نیز ثبوت کامل دے چکے عہد رسالت سے اسوقت تک آنحضرت کو
بالفاظ خطاب و بصیغہ حاضر یاد کرنا نماز مین اور خارج نماز دعا اور غیر دعا مین نظم و نثر مین صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء و علماء و صلحاء مقبولین سے اب دیکھنا چاہیے کہ یہ سب مقبولین با وجود
حالت غیبوبت خطاب کرنیوالے معاذ اللہ معاذ اللہ ان منکرین کی نزدیک کافر ہین یا خود انکی
تکفیر انہی پر منقلب ہوتی ہے ہمارے سچے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے من دعا رجلا
بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلک الا حار علیہ متفق علیہ یعنی صحیح مسلم اور بخاری مین ہے جو شخص کسیکو
کافر یا اللہ کا دشمن کہیگا حالانکہ وہ ایسا نہین تھا وہ کفر اور لعنت کا کلمہ اوسی کہنے والے پر اولٹ آئیگا انتہی
اب چاہیے کہ مانعین اپنی ایمان کی خیر منائین کبھی الفاظ گستاخانہ بے باکانہ زبان پر نہ لائین اور
ابھی تھوڑے ایام مین حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً سے فتوی جواز یا رسول اللہ کا آیا ہے بطور تلخیص اوسکا
مضمون نقل ہوتا ہے تحریر مفتی مدینہ ما قولکم یا علماء الملۃ السمحۃ البیضاء و سفاۃ الشریعۃ الغراء
فی النداء بقول یا رسول اللہ ہل یجوز ام لا وہل یکفر قائلہ ام لا الجواب الحمد للہ تعالی اسأل اللہ
المولی الکریم ذا الطول التوفیق والاعانۃ فی الفعل والقول نعم یجوز النداء برسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم والتوسل والاستغاثۃ فی مہام الامور فنعم الوسیلۃ ہو الی ربنا فی مدۃ حیوتہ فی الدنیا و بعد موتہ
فی مدۃ البرزخ و بعد البعث فی عرصات القیمۃ ولا نعتقد تاثیرا ولا خلقا ولا نفعا ولا ضرا ولا ایجادا

ولا نعبد الا الله وحده لا شریک له ولا نقول بکفر المتوسل به الی ربه علی هذا الوجه الا من انطوت علی
فساد العقیدة طویته ولا فرق بین ان یعبر بلفظ الاستغاثة او التوسل او التشفع او التوجه وان کلا منها
واقع فی کل حال قبل خلقه وفی مدة حیاته فی الدنیا وبعد موته فی البرزخ وفی القیمة قال فی المواهب
اما التوسل به صلی الله علیه وسلم بعد موته فی البرزخ فهو اکثر من ان تحصی الخ وبالجملة فالمسئلة واضحة
جلیة قد افردت بالتالیف فلا حاجة الی الاطالة فان من نور الله بصیرته یکتفی باقل من هذا ومن طمس الله
بصیرته فلا یغنی عنه الایات والنذر ولم یزل السلف والخلف یتوسلون بسید الوجود ویستغیثون به
وقد شذت طائفة عن السواد الاعظم منهم من یجعله محرما ومنهم من یجعله کفرا او شرکا وکل ذلک باطل ولله
در الشیخ محمد بن سلیمان الکردی رحمه الله حیث قال فی رسالة یخاطب محمد بن عبد الوهاب حین قام
بالدعوة یا ابن عبد الوهاب سلام علی من اتبع الهدی فانی انصحک لله تعالی ان تکف لسانک عن
المسلمین فان سمعت من شخص انه یعتقد تاثیر ذلک المستغاث به من دون الله فاعرفه الصواب واذکر له
الادلة علی انه لا تاثیر لغیر الله تعالی فان ابی فکفره حینئذ بخصوصه ولا سبیل لک الی تکفیر السواد الاعظم
من المسلمین وانت شاذ عن السواد الاعظم فنسبة الکفر الی من شذ عن السواد الاعظم اقرب لانه اتبع غیر سبیل
المؤمنین قال تعالی ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله
جهنم وساءت مصیرا وانما یاکل الذئب القاصیة والله سبحانه وتعالی ولی الهدایة وبه العصمة والحمایة

عثمان ابن عبد السلام داغستانی

نمقه الفقیر الی عفو ربه القدیر عثمان بن عبد السلام داغستانی مفتی المدینة المنورة الحنفی

ترجمه بطور خلاصه کیا کهتی هوای مفتیان شریعت جو آدمی یا رسول الله پکاری وه کافر هو جاتا هے
یا نهین یه پکارنا جائز هی یا نهین الجواب الله هی کو تعریف هی مانگتا هون اوسی سے مدد اپنی قول اور فعل مین
هان جائز هے رسول صلی الله علیه وسلم کا پکارنا اور وسیله پکڑنا اور فریاد رسی کا مومنین مع اچھی وسیلے هین جیسے دنیا
مین تهی اور اب جو برزخ مین هین اور جب قیامت هوگی وه بهی هونگے اور هم نهین اعتقاد کرتی سوای وحده لا شریک
کی کسی مین که کوئی موثر هی یا خالق هی یا نفع دی یا نقصان پهنچاوی هست کری یا نیست کری اور رسول الله
کی وسیله پکڑنی والیکو کافر وهی کهیگا جسکی دلمین عقیده فاسده بهرا هے اور کچھ فرق نهین حضرت کی نسبت لفظ

استغاثہ کی کہی یا توسل یا شفاعت طلبی یا توجہ کی لفظ کہی یہہ سب حضرت کی نسبت واقع ہین قبل پیدا ہونے آپکی اور حالت
حیات دنیا مین اور بعد موت برزخ مین اور قیامت مین مواہب لدنیہ مین لکہا ہی کہ حضرت سی وسیلہ پکڑنا حا
آپکی وفات کی اسقدر واقع ہوا ہے کہ شمار نہین ہو سکتا خلاصہ یہ کہ مسئلہ مشہور ہی مینی مستقل کتابین اسمین لکہی ہی
کیا طول دون جسکی آنکہہ مین اللہ تعالی کا نور ہی وہ اسمی بہی کم مین بس کریگا اور جسکی آنکہہ اللہ نی اندہا کر دی
ہے اوسکو آیات اور دلائل جتنیہ کافی نہین اور ہمیشہ سی سلف و خلف وسیلہ پکڑتی رہی ہین اور فریاد چاہتی ا
مین آپ سی اب بچہڑ گئی سواد اعظم سی ایک جماعت کوئی اونمین اسکو حرام کہتا ہی کوئی کفر اور شرک اور
سب جہوٹ ہی واللہ کیا اچہا کہا شیخ محمد بن سلیمان کردی نی اپنی رسالہ مین محمد بن عبد الوہاب کو خطاب
کر کی کہ مین تجہکو نصیحت کرتا ہون خدا کیواسطی اپنی زبان مسلمانون سی بند کر اگر تو کیسکو یہ سنی کہ وہ تاثیر اللہ
کی سوا اور مین اعتقاد کرتا ہی کہ جسکو وہ پکارتا ہی اوسکو راہ صواب تعلیم کر کہ تاثیر غیر اللہ مین نہین جب تمام
اوسوقت خاص اوسکو کافر کہہ یہ نہین کہ مسلمانونکی سواد اعظم کو تو کافر کہنی لگی تو خود بچہڑا ہوا ہی سواد اعظم
پس کفر کی طرف نسبت کرنا اوسکا بہتر ہے جو جدا ہوا سواد اعظم سے اسواسطے کہ اوسنی وہ راہ لی جو مومنین
کی نہین اور اللہ تعالی نی فرمایا جو کوئی مخالفت کری رسول کی جب کہل چکی اوسپر ہدایت کی بات اور
چلے سوا راہ مومنین کی ہم اوسکو حوالہ کرین گی ہی طرف جو اوسنی پکڑی اور ڈالین اوسکو دوزخ مین اور بہت
بری جگہہ ہی اور بہیڑیا اوسی بکری کو کہائیگا جو گلہ سے دور جا کہڑی ہو گی اور اللہ پاک مالک ہی ہدایت کا
اوسی سی عصمت اور حمایت ہی لکہا اسکو عفو الہی کی محتاج عثمان بن عبد السلام داغستانی نی جو مفتی حنفی
ہے مدینہ منورہ مین **عبارت مفتیان مکہ معظمہ** قول القایل یا رسول اللہ بطریق الاستغاثہ جائز
کما فی المواہب اللدنیہ وغیرہا واللہ سبحانہ اعلم امر برقمہ خادم الشریعہ والمنہاج عبد الرحمن بن عبد اللہ سراج
مفتی مکۃ المکرمۃ کان اللہ لہما۔ یہہ مفتی حنفی ہین مکہ معظمہ مین [مہر: عبد الرحمن سراج] (٢) حامداً ومصلیاً
مسلماً اصاب من اجاب [مہر: محمد اللہ رحمت] یہ حضرت استادنا و مولینا شیخ العلماء محمد رحمۃ اللہ دامت فیوضہ
وہ ہین جنکا شہرہ تمام ہندوستان اور ملک حجاز اور روم وغیرہ مین ہے اور حضرت سلطان روم
اسوقت تک دوبار باعزاز و احترام اونکو بلا چکی ہین اور اصل وطن آپکا ملک ہندوستان ہے (٣) حامداً

مصلیاً ومسلماً اللہ درمن اجاب الہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب **محمد عبد الحق** یہ عالم محدث اور صوفی
باابرکت ہین (۴) ماحررہ مفتی الاحناف ہو عین الصواب الموافق للحق بلاشک وارتیاب واللہ
سبحانہ وتعالیٰ اعلم خادم الشریعہ ببلدۃ اللہ المحمیہ **ابوبکر حجی بسیونی** مفتی المالکیہ (۵) قول الشخص
یارسول اللہ متضمن للنداء والتوسل بہ صلی اللہ علیہ وسلم اما النداء فلاشک فی جوازہ اذا کان علی وجہ
التعظیم یانبی اللہ واما التوسل بہ فہو ایضا جائز بل مطلوب روی الطبرانی والبیہقی ان رجلا کان
یختلف الی عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی زمن خلافتہ فی حاجتہ فکان لا یلتفت الیہ
ولا ینظر الیہ فی حاجتہ فشکی ذلک لعثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فقال لہ ائت المیضاۃ فتوضا ثم ائت
المسجد فصل ثم قل اللہم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبینا محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربک الحدیث
فہذا التوسل ونداء بعد وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی ہذا القدر کفایۃ لمن ہداہ اللہ تعالیٰ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
وکیل مفتی الشافعیہ بمکۃ المحمیہ محمد سعید بن محمد بابصیل عفی عنہ **محمد سعید بابصیل** (۶) اما قول یارسول اللہ
فہو من باب التوسل بہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الہ وہو انفع الوسائل عند اللہ تعالیٰ والہ سبحانہ وتعالیٰ
اعلم امر برقمہ الحقیر خلف بن ابراہیم خادم افتاء الحنابلہ بمکۃ المشرفہ **راجی عفو الرحیم خلف بن ابراہیم** (۷) ما اجاب
بہ مفاتی الاسلام فوجدتہا فی غایۃ الصواب الموافق لمذہب ہداۃ الانام لا یخالفہا الا من طمس اللہ
بصرہ وبصیرتہ فیجب علی المسلمین اتباع ما قالوہ کتبہ راجی رضاء الخبیر عبد القادر بن محمد علی خوقیر المدرس
والامام بالمسجد الحرام **لمعہ ثامنہ اعتراضات متفرقہ اعتراض اول** - مولود شریف پڑھتے
ہین بڑی زیب وزینت کرتی ہین فروش تکلف بچھاتے ہین چوکی اور مسند لگاتی ہین **جواب**
یہ زیب وزینت کہ بانی محفل گھر مین چاندنی قالین وغیرہ جو کچھ ہو سکو بہم پہنچے بچھائے بفتوای
مفتیان دین متین جائز ہے فتاوای عالمگیریہ کی جلد خامس الباب العشرون فی الزینہ مین لکھا ہے
یجوز للانسان ان یبسط فی بیتہ ما شاء من الثیاب المتخذۃ من الصوف والقطن والکتان المصبوغ
وغیرہا والمنقشۃ وغیرہا - اور در مختار کی مسائل شتے آخر کتاب مین ہے واباح اللہ الزینۃ لقولہ
تعالیٰ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ الایہ آور چوکی اور خوشبو اور لوبان وغیرہ کا

جواب یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حلیہ و جمال و معجزات وغیرہ کا بیان کرنا اصطلاح محدثین میں
حدیث رسول اللہ ہی جیسا کہ اوپر تحقیق ہو چکا اور حدیث کی لئے استعمال امور مذکورہ کو محدثین بالاتفاق
مستحب لکھتی ہین یستحب الغسل والتطیب لقراءۃ حدیثہ وروایتہ واستماعہ وان یقعد علی مکان مرتفع
عال اور امام مالک غسل کرکی کپڑی نفیس پہنکر چوکی پر بیٹھتی اور جب تک حدیث رسول اللہ پڑھا ہتے
برابر خوشبو کی دہونی سلگتی رہتی ہتی علامہ زرقانی لکھتی ہین ولا یزال یبخر بالعود حتی یفرغ من
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلالا لہ فانہ کان یحب الرائحۃ الطیبۃ فجعل مجلس حدیثہ کمجالسہ
حیا صلی اللہ علیہ وسلم اور لکھا زرقانی نی کہ امام مالک جو کچھ یہ تعظیم حدیث رسول اللہ کرتی ہتی کہتی ہین
یہ سب موافق عمل سعید ابن مسیب تابعی کی کرتی ہتی بہلا جن امور کی اسناد تابعین و تبع تابعین سے ملتی
ہو اوس پر طعن کرنا کیسی کج فہمی ہی اللہ تعالی ہدایت نصیب کری اور بخوبی ان امور کا اثبات دوسری
تقریر سے اوپر بہی گذر چکا **اعتراض ثالث** فی قصائد و اشعار بہت خوش الحانی سی بنا کر پڑہتی ہین
جواب یہ کہ زینت دینا آواز کا شرع مین مطلوب ہی زینوا القران باصواتکم یعنی زینت دو قران
کو خوش آوازی سی روایت کیا اسکو امام احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نی اور دارمی
کی روایت مین ہی فان الصوت الحسن یزید القران حسنا یعنی اچہی آواز سی قرآن کا حسن زیادہ
ہو جاتا ہی اور خود اس فریق کی مسلم الثبوت عالم ربانی مجدد الف ثانی جلد ثالث مکتوبات مین
فرماتی ہین دیگر در باب مولود خوانی اندراج یافتہ بود در نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در قصاید
نعت و منقبت خواندن چہ مضایقہ است ممنوع تحریف و تغیر حروف قرآن است و التزام رعایت مقامات
نغمہ و تردید صوت بآن بطریق الحان با تصفیق مناسب آن کہ در شعر نیز غیر مباح است انتہی اس سے
معلوم ہوا کہ خوش آوازی سی مولود پڑہنا جائز ہے ہان البتہ تالی بجانا اور رعایت راگنی کی قواعد
کی بجا ہی یہ اونکا قول ہی اور مواہب لدنیہ مین علامہ قسطلانی لکھتی ہین والحق ان السماع
اذا وقع بصوت حسن بشعر متضمن للصفات العلیۃ والنعوت النبویۃ المحمدیۃ عریا عن الالات المحرمۃ
واثار کامن المحبۃ الشریفۃ العلیۃ کان من الحسن فی غایۃ ولتمام ترکیۃ النفس نہایۃ الی آخرہ اور

نیز مولوی اسمعیل صاحب صراط مستقیم مین لکھتی ہین حب عشقی کی بیان مین از جملہ مویدات ان استماع
الحان خوش و اصوات دلکش و قصص شوق آمیز و اشعار عشق انگیز ست انتہی اب مولوی اسمعیل صاحب
کی دادا پیر شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کلام کو ملاحظہ کیجیی کہ وہ سماع کو درست فرماتی ہین
وسیلۃ النجات یعنی دہ سوالات مستفسرہ شاہ بخارا کی جواب مین فرماتی ہین جواب سوال ثامن کہ
قال السرخسی فی البدیع والسماع فی اوقات السرور تاکیدا للسرور مباح انکان ذلک السرور مباحا کالغناء
فی ایام العید وفی العرس فی وقت مجئ الغائب وقت الولیمۃ والعقیقۃ وعند الولادۃ والختانۃ
وحفظ القران یعنی کہا امام سرخسی نی بدیع مین کہ گانا سننا خوشی کیوقت واسطی خوشی زیادہ ہونیکی
درست ہی بشرطیکہ وہ خوشی بھی درست ہو جسطرح گانا ایام عید اور نکاح مین اور پردیس سی آنی
ہوی کی خوشی مین اور ولیما اور عقیقہ اور بچا پیدا ہونی اور ختنہ اور ختم قرآن مین اور یاد رکھو کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پسند کرتی تہی خوش آواز کو روایت ہی کہ سنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نی پڑہنا ابی موسی کا فرمایا لقد اوتی ہذا مزمارا من مزامیر آل داود جب یہ خبر ابی موسی رض
اللہ عنہ کو پہونچی اونہون نی عرض کی یا رسول اللہ لو علمت انک تسمع لحبرتہ لک تحبیرا یعنی جو مین جانتا
کہ آپ سنتی ہین تو خوب ہی بنا کر پڑہتا غرضکہ حسن صوت اور خوش الحان ہر سلیم الطبع کو پسند ہے مگر
جو لوگ بلید الطبع بارد مزاج ہین وہ اسکی قدر نہین جانتی علامہ قسطلانی نی مواہب مین لکھاہے
وہذا الجبل مع بلادۃ الطبع یتأثر بالحداء تأثرا یمد عنقہ ویصغی سمعہ الی الحادی فمن لم یحرکہ فہو فاسد
المزاج بعید العلاج انتہی ملخصا سچی ہین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتی ہین
اشتر بشعر عرب در حالت است و طرب ٭ گر ذوق نیست ترا کج طبع جانوری ٭
جب منکرین سے کسیطرح خوش آوازی رد نہین ہو سکتی تو کہتی ہین کہ وی ریشمی لڑکون سی
قصائد و مدح پڑہواتی ہین اور رسالہ مین قاطعہ صفحہ ۹ مین لکھاہی دیکھو در مختار مین امرد صبیح کی
امامت کو مکروہ لکھاہی تو مجالس مین مدح خوانی کب درست ہوویگی انتہی ملخصا الجواب ہزارون
محافل میلاد ایسی ہوتی ہین کہ جہان صلحاء و علماء و قراء و حفاظ پڑہتی ہین اور لڑکونکی پڑہنے تک نوبت بہی

نہین آتی سنکر اون سب کو چھوڑکر ایسی مجلس کو زبان پر لائی کہ جسمین بعض لڑکون کی مدح خوانی
بہی ہووی سواول تو یہ امر خود قابل استدلال نہین یعنی کسی مجلس مین لڑکو نکی پڑہنی سے علی العموم سب
مجالس میلاد پر طعن نہین ہوسکتا قطع نظر اس سے ہم کہتی ہین کہ مانعین کے پاس کوئی سند ایسی نہین
جسمین صراحتہً یہ مذکور ہو کہ لڑکون بالغ یا نابالغ کا نعت پڑہنا ناجایز ہے ناچار قیاس کی حاجت
ہووی تو امامت امرد کا مسئلہ پیش کیا سو حقیقت اوسکی سُننی چاہئی ابو المکارم شرح نقایہ وغیرہ دیگر
کتب معتبرہ مین ہے کہ لڑکا جبتک ٹھیک بالغ نہو اوسکی پیچھے نماز پڑہنے کا یہ حال ہے فی النفل صح عند محمد رحمہ
اللہ ولم یصح عند ابی یوسف رحمہ اللہ یعنی امام محمد کی نزدیک نوافل نابالغ کی پیچھی ہوجاتی ہین اور امام
ابی یوسف کی نزدیک نہین ہوتی اور کافی مین ہی قال مشایخ بلخ جاز الاقتداء بالصبی فی التراویح
والسنن المطلقة والنوافل یعنی بلخ کی بڑی بڑی علمانی فرمایا ہی کہ نابالغ لڑکی کی پیچھی جائز ہی
تراویح اور مطلق سنتو نکا اور نفلون کا اور خلاصہ مین ہی جوزہا فی التراویح مشایخ خراسان بہ ناخذ
وعند الشافعی رحمہ اللہ انہا تجوز فی الفرایض ایضا یعنی خراسان کی بڑی علمانی تراویح پڑہنا نابالغ
پیچھے جائز رکہا ہے اور ہم اسکو لیتی ہین عمل مین اور امام شافعی رحمۃ اللہ سے یہ ہی کہ فرض تک بہی جائز ہین
اور جو علما ناجائز کہتی ہین اور یہی صحیح ہی اونکی دلیل یہ ہین کہ نابالغون کو جہر کے ساتھ پڑہنا اور سامعین
کو سُننا اوسکا مفسد صلاۃ ہی بلکہ بالاتفاق یہ دلیل قایم کرتی ہین کہ نابالغ پر نماز فرض نہین اور
بالغین جو اوسکی پیچھی پڑہینگی انپر فرض ہی بناء علیہ فرض اپنی قوت اور شان کی سبب غیر فرض پر
جو کہ ضعیف ہی بنا نہین ہوسکتا جب دلیل منع یہ ہی تو نابالغونکی نعت خوانی اوسپر قیاس نہین
ہوسکتی کیونکہ شیٔ دیگر پر بنا ہئی کہ وہ بالاتفاق جایز ہووی یہ حال تو نابالغ کا تہا اور جب
لڑکا بالغ ہوگیا پہر تو کسیکا خلاف نہین بلکہ بالاتفاق اوسکی پیچھی نماز فرض ونفل جایز ہین اسلئی
کہ بالغ پر احکام فرض ہوجاتی ہین تو فرض پر فرض کی بنا صحیح ہے قہستانی شرح نقایہ مین ہے
ویقتدی بصبی بالغ غیر ملتح یعنی اقتدا کیا جاوی ساتھ بالغ بی ریش کی اور در مختار مین جو کراہت ثابت
کی ہی تو شامی شارح در مختار نے لکھا ہی والظاہر انہا تنزیہیۃ یعنی ظاہر یہ ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے

اور مکروہ تنزیہ کو صدر الشریعۃ رحمہ اللہ نی لکھا واما المکروہ کراہۃ تنزیہ فالی الحل اقرب اور لکھا
فاضل چلپی نی فی ما عند محمد فہو ما کان ترکہ اولی مع عدم المنع عن الفعل اور فتح القدیر وغیرہ مین بھی مکروہ
تنزیہ کو خلاف اولی قرار دیا ہے بہلا جب یہ بات مانعین کی نزدیک سرود جہری کی کراہت مین
ہی کہ اگر کیجاوی تو گناہ ہی نہین بلکہ حلت کی طرف قریب ہی جیسا کہ صدر الشریعۃ اور چلپی سے معلوم
ہوا تو ایسی مشکل مین کیون انہون نی جنگ و جدال و مخاصمت و نزاع باہمی پیدا کیا جو بالاتفاق حرام ہے
اور یہہ بھی اختلاف باقی ہے کہ وہ کراہت تنزیہ امامت امرد کی کس وجہ سی ہے
بعض علما نی لکھا اسواسطی مکروہ ہی کہ اکثر ایسی عمر والی مسائل سی ناواقف ہوتی ہین اور لوگ
اونکی امامت سی نفرت کیا کرتی ہین اور بعضون نی کہا اسلئی مکروہ ہے کہ اندیشہ ہی جب امرد
آگی کھڑا ہوگا شاید لوگون کو شہوت پیدا ہوجای یہ دونون تعلیل فقیہ شامی نی بحث امامت مین
لکھی ہین پس شق اول کی موافق تو منع نعت خوانی کا قیاس بالکل جاتا رہا اور ظاہر ہی کہ اگر امرد کی
آواز موجب کراہت ہوتی تو جہر کی نماز مین مکروہ ہوتی اور خفیہ قراءت کی نماز مین مکروہ نہوتی
یہ بات تو نہین بلکہ علی العموم ہر نماز جہریہ و خفیہ مکروہ ہی تو کراہت بباعث آواز کی نہوئی اس
تقریر سی اونکی آواز ضابطہ منع مین داخل نہین پہر مدح خوانی اونکی کیون منع ہو اب باقی رہی
شق دوسری کہ کراہت بباعث احتمال شہوت پیدا ہونی مقتدیونکی ہی پس [illegible]
کرتی ہین قیاس علی الامامت کو اسلئی کہ مجلس کا امام ہم اوسکو قرار دیتی ہین جو قاری مولد شریف
ہے مکان صدر یعنی منبر یا چوکی پر بیٹھکر پڑہتا ہی جسطرح امام اپنی قوم پر مقدم ہی اسیطرح وہ قاری
اہل مجلس پر مقدم عالی مقام پر بیٹھتا ہے اور جو لوگ حلقہ مجلس مین بیٹھتی ہین وہ مشابہ صف مقتدیون
سے رکھتی ہین پس حلقہ مجلس مین اگر کسی بالغ یا نابالغ لڑکی نی نعت پڑہی تو اوسکی نظیر یہ ہی کہ جب
مسجد مین مرد اور عورتین اور لڑکی اور مخنث سب نماز کی لئی جمع ہو جاوین تو حکم اوسکا شرع مین
یہ ہے ویصف الرجال ثم الصبیان ثم الخناثی ثم النساء یعنی حکم دی امام صف باندہنی کا اول
مردونکو پہر اونکی پیچھی لڑکون کو پہر اونکی پیچھی مخنثون کو پہر اونکی پیچھی [illegible] مخنث اور عورتین

اور لڑکون کو شرع مین مسجد سے نکالدینے کا حکم نہین دیا گیا اگر کوئی اونکو امام بناتا تو منع کا حکم دیا جاتا
جب یہ بات ٹہیری کہ امام تو وہی ہے جو قابل امامت ہے باقی مسجد کے اندر صف اقتدا مین جو
لوگ بطور تسبیح و تحمید و تشہد وغیرہ پڑہ رہے ہین وہ سب حکم جواز مین ہین خواہ وہ عورتین ہین
خواہ لڑکے بالغ یا نابالغ مین اسیطرح حلقہ محفل میلاد مین جسطرح سب آدمیونکی زبان پر درود شریف وغیرہ
کلمہ کلام جاری ہے اوسمین بہی کسی امرد بالغ یا نابالغ نے نعت شریف بہی پڑہ دے تو جائز ہے اوسکو
امامت پر قیاس کرنا ہم نہین تسلیم کرتے ہان حالت اقتدار مقتدیان پر جیسا کہ ہمنے اوپر بیان
کیا قیاس کرنا ملتے ہین اور وہ جائز ہے بالاتفاق **اب ہم مسئلہ نظر بہی لکھتے ہین**
واضح ہو کہ شہوت سے امرد کا دیکھنا مکروہ ہے اور بلا شہوت درست ہے یہ بہی درمختار مین لکہا ہے
جس سے مولف براہین نے سند پکڑی ہے عبارت یہ ہے فانہ یحرم النظر الی وجہ الامرد اذا شک فی الشہوۃ
اما بدونہا فمباح ولو جمیلا اور اوسے درمختار کے مسائل نظر مین لکہا ہے وینظر الرجل من الرجل ومن
غلام بلغ حد الشہوۃ ولو امرد صبیح الوجہ اور شارح درمختار فقیہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان ستر عورت
مین لکہا ہے واجمعوا علی جوازہ بغیر قصد اللذۃ والناظر مع ذلک آمن الفتنۃ یعنی سب علما نے اجماع
کیا ہے کہ نظر کرنا امرد کیطرف جائز ہے بغیر ارادہ لذت شہوت کے اور دیکہنے والا امن مین ہے
ہو فتنہ سے اس سے معلوم ہوا کہ نظر بلا شہوت بالاجماع جائز ہے اور نیز شامی نے مسائل نظر
مین لکہا فانا الخلوۃ والنظر الیہ لا عن شہوۃ فلا باس بہ ولذا لم یومر بالنقاب یعنی امرد کو خالی
مکان مین تنہا لیکر بیٹہنا اور اوس کی صورت کو دیکہنا بغیر شہوت کے کچہ مضایقہ نہین اور
اسیواسطے امردون کو یہ حکم نہین دیا گیا کہ وہ منہ پر نقاب ڈالا کرین انتہی بہلا جب خلوۃ امرد کے
ساتہ جائز ہوئی تو مجمع عام مین بیٹہ جانا کیون جائز نہوگا اور بہول گئے اپنے شیخ الشیوخ
یعنی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی پیران پیر شمس الدین ابو الخیر بن جزری رحمۃ اللہ علیہ کو کہ
وہ فرماتے ہین مین سن سات سو پچاسی مین بادشاہ مصر کی محفل مولد شریف مین شریک ہوا
مین خوش ہوا جس حلقہ تو نو آموز لڑکون قاریون کی اوسمین موجود تہی ۔ اور یہ قصہ ابن جزری کا

ملا علی قاری نی مورد الروی مین اور ابو سعید بورانی نی مولد فارسی مین لکھا ہی جیسا کہ اوپر یہ تفصیل
مذکور ہو چکا ہان یہہ بات ثابت ہی کہ متقی و محتاط لوگون نی امردون پر نظر کرنے سے اجتناب
فرمائی ہی ہماری پیشوا جناب امام اعظم عطر اللہ تربتہ جب امام محمد کو سبق دیتی اور وہ بہت خوبرو اور
جمیل تہی رحمۃ اللہ علیہ تب ونکو کسی ستون کی پیچہے یا پس پشت اپنی بہٹلا کر سبق دیتی یہ فقیہ شامی
نی لکھا ہے اس سی ثابت ہوا کہ امرد خوبرو کی ساتہہ ہمکلامی اور اوسکی آواز کا سُننا تو منع نہین مگر
صورت دیکہنے مین احتیاط اولی ہی تو مولد شریف مین اگر کوئی امرد بہی کسی گوشہ محفل مین حاضر ہو
اور بیٹہے تو منع نہین ہان محتاط آدمی اپنی نظر کو بچائین تو بہتر بات ہی طرفہ ماجرا یہ ہی حضرات
مانعین جو امردونکی بابت امر بالمعروف فرماتی ہین اپنی مکتبون اور مدرسون مین خوبرو و جمیل
امرد لڑکونکو بہی سبق دیتی ہین و ہان امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تقوی کسکو یاد آتا ہی کہ شاگردونکو انکہون سے
جُدا کبہی ستون کی آڑ مین یا پس پشت بہٹا کر سبق دیجی کیون صاحب آپ تو منصب تعلیم شریعت
پر بیٹہہ کر عین اس حالت مین بہی اس تقوی کو یاد نفرمادین اور محفل میلاد مین اگر کسی لڑکی نی نعت
شریف پڑہ دی تو اوسکا ناک مین دم لائین کیا انصاف اسیکا نام ہی (اللہ اللہ) اتامرون الناس
بالبر وتنسون انفسکم یہ خوب معلوم رہی کہ مانعین جو اندیشہ شہوت لڑکونکی نسبت ثابت
کرتی ہین وہ ڈاڑہی والون اور بدشکلون کالے کلوٹون مین بہی موجود ہی شامی شارح در مختار فرض
ستر عورت کی بیان مین لکہتی ہین و ہذا شامل لمن نبت عذارہ بل بعض الفسقۃ یفضلہ علی الامرد
الخالی العذار پہر دو سطر کی بعد لکہا والمراد من کونہ صبیحا ان یکون جمیلا بحسب طبع الناظر ولو کان اسود
لان الحسن یختلف باختلاف الطبائع جب بعضی مغلوب الشہوت ایسی بہی ہوی کہ اونکو مستی کی دہن مین
نہ ڈاڑہی کا خیال نہ رنگ اور ہیر رنگ کا امتیاز تو معلوم نہین ایسی بہایم سیر تونکی اندیشہ سی کہان کہان
تک مجالس میلاد و وعظ و نکاح و مدارس و جلسات دستار بندی وغیرہ مجامع کو جو امارد وغیر امارد کی
اختلاط سی غالبا خالی نہین ہوتی مکروہات و محرمات مین شمار کیا جائیگا الامان فقہاء و مفتیان
دین نی یہ نہین لکہا کہ امرد مساجد مین نہ آئین کہ شہوت پرستونکی اونپر نظر پڑیگی ورنہ مجالس نکاح مین

آ ئی ہی ورنہ جماعات فرایض وسنن و نوافل مثل تراویح واستسقا وکسوف وغیرہ مین شریک ہوتین بلکہ صرف یہ کہنا
اونکا امام ہونا مکروہ ہی بنا علیہم ہم بہی اونکی امامت کو مکروہ قرار دیکر لکہتی ہین کہ شریک ہونا اونکا مجالس
میلاد شریف مین منع نہین روایات فقہیہ اس باب مین نقل ہوچکین اور شریک ہونا حضرت ابن جزری رحمۃ اللہ
علیہ کا ایسی مجلس مین بیان ہوچکا اور خود نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم جب مدینہ منورہ تشریف لیگئے سب
لڑکے اور جوان مرد اور عورت جابجا خوش ہو ہو کر پکارتی پہرتی تہی جاء محمد رسول اللہ اللہ اکبر جاء محمد
رسول اللہ رواہ الحاکم فی الاکلیل عن البراء اور اوسی حالت مین چند لڑکیان قبیلہ بنی النجار سی نکل کر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنی آئین وہ دف بجاتیان اور یہ شعر پڑہتیان تہین ۵
نحن جوار من بنی النجار ٭ یا حبذا محمد من جار ٭ یہ روایت بیہقی محدث اور اونکی استاد حاکم نی
انس رضی اللہ عنہ سی نقل کی ہی پس جبکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی سب لڑکون وغیرہ کا مردون کا مجمع عام
گلیون اور رستون مین دیکہا اور لڑکیونکا یہ شعر پڑہنا سنا اور منع نفرمانا یہ صریح دلیل جواز ہی تمام
قدوم مبارک کی خوشی مین یہ باتین وقوع مین آئین یہان یعنی مجالس میلاد مین فرحت میلاد وتجدید
وجود مسعود صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی مین ہورہی ہین **اعتراض ثالث** سلامی وجوابی مثل
مجالس شیعہ کی معین کرتی ہین جواب مجالس شیعہ مین راقم کو اتفاق نہین ہوا کہ حال وہانکا مفصلاً
معلوم ہوتا البتہ محافل میلاد شریف کی شامل ہوئی ہین بعض مواقع پر ایسا دیکہا گیا کہ قاری مولد نی
جب کوئی روایت ختم کی تب بعض حاضرین نی درود وسلام پڑہا نظماً یا نثراً پہر قاری نی دوسری روایت
پڑہی پہر اون لوگون نی درود وسلام یا منقبت پڑہی اگر سلامی جوابی اسکا نام ہی تو یہ بات
عرب میں او رخاص حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً مین بکثرت رائج ہی اور اہل حرمین
جسقدر شیعہ سے تنافر رکہتی ہین محتاج بیان نہین ہرگز سمجہ مین نہین آتا کہ جنسے عداوت تنفر
مذہبی ہو اونسی کوئی امر لیکر اپنی عبادات مین داخل کرین بلکہ یون معلوم ہوتا ہے کہ اہل عرب نے
یہ بات حضرت سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم کی فعل سی استنباط کی ہے صحیحین مین اس سے روایت
ہے کہ صحابہ مہاجرین وانصار خندق کہودتی اور مٹی انکا سے لتے جاتی ہتی اور زبان سے

یہ پڑھتی تہی ۔ نحن الذین بایعوا محمدا ۔ علی الجہاد ما بقینا ابدا ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکی جواب مین پڑہتی تہی ۔ اللہم لا عیش الا عیش الاخرہ ۔ فاغفر للانصار والمہاجرہ ۔ کذا فی المشکوۃ فی باب البیان والشعر پس یہ بات قابل طعن نہین ہان اگر پابندی قواعد موسیقی مین اہل فسق کی طرح پر تغنی کرنی لگین تو یہ بات دوسری ہی اہل اسلام کیون اپنی مجالس مین اوضاع فساق پیدا کرین اور سامع اگر کوئی فقط اپنی آواز کا حسن ظاہر کرنیکو پڑہی اور اخلاص ہرگز دل مین نہو یہ بہی ممنوع ہے جیسے بعض قاری خوش الحان محض نمود داری کی لئی قرآن مجالس مین پڑہنی لگتی ہین پس اس نیت سی پڑھنا منع ہے امور خیر مین اخلاص ضروری ہی وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین بنا علیہ اہل ایمان کو چاہیی کہ اخلاص مد نظر رکہین اور نیز اپنی خوش الحانی کو پابند قواعد یعنی اہل فسق کا نکرین کیا تہوڑا ہی اونکی لئی وہ جو فقہا رحمہم اللہ نی جایز فرما دیا ہے مجمع البحار مین ہی الجہر بتحسین صوتہ وتحزینہ یعنی پکار کر پڑہی اور آواز کو سنوار کر اور غمزدہ لہجہ بنا کر وفسر الشافعی تحسین القراءۃ وترقیقہا اور تفسیر کیا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اچہی طرح پڑہے نرم آواز بنا کر اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکہتی ہین وانما اختلاف تلک الطرق بمد المقصورۃ وقصر الممدودۃ والوقف فی اثناء الکلمات والقطع والوصل فی بعضہا وہذا التصرف جائز فی الشعر ولا یجوز فی القرآن یعنی خوش الحانی سی پڑہتی ہین طرق مختلف پیدا ہوتی ہین ان باتون سی کہ جہان حروف مدہ نہ تہی وہان کہینچ دیا اور بڑہا یا اور جہان تہی وہان گہٹا دیا اور کلمات کی بیچ مین دم توڑ دیا ایک کلمہ دوسرے کلمہ سے کہین قطع ہوگیا کہین متصل ہوگیا سو ایسا تصرف شعر مین جائز ہے قرآن شریف مین جائز نہین یہ احیاء العلوم کی باب سماع مین ہی **الحاصل انصاف** یہ چاہیی کہ جو کوئی بات کلام علماء حقانی سی کہین تک ثابت ہو اوسمین طعن یا اعتراض نلاوین اور فاعلین قدم آگی نہ بڑہاوین یا اہل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق **اعتراض رابع** محفل مین روشنی کرتی ہین اور یہ بدعت سیئہ اور حرام ہے **جواب** مجمع البحار کی خاتمہ مین درباب کراہت روشنی یہ نقل کیا ہی کہ اول روشنی قوم برامکہ سے

نکلی ہی وہ آتش پرست ہتی جب وہ مسلمان ہوگئی اونہون نی روشنی مساجد مین کرکی مسلمانو
ساتہ چراغون کی طرف سجدی کئی اور مقصد اونکا آگ کا پوجنا تہا ہتی کلامہ مین کہتا ہون جن علما نی
روشنی پر حکم بدعت سیئہ ہونیکا دیا ہی غالبا اسی روایت پر مبنی کیا ہی حال آنکہ یہ روایت دو وجہ سے
مخدوش ہی **اول** وجہ یہ کہ برابر علمار اعلام اول روشنی کا ہونا روایت کرتی ہین نبی کریم
علیہ الصلاة والتسلیم کی وقت سی اور پہر کثرت سی قنادیل لٹکانا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عہد سے اور
پہر اوسوقت سی ابتک اہل اسلام مین موجود و مشہور ہی بہلا جسکا وجود عہد نبوت سی ابتک موجود ہو
کیونکر کہا جای کہ وہ زمانہ قوم برامکہ سے ایجاد ہوئی یہانتک کہ اونہون نی ہی روشنی کی ہو گی لیکن وہ
موجد اول نہین ہوسکتی دوسری وجہ یہ ہی کہ ہماری فقہار کرام تصریحا لکہہ رہے ہین الصحیح انہ
لایکرہ ان یصلی و بین یدیہ شمع او سراج لانہ لم یعبد ہما احد والمجوس یعبدون الجمر لا النار الموقدة
یعنی صحیح یہ ہی کہ اگر شمع یا چراغ آگی نمازی کی ہو تو نماز مکروہ نہین ہوتی کیونکہ انکو کسینی نہین پوجا
اور آتش پرست انگارون کو پوجتی ہین جلتی آگ کو نہین پوجتے جب مسئلہ یہ ٹہرا کہ اصل چراغ اور
شمع اور قندیل کی کوئی آتش پرست عبادت نہین کرتا تو کسطرح تسلیم کیا جاوی کہ برامکہ نی چراغون کو
معبود و مسجود بنایا ناچار جو علمار روشنی کو مکروہ و بدعت اس دلیل سے کہتی ہتی اونکی یہ دلیل ناتمام رہی
اب وہ دلایل جو جواز کیطرف اشارہ کر رہی ہین بیان کرتا ہون - یہ بات خیال کرنی چاہئی کہ
چراغون مین زینت ہی یا نہین آیہ کریمہ زینا السمار الدنیا بمصابیح سے معلوم ہوتا ہی کہ چراغونکا
روشن کرنا موجب زینت ہی اب دیکہنا چاہئی کہ اس زینت کی حرمت مین بندون کی لئی کوئی
نص شرعی وارد ہی یا نہین ظاہر یہ ہی کہ زینت روشنی کی نہی ثابت نہین ورنہ صحابہ کرام کیون کرتی
اور یہ بات مفسرین اصولی قرار دیچکی ہین کہ جس زینت کی نہی ثابت نہین وہ مباح ہی اور داخل
آیہ قل من حرم زینة اللہ التی اخرج لعبادہ مین اسقدر اشارہ تو قران مجید سی نکلا اب حدیث رسول
صلی اللہ علیہ وسلم لیجئی سیرت حلبی جلد ثانی مین ہی کہ پہلی ایسا کرتی ہتی کہ جب عشار کا وقت آتا کہجور کی
لکڑیان جلا کر اوجالا کر لیتی ہتی جب تمیم داری مدینہ مین آئے اور قنادیل اور رسیان اور روغن

زیتون لائی مسجد نبوی کی ستونون سی قنادیل لٹکائی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی اونکو دعا دی کہ
تو نی ہماری مسجد کو روشن کیا اللہ تعالی تجھکو روشنی بخشی اور بعض کتابون سی یہ بہی ثابت
ہوتاہے کہ تمیم داری یہ قنادیل ملک شام سی لائی تہی اپنی غلام کو حکم دیا تب اوسنی جمعرات کو رستی
یہان سی وہان تک یعنی ستونون مین تان کر اوسمین قنادیل لٹکا دی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائی پوچھا یہ روشنی کسنی کی حاضرین بولی کہ تمیم داری نی آپنے اونکو فرمایا نورت الاسلام یعنی
تو نی اسلام کو روشن کر دیا الحدیث اور غنیۃ الطالبین مین حضرت غوث الثقلین نے ایک روایت
لکہی ہی جسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رغبت دلاتی ہین روشنی کی طرف روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ
قال من علق فی بیت من بیوت اللہ قندیلا لم تزل الملئکۃ یستغفر لہ ویصلی علیہ وہم سبعون الف ملک
حتی یطفی ذلک القندیل انتہی اب آثار صحابہ سی ثبوت لیجی سیرت حلبی جلد ثانی مین ہی کہ مستحب ہے لٹکانا
قنادیل کا مساجد مین یہ کام اول حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نی کیا جب صلوۃ تراویح کی لئی لوگون کو
جمع کیا تو لٹکا دیی بہت قندیل جسوقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اوسطرف گذر ہوا دیکہا کہ مسجد
روشنی سی جگمگا رہی ہی دعا فرمائی کہ تو نی ہماری مسجدون کو روشن کیا اللہ تعالی تیری قبر کو روشن
کری ای عمر بن الخطاب اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی نی کتاب تنبیہ مین اور حضرت غوث الثقلین نے
غنیہ مین لکہا ہی کہ جسطرح حضرت علی نی دعا دی اسیطرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نی بہی دعا دی
دیکہی خلفاء راشدین کا فعل اور خوش ہونا اور دعا دینا کسقدر محبوب ہے اس فعل کی ظاہر کر رہا ہی اور
روایت سابقہ سی جو معلوم ہوا تہا کہ تمیم داری نی اول قنادیل روشن کی اور دوسری روایت سے
معلوم ہوا کہ اول یہ فعل حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نی کیا اسکی تطبیق علامہ حلبی نی اسطرح کی ہے
کہ اولیت حقیقی اس فعل کی تمیم داری رضی اللہ عنہ سی عہد رسالت نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم
مین ہوئی بعد ازان حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو جو اول قرار دیا وہ اولیت اضافی ہی یعنی
کثرت سی قنادیل روشن کرنا اول آپ سی واقع ہوا کیونکہ تمیم داری رضی اللہ عنہ کی قنادیل گو
متعدد تہی لیکن کثیر نہ تہی اب عہد خلفاء عباسیہ کی سند لیجی علامہ حلبی نی نقل کیا ہی ایک عالم ہی

کرده فرماتی ہین کہ مجھکو بادشاہ مامون نی حکم دیا کہ لکھدو علم ہماری مملکت مین کہ مسجدون مین کثرت سے
روشنی کیا کرین لیکن میری کچھ خیال مین نہ آیا کہ کسطرح لکھدون تب مجھکو خواب مین بشارت ہوئی کہ
لکھدی روشنی کثیر کیواسطی اسلئی کہ اسمین دل لگتا ہے تہجد گذار ونکا اور مسجدین خانہ خدا ہین پس
خانہ خدا سی وحشت اندہیری کی دفع ہوگی جب مینی یہ بشارت دیکھی تب مین ہوشیار ہوا اور لکھدیا
یہ حکم انتہی یہ دستور العمل بیان ہوا خلفار عباسیہ کا اب بعض اولیاء اللہ کا حال سنئی خواجہ فرید الدین
عطار رحمۃ اللہ علیہ مولف تذکرۃ الاولیا احمد خضرویہ قدس سرہ کی حال مین لکھتی ہین وقتی درویشی مہمان
احمد رحمۃ اللہ آمد احمد ہفتاد شمع برافروخت درویش گفت مرا این ہیچ خوش نمی آید کہ تکلف با تصوف
نسبت ندارد احمد گفت برو وہر چہ نہ از بہر خدا برافروختہ ام بکش آن شب آن درویش تا بامداد
آب وخاک بران شمعہا میریخت یک شمع باز نتوانست نشاند حیران ہوا اور نصاری اوسکی ہاتہ
پر مسلمان ہوی اوسکا حال اسطرح لکھا ہی آن شب احمد بخواب دید کہ حقتعالی گفت ای احمد از برای
ما ہفتاد شمع در گرفتی ما از برای تو ہفتاد دل بنور ایمان برافروختیم غرضکہ چند مقامات پر اولیاء مقبولین
مثل شبلی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر کاملین سے روشنی کا خالصاً للہ تعالی کرنا بروایت امام غزالی وعلامہ عبد الرحمن
صفوری وغیرہ نقل کیا گیا ہی سبکی نقل مین طول ہوتا ہی اب مومنین کلے روز مرہ سنئی کہ ہمیشہ سی روشنی کرتی
رہی ہین مساجد مین فتاوی قاضیخان جلد اول مین ہی رجل بنی مسجدا وجعلہ للہ تعالی فہو احق الناس
بمرمتہ وعمارتہ وبسط البواری والحصر والقنادیل پہر جلد ثالث مین لکھا ہی یجوز الاتفاق علی قنادیل
المسجد من وقف المسجد ذکرہ الناطفی اور حضرت غوث الثقلین غنیۃ الطالبین ختم قران کی دعا مین ماہ رمضان
کی فضیلت مین لکھتی ہین شہر فیہ المساجد تعمر والمصابیح تزہر اسیطرح چند مقام پر غنیۃ الطالبین مین ذکر
مصابیح والقنادیل ہی جس سی یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ مصابیح وقنادیل اہل اسلام مین قدیم الایام
سی معمول مروج ہین اب ہم کہتی ہین کہ جسطرح زیادہ روشنی کرنی مین وحشت ظلمت دور ہوتی ہی مساجد سے
جیسا کہ کلام جلبی مین منقول ہو چکا اسیطرح وحشت ظلمت دور ہوتی ہی مواضع ذکر اللہ اور ذکر الرسول سے
اور جسطرح زیادہ روشنی سی انس ہوتا ہی اور دل لگتا ہی نمازیونکا اسیطرح اس مجلس پاک مین دل لگتا ہی

الیقین بیان صفات رسول کا صلی اللہ علیہ وسلم پس صحیح یہی ہی کہ روشنی کا کرنا ممنوع نہیں اور جن
علمانی منع کیا ہی نہیں پہونچی اونکو وہ حدیث و آثار جو صریح جواز پر دلالت کرتی ہین ناچار اونہون نے
جان لیا کہ یہ فعل قوم آتش پرست برامکہ کا ہی بنا ر علیہ حکم بدعت و کراہت اوسپر لگا دیا۔ یا یون کہی
کہ فی الحقیقت قول کل علما کا ایک ہی جو مانع ہین وہ حد سی زیادہ کو منع کرتی ہین جو جایز کہتی ہین
وہ بقدر حاجت زینت جائز کہتی ہین **تفصیل اوسکی یہ ہی** کہ روشنی کی تین درجی ہین
ایک بقدر حاجت ضروری لابدی وہ تو اسقدر مین حاصل ہی کہ جیسے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم
شروع امر مین لکڑیان کہجور کی جلا دیتی تہی اوس سے مسجد کا فرش و سجدہ کا مقام اور نمازی لوگ ایکدوسرے
کو نظر آجاتی تہی **دوسرا** زینت کی لئی وہ فعل حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا تہا
کہ تمام مسجد کثرت قنادیل سی چمکا دیتی غنیۃ الطالبین میں ہی ان علیا رضی اللہ عنہ اجتاز بالمساجد
وہی تزہر بالقنادیل اور تنبیہ فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ مین ہے رای القنادیل تزہر فی المساجد
اسیطرح حلبی وغیرہ مین ہی غرض کہ کل روایتون مین لفظ تزہر صیغہ مضارع موجود ہی اور وہ مشتق ہے
زہور سی اور معنی اوسکی صراح مین لکہی ہین زہور روشن شدن آتش و بالا گرفتن آن بنا ر علیہ ہم کہتی
ہین کہ یہ فعل امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا بلاشک قدر حاجت ضروری سے زیادہ تہا
لیکن یہ بہی ہی کہ قدر حاجت زینت سی زیادہ نہ تہا **تیسرا** وہ کہ زینت مکان تو متعدد قنادیل سے
حاصل ہو چکی تہی لیکن کسی بلہوس نے فضولی کر کی خواہ نمود و فخر وغیرہ کی نیت سی روشنی حد سے
زیادہ بڑہا دی تو اگر مانعین کی مراد یہ اخیر وجہ ہی تو کچہ اختلاف باقی نرہا فتاوی قنیہ وغیرہ اگلی
کتابون مین منع کیواسطی اسیطرح کی الفاظ لکہی ہین کہ سینی لکہا کثرۃ الوقید زیادۃ علی الحاجۃ کسینی
اسراج السرج الکثیرۃ لکہا ہی تو اسقدر کثیر کو کہ حاجت زینت سی ہی زیادہ ہو اگر منع کیا جاوی
تو کچہ برا ماننی کی بات نہیں مگر ان ہماری ہم عصر جو ایک چراغ سے دوسرا چراغ زائد روشن کرنیکو
بدعت اور ضلالت اور حرام اور اسراف کہدیتی ہین یہ بڑی شوخی ہی انکو چاہیے کہ فعل تمیم داری
اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما وغیرہ کا ادب کرین کہ اول یہ فعل اونہون نے کیا زینت کے لیے

قدر حاجت ضرورہ سی زیادہ روشنی کی اور مجھکو تعجب آتا ہی کہ جب یہ لوگ مدینہ منورہ جاتی ہونگے
اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روضہ نورانی کی گرداگرد جہاڑ اور فانوس اور قندیل
کثرت سی بحدے کہ یہان کسیکو میسر بھی نہین آتی روشن دیکھتے ہونگی معلوم نہین یہ لوگ آنکھین
روشنی کی طرف سی بند کر لیتی ہونگی یا اوسکی غیظ مین زیارت ہی ترک کر دیتی ہونگی اگر ترک کر دیتی
ہین تو ہمکو کچھ شکایت نہین وہان محروم رہی یہان بھی محروم رہی لیکن اگر وہان اسی روشنی
مین جاکر زیارت کی اور زیارت روضہ شریف کی مستحب ہے تو حضرت کی معجزات اور مدائح اور
مناقب کا سُننا بھی مستحب ہے یہ بھی روشنی مین آکر سُنین روغنی ظاہری سی ظاہر کی آنکھ اور
ذکر نورانی سے باطن کی آنکھ روشن کرین وہ روضہ پُر انوار جسکی ذات اقدس کا مدفن ہے یہ محفل
نورانی بھی انہین کی شرح صفات کا موطن ہی **آخر الامر** یہ التماس ہی کہ اگر ان حضرات
کا دل روشنی کی سبب مکدر ہوتا ہی تو چار روشنی والی مجلسون مین نہ آئین بہت محفلین ایسی بھی
ہوتی ہین جنمین ایک دو چراغ پر بس کرتی ہین ان ہی مین آئین اگر ایک دو چراغ ہی ناگوار ہو تو کتنی
محفلین دن کو ہوتی ہین ایک بھی چراغ نہین جلتا وہان تشریف لائین بھلا کہین تو اپنا
قول سچا کر دکھائین **اعتراض خامس** بانیان محفل میلاد نی مطلق کو مقید کر دیا ہی
یہ بدعت ہی جواب ہم دعوی کرتی ہین کہ محفل مولد شریف مین کسی مطلق کو مقید نہین کیا
یعنی روایات میلاد و معجزات کا پڑھنا جسطرح ماہ ربیع الاول مین ہوتا ہی دوسری مہینون مین
بھی پڑھ لیتی ہین پھر مطلق مقید کہان ہوا اور جسطرح ذکر ولادت شریف کی وقت قیام کرتے
ہین اسیطرح اور بھی چند مقامات مین قیام کرتی ہین چنانچہ وہ مواقع بیان تحقیق قیام مین
کسیقدر لکھی گئی پس قیام بھی مقید نہوا کہ نہو قیام کسی مکان اور کسی زمان اور کسی موقع مین
مگر خاص مولد شریف مین اور اسیطرح تقسیم شیرینی یا کھانا کھلانا اور بھی تقریبات دینی
و دنیا مین ہوتا ہی مثل ختم قرآن تراویح و مجلس بسم اللہ و عقد نکاح وغیرہ مین اور منبر یا چوکی اور
فرش کا بچھانا وعظ مین بھی ہوتا ہی اور مجلس نکاح وغیرہ مین بھی اور پڑھنا قصائد و مناقب کا

جیسا محفل مولد مین ہوتا ہی بعض غیر مجالس مین بہی ہوتا ہی اور بعض آدمی تنہا ہی شوقیہ
پڑہتے ہین اب بیان فرماوین یہ صاحب کہ مقید کردیا ہمنے کونسی مطلق شرعی کو اسطرح کہ نہ جائز
سمجہتے ہون ہم اوس مطلق کو کسی وقت مین بلا قید باقی رہی یہ بات کہ اجتماع امور مذکورہ
مجلس میلاد شریف مین اس نظر سے کرنا کہ جسقدر اظہار تعظیم و محبت اور مستحسنات شرعیہ کی
کثرت ہوگی اوسیقدر افزونی خیر و برکت ہوگی سو یہہ اور بات ہی تقیید مطلق اسکا نام نہین
یہ بات ہر مرد سلیم الطبع جانے وسی قبول کریگا یہ لوگ بہت اولٹ پلٹ ہورہی ہین کہ کسیطرح
مغالطہ دیکر بدعت سیئہ ہونا اس محفل کا ثابت کردین لیکن نہین ہوسکا حق الامر یہہ ہے کہ کل
علما محققین کی نزدیک یہ محفل مستحسن ہے چونکہ جو علما بدعت کی تقسیم مانتی ہین وہ کہتی ہین
البدعۃ مالم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہر اوسکو دو قسم کرتی ہین ایک حسنہ دوسرے
سیئہ پس اونکی نزدیک محفل میلاد شریف بدعت حسنہ مین داخل ہی اور مستحب ہے اور جو علما تقسیم
بدعت کی قایل نہین وہ بدعت کی تعریف یہ کرتی ہین ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان علما کی نزدیک محفل میلاد خود سنت مین داخل ہی کیونکہ یہ محدث ہی
لیکن محدث علی خلاف الحق نہین ہی کہ کوئی حکم قرآن یا حدیث و اجماع کا بدلتی اور تغیر دیتی ہو پس
اصل حال تو یہ ہی کہ محفل میلاد شریف محققین ہر دو طائفہ کی نزدیک مستحسن ہے باقی جو بعض
علما کو انکار واقع ہوا ہی وہ نہین پہنچی اس رمز دقیق کو اوسی غلطان ہیجی ہین یہ منکر ہوگئے
حق سبحانہ ہدایت فرماوی اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ۔ **اعتراض سادس** جب
مولد شریف پڑہتی ہین منبر یا چوکی پر بیٹہہ کر پڑہتی ہین اور قرآن شریف ہمیشہ نیچی بیٹہی پڑہتی
ہین کتاب مولد شریف کا درجہ قران سی بہی زیادہ کردیا جواب یہ بات ہرگز نہین بلکہ منبر یا چوکی
پر بیٹہہ کر پڑہنا اس سبب سے ہے تاکہ قاری مولد سب اہل مجمع کو نظر آوی اور سب اوسکو نظر آوین
اور اونچی بیٹہنی سی آواز بلند ہر طرف پہنچتی ہی نیچی بیٹہنی سی آواز کسیقدر دب جاتی ہے اور واعظین
کا بہی یہی حال ہی کہ وہ وعظ جس مین شعر و قصہ و حکایات وغیرہ کیا کیا کچہہ ہوتا ہے اوسکو سب

اوپر بلند جگہہ پر بیٹھ کر کہتی ہین اور خالص قرآن شریف کو واعظین نیچے پڑہتی ہین بس منبر پر بیٹھ کر پڑہنا
مقتضاء ہے مجمع عام کا اسیواسطی جب کوئی کتاب میلاد شریف کو شوقیہ تنہائی مین پڑہتا ہے
کچھ بھی منبر یا چوکی نہین لگاتا **اعتراض سابع** جب قران پڑہتی ہین نہ فرش بچہاوین اور نہ
کچھ سامان کرین مولد شریف مین کیا کیا سامان کیا جاتا ہے جواب عیدین کی نماز کی لیی جو فرض
نہین ہی نہانا کپڑی عمدہ پہننا خوشبو لگانا طرح طرح کی تکلفات ہوتی ہین پانچون وقت کی نماز جو
فرض قطعی ہی اوسکی لئی کچھہ بہی نہین سوای وضو اور استنجا کی وجہ اوسکی یہی ہی کہ وہ برس دن
مین دو بار یہ ایک ایک دن مین پانچ بار پس پنجگانہ نماز مین عید کی طرح سی سامان کرنی مین
حرج ہی اور حرج کو اللہ تعالی نی اپنی بندونسی اوٹھا دیا ما جعل اللہ[1] فی الدین علیکم من حرج پس یہی حال
قرآن شریف کا پڑہنا روز مرہ ہی مولد شریف کا پڑہنا روز مرہ نہین مولد شریف ایک آدمی برس
دن مین ایک دو بار پڑہی کبہی کبہی کرتا ہی اور جو بات کبہی کبہی کرنی مین ہو سکا کرتی ہی وہ روز
مرہ مین نہین ہو سکتی دوسری یہ بات کہ عید کی نماز مین وہ سامان کرنا کچھ نماز کی نظر سے نہین بلکہ اظہار
فرحت یوم السرور کی لئی ہی اسیطرح یہان یہ سامان قرارت کتاب مولد کی لئی نہین بلکہ اظہار فرحت
و سرور میلاد حضرت خیر العباد کی لئی ہی اگر صرف قرارت کتاب کی لئی وہ سامان ہوتا تب اعتراض
ہوتا کہ قرارت قران کی لئی وہ سامان نہ کیا **اعتراض ثامن** مولد شریف مین روایات
موضوعہ بی اصل اور اشعار ناجائز پڑہتی ہین جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا ہونا اور دائی
حلیمہ کا دودہ پلانا چالیسوین سال نبوت کا ہونا اور معجزات کا واقع ہونا اور آپکا سید المرسلین ہونا
یہ سب کچھہ مولد شریف مین پڑہا جاتا ہی یہ سب صحیح ہے اگر شاید فضایل مین کوئی حدیث ضعیف
فیہ یا موضوع بہی بیان ہو گئی یا کسی کم سمجھہ نی کوئی شعر خلاف شرع پڑہدیا تو انصاف کی بات یہ تہی
خاص ان لوگون کو منع کرنا چاہئی کہ ایسی روایات نہ پڑہین یہ نہین کہ علی العموم سب محافل
کو حرام کہنی لگین ہمنی بہت سنا ہی کہ واعظین آجکل بہتیری روایتین موضوع بیان کرجاتی ہین اور
تمیز بھی نہین تو چاہئی بعض واعظون کی جہالت سے علی العموم کل مجالس وعظ حرام ٹھہرا دین

[1] ہمین کیا اللہ تعالی نی تمہاری دین مین حرج

اعتراض تاسع بعض لباس ریشمین و زرین خلاف شرع پہنکر محفل مولد شریف مین آتی ہین اور بعض داڑہی منڈی بہی آتی ہین اور بعض موقع مین عورت اور مرد جمع ہوتی ہین جواب یہ لوگ مجالس نکاح وغیرہ مین اور نیز عیدگاہ کی نماز پڑہنی عیدین مین بہی اوسی طرز سی بالباس فاخرہ اور داڑہی منڈی جاتی ہین تو چاہیے کہ اونکی شریک ہوجانی سی مجالس نکاح اور مجامع عیدگاہ وغیرہ بہی محرمات شرعیہ ہوجاوین اور کوئی دیندار وہان نہ جایا کری یہ بات تو نہین بلکہ جو خاص بات قبیح شرعی کہین ہو تو اوسی کو منع کرنا چاہیے نہ یہ کہ اوسکی سبب اصل چیز کو منع کرین یہ جواب جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نی دیا ہے حسن المقصد مین تاج الدین فاکہانی کی اعتراض کا جو اونھی اپنی رسالہ رد مین لکہا تہا کہ مولد شریف مین امرد اور گانے والی عورتین ہوتی ہین ورناچتی ہین اور عورت اور مرد باہم جمع ہوتی ہین عبارت سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اوسکی جواب مین یہ ہی ان التحریم فیہ انما جاء من قبل ہذہ الاشیاء المحرمۃ التی ضمت الیہ لا من حیث الاجتماع لاظہار شعار المولد لو وقع مثل ہذہ الامور فی الاجتماع لصلوۃ الجمعۃ مثلا لکانت قبیحۃ شنیعۃ ولا یلزم من ذلک ذم اصل الاجتماع لصلوۃ الجمعۃ کما ہو واضح وقد راینا بعض ہذہ الامور تقع فی لیالی من رمضان عند اجتماع الناس لصلوۃ التراویح السنۃ فلا تمنع من الاجتماع لصلوۃ التراویح لاجل ہذہ الامور التی قرنت بہا کلا بل نقول اصل الاجتماع لصلوۃ التراویح سنۃ وقربۃ وما ضم الیہا من ہذہ الامور قبیح شنیع وکذلک نقول اصل الاجتماع لاظہار شعار المولد مندوب وقربۃ وما ضم الیہ من ہذہ الامور مذموم ممنوع

اعتراض عاشر اکثر محفل میلاد شریف وقت شب ہوتی ہی اور سامعین جو زیادہ رات گئے فارغ ہوکر سوتی ہین تو صبح کو شاید اگر کسیکی نماز مین دیر ہوگئی یا سو آدمیون مین ایک کی نماز قضا ہوگئی تو اس بات کو دلیل عام مذمت مولد شریف کی ٹہراتی ہین حالانکہ اگر یہی دلیل برائی کی ہی تو محفل عقد نکاح کی اہتمام مین اگر آدمیونکی نماز پس و پیش ہوجاوی اور اکثر ہوجاتی ہی اور نیز رمضان مین سحری کہانیکو اوٹہتی ہین بعضون کی نماز صبح قضا ہوجاتی ہی چاہیے

اس دلیل سی نکاح اور سحری بہی علی العموم حرام ہوجاوی ہرچند یہ اعتراضات واہیہ ہمارے
خیال کرنیکی قابل نہ تہی لیکن چونکہ ہمنی دیکہا کہ بعضی صاحب علم بہی اپنی زبان پر یہ مقالات
لاتی ہین اور بعضی نادان انکو کمال درجہ کی حجج ساطعہ اور براہین قاطعہ سمجہتی ہین ناسلی چند
الفاظ اونکی جواب مین لکہی گئی اور عطر ولوبان وپہولون وغیرہ کا ذکر اور زیب و زینت محفل
کا بیان اور چوکی یا منبر پر بیٹہکر پڑہنے کی اصلیت یہ سب باتین رسالہ مختصرہ منظومہ مسمی بہ
دافع الاوہام فی محفل خیر الانام مین بہی تحقیق کی گئی ہین وسکی طرز اور ہے
ع
ہر گلی را رنگ و بوی دیگر است ۞ طالبان حق کو چاہیئی کہ وہ رسالہ بہی اپنی پاس رکہین
اور اس کتاب انوار ساطعہ مین اطناب کلام نہ فقط فتوی انکاری کے سبب واقع ہوا بلکہ اور بہی
چند رسایل منکرین کی مغالطات و شبہات کا رد کرنا مد نظر ہوا جو شخص اس کتاب کو اور
دافع الاوہام کو خوب جمیع شقوق اور قیود سے بغور ملاحظ کرکے ذہن مین جمائیگا امید
خداوند کریم سی یہ ہی کہ وہ دہوکا اور مغالطہ نہ کہائیگا اور منکرین کی سب رسایل و غوائل
کی تردید انمین صراحتہ یا اشارۃ پائیگا بنا علیہ اب یہ ضرور سمجہا گیا کہ عنان سمند خامہ کو اب
کوبی وادی طول تقریر سی جانب اختصار موڑ دیجی اور جو علماء ربانی اور عرفاء حقانی مجوز
میلاد شریف ہوئی ہین ان مین انکا ذکر کیجئے **لمعہ تاسعہ نام ذکر کیا جاتا ہی اون مجوزین**
و فقہا کا جنہون نے عمل مولود شریف کو مستحب و مستحسن فرمایا ہے (۱) شیخ عمر بن محمد الملا
الموصلی من الصالحین المشہورین (۲) علامہ ابو الخطاب بن دحیہ اندلسی جو دحیہ کلبی صحابی
کی اولاد مین تہی ذکرہ الزرقانی اور علماء و صلحاء سلطان ابو سعید مظفر کی محفل مین آتی تہی
اونکی اسماء نگاری کہانتک کیجاوی جنکو جلال الدین سیوطی نی لکہا ہی وحضر عندہ فیہ العلماء
والصلحاء من غیر نکیر منہم (۳) علامہ ابو الطیب السبتی نزیل قوص من اجلۃ العلماء المالکیۃ ذکرہ
الزرقانی (۴) امام ابو محمد عبد الرحمن ابن اسمعیل استاد امام النووی معروف بابوشامہ (۵)
علامہ ابو الفرج بن جوزی محدث و فقیہ حنبلی (۶) امام علامہ سیف الدین حمیری دمشقی حنفی محدث

معروف بابن طغربک (۷) امام القراء والمحدثین حافظ شمس الدین ابن جزری (۸) حافظ
عماد الدین ابن کثیر (۹) علامہ ابو الحسن احمد بن عبداللہ البکری (۱۰) علامہ ابو القاسم
محمد بن عثمان اللولوی الدمشقی (۱۱) شمس الدین محمد بن ناصر الدین الدمشقی (۱۲) علامہ سلیمان
برسوی امام جامع سلطان کشف الظنون مین لکھاہی کہ مولد شریف انکا تالیف کیاہوا
پڑہاجاتا ہے مجالس اور مجامع بلاد رومیہ مین (۱۳) ابن الشیخ آقا شمس الدین ذکرہ صاحب
کشف الظنون (۱۴) المولی حسن البحری (۱۵) الشیخ محمد بن حمزہ العربی الواعظ (۱۶)
الشیخ شمس الدین احمد بن محمد السیواسی (۱۷) علامہ حافظ ابو الخیر سخاوی (۱۸)
سید عفیف الدین الشیرازی (۱۹) ابوبکر الدنقلی (۲۰) برہان محمد ناصحی (۲۱)
برہان ابو الصفا انکی مولد شریف کانام ہی فتح اللہ حسبی وکفی فی مولد المصطفی (۲۲)
الشمس الدمیاطی المعروف بابن السبناطی (۲۳) برہان بن یوسف الفاقوس انکا مولد
شریف چارسو شعر سے زیادہ ہے (۲۴) حافظ زین الدین عراقی (۲۵) مجد الدین
محمد بن یعقوب فیروز آبادی شیرازی صاحب قاموس انکی مولد شریف کانام ہے النفحات العنبریۃ
فی مولد خیر البریۃ (۲۶) امام محقق ولی الدین ابو زرعۃ العراقی (۲۷) ابو عبداللہ محمد بن
النعمان (۲۸) جمال الدین العجمی الہمدانی (۲۹) یوسف الحجاز (۳۰) یوسف
بن علی بن زراق الشامی الاصل المصری المولد (۳۱) ابوبکر الحجاز (۳۲) منصور بشار
(۳۳) ابو موسی ترہونے دقیل زرہونی (۳۴) الشیخ عبدالرحمن بن عبدالملک المعروف
بالمخلص (۳۵) ناصر الدین المبارک الشہیر بابن الطباخ (۳۶) امام علامہ ظہیر الدین ابن
جعفر ریسینی (۳۷) فاضل عبداللہ بن شمس الدین الانصاری (۳۸) الشیخ الامام صدر الدین
موہوب الجزری الشافعی (۳۹) علامہ ابن حجر عسقلانی (۴۰) شیخ جلال الدین سیوطی
سیوطی مجدد مائۃ تاسعہ (۴۱) محمد بن علی الدمشقی مصنف سیرت شامی (۴۲) شیخ شہاب الدین
قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ وشارح صحیح بخاری (۴۳) نور الدین علی حلبی شافعی مصنف

سیرت حلبی (۴۴) علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی شارح مواہب وغیرہ کتب احادیث
(۴۵) علی بن سلطان محمد ہروی معروف بملا علی قاری انہون نے اپنی مولد شریف
مین ثابت کیا ہی عمل مولد شریف تمام ملکون مصر و شام و روم و اندلس و مغرب و بلاد
ہندوستان و مکہ و مدینہ زادہما اللہ شرفاً جمیع بلاد اسلامیہ سے پس درحقیقت یہ ایک کتاب
گویا اقالیم سبعہ کا ثبوت ہی اور لکھا ہی اوسمین علی قاری نے کہ اس محفل کی عظمت یہ ہے کہ کوئی مشایخ
و علما مین انکار نہین کرتا اسمین شامل ہوتی ہین (۴۶) عبد الرحمن صفوی شافعی صاحب نزہۃ المجالس
(۴۷) نور الدین ابو سعید نورانی انہون نے بہی کل ملکون مین مولد شریف کا ہونا ثابت کیا ہے
اور بادشاہ مصر کی حال مین لکھا ہی کہ بادشاہ مصر سایبانی ساختہ بود کہ دوازدہ ہزار کس در سایہ
اوی نشستند و در غایت آراستگی از جہت آنکہ درین شب و روز آنرا بر افرازند در غیر آن پیچیدہ
باشند (۴۸) سید امام جعفر برزنجی انکا مولد شریف نثر عبارت مقفی فصیح مشہور ہے دیار عرب
مین بہت پڑہا جاتا ہی (۴۹) سید زین العابدین برزنجی انکا مولد شریف منظوم دیار عرب
شریف مین رایج ہی (۵۰) شیخ احمد ابن علامہ ابو القاسم بخاری انکا نسب محمد بن اسمعیل بخاری
تک پہنچتا ہے (۵۱) شیخ اسمعیل حقی افندی مفسر و واعظ المصنف تفسیر روح البیان (۵۲)
احمد بن قشاشی مدنی (۵۳) محمد بن عزب مدنی (۵۴) شیخ عبد الملک کردی (۵۵)
فاضل ابراہیم باجوری (۵۶) امیر محمد استاد ابراہیم باجوری (۵۷) شیخ سقاط استاد
الاستاد باجوری (۵۸) شیخ عبد الباقی پدر و استاد علامہ زرقانی (۵۹)
شیخ محمد رملی (۶۰) علامہ احمد ابن حجر مولف تحفۃ الاخیار بمولد المختار (۶۱) حافظ
ابن رجب حنبلی (۶۲) ابی زکریا یحیی ابن عائذ حافظ کبیر اندلسی (۶۳) سعید بن مسعود
گازرونی انہون نے بہی بہت ملکون کی علماء و صوفیہ سے مولد شریف ہونا ثابت کیا ہی (۶۴)
مولانا زین الدین محمود نقشبندی (۶۵) علامہ شہاب الدین احمد الخفاجی شارح شفا وغیرہ
انکا ایک رسالہ ہی عمل مولد کی جواز مین (۶۶) حضرت مولانا جمال الدین میرک

(۶۷) علامہ محمد رفاعی مدنی السالکین فی زقاق البدور (۶۸) قاضی ابن خلکان (۶۹) شیخ
مولٰنا معین الدین الواعظ الہروی المعروف بہ ملا مسکین انہون نے کتاب معارج النبوۃ اسیواسطے
تصنیف فرمائی کہ مجالس میلادیہ مین پڑہا کرین دیباچہ کتاب مین یہ حال لکھا ہی (۷۰) علامہ
علامہ ابو اسحٰق ابن جماعہ رحمۃ اللہ علیہ ملا علی قاری نی انکا حال لکھا ہے کہ وہ مولد شریف مین کھانا
کھلاتی تھی اور یہ فرماتی کہ اگر مجھکو مقدور ہوتا مین ربیع الاول مین مہینہ بھر تک مولد شریف کیا
کرتا (۷۱) شیخ محمد بن طاہر محدث مصنف مجمع البحار (۷۲) شیخ عبد الحق محدث دہلوی
(۷۳) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فیوض الحرمین مین اپنا شریک ہونا محفل مولد
شریف مین اور دیکھنا انوار کا اوسمین بیان کرتی ہین اور اونکی کلام سی یہ ظاہر ہی کہ جس جگہ ایسی
مجلسین ہوتی ہین وہان سب جگہ فرشتی انوار رحمت لاتی ہین کما قال فتاملت تلک الانوار
فوجدتہا من قبل الملائکۃ الموکلین بامثال ہذہ المشاہد وبامثال ہذہ المجالس ورایت یخالطہ انوار
الملئکۃ انوار الرحمۃ واضح ہو کہ ہم شروع رسالہ مین لکھہ چکی ہین کہ حضرت شاہ ولی اللہ جمیع مفتیان
فتوی انکاری کی مستند اور مقتدا اور منتہی الیہ اسناد ہم واعتماد ہم ہین پس فاتحہ طعام بہی ہمنے
اونسی ثابت کردی اور اب بحث مولد شریف کا اثبات بہی ہمنی اونہی کی نام پر ختم کیا اور
خاص اونکی زبان سی اس مجلس کا محل نزول ملیکہ اور مورد رحمت ہونا ثابت کردیا و کفی بہ حجۃ
نقل مشاہیر علمای عرب حضرت مولینا احمد سعید فقیہ محدث دہلوی نقشبندی رحمۃ اللہ
علیہ اپنی رسالہ مین جو مولوی محبوب علی جعفری کی جواب مین لکھا ہی علمای عرب کے مفتیان مذہب
اربعہ کا فتوی درباب قیام نقل فرماتی ہین علاوہ اوسکی غایۃ المرام مطبوعہ کلان کوٹہی مین بہی
وہ فتوی عربی کا منقول ہی اوسکو بطور تلخیص بترک تطویل لکھتا ہون (۱) قد اجمعت الامۃ المحمدیۃ
من اہل السنۃ والجماعۃ علی استحسان القیام المذکور وقال ہی بدعۃ مستحبۃ لما فیہ من اظہار الفرح والسرور والتعظیم کالا
بقلمہ وامر برقمہ عثمان حسن الدمیاطی الشافعی المقیم بالمسجد الحرام (۲) نعم استحبہ کثیرون کتبہ عبد اللہ
بن محمد المیرغنی الحنفی مفتی المکۃ المکرمہ (۳) القیام عند ذکر ولادۃ سید الاولین والاخرین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استحسنہ کثیر من العلماء کتبہ حسین ابن ابراہیم مفتی المالکیہ بمکۃ المحمیہ (۴)
نعم القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استحسنہ العلماء وہو حسن الفقیر لربہ محمد عمر بن ابی بکر
الرئیس مفتی الشافعیہ بمکۃ المکرمہ (۵) نعم یجب القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما استحسنہ
العلماء الاعلام وقداۃ الدین والاسلام کتبہ الفقیر الی اللہ تعالی محمد بن یحیی مفتی الحنابلۃ فی مکۃ المشرفہ
(۶) اما القیام اذا جاء ذکر ولادتہ عند قراۃ المولد الشریف توارثہ الائمۃ الاعلام واقرہ الائمۃ
الحکام من غیر نکیر منکر ورد راد واللہ ولی التوفیق والہادی الی سواء الطریق حررہ خادم الشریعۃ
والمنہاج عبد اللہ بن المرحوم عبد الرحمن سراج المفسر والمحدث بمسجد الحرام واضح ہو کہ یہ عبد اللہ
سراج بڑی کمل رجال مین ہتی اس عاجز نی مولینا احمد علی محدث سہارنپوری مرحوم سی بہت کچہ اونکی
تعریف سُنی ہی اور حضرت مولانا احمد سعید نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی رسالہ مین لکہتی ہین کہ مولانا
عبد اللہ سراج حنفی مفسر ومحدث حرم شریف یکتای عہد خویش بود ورئیس فرقہ محدثہ بزانوی
ادب در درس اوشان می نشست و اعتراف بجامعیت مولانا موصوف می نمود الحاصل قیام
جایز رکہنا ایسی علماء انتخاب روزگار کا جنکی جامعیت اور کاملیت کا ہر موافق ومخالف کو اقرار ہو
واقعی سند کامل ہی پہر خوبی دوسری یہ کہ وہ اپنی سے پہلی بڑی بڑی علماء وائمۂ اعلام سی متوارث
ہونا اور جاری ہوتا چلا آتا ہی اس قیام کا تحریر فرماتی ہین جیسا کہ اہی عبارت اونکی منقول ہو چکی
اور نیز عرب کی سید امام برزنجی رحمۃ اللہ علیہ عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر مین فرماتی ہین
وقد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمہ ذو روایۃ درویۃ افسوس ہی کہ جب سے اب تک
کتنی صدیان گذر چکین اور مخبر صادق کا سچا وعدہ ہی کہ ہر صدی مین ایک مجدد جو بدعت کو
اوکہاڑی اور سُنت کو قایم کری پیدا ہوا کریگا کیا سبب کہ بلاد متبرکہ ہندوستان مین تو جب سے
بہتیری مجدد ہو گئی اور وہان یعنی مکہ مین ایک ہی مجدد نہوا جو اس بدعت اور ضلالت کا
وہان ہی استیصال کرتا بس معلوم ہوا کہ یہ قیام جو خیر البلاد مین سیکڑون برس سے علما اسکو مستحسن
کہتے رہی اور عبد اللہ سراج مفتی مکہ معظمہ لکہتی ہین کہ کسینی اسپر رد اور انکار نہین کیا بی شک

و شبہ جائز اور مستحسن ہے ہرگز ضلالت نہین ہے مولوی قطب الدینخان صاحب کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مسئلہ
پر مکہ اور مدینہ کی علما متفق ہون یہ اوسکی حق ہونیکی دلیل ہی مظاہر الحق مطبوعہ میرٹھ کی صفحہ ۱۸
مین بدعتیون کی بیان مین لکھتی ہین کہ سنیون کا مذہب سچا ہے مکہ مدینہ کہ دین وہین سے پیدا ہوا
وہان کی لوگ بہی سنی ہین اگر اونکا مذہب یعنی بدعتیون اور شیعون کا اچہا ہوتا تو وہ یعنی مکہ مدینہ
والی پہلی اوس مذہب مین ہوتی انتہی کلام اس سی معلوم ہوا کہ اگر انکار قیام مولد شریف کا
اچھا ہوتا تو اول علماء عرب انکار کرتی کیونکہ پختہ اہل سنت والجماعت ہی ہین اب نقل کرتی ہین
ہم بطور اختصار دوسرا فتوی علماء عرب کا جسکو ۱۲۸۸ھ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین مولوی عبدالرحیم
صاحب دہلوی مرتب کرا کر لائی تہی اور کتاب روضۃ النعیم کی آخر مین چہپایا تہا عبارت سوال یہ ہے

سوال ما قولکم رحمکم اللہ فی ان ذکر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم والقیام عند ذکر الولادۃ خاصۃ
مع تعیین الیوم وتزیین المکان واستعمال الطیب وقراءۃ سورۃ من القرآن واطعام الطعام للمسلمین
ہل یجوز و یثاب فاعلہ ام لا بینوا توجروا **جواب علماء مکہ معظمہ تلخیصاً** اعلم ان عمل المولد الشریف
بہذہ الکیفیۃ المذکورۃ مستحب مستحسن فالمنکر لہذا مبتدع لانکارہ علی شئ حسن عند اللہ والمسلمین
کما جاء فی حدیث ابن مسعود قال ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن والمراد من المسلمین الذین
کملوا الاسلام کالعلماء العاملین وعلماء العرب والمصر والشام والروم والاندلس کلہم رأوہ حسنا
من زمان السلف الی الآن فصار الاجماع والامر الذی ثبت بالاجماع فہو حق لیس بضلال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجتمع امتی علی ضلالۃ فعلی حاکم الشرع تعزیر منکرہ واللہ اعلم

عبدالرحمن سراج	احمد دحلان	حسن	عبدالرحمن جمال	حسن طیب	محمد شرقی
مفتی حنفی	مفتی شافعی	مفتی حنبلی	حنفی	حنفی	مفتی مالکی
سلیمان عیسی	عبدالقادر خوقیر	ابراہیم الفتنی	محمد جار اللہ	احمد الداغستانی	عبدالقادر شمس

عبدالرحمن افندی	احمد ابوالخیر	عبدالقادر سیخینی	محمد سعید	المطلب عبد	احمد کمال
محمد سعید الادیب	علی جودہ	عبداللہ کوشک	حسین عزب	ابراہیم لوموسی	احمد امین
شیخ فروس	عبدالرحمن عجیمی	عبداللہ مشاط	عبداللہ قماشے	محمد بالبصیل	محمد سیوطی
علی رہیتے	محمد صالح زواری	عبداللہ زواری	محمد حبیب اللہ	احمد النخراوی	سلیمان عقبہ
عمر سید شطی	عبدالحمید الداغستانی	مصطفے عفیفے	منصور	منشاوی	محمد راضی

جواب علماء[۵] مدینہ منورہ تلخیصاً اعلم ان ما یصنع من الولائم فی المولد الشریف فی قراءة بحضرة المسلمین وانفاق المبرات والقیام عند ذکر ولادة الرسول الامین ورش ماء الورد واتقاد البخور وتزیین المکان وقراءة شیٔ من القران مع الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واظہار الفرح والسرور فلا شبہۃ فی انہ بدعۃ حسنۃ مستحبۃ وفضیلۃ شریفۃ مستحسنۃ فلا ینکرہا الا مبتدع لا التفات لقولہ بل علی حاکم الاسلام ان یعزرہ واللہ اعلم وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم ؁

محمد امین	جعفر حسینی البرزنجی	عبدالجبار	جمال الدین سید	ابراہیم بن خیار	یوسف سید
السید محمد علی	السید عبداللہ بن سید احمد	محمد بن احمد رفاعی	عمر ابن علی	علی حریری	سید مصطفے

[۵] جواب علماء مدینہ منورہ کا ... [illegible] ... ۱۲۱۲

احمد سراج	حسن ادیب	ابوالبرکات	عبد القادر مشاط	سالم سلیم	احمد الحبشی
محمد نور سلیمانی	عبد الرحیم البرعی	محمد عثمان کردی	قاسم	عبد العزیز ہاشمی	یوسف رومی
محسن	مبارک ابن سعید	حامد	محمد ہاشم ابن حسن	عبد اللہ ابن علی	عبد الرحمن صفوی

جواب علمار جدہ تلخیصا اعلم ان ذکر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہذہ الصورۃ المجموعۃ المذکورۃ بدعۃ حسنۃ مستحبۃ شرعا لاینکرہا الا من فی قلبہ شعبۃ من شعب النفاق وکیف یسوغ لہ ذلک مع قولہ تعالی ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب واللہ اعلم۔

علی بن احمد باصبرین	عباس ابن جعفر ابن صدیق	احمد فتاح	محمد سلیمان	احمد حبلس
محمد صالح	احمد عثمان	احمد بن عجلان	محمد صدقہ	عبد الرحیم بن محمد زبیدے

جواب علمار حدیدہ قراءۃ المولد الشریف مع الاشیار المذکورۃ جائزۃ بل مستحبۃ یثاب فاعلہا فقد الف فی ذلک العلمار وحثوا علی فعلہ وقالوا لاینکرہا الا مبتدع فعلی حاکم الشریعۃ ان یعزرہ

الفقیر الی اللہ یحیی ابن مکرم	علی شامی	علی بن عبد اللہ	محمد بن سالم عایش	محمد بن ابراہیم حیثرنی	علی طحان
محمد بن عبد اللہ	محمد بن داود بن عبد الرحمن	علی بن ابراہیم الزبید	علی بن محمد حباب	احمد بن محمد ابن الخلیل	عبد الرحمن بن علی حضرمی

اب تازہ ان ایام مین تحریر علماء عرب راقم السطور کی پاس آئی ہی عبارت مفتیان
مذاہب اربعہ ملخصاً نقل کرتا ہون **سوال** ما قولکم دام فضلکم رحمکم اللہ تعالی فی عمل المولد
والقیام فیہ ہل ہما جائزان ام لا بینوا توجروا **الجواب** الحمد لمن ہو بہ حقیق ومنہ استمد الہدایۃ
والتوفیق نعم ہما جائزان وعلیہ عمل المسلمین فی عامۃ بلاد الاسلام والاستدلال علی الجواز مبسوط
فی کتب الائمۃ الاعلام ولا عبرۃ بمنع المانعین من الجہلۃ اللئام واللہ اعلم امر برقمہ خادم الشرع
راجی اللطف الخفی محمد صالح ابن المرحوم صدیق الکمال الحنفی مفتی المکۃ المکرمۃ حالا کان اللہ لہما

محمد صالح

(۲) عمل المولد استحسنہ جمہور السلف والخلف وقال العلامۃ الشہاب
الخفاجی محشی البیضاوی فی رسالۃ فی عمل المولد انہ بدعۃ حسنۃ امر برقمہ خادم الشریعۃ
المنہاج عبد الرحمن بن عبد اللہ سراج الحنفی

عبد الرحمن سراج

(۳) ما حررہ مفتی الاحناف
ہو عین الصواب والیہ المرجع والمآب وسبحانہ اعلم - خادم الشریعہ ببلدۃ اللہ المحمیۃ ابو بکر حجی بسیونی مفتی المالکیۃ

ابو بکر حجی بسیونی

(۴) ما اجاب بہ مولنا ہو المذہب الذی لا ینکرہ احد کتبہ راجی
العفو من واہب العطیہ محمد ابن المرحوم الشیخ حسین مفتی المالکیہ ببلد اللہ المحمیہ

محمد ابن الشیخ حسین

(۵) اللہم ہدایۃ للصواب فی کتاب قصۃ المولد للعلامۃ الشہاب ابن حجر ان عمل
المولد بدعۃ لکنہا حسنۃ لما اشتملت علیہ من الاحسان وقراءۃ القران واکثار الذکر واظہار السرور
والفرح بہ صلی اللہ علیہ وسلم والمحبۃ لہ واغاظۃ اہل الزیغ والعناد من الزنادقۃ والملحدین والکفرۃ
والمشرکین ولم یزل اہل الاقطار فی سائر المدن والامصار یحتفلون بعمل المولد فی شہرہ الخ
واما القیام فی المولد فقیل انہ مندوب شرعاً وقیل انہ بدعۃ حسنۃ امر برقمہ المرتجی من ربہ کمال
النیل محمد سعید بن محمد بابصیل مفتی الشافعیہ بمکۃ المحمیہ

محمد سعید بابصیل

(۶) نعم عمل
المولد جائز لاجماع المسلمین علیہ والقیام عند ذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم فہو ادب حسن ولا
یخالف مشروعاً ویوخذ من فعل الامام احمد الجواز وذلک انہ ذکر عندہ ابراہیم ابن طہمان وکان
متکئاً فاستوی جالساً وقال لا ینبغی ان یذکر الصالحون فنتکی قال ابن عقیل فاخذت من ہذا

حسن الادب فیما یفعلہ الناس عند ذکر امام العصر من النہوض لسماع توقیعاتہ قال فی الفروع
ومعلوم ان مسئلتنا ہوے فمن تمرکسر مع قیام الناس علی اختلاف طبقاتہم فقد سلک مسلک
الجفاء وربما یحصل علیہ من الذم والتوبیخ ما لا خیر فیہ استخفاف بالجناب الاعظم صلی اللہ علیہ
وسلم وذکر ابن الجوزی ان ترک القیام کان فی الاول ثم صار ترک القیام کالہوان بالشخص
فاستحب لمن یصلح لہ القیام واللہ سبحانہ اعلم امر برقمہ الحقیر خلف بن ابراہیم خادم افتاء الحنابلہ
بمکۃ المشرفۃ حالا | راجی عفو الرحیم خلف بن ابراہیم | (۷) قد اجمع علیہ العلماء الاعلام من المذاہب الاربعۃ
فلا یجوز خرق الاجماع ومن انفرد یردہ فکلامہ باطل مردود علیہ واللہ سبحانہ تعالی اعلم امر برقمہ
الراجی من الہ التوفیق عبدہ عباس بن جعفر ابن صدیق المدرس والخطیب للحرم المکی الشریف
| عباس بن جعفر | (۸) نظرت فی ہذہ الاسئلۃ وما اجاب بہ مفاتی الاسلام وعلماء الانام
فوجدتہا فی غایۃ الصواب لا یخالفہا الا من طمس الہ بصرہ وبصیرتہ کتبہ راجی رضاء الخبیر
عبد القادر بن محمد خوکیر المدرس والامام بالمسجد الحرام | عبد القادر بن محمد علی | (۹) ما اجاب بہ
مفاتی الاسلام ببلد الحرام ہو الحق الذی یعول علیہ ویجب المرجع والمصیر الیہ کتبہ العبد
الراجی رحمۃ ربہ المنان محمد رحمۃ الہ بن خلیل الرحمن عفا الہ عنہما | محمد رحمۃ اللہ | - یہ حضرت
استاذنا ومولینا محمد رحمت اللہ مہاجر ہیں جنکا ذکر اوپر بہی فتوی جواز یا رسول اللہ میں
گذرا ہی (۱۰) ما کتب لہ فی ہذا القرطاس صحیح لا ریب فیہ واللہ سبحانہ اعلم حررہ محمد
عبد الحق عفی عنہ | محمد عبد الحق | یہہ عالم ہندوستان سی ہجرت کئی ہوی عرب میں مقیم ہیں
عالم عامل صوفی صاحب قلب سلیم ہیں اللہ تعالی انکی علم وعمل میں برکت کری واضح ہو
کہ ہمنی یہ فتاوی قدیمہ وجدیدہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا کی اصلی نقل کئی کہ بعض
علماء سنت اسطرف ہیں کہ اجماع حرمین کو حجت جانتی ہیں حتی کہ امام بخاری نی تو یہ قرار
دیدیا کہ حجت ہی ما اجمع علیہ الحرمان مکۃ والمدینۃ لکہا شارح بخاری نی وعبارۃ البخاری
مشعرۃ بان اتفاق اہل الحرمین کلیہما اجماع اور جن لوگون نی وہانکی اجماع کو احتجاج قطعی کی درجہ

نہین کہا یہہ ضرور کیا ہی کہ ترجیح مذہب مخالف کی لئی اوسکو معتمد علیہ اور مفتی بہ ٹہرایا ہے مثلاً فاتحہ
مین دو قرارت ہین مالک یوم الدین اور ملک یوم الدین ہرچند صحیح دونون ہین لیکن ترجیح
علامہ بیضاوی فی قرارت ملک یوم الدین کو دی اور یہ لکہا ہوا لمختار لانہ قرارۃ اہل الحرمین
اور ہدایہ مین ہی والمستحب فی الجلوس مین الترویحتین مقدار الترویحۃ وکذا بین الخامسۃ والوتر
لعادۃ اہل الحرمین اور فتاوی قاضیخان کی کتاب الحظر والاباحۃ مین ہی لاباس بان ینقش المسجد
بماء الذہب والفضۃ من مالہ فان الکعبۃ مزخرفۃ بماء الذہب والفضۃ مستورۃ بالوان الدیباج
والحریر اور جمعہ کی روز زیارت قبور اول روز کرنیکو جو بعض آدمی منع کرتی ہین اوسکو فقہا رد
کرتی ہین فعل حرمین سی چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہی اوسکی طرف اشارہ فرماتے ہین
وزیارت روز جمعہ فاضل ترست از روزہای دیگر خصوصاً در اول روز جمعہ ہمین ست در حرمین شریفین
وانچہ مشہور شدہ است از منع زیارت روز جمعہ اصلی صحیح ندارد انتہی بطور تلخیص یہ چند نظرین
لکہی گئین علاوہ ہیرا ایکی اور بہی نظائر موجود ہین جن سی یہ بات ظاہر ہی کہ مفتیان دین نے اعمال
مروجہ علماء حرمین پر اعتماد کیا ہی لیکن وای برحال مخالفین کہ وہ اسطرح پی توقیری سی حرمین کا نام
لیتی ہین کہ اہل ایمان کی دل کانپتی ہین لطیفہ ایک مقام پر دو عالمون مین گفتگو ہوئی ایک
اونمین مولد شریف کی مثبت تہی اور ایک منکر منکر نی کہا کہ قصبہ دیوبند مین فتوی بہیجو دیکہو مولود
شریف کو کیا لکہتی ہین مثبت نی کہا دیوبند تو کچہ دار الاسلام نہین یون کہتی کہ اوسے حرمین شریفین
زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کو فتوی بہیجین یعنی اسلئی کہ وہ دین و ایمان کا گہر ہی حدیث مین آیا ہی کہ دین
مکہ مدینہ مین سمٹ آویگا جیسی سمٹ آتا ہی سانپ اپنی بل مین یعنی جیسی سانپ اپنی بل سی نکلکر
سب جگہہ پہر کر پہر اوسمین قرار پاتا ہی اور سانپ جب بل مین گہس جاتا ہی تو ایسی قوت سی چمٹ
جاتا ہی کہ کوئی اوسکا نکالنا چاہی تو مشکل ہو جاتا ہی بس اسیطرح دین اول مکہ مدینہ سی نکلا آخر
زمانہ مین بہی اگر کہین دین نہوگا تو یہان ضرور ہوگا اور کوئی یہان سی دین کو نکالنا چاہیگا تو
نکل نہین سکیگا اور مشکوۃ کی باب ذکر الیمن والشام مین ہے الایمان فی اہل الحجاز رواہ مسلم

حجاز کا ملک شامل ہی مکہ اور مدینہ کو یعنی ایمان حجاز والون مین ہی غرض کہ فتوی اگر لکھواؤ تو
اوس ملک کے علما سی لکھواؤ جسکی شہادت اور تعریف احادیث مین ہی دیوبند کی شہادت کونسی
حدیث مین آئی ہی منکر صاحب بولی مکہ مین تو چور آدمی ہین رستہ لوٹتی ہین مثبت نی جواب دیا
رہزنی مال لوٹنا وہان بدو لوگ اطراف کی رہنی والی کرتی ہین خاص مکہ کی آدمی نہین کرتی سو
یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کیوقت سی ہی قرآن شریف مین آیا ہی اولم یروا انا جعلنا حرما امنا
ویتخطف الناس من حولهم یعنی سورہ عنکبوت مین ہی کیا نہین دیکہتی کہ ہمنی کر دیا مکہ پناہ اور امن
کی جگہہ اور لوگ اچک لیی جاتی ہین اوسکی آس پاس سی انتہی سو یہ مار پیٹ اور اچک لینی کی
باتین قدیم سی وہان کی بدو آدمی خارجی کرتی رہی ہین اور اب ہی کرتی ہین لیکن کفر و شرک
سی منزہ ہین وہان کی بدوی گنوار آدمی ہی گناہ صغیرہ یا کبیرہ کرین لیکن کفر اور شرک
اوس ارض مقدسہ کی آس پاس تک کہین نہین ہوتا اور دیوبند مین تو کفر و شرک بہرا ہوا ہے
جابجا سیتلا پوجی جاتی ہی مندر اور شوالی بنی ہوی ہین سنکہہ بج رہی ہین پہر دیوبند اچھا ہوا
یا حرمین شریفین منکر صاحب کی طرف سی جواب ہوا کہ ہم دیوبند کی جاہل مسلمان عامی سی اور
مشرکان قوم ہنود سی سند نہین پکڑتی ہم تو وہان کی علماء اہل اسلام کی سند پکڑتی ہین مثبت نی
کہا بس ہمارا ہی یہی جواب ہی کہ ہم حرمین شریفین کے علماء دین اور مفتیان شرع متین کی سند
لیتی ہین وہ سب بالاتفاق محفل مولد شریف کو درست فرماتی ہین پہر تم ناحق بدوون اور
جنگلی لٹیرون کا ذکر کیون کرتی ہو پہلی ہی حرمین کی خواص علماء کا حکم اور فتوی لیا جاتا تہا
علی ہذا القیاس اب ہی بس علماء خیر البلاد کی سند منگاؤ لیکن منکر کو خوب معلوم تہا کہ اگر وہان استفتا
بہیجا تو وہان کی سب علماء حکم استحباب محفل میلاد دیکہہ دینگی اسلئی اوسنی انکار کیا کہ ہم حرمین کو نہین
مانتی معاذ اللہ منہا ہم تو دیوبند کو مانتی ہین تب مثبت نی جوابدیا کہ آپ کو دیوبند مبارک
ہو وہی اوسپر ایمان رکہی ہمکو حرمین شریفین مبارک ہون ہمارا ایمان اون لوگون کے
ساتھ ہی اسی پر گفتگو ختم ہو گئی اب دیکہی ان لوگونکی یہ حالت ہو گئی کہ دیوبند کی آگی حرمین

شریفین کو حقیر جاننی لگی اہل حرم کی حقارت تحقیر حرم کو نوبت پہنچاتی ہی شرف المکان بالمکین قضیہ
مشہور ہی ہای وہ حرم پاک کہ ہم پانچون وقت نمازون مین اپنا منہ اوسکی طرف کرین فول وجہک
شطر المسجد الحرام اور سوتی وقت بہی روبقبلہ سونا سنت اور مرجاوین تو بہی حکم دیا جاوی قبر مین
دفناتی وقت کہ توجیہ الی القبلہ یعنی اسکا رخ قبلہ کی طرف کیا جاوی اور وہان کی باشندی وہ ہین
جنکی بابت صحیفہ آدم علیہ السلام مین حق سبحانہ کا ارشاد ہی کہ مین مکہ کا خداوند ہون وہان کے
رہنی والی میری ہمسایہ ہین اور حدیث شریف مین آیا ہی جو کوئی ایمان رکھتا ہے اللہ اور قیامت
پر وہ تعظیم کری ہمسایہ بیت اللہ کی اور یہہ بہی روایت ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
عتاب بن اسید کو مکہ پر امیر کیا تو یہ فرمایا تو جانتا ہی تجھکو کسپر مقرر کیا تحقیق تو مقرر کیا گیا ہی اہل اللہ
پر وہ اہل اللہ کون ہین رہنی والی مکہ معظمہ کے پس نیکی کیجو اونکی ساتھ اور کلام اللہ مین والیان کعبہ
کی نسبت ارشاد ہی ان اولیاءہ الا المتقون پس کعبہ کی مسلمان ولیا کو حق سبحانہ لفظ متقون یعنی
پرہیزگارون سی تعبیر فرماتا ہی افسوس یہ لوگ اس حرم پاک اور اوسکی رہنی والون کو جو اہل اللہ ہین
جو ہمسایہ خدا ہین جو پرہیزگار ہین کس کس حقیر لفظون سی یاد کرتی ہین کہ العظمۃ للہ حق سبحانہ ہدایت
فرماوی یہ لوگ اپنی بزرگون کا کلام ہی بہول گئی تحفۃ العرب والعجم مین مولوی قطب الدین خان صاحب
لکہتے ہین عرب کی علماء جو بعضی احمق لوگ طعن کرتی ہین بڑی خطا پر ہین اسلئی کہ وہ خیر البقاع
کی رہنی والی ہین انتہی اور شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین مین لکہتی ہین خبردار خبردار اہل مدینہ
سے ہرگز کدورت دل مین نہ لائیو ورنہ فیضان انوار محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم رہوگے
ہذا کلامہ ملخصا آمدم برسر مطلب ہان ای محمدیان وہندیان حرمین کا اقتدار اور مفتیان حرم
کا شرف و اعتبار دل مین جما کر ذرا دیکہو تو سہی وہ کس دلربا الفاظ و معانی سی مدعا ثابت
فرما رہی ہین اور یہہ نہین لکہتی کہ بس فقط ہم اہل حرم اس عمل محترم کی مجوز ہین بلکہ اپنی ساتھ مین
سب کا ثبوت دی رہی ہین کہ علماء عرب و روم و شام و مصر و اندلس سب اسکو مستحسن فرماتی
ہین اور ہم لکہہ چکی اثناء شمار اسماء مجوزین مین کہ سعید ابن مسعود گازرونی و ملا علی قاری اور

...ادین ابوسعید نورانی فی تمام ملکون کی علماء کرام سے ثبوت پہنچایا ہے استحسان محفل میلاد شریف
...بس سمجھ لو کہ ہمنے یہ دعوی نہین کیا کہ فقط اہل حرمین اس عمل کی قایل و آمر ہین بلکہ فتوی حرمین
...اد با و تعظیماً اول نقل کیا ہی اب بجز ماسوا حرمین کی اور بہی چند مقامات کی فتاوی ملاحظہ کیجی
فتوی بغداد شریف کا یہ شہر نہایت بابرکت ہی دو وجہ سے ایک یہ کہ وہان حضرت
...م اعظم کا مزار ہی دوسری یہ کہ اسمین حضرت غوث اعظم کا روضہ پرانوار ہے ماسوا انکی اور بہی
...ان مقبولین خدا اسقدر کہ جنکی کچھ حد ہے نہ شمار ہے اونکی سبب وہ شہر مرجع صلحا و علماء انام ہے
...ی بڑی فضلا و محدثین کا وہان مقام ہے دیکھو کیا تحریر فرماتی ہین وہان کی مفتیان
...لیجاہ و محققان ذیشرف نگاہ لیکن حرفاً حرفاً عبارت طویل نقل کرنی موجب طول ہی بنا علیہ
...کی خاص فقرات چیدہ چیدہ مختصر نقل کرتا ہون (۱) مولنا سید محمد سعید افندی دوربلی ام
...فیضہ برکاتہ جو حضرت غوث الثقلین کے دربار معلی مین خطیب ہین روز جمعہ کو وہان خطبہ پڑہتے ہین
...ہون نے چار ورق کا رسالہ اثبات مولد و قیام مین لکہا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے حمد لمن
...من علینا باظہار انوار سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم امابعد فقراءۃ المولد الشریف لہ اصل اصیل اخرجہ
...ۃ الاسلام الشیخ ابوالفضل ابن حجر العسقلانی الی آخرہ وقد ذکر ابن تیمیہ فی کتاب اقتضاء
...صراط المستقیم ان ثواب قراءۃ المولد المبارک غیر یسیر لما فی ذلک من محبۃ الرسول علیہ
...صلوۃ والسلام وقد بسط الکلام فیہ وفی سائر البدع المقبولۃ وغیرہا وقال السیوطی ظہر لی تخریجہ
...علی اصل آخر الی آخرہ وروایت الامام ابن جزری قال فی عرف التعریف فما حال المسلم الموحد من
...ۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبذل ما تصل الیہ قدرتہ فی محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمری انما یکون جزاءہ
...من اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ جنات النعیم وقال الحافظ ناصر الدین الدمشقی مثلہ فی کتابہ فی مولد
...ہادی وقال الکمال الادفوی الطالع حکی لنا صاحبنا العدل ناصر الدین محمود ابن العماد ان
...التطیب محمد ابن ابراہیم السبتی المالکی نزیل قوص احد العلماء العاملین کان یجوز بالمکتب
...فی الیوم الذی ولد فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیقول یا فقیہ ہذا یوم السرور اصرف الصبیان

ترجمہ بطور خلاصہ [illegible]

فبصر فنا فہذا منہ دلیل علی تقریرہ وعدم الکارہ وہذا الرجل کان فقیہاً مالکیا متقنا فی العلوم
اخذ عنہ ابوحیان وغیرہ ومات سنۃ خمس وتسعین وستمائۃ والقیام حین تذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ
بقصد التعظیم والفرح والسرور بقدوم سید الاولین والآخرین وجدتہ من العلماء الاعلام وقد
جماعۃ باستحبابہ عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی مولد المدابغی رحمۃ اللہ جرت العادۃ بقیام
اذا انتہی المداح الی ذکر مولدہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وہی بدعۃ مستحسنۃ مستحبۃ انتہی وتعظیمہ واجب
کل مسلم ولاشک ان ہذا القیام من باب التعظیم قال المولف والذی ارسلہ رحمۃ للعالمین لو استطع
القیام علی راسی لفعلت ابتغی بذلک الزلفی عند اللہ عز وجل واللہ الموفق للصواب [محمد سعید]

(٢) اس تحریر مذکور کی تصدیق فرماتی ہین جناب مولینا عبد السلام جو حضرت غوث الثقلین
قدس سرہ کی مدرسہ مین مدرس اول ہین اور بغداد مین لقب اونکا شیخ العلماء ہی اور حضرت نقیب
صاحب سجادہ کی استاد ہین عبارت یہ ہی ۔ اطلعت علی ہذہ العجالۃ فرایتہا صحیحۃ غیر ان من شک
فیہا فہو مخذول حررہ مدرس الحضرۃ القادریۃ عبد السلام [عبد السلام] (٣) اور رقم
فرماتی ہین تصدیق اس فتوی کی جناب مولینا بہاء الحق صاحب جو سلطان روم کی طرف سی حضرت
امام اعظم کی مدرسہ مین مدرس اول ہین ۔ تاملت فی ہذہ الرسالۃ فوجدتہا مبنیۃ علی الایمان والحب
بخاتم الرسالۃ فطوبی لمن اعطی ہذہ النعمۃ الغالیۃ حررہ مدرس حضرت امام الاعظم قدس سرہ عبدہ
بہاء الحق القرشی [یحق اللہ الحق بکلماتہ] (٤) بغداد کی مفتی سابق مرحوم جنکی تفسیر روح معانی آٹھ جلد
مین چھپی ہی اونکی خلف رشید جو اپنی باپ مرحوم کی طرح عالم بی نظیر ہین سید محمود شکری رقم فرماتی ہین
لقد تشرفت بمطالعۃ ہذہ الرسالۃ فرایتہا مشتملۃ علی نصوص العلماء الاجل شاہدۃ لمولفہا بانہ حاز الفضل
کلہ الفقیر الیہ تعالی الوسی زادہ السید محمد شکری [السید محمود شکری ١٢٩٣] (٥) مفتی حال بغداد سخت
بیمار تھی بناء علیہ اونکی فرزند مولینا جمیل صدقی تصدیق فتوی ہذا رقم فرماتی ہین ۔ قد نظرت
الی ہذہ الرسالۃ الجلیلۃ فرایتہا باحقاق الحق کفیلۃ وکیل المدرس فی المدرسۃ السلیمانیۃ رہاوی
زادہ جمیل صدقی [جمیل صدقی] (٦) مفتی بغداد کی بیٹی مین کام کرنے والی جو جمیع احکام

شرعیہ مین فتوی دیتی ہین تحریر فرماتی ہین - الخ ہذہ الرسالۃ لحریۃ بالقبول لا یشک فیہا الا مطرود

ومخذول - حسبی الوہاب (۷) مدرسہ حضرت غوث الثقلین کے دوسرے مدرس کہ

فی الحال کل شہزادی انسی درس لیتی ہین لکھتی ہین - قد قلت الخ اذ الفیت ہذی النقول صحیحۃ

حریۃ بالقبول یا جہلا اہملت حتی الرسل تحامیا او مرضا فی العقول المدرس الثانی فی حضرۃ القطب

الگیلانی راوی راحہ عبد اللطیف عبد اللطیف (۸) علی افندی ترک جامع حسن پاشا کے

مدرس رقم فرماتی ہین - وجدتہا الخ مشتملۃ علی نقول صحیحۃ لا یرتاب فیہا الا معاند او مکابر مخذول

حررہ مدرس جامع حسن پاشا علی علی یہ فتوی بغداد شریف کا ماہ جمادی الاولی سنہ تیرہ سو چالیس

ہجری مین آیا تھا تبرکا نقل کیا گیا اور جسکو زیادہ تر تحقیق منظور ہو کر اجماع جمہور امت محمدی

صلی اللہ علیہ وسلم شرقا غربا استحسان عمل مولد شریف پر معلوم کری وہ فتوی مطبوعہ بہم پہنچاوی

جسمین تمام علمار مصر وشام وغیرہ کی مہرین ہین اب نقل کیجاتی ہین مہرین علمار ہندوستان

کی جو اپنی وقت مین فرد کامل تہی از انجملہ علمای فرنگی محل کہ سنہ یکہزار و دوصد و ہفتاد و نہ [۱۲۷۹]

ہجری مین محمد مصطفی خان صاحب کی مطبع مصطفائی مین فتوی اونکا مطبوع ہوا تھا جسکو اوسکی

مضامین بالتفصیل دیکھنی ہون کتاب مذکور بہم پہنچاکر دیکھی خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ مولد شریف کی

تعیین خاص ماہ ربیع الاول کی ساتھہ فرض اور واجب تو نہین ہان البتہ بہت علمار و محدثین نے مستحب اور

مستحسن فرمایا ہی اور یہ بات کہ جو چیز قرون ثلثہ مین نہوئی ہو وہ بدعت سیئہ ہی صحیح نہین اور جب

کہ آیۃ کریمہ وتعزروہ وتوقروہ سی تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت ہوئی کہڑا ہونا محفل میلاد

مین وقت ذکر ولادت شریف جو منجملہ افراد تعظیم ہے اچھی طرح ثابت ہوگیا یہ بدعت سیئہ ہرگز نہین

۱ حررہ ابو البرکات رکن الدین محمد المدعو تراب علی عفی عنہ ۲ - محمد سعد اللہ عفی عنہ ۳ محمد لطف اللہ

عفی اللہ عنہ وحماہ ۴ ابو الاحیاء محمد المدعو بالنعیم ۵ ابو الحسن محمد صالح ۶ محمد عبد الوحید

ابو البقا محمد عبد الحکیم ۱۲۳۰	۸ حفیظ اللہ ۱۲۲۲	۹ نعیم اللہ ۱۲۳۷	۱۰ علی محمد ۱۲۶۲	۱۱ محمد عبد الحلیم ۱۲۶۶

ازانجملہ علمای دہلی و بریلی و رام پور افغانان واضح ہو کہ محفل مولد شریف اور قیام کی جواز مین ایک کتاب غایۃ المرام مطبع علوی کلان کوٹھی مین واقع سنہ یکہزار و دو صد و ہفتاد و یک مطبوع ہوئی ہاتی اوسمین علماء و فضلاء دہلی و بریلی و رام پور وغیرہ چند مقامات کی علماء مستند کی فتوی جمع کر کی چہاپی ہاتی اور چونکہ سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی بہی استحباب محفل میلاد شریف کا اعتقاد رکہتی تہی اور رئیس مسلمان اسلام کی تجمل اور احتشام کا سبب ہوتی رئیس المسلمین اور زین المسلمین سمجہ کر اونکی مہر بہی علماء دہلی کی مہرون کی ساتہ کرائی گئی تہی اور شاہ ولی اللہ صاحب کی پوتے مولوی مخصوص اللہ صاحب مرحوم بہی اوسوقت زندہ تہی اونکی مہر بہی استحسان محفل مولد شریف پر کرائی گئی جسکو ہر عالم فاضل کی تحریر حرفا حرفا بالتفصیل دیکہنا منظور ہووی اصل کتاب بہم پہنچا کر ملاحظہ کری اوس مین محفل مولد شریف کو مع جمیع تعینات مروجہ مثل قیام و تقسیم شیرینی وغیرہ جائز بلکہ مستحب لکہا ہی ایکسو بائیس صفحہ کی کتاب ہی اوسکی صفحات متفرقہ پر جو مہرین اور دستخط مزین ہین اون سب کو مجتمع ایک جگہہ نقل کرتا ہون سر رشتہ علماء کی دستخط اور مہرین ہین ہر عالم کا نام ایک شکل مربع مین مندرج کرتا ہون ٭

محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی
ابوظفر سراج الدین سنہ احدی

حکیم احسن اللہ خان صاحب وزیر	مفتی صدر الصدور دہلی	مدرس اول مدرسہ دہلی	عالم فاضل کہ بلفظ حکیم در دہلی معروف بود
عبدہ احسن اللہ	محمد صدر الدین	فقط یا احد سید محمد	محمد امام الدین خان

قاضی احمد الدین خان صاحب	قاضی محمد علی صاحب	حضرت شاہ احمد سعید صاحب مجددی	خلف حضرت احمد سعید صاحب	خلف حضرت احمد سعید صاحب
محمد احمد الدین خان	حسب محمد علی در دوام درجان ما	فقیر احمد سعید احمدی	محمد عمر احمدی	محمد مظہر

۱۲۹۵ عیسوی ... تحقیق خلیفہ ... بالیقین ... سنت جماعت ... [illegible]

فاضل جامع علوم مولوی کریم الله صاحب	مولانا فریدالدین صاحب واعظ جامع دہلی	۱۲۹۵ عالم ہجری منطق ہتی		
الله محمد [seal]	دین محمدی درفرید آمده	دستخط مولانا حیدر علی صاحب مصنف منتہی الکلام	دستخط مولوی دادار بخش صاحب	دستخط مولوی حسن الزمان محمد عفی عنہ

محمد عزیز الدین	سید تفضل حسین	رضوی سید یعقوب علی	محمد رضا علیخان	محمد الله کی مخصوص ہین	احمد حسین
میر محمود علی	غلام حسین	محمد عبد الواحد	محمد لطف علیخان	درشہر علم محمد علی	جلال الدین محمد کمال
طالب المولی مذکر	عمدة العلماء شرع متین مفتی مولوی محمد شرف الدین	محمد یعقوب علی عفی الله عنہ	یا حافظ	کرم نبی	والله یوید وینصر من یشاء
عبد الکریم	حبیب الله ولد محمد رفیع الله	فخر العلماء محمد عبد الجامع خان	ان الله جمیل ویحب الجمال	محمد عبد العلی	علی حسین
محمد لطف الله	نور النبی	محمد عبد الله	علی الدین	آل نبی	مقصود علی
حسین حافظ شریف	شد از ظہور حسن علم و عدل را شہرت	اسبط محمد گل باغ جاوید	نظام الدین احمد	محمد علی خادم العلماء	وزیر علی
مولانا محبوب علی شاہ علی خلف سید	آمده تاج محمد سر عالم علی	مست محمد سلام الله	دستخط فضل رسول فاضل بدایونی	سید بشیر علی امروہوی	مولوی دادار بخش
حسن الزمان	محمد فضل حق	رفیع الله	محمد جلال الدین	وحید الدین	محمد فضل الله
فضل حسن	محمد عبد الحق	محمد حیات	محمد خلیل الرحمن	ولد مولوی سید احمد محمد حیات	

... فاروق ومتقبلین ... [illegible]
صاحب کی ... [illegible]
شاہ ولی الله ... [illegible]
نائب مفتی ... شرف الدین
صاحب ... [illegible]
قاضی ... [illegible]
تا فصل سنہ ۱۲۱۲

اہل سنت و الجماعت خیال فرماویں کہ ان دو نو فتوی تاخرہ میں ہندوستان کے کیسی کیسی علماء جلیل القدر
مثل مفتی سعد اللہ صاحب و مولانا تراب علی و مولانا سید محمد مدرس اعلی و مولانا فضل حق و مولانا محمد حیات
و مولانا حیدر علی مصنف منتہی الکلام و مولانا سلامت اللہ و مفتی صدر الدین خان صاحب و مفتی
شرع متین مفتی شرف الدین صاحب استحسان محفل مولد شریف پر مہر فرما رہی ہیں اور ہمنی اسوقت
کی علماء ہندوستان کی مہریں نہیں کرائیں علماء سلف کی نقل مواہیر پر اکتفا کیا اب یہ خیال کرنا چاہئے
کہ اس رسالہ میں ہمنی بمقدار علماء عاملین اور فضلاء کاملین کی نام ذکر کئے اگرچہ یہ جمیع اقالیم مشرقی
و مغربی جنوبی و شمالی کی تمامی علماء و فقہا کی نام نہیں اگر اون سب کو جمع کیجی تو اللہ اکبر ایک دفتر
بنتا ہے کما قال ؎ گر آن جملہ را سعدی املا کند * مگر دفتری دیگر انشا کند *: یہہ تو
چند مقامات کی چند علما کا تذکرہ کیا گیا ہی لیکن یہ بھی کیا کچھ کم ہے اللہ تعالی کی عباد صالحین
کا ایک جمہور کبیر اور جم غفیر ہے پس بموجب فرمانی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انکا اتباع اہل
سنت کو لازم ہی کہ فرمایا آپ نی اتبعوا السواد الاعظم من شذ شذ فی النار اسکی تحقیق سابقا
محدثین سے ہم نقل کر چکی ہیں وہاں دیکھو معنی یہ ہیں کہ پیروی کرو بڑی جماعت کی جو جدا ہوا اون سے
وہ پڑیگا آگ میں یعنی جب اختلاف واقع ہو علماء میں تو جسطرف اکثر مسلمین ہوں اوسپر عمل کرو یہ تو
حدیث ہی اب فقہ کا مسئلہ سنو علامہ شامی نی جلد ثانی شرح در مختار باب صدقۃ الفطر میں تصریح
کی ہی فان المانعین جمع یسیر والمجوزین جم غفیر والاعتماد علی علیہ الجم الکثیر اور نیز جلد اول رسم المفتی میں
لکہا ہے فان اختلفوا یوخذ بقول الاکثرین اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بہی اس دلیل کو
حق جانتی ہیں چنانچہ مصباح التراویح مطبوعہ مطبع ضیائی کی صفحہ میں لکہتی ہیں اتفاق اکابر
و تسلیم اوشان یا جم غفیر از و شان نیز دلیلی است الی آخرہ اور مولوی اسمعیل صاحب بہی تذکیر الاخوان
کی فصل سادس میں کتاب و سنت اجماع و قیاس مجتہدین کا ذکر کرکی اوسکی بعد لکہتی ہیں اور
کوئی مولوی مشائخ جو اپنی عقل کو دخل دیکر کوئی بات نکالی تو اوسکا کیا ٹہکانا مگر ہاں اگر اکثر
دیندار متقی پرہیزگار اوس مسئلہ کو قبول کریں تو البتہ وہ بہی معتبر ہے انتہی اب دیکہنی

اس عبارت سے صاف ثابت ہی کہ کسی مولوی مشایخ کی نکالی ہوئی بات کو اگرچہ سارا جہان متفق ہو کر نہمانی مگر اکثر دیندار متفق اوسکو مانے ہین تو وہ بہی حق اور معتبر ہے پس اس مسئلہ مین مولوی اسمعیل صاحب اور نیز مولوی محمد قاسم صاحب تابع فقہا اور محدثین کی ہاین کہ مسئلہ مختلف فیہ مین متفق ہوجانا اکثر علماء دین کا ایک جانب مین دلیل حقیت کی ہی یہ مسئلہ خاص اونکی زبان سے ہمنی سنوادیا اب اگر موقع استحسان مولد شریف مین انکی تابعین اس دلیل سی باہر ہونی لگین تو ہم ان لوگون پر کچہ جا ہوکر موکل نہین ہوی کہ اونکی دل و زبان کو امر حق کی طرف جبراً پہیر دین خود حضرت ہادی انام علیہ الصلوۃ والسلام کی بہ نسبت یہہ ارشاد ہی لست علیہم بمصیطر اور دوسری جگہہ فرمایا انک لا تہدی من احببت ہمارا ذمہ توضیح امر حق تہا وہ کرچکی جس لفظ کی قید مولوی اسمعیل صاحب نے لگائی ہی یعنی دیندار متقی پرہیزگارون ہی جواز محفل مولد شریف ثابت کرچکی مثل امام ابوشامہ و ابوالخیر سخاوی و ابن جزری و سیوطی و قسطلانی وغیرہم جنکی نام کتاب سعہ مین ہمنی لکہی ہین اور جو شخص شاہ ولی اللہ صاحب کی سلاسل طریقت اور اسانید علم حدیث سی واقف ہوگا اوس سی یہ بات مخفی نہین ہوگی کہ ان مجوزین مولد شریف مین وہ علما بہی بہت ہین جو شاہ ولی اللہ صاحب کی مشایخ حدیث اور شیوخ طریقت کی پیشوا ہین پس خوب تحقیق کو پہنچا چکی ہم یہہ بات کہ مولد شریف کرنا جم غفیر سے ثابت ہی اور یہ مضمون بہی حدیث اور فقہ سی اور انکی علماء مستندین سے ثابت کرچکی کہ جو چیز جم غفیر سے ثابت ہے وہ معتبر اور ماخوذ بہ اور معتمد علیہ لازم الاتباع ہی جب دونو مقدمہ صحیح ثابت ہوچکی تو یہ بخوبی ثابت ہوگیا کہ مولد شریف کرنا معتبر ماخوذ بہ معتمد علیہ لازم الاتباع ہی والسلام علی من اتبع الہدی ٭

مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات

یا اللہ مین تیرا بندہ ہون تو سمیع و علیم ہی سنتا ہی جمیع اقوال کو جانتا ہی دلونکی احوال کو نہین لکہی مینی یہ کتاب مگر اسلئی کہ افراط و تفریط جانبین سی دور ہو ہر فریق اپنی غلو و تعصب سے نفور ہو اگر حضرات مانعین پر بباعث تکفیر و تفسیق اہل ایمان چند تنبیہات ہین تو طرفثانی کو بہی اصلاح نیت و تصحیح اعمال کی لئی ہدایات بینات ہین اور مینی کیا مینی اپنی جمیع مسائل و دلایل کو ادن علماء

مقبولین کی دلائل و اقوال ہیں کہ وہ دنیا میں کالبدر المنیر مشہور ہیں اور کتابیں انکی ان ملکون میں
جا بجا موجود اور حوالہ دے چکا ہوں میں ہر ایک مسئلہ میں تصانیف سلف صالحین کا پس میرا جو
قول ہے وہ فی الحقیقت انہی مقبولین کا قول ہی یا اللہ ان مقبولین کے توسل سے قبول کیجو مجھ سے
یہہ کتاب اور کیجو اسکو فریقین کے لیے فصل الخطاب یا اللہ اس کتاب کی ہر دلیل مظہر الحق اور شک میں
پڑے ہوؤں کو دافع الاوہام ہو یہ کتاب تسکین بخشی براہین حقانی سے راحت قلوب مستہام ہو یا اللہ میری
کل رسائل مغفرت کی وسائل اور یہہ انوار ساطعہ اندھیری گور کا چراغ ہو میری قبر بہار جنت کا
باغ ہو ای ناظرین انوار ساطعہ کہو تم میری اس دعا پر آمین یا رب العالمین آمین و صلی اللہ تعالی
علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ؀

نور چہارم میں تقریظات شریفہ ہیں جو بعض عصر کی فضلا نامی نے تحقیق و بعض احباب شفیق نے رقم فرمائی ہیں

علیگڈہ صورۃ ما قرظہ و رقمہ الامام الہمام الصلہام المقدام رئیس الفضلاء عریف العلماء الذی
ذاع صیتہ فضلہ فی بلاد الاسلام عجما و عربا و شاع شرقا و غربا المشتہر بالالسنۃ و الافواہ **مولینا**
محمد لطف اللہ مد اللہ ظلال افضالہ و البقاء ؀

الحمد للہ الذی تخضع لہ النواصی و یطمع رحمتہ کل مطیع و عاصی و الصلوۃ و السلام علی من بعث داعیا الی الدانی
و العاصی و علی آلہ و صحبہ الذین زجروا الناس عن سلوک طریق الضلال و ارتکاب المعاصی اما بعد فیقول
العبد المبتہل الی اللہ محمد **لطف اللہ** حشرہ اللہ تحت لواء نبیہ النبیہ یوم یفر المرء من اخیہ و امہ و
ابیہ قد تشرفت بمطالعۃ ہذہ الرسالۃ الشریفۃ و الصحیفۃ اللطیفۃ فوجدتہا بحرا یخرج منہ اللؤلؤ و المرجان و جنۃ فیہا
فاکہۃ و نخل و رمان و شمیتہا **انوارا ساطعۃ** و رجا فیہ جہا التحقیق الانیق رائعۃ کیف لا و مولفہا
من ہو فرید عصرہ و وحید دہرہ الذی علمہ وسیع و شانہ رفیع اعنی مولانا **محمد عبد السمیع** حرسہ
ذاتہ و اسعد اوقاتہ و مضمونہا ذکر ولادۃ سید الاولین و الآخرین افضل الانبیاء و المرسلین

حبیب رب العالمین علیہ من التسلیمات افضلہا و من التحیات کملہا و ہذا ذکر لا یخفی علو شانہ و رفعۃ مکانہ تحیط رحمۃ ربنا الاعلی بمکان یتشرف الناس فیہ بہذا الذکر الشریف و تحف الملائکۃ مجلسا یمجدون فیہ بہذا البیان المنیف اما طریق الفاتحۃ التی ہی من الرسالۃ لائحۃ فلیس فی استحسانہا ارتیاب وہی لایصال الثواب الی الاموات الذین یتوقعونہ من الاقرباء والاحباب اما ما احدثہ السفہاء فیہا من الامور المنہیۃ فلا یحکم بجوازہ احد من العلماء المتبعین للشریعۃ السنیۃ للہ در مولف الرسالۃ فانہ قد اختار ما ہو مختار الاخیار و اثر ما ہو المأثور عن الجہابذۃ الاحبار ہذا و الحمد لمن منہ الابتداء و الیہ الانتہاء و الصلوۃ و السلام الاتمان علی من اول المخلوقات نورہ و رحمۃ للعالمین ظہورہ ❊

سہارنپور صورۃ ما نمقہ و ہذبہ مولینا المخدوم المطاع امام الفضلاء بلا نزاع الغشم الاعظم والعظیم الافخم المالک لازمۃ حقائق المعانی والبدیع والبیان سباق الغایات فی مضمار کشف المعضلات یوم الرہان مقدام الجہابذۃ استاذ الاساتذۃ الذی زان وجودہ الزمن الحاج المولوی فیض الحسن خصہ اللہ تعالی بجزائل ہباتہ و جلائل المنن ❊

لقد وردت علی رسالۃ کریمۃ مشتملۃ علی انوار و لمعات قد امعنت فیہا امعانا بلیغا فوجدتہا کافیۃ وافیۃ دالۃ علی حسن الاجابۃ وجودۃ الاصابۃ وسعۃ النظر فی الکتب حیث تمسک فیہا باقوال العلماء الاعلام و تحریرات عمائد الاسلام و الزم المنکرین بما قال بہ مرشدوہم و امن بہ معتقدوہم انہا قرۃ لعیون المخلصین و سخنۃ لاعیان المنکرین و الحق فی ہذہ المسئلۃ انہ لا باس بہ و ان لم یتمسک بما قیل ما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن و نسب ہذا القول الی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فہو مندوب مستحب من جاء مجلسہ فلہ ان یقوم ان قاموا و الا فلا و ہکذا یقول المولوی احمد علی المحدث المرحوم تبعا لاستاذہ مولانا محمد اسحاق المغفور و ما قیل انہ بدعۃ فہو بدعۃ حسنۃ و قد ذکرت فی اثبات البدعۃ الحسنۃ و تخصیص کل بدعۃ ضلالۃ بحثا طویلا فی شرحی للمشکوۃ ۔ کتبہ الفیض السہارنفوری ❊

قصور ضلع لاہور - صورۃ ما رسمہ الصوفی الصافی المغبت لنانی الاصولی المناظر
المستدل بقواطع الایات وسواطع السنن المحقق المدقق المجادل بالتی ہی احسن الفاضل
الکبیر مولینا ابو محمد عبد الرحمن غلام دستگیر سلمہ القوی القدیر ؛

مسمیا حامدا مصلیا فقیر کی ایک دینی دوست کرمفرما سے تحریک تقریظ لکھنے کتاب
انوار ساطعہ فی بیان المولود والفاتحہ کی واقع ہوئی اور فقیر ایک پنڈت
آریا مقیم امرتسر کی رسالہ تکذیب براہین احمدیہ کی بہتانات و ہذیانات کا جواب لکھ رہا ہے
طبیعت کو اوسطرف بہت مصروفیت ہی اسلئی اسوقت اسیقدر لکھ سکتا ہون کہ فقیر نے
اخبار عربی شفاء الصدور مطبوعہ پانچوین دسمبر سنہ اٹھارہ سو بچاسی عیسوی مین جناب
مولینا فیض الحسن صاحب مرحوم و مغفور سہارنپوری کی عبارت دیکھی ہی انھون نی اس
رسالہ کی عمدہ تعریف و توصیف لکھی ہی اور میری گمان مین مولینا موصوف مرحوم اکابر
علماء ہندوستان سی تھی اور بڑی بڑی بزرگوار صوفیہ کبار کی فیض سی فیضیاب تھی
اونکی تعریف سی اس رسالہ کا موصوف ہونا کافی ہی اور مغنی ہی فقیر جیسی بی بضاعت
کی توصیف سی جہندا فقیر خود محفل مولد شریف کرتا ہے اور ایصال ثواب بارواح موتے
کو مکفر سیئات سمجھتا ہی اللہ تعالی ابناء زمان سے اختلاف کو رفع فرمائی آمین یارب
العالمین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ وعترتہ اجمعین فقیر غلام دستگیر قصوری کان اللہ لہ

واضح ہو کہ یہ مولوی غلام دستگیر صاحب وہ ہین جنکی تعریف مین خود مولف
براہین قاطعہ نی وقت اقامت ریاست بہاولپور یہ عبارت لکھی تھی (حامی دین
متین قامع اساس المبتدعۃ والضالین مولینا مولوی محمد ابو عبد الرحمن غلام دستگیر
قصوری ادام اللہ فیوضہ الی یوم الدین) چنانچہ یہ عبارت ضمیمہ رسالہ تصریح ابحاث
فریدکوٹ کی صفحہ ۹ مین موجود ہی کمال انصافی ہی کہ مولف براہین قاطعہ نی مضامین
انوار ساطعہ سی مونہہ پھیرا اور اونکی تسلیم کئے ہوی عالم ربانی نی جنکو وہ خود حامی دین

لکھتا ہی کتاب انوار ساطعہ کو حرفاً حرفاً الیسا قبول کیا کہ اوسکی مسائل کا طرفدار ہوکر مولف
براہین قاطعہ مذکور کو مع اوسکی حمایتیان علما، دیوبند وغیرہ واقعہ مین تیرہ سو چھ
ریاست بھاولپور مین شکست فاش دی جو تمام اخبارات مین چھپکر مشہور ہوچکے ہیں

ریاست رامپور معروف از ان افغانان - صورۃ مارقمہ البحر القمقام النحر

الہمام تاج المحدثین سراج المتفقہین الادیب المصقع المتکلم النبیہ العارف المحدث المفتی
الفقیہ جامع الشریعۃ والطریقۃ مجمع البحرین مولینا محمد ارشاد حسین صیانہ اللہ عن الشین
الحمد للہ سبحانہ وتعالی حق حمدہ - والصلوۃ والسلام الاتمان علی خیر رسلہ وعبدہ
وعلی آلالہ الاصحاب الہداۃ الی مناہج رشدہ + وبعد فانی قد طالعت ہذہ العجالۃ
النافعہ + والعلالۃ الرائقہ + التی یفوح منہا روائح مسک الاخلاص النبویہ + ویلوح
بہا والبتہ الطغام الغاشین من الرتبۃ المحمدیۃ + فالفیتہا مملوۃ من الفوائد الخریدۃ
الشریدہ + والعوائد الفریدۃ العریدہ + موسستۃ براہینہا علی الحق الصراح +
مویدۃ مضامینہا بالصدق القراح + لم یال مولفہ العلام جہداً فی اصابۃ الحق
المبین + وابانۃ غوائل غوایۃ المنکرین + بہا کشفتہم الکواشف + وکسفت
وجوہہم الکواسف + وضاقت علیہم الحیل + وعییت بہم العلل + ولعمری لا وجہ لاصرارہم
علی النکیر الا الداء العضال الذی عمہم فاعمی ابصارہم + فاضاعوا فی طمس اشعۃ الرحمۃ و
اشاعۃ ماثر معدن الرسالۃ اعمارہم + ولم یاتوا بشی یتعلق بہ الفہم السلیم + ویتسلی بہ المقلاق
الفہیم + ولا یاتون بہ ولو جاؤ بہ من حسبہم ونسبہم ویکون بعضہم لبعضہم ظہیرا + ولا یجدون
لانفسہم ولو القوا اغراہم فی تشدید النکیر من اللہ سبحانہ معوانا ونصیرا + الم یعلموا ان
النکیر لہذا الامر المبین رشدہ یئول الی اسارۃ الادب + والخوض فیہ یہلک ویخرب
طلسہ ودر مولفہا النقاد + حیث اطاب واجاد + واتی بالحق الصریح + ومیز الباطل عن
الصحیح + جزاہ اللہ سبحانہ عن طالبی الحق المبین + واللہ سبحانہ الموفق والمعین +

وانا العبد الراقم المحتاج الی رب المشارقین محمد ارشاد حسین عفی عنہ وعن اسلافہ فی الدارین
رامپور الضا صورة ماہذیہ وشذبہ الفاضل الخبیر الفاضل البصیر الجلیل الشہیر الجمیل الجہبذ
کشاف دقائق المعقول حلال حقائق المنقول مولنا محمد اعجاز حسین رفع اللہ درجاتہ
فی الدارین ۔ احمدک یا من جلت قدرتہ وعظمت ہیبتہ وظہرت صنعتہ الباہرة وعلت جلالتہ
القاہرہ ارسل رسولہ بالحق بشیرا ونذیرا واعیا الی الحسنات قمرا منیرا وجعل العقاد مجلسہ میلادہ
منطوقا النص ورفعنا لک ذکرک ورغم انف من ترک القیام عند ذکر میلادہ صلی اللہ علیہ وسلم
المثبت بنص تعزروہ وتوقروہ والصلوة والسلام علی خیر الانام الی یوم القیام وعلی صحبہ
البررة الکرام واہل بیتہ العظام وبعد واضح ہو خدمت ذوی الافہام عاشقین
سید الانام کی ہو کہ عالم باعمل فاضل اجل قامع بدعت جامع سنت حبر محقق بحر مدقق حقائق
آگاہ دقائق پناہ قدوة السالکین عمدة الکاملین زبدة علماء رفیع مولوی محمد عبد السمیع صاحب
سلمہ اللہ تعالی سبحانہ نے ایک تقریر پر تاثیر اور تحریر دلپذیر یعنی کتاب لاجواب اور صحیفہ
لطیفہ انتخاب یادگار خلف وسلف مضمون شائقہ مسمی بہ انوار ساطعہ فی المولود والفاتحہ
تصنیف کر کے ہر خاص و عام کو اوسکی فیض سے شاد کام کیا چنانچہ ایک نسخہ اوسکا پاس راقم
الحروف کے پہونچا مخیف نے وہ کتاب من اولہ الی آخرہ بالتفصیل دیکھی واہ واہ سبحان اللہ
کیا عمدہ طرز جواب اور طریقہ آداب جاری رکھا ہے اور کلمات کا مستقلاً اون گروہ مخالفین سے
جنکی مخالفت اونپر حرام ہے جواب مین تمسک کیا ہے مصنف نے حق جواب دندان شکن کا
ادا کر کے دریائے نور الانوار الساطعہ بہا کر نہر لمعات کی کھولدی اسپر بھی اگر پیاس تشنگان
میدان مخالفت کی باقی رہی تو خدا حافظ ؎ تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ میدارد سکندر را ٭ وللہ در المجیب فذاک جواب عجیب وآخر
دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالی علی خاتم النبیین وآلہ واصحابہ اجمعین فقط
وانا العبد ابو النعمان محی الدین محمد اعجاز حسین مجددی عفی عنہ وعن والدیہ والمسلمین بحق

خاتم النبیین ؛

بریلی صورۃ مارصعہ الطمطام الغزیر و الصلھام الکبیر مفحم المناظرین مسکت المجادلین مروج عقائد اہل الحق و الدین قالع اصول المبتدعین فرید العصر وحید الزمان مولینا محمد احمد رضا خان سلمہ اللہ العزیز الرحمن و صان عن نوائب الزمان و خص بلطفہ والعواقب الملوان — انوار ساطعۃ سطعت من سنا بدر الایمان + و اقمار لامعۃ لمعت من سینا صدر الایقان + فدارت وسعارت + و نارت و انارت + و الی البر تدلت + وعلی البحر تجلت + فبحت عبابا + نہیات سحایا + فہنات بقاعا + حبات توفاعا + و ارسلت عرفا + وعصفت عصفا + فحملت وقرا + فاجرت یسرا + فقسمت امرا + فاقطرت قطرا + فامطرت مطرا + ان الحمد للہ رب العالمین + و الصلاۃ و السلام علی سید المرسلین محمد و الہ وصحبہ اجمعین + رب صلاۃ وسلاما + بعد ان دواما مجالس الانس + فی حظائر القدس + بتبجیل مکانہ + و یقومان قیاما + لوعۃ وغراما + فی مجامع الاملاک + ومحافل الافلاک + بتعظیم شانہ + وسقی اللہ ذو الجلال + بزلال الافضال + تربۃ من قال ؎ قلیل لمدح المصطفے الخط بالذہب ؛ علی فضۃ من خط احسن من کتب ؛ وان ینہض الاشراف عند سماعہ + قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب ؛ قلت مضمنا — سواد عیون العین عین سنا ذہب ؛ ولوح نحور الحور لاح کما یجب ؛ فان یحل جبریل لقال اولو الادب ؛ قلیل لمدح المصطفی الخط بالذہب ؛

علی فضۃ من خط احسن من کتب

یقوم بحق المدح قوم فلانہ فحق خضوع الوجہ رغما لکارہ		تولہ وہم بالوجد قوتہ و الہ وان ینہض الاشراف عند سماعہ

قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب

و بعد + فاستمع یا سعد + ان الذی لا قبل لہ و لا بعد + قد قضی قبل خلق السماء

وصوت الرعد + ان الواجب علی کل من عبد + بعد ذکر الصمد + الحمد و الصمد

الی الممدح والمحمد + الاعظم کرم + واکرم نعم + واجل رحمة + واجلی منة + سید

الرسل + وھادی السبل + وامام الکل + ومکثر القل + ورافع الغسل +

ودافع الضل + امجد مولود + احمد محمود + واسعد مسعود + وجود الجود + واصل

الوجود + نعمة الجلیل + ودعوة الخلیل + وبشر المسیح + وبشر الذبیح + وبغیة الکلیم

بوادی التکلیم + واکرم کریم + علی ربہ العظیم + سیدنا ومولینا محمدن النبی الامی الامین

الامان الامان الضمان الضمین + صلی اللہ تعالی علیہ وسلم + وعلی آلہ وصحبہ وبارک

وعظم + وقد قال عز من قائل الم تر الی الذین بدلوا نعمة اللہ کفرا نعمة اللہ محمد صلی اللہ

تعالی علیہ وسلم + قال ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اخرجہ البخاری فی الصحیح التعلیق

وقال تعالی واما بنعمة ربک فحدث فوجب التحدیث بما من اللہ بہ علی المؤمنین + من

وجود ہذا الحبیب المکین + علیہ الصلاۃ وعلی آلہ الطیبین + وقال تعالی وذکرہم بایام

اللہ وای ایام اللہ اعظم من یوم ولادۃ المصطفی + علیہ افضل الصلاۃ واکمل الثناء

وقال تعالی قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ومن عقاید الایمان + ان محمدا صلی

اللہ تعالی علیہ وسلم رحمة المنان + شہد بذلک الحدیث والقران + وکذلک فضل اللہ

محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تسلیما جلیلا + حکاہ الماوردی فی قولہ تعالی ولولا فضل اللہ

علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطن الا قلیلا + فقد اوجب المولی + سبحنہ وتعالی + علی امتہ +

الفرحة بولادتہ + فحق لنا ان نتخذ مولدہ عیدا + وان رغم انف من کان بعیدا + وعلی

ہذا مضی جہابذۃ الائمة + وسادۃ الامة + وکاشفوا الغمة + علیہم من ربہم رضوان ورحمة

حتی جاء قوم یقرؤن القران لایجاوز تراقیہم + ویتحدثون بالحدیث فلا یکون وراقیہم +

اتخذوا اصول ضلالت المسلمین قادۃ وبخا + وفصلوا فصولا فرقوا دینہم وکانوا شیعا + وکان

مخرجہم بنجد + کما جاء بہ الوعد + من صاحب المجد + صلی اللہ تعالی علیہم وسلم فہا جوا وماجوا

وثاروا وبارعوا + وجاروا وحاروا + وعلى الحرمين المحترمين اغاروا + فالدماء سفكوا + والاموال ملكوا + والمومنين فتكوا + والحرمات هتكوا + فظنوا ان اهلكوا وما هم اهلكوا لكن هلكوا + وعما قليل يرون ما سلكوا + وكان قصارى مراهم وقصوى مرماهم + وفي الشقاق والنفاق هم ماهم + ان يخمدوا ذكر من رفع الله ذكره + ويضعوا قدر من عظم الله قدره + ويطفئوا النور من اتم الله نوره + ويوردوا المؤمنين احياء وامواتا + ويخالفوا الدين نقضا واثباتا + فحاربوا اجبارا + ملكا قهارا + سرا وجهارا + وليلا ونهارا + واصروا اصرارا + واستكبروا استكبارا + ومكروا بالاسلام مكرا كبارا + فالانبياء ثلبوا + والاولياء سلبوا + والاسلام خلبوا + والالحاد جلبوا + وبالجملة كلبوا + فالدين قلبوا + فما فاد ايراد بمجلس الميلاد + او ايصال الاجور + الى اوصال القبور + حتى ليعد انكاره في مفاسدهم + او يذكر بجنب مكائدهم + قاتلهم الله انى يوفكون + وسيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون + فلما اباد هم الله تعالى اباده + وامطر عليهم مطر الهلاك وزياده + حتى تداعت ربوع نجد للدثور + وتناوحت بواكيها بالويل والثبور + لجات بواقيها الى ديار شاغرة + عطاش الفتن بافواه فاغرة + ولم تدر ان لله في كل حين + عبادا صالحين + يذبون عن الدين + ويوكدون اليقين + ويويدون الايمان + ويشيدون الايقان + ولله المنة ومنه الاحسان + فلم يرعها الا جنود مجندة + بسيوف مهندة + من الله مويدة + فردوا المكائد في نحور الكائدة + ودعوا المفاسد الى نار موقدة + تطلع منها على الاكباد والافئدة + حتى انجرت كبراها في الجدل والمراء + الى البهت والافتراء + واختراق الكتب واختلاق العلماء + وخلع ربقة الحياء + عن رقبة الرياء + فيتحير الناظر + في زيهم الظاهر + وطيهم البائر + وعيهم الحائر + وغيهم الخاسر + وكيدهم العظيم + وصيدهم العديم + فيتشد الحكيم ؎ ولا ادري وسوف اخال ادري + اقوم آل نجد ام نساء + فمن في كفه منهم خضاب + كمن في كفه منهم لواء + تظن بديهة فيهم رشيدا + وان تمتحن فرشدهم هباء +

فما فیہم رشید الصدق الا + رضیع او تبیع او غذار ٭ فما سنی تجاورہم ولکن ٭ عسی الحنان یہدی

من یشاء ٭ حمدا ان من دلتک الجنود ٭ جہلکی العنود + فی الزمان الموجود + اخانا فی اللہ

ذو الفضل والجاہ ٭ والقدر الرفیع + والفخر البدیع + والعلم الوسیع + والحلم الوکیع + والمجد المنیع

والمجد السنیع + مولانا المولوی محمد عبد السمیع صین عن کل شنیع + وفرع وقطیع + کل

مساء وسطیع + فانی وقفت علی بعض ما لہ من اطائب الکلام + فوجدت جملۃ دافع الاوہام

وراحت القلوب نہج محبوب والنوار ساطعہ وحجج قاطعہ فالہہ یجزیہ الجزاء الحسن

بمنح المنح ومنع المحن + والحمد للہ الہی السر والعلن + والصلاۃ والسلام علی السید الامین

وآلہ وصحبہ محاۃ الفتن + وحماۃ السنن + وہداۃ السنن + ما طلع سہیل من الیمن + قال

بفمہ ورقمہ بقلمہ عبدہ الفقیر + الذلیل الحقیر + عبد المصطفی احمد رضا المحمدی السنی

الحنفی القادری + البرکاتی البریلوی + غفر اللہ لہ + وحقق املہ + واصلح عملہ + ولم شعثہ

وفی الصلحاء بعثہ ٭ آمین

بدایون - صورت مازینہ شراس المومنین منور الاسلام والدین کاشف الظلام کا

الہمام داعی الانام الی سبل السلام الزاہد المتورع العابد المتبرع جامع العلوم العقلیہ

النقلیہ کاشف المکنونات الخفیہ مولانا الحاج المولوی عبد القادر لا زال بالمعالی

والمفاخر - بسم اللہ الرحمن الرحیم - رسایل راحت القلوب ودافع الاوہام وانوار ساطعہ وغیرہا

مولفات حضرت بابرکت عاشق اذکار جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وحامی دین قویم

وصراط مستقیم حاج الحرمین الشریفین فاضل نامی ومتورع گرامی مولانا محمد عبد السمیع صاحب

زاد برکاتہم کہ ہم در فضایل وکمالات جناب حضرت خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف فرمودہ اند وہم در دفع اوہام منکرین مجالس اذکار شریفہ ودیگر امور شوبات لطیفہ تصنیف

نمودہ اند مطابق وموافق تحقیقات جمہور محققین از فقہاء ومحدثین اند منکران کہ براہ خدعت

وخیانت کہ شعار طوائف اہل ضلالت ست طعن وتشنیع جاہلانہ می نمایند عوام اہل اسلام

براں گوش ہوش نہند و سعادت اتباع جمہور آئمہ دین را از دست ندہند حق سبحانہ
مولف ممدوح را برکات دارین عطا فرماید و خاتمہ فقیر و جملہ اہل اسلام بخیر نماید آمین
حررہ الفقیر احقر الطلبہ عبد القادر عفی عنہ۔

بمبئی ہشتم صورۃ ما افادہ العلامۃ الکبیر و الفاضل العظیم العزیز محقق العلوم العقلیہ مدقق الفنون
النقلیہ الشیخ الاجل الابجل البحر الاوحد الاکمل الصوفی المقتفی بآثار رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم مولانا الحاج المولوی عبید اللہ الحنفی القادری البدایونی
البدایونی المدرس الاعلی للمدرسۃ المحمدیہ الواقعہ فی بلدۃ بمبئی خصہ اللہ دائما
بفیضہ الجلی و الخفی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لمنیر انار الحق لاہلہ فغدت النوارہ
علی منار الہدی ساطعہ ٭ ومنور نور الصدق بتنویر ابصار اولی الابصار فاصبحت
مصابیحہ من مشکوۃ صدورہم لامعہ ٭ والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد مفتاح
خزائن العلوم الذی اشاراتہ لکنوز الحقایق فاتحہ ٭ ومصباح دقائق الفہوم
الذی تری الافہام بلمعاتہ دقائق المعانی علی صفحات البیان لائحہ ٭ وعلی آلہ
واصحابہ الذین بذلوا مہجہم الکریمہ لیہیج الدین فتباہجت روضتہ ممتنۃ یانعۃ ٭ وربت
بمساعیہم الجمیلۃ شقائق الحقائق فراما تنزہو علی ربا الاسلام رائقۃ رائحۃ ٭
اما بعد فانی قد تشرفت بمطالعۃ ہذہ الصحیفۃ الشریفۃ ٭ وسرحت نظری فی مضامینہا
العجیبۃ اللطیفۃ ٭ فوجدتہا تالہ کاسمہا انوار ساطعۃ ٭ ورایت نجوم الہدی من
من اسطارہا طالعۃ ٭ تہدی الی الحق لکل ضالۃ غویہ ٭ وتہدی الصواب الی کل فی
فطرۃ سویہ ٭ ما من مسئلۃ الا وترکتہا واضحۃ جلیلہ ٭ ولا من معنی الا وکستہ ببیانہ
الحلی حللا سندسیتہ ٭ جمعت من المطالب رعی اللہ منشئہا کواکب دریہ ٭
ونظمت من المآرب حمی اللہ موشیہا جواہر مضیئہ ٭ تہدلت افنانہا بفنون
الفوائد ٭ وترنحت اغصانہا بعیون العوائد ٭ تقر بہجتہا النواظر ٭ تسر

بنزہتہا الخواطر ❊ کیف لا وہی روضۃ رضیۃ مزہرۃ بازہار التحقیق ❊ وحدیقۃ ندیۃ منورۃ بانوار التدقیق ❊ طوبیٰ لوارد ہا مورد ا ہنیئا ❊ وبشریٰ لناظرہا منظرا سنیا ❊ فما لہولاء القوم عنہا رغبون ❊ ویمرون علیہا وہم عنہا معرضون ❊ وقد حق لہا ان یترنم علی قضبانہا بالقبول ❊ عنادل فہوم الفحول ❊ وبلابل العقول ❊ جزی اللہ ممہدہا جزاء موفورا ❊ وجعل سعی منضدہا سعیا مشکورا ❊ حررہ واملاہ ❊ العبد الاواہ ❊ الراجی رحمۃ مولاہ عبید اللہ ❊ عفی عنہ ما جناہ ❊ وحماہ بجاہ ❊ عما لا یرضاہ ❊ وسلکہ فیما یحبہ ویرضاہ ❊

بجلبتی و ایضا صورۃ ما قرظہ العابد الزاہد المرتاض العارف المرشد الفیاض ہادی السالکین مرشد الناسکین المولوی الصوفی **السید عماد الدین** الرفاعی النزیل بحلۃ بہنڈی بازار اجری اللہ فیوضہ الباقیۃ الصالحۃ الی یوم القرار ❊

الحمد للہ الذی بعث رسولاً فی الامیین ❊ و فضلہ علی الانبیاء والمرسلین ❊ وجعل میلادہ رحمۃ للعالمین ❊ وانزل الفاتحۃ شافیۃ للمومنین ❊ والصلوۃ والسلام الاتمان الاکملان علی سیدنا محمد شفیع المذنبین ❊ وآلہ الطیبین ❊ واصحابہ المتہدین اجمعین ❊ اما بعد فرایت الرسالۃ النافعۃ **الانوار الساطعۃ فی بیان المیلاد والفاتحۃ** التی الفہا الفاضل الاجل المنیع ❊ المولوی محمد عبد السمیع ❊ سلمہ اللہ تعالیٰ وجزاہ خیر الجزاء فوجدتہا مشتملۃ علی الادلۃ القویۃ ❊ والروایات الصحیحۃ الفقہیۃ جعل اللہ سعیہ مشکورا ❊ ونفع بہ المسلمین موفورا ❊ ومن انکر الفاتحۃ ومجلس المیلاد فہو من المتوہبین المضلین تاب علیہم خیر التوابین ❊ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین کتبہ العبد المسکین السید عماد الدین الرفاعی کان اللہ لہ کما کان لاسلافہ ❊ وعفی عنہ وعن جمیع اخلافہ

حیدرآباد دکن صورۃ ما رقمہ المنطیق الکیّس الخبیر النحریر الجہبذ البصیر الناظم

الناثر المنشی الادیب المنطقی الفلسفی الحکیم الطبیب کثیر التالیف جید التصنیف
مولنا وکیل احمد نائب صوبہ شرقی دکن صانہ اللہ ذو المنن عن نوائب
الزمن وحوادث الفتن بسم اللہ الرحمن الرحیم ستایش مر شارعی
را کہ شارع عام شریعت را از خاشاک بدعت و ہوا پاک رفتہ + تا در فضای
این گلستان ہمیشہ بہار ہزاران گل ہدایت در شگفتہ + و نیایش مر مفتی
را کہ قانون اسلام را در کشورستان قلوب اہل ایمان رایج فرمودہ +
و از میامن فیوض این مفتی ابواب تحقیق کمالات بر خواطر آل و اصحاب
بر کشودہ + اما بعد بندہ درگاہ احد وکیل احمد سکندرپوری مولدا و الحنفی
مذہبا و النقشبندی مشربا میگوید کہ بر ضمیر منیر اشراقات تنویر ارباب فضل
و ہنر محتجب نخواہد بود کہ از تراکم ظلام بدعت و ہوی آفتاب ہدایت را القدر
تاریک ساختہ کہ طرائق ذرات حقائق را بباد افشانی از باد ریا رو و خاشاک افشانی
صرصر این وادی چندان بر طرق اسلام خس و خاشاک بیفشاندہ کہ سالک مسالک
شریعت را پا بسنگ در نیاید + روز افزونی قدر رایج این سنگریزہا کساد بازاری متاع
جوہر تحقیق + و وسوسہ انگیزی خیالات این موسوسان برہمزنی خانمان تصدیق +
چہ روزگار عبرت انگیز است کہ حکمت دران در ضلالت افتادہ اند + و چہ زمانہ حسرت
خیز است کہ جہالت پروران در ابحاث متین حکمت آمادہ - حرفی نخواندہ اند و بدعوی
تحقیق رسیدہ اند + معنی تند ریافتہ اند و بدم کہنہ تلاشی مضمون آشنا گردیدہ + معانی
کہ بضابطہ شریعت نبوی وفاق دارند بہ اتباع آن قائل اند + و امور یکہ در تحت من
سن سنۃ حسنۃ داخل اند بتحریم آن مائل اند + کو ہمتی کہ در مسالک این وادی سلوک ورزد +
و کجا زہرہ کہ از پای مخائل وادی ہائم غابات این قیافی را در نوردد + بحمد اللہ و بمنہ مصنف این
انوار ساطعہ چہ سحر بردہ + و چہ اعجاز دمی بپایہ بیان در آوردہ + کہ از سطوع انوارش

برویده بی بصران حکم خفاش درست آید + واز لموع لمعاتش آب در چشمه آفتاب می لرزد

الحق نور را با ظلمت تضادی تمام متحقق بود که چون تنویرات شعشعانی آفتاب از مشرق

نهاریت پرتو انگیزان گردد + زلف لیلای لیل را چه یارا که باحتراق بازی جمراتش

بال کشاید + مرغان اسولهٔ معترضان در چنگال اجوبهٔ این رساله صید بازی شهباز و

فروجگان ننوده اند (?) + وقامت اعتراض مانند خار سرنکشیده که جلادان توقیع از شمشیر

اشارت فرقش را نه بریدند + از گچکیش (?) خار و خاشاک بدعات بریده شد - واز تفضّل

فرمایش گلشن کدهٔ هدایت شگفته + نخل فقاهت از ریشه دوانی معانیش در عسل

جوشنی (?) اجتهاد + وگلبن شریعت از بهار افروزی نسیم کلامش در عطر ریزی ریاض

اعتقاد + از افتتاح فاتحهٔ کلامش معنی فتوحات حاصل + واز نورباری یواقیت اسرارش

دیده کورسوادان عاطل + عیسی دمی مسائل ارکیش (?) مستعد احیای علوم + و گنج کاوی

سینه الهام زایش قفل کشای مخازن فهوم - شعشع لمعاتش سرمه میز سواد دیدهٔ انوار

معارف فیوضاتش منوّر قلوب اسرار + توضیح عبارتش تنقیح فرمای تلویح معانی - و منارات

معانی مطالبش نور الانوار مواطن روحانی + دُرّ مختار معاقد بی بهاست + محیط معانی

و مدعاست + کشاف طینتی تبیانش در مختصر بیانی الفاظ مطول فروش و کان مضمون

و فتوح غیب عساکر معانیش در ملک گیری طبل نوید گوی افواج معانی موزون + چون

تمدیح نثاری این رساله سترگ در پاس مقام اطناب سر فرو د آورد اولی آنکه بدین دعا

اختتام توصیف کنیم + ع قبول خاطر اهل هدی باد محفوظه

احمد آباد گجرات صورة ماسطره النحر الفهامة و البحر العلامة واقف اسرار المعقول

والمنقول کاشف استار الفروع والاصول دافع جیش الاباطیل منقّت شمل المخاذیل

المدعو بمولوی نذیر احمد خان الرامپوری المدرس فی بلدة احمد آباد ابقاه الله

بالصدق والسداد والهدایة والرشاد + بسم الله الرحمن الرحیم - الحمد للّه الذی

خلق نور نبیه اول جمیع المخلوقات فجعل منه الانبیاء والصدیقین والشهداء وسائر المکنونات وارسله آخر کل النبیین رحمة للعالمین وسخر له الملک والملکوت والارضین والسموات و افضل الصلوات والتحیات علی خیر الانام الذی من علینا ببعثته العزیز العلام بقوله فی کتابه المنزل المکرم الذی هو اقوم البینات وادوم المعجزات وامر فیه بتحدیث النعمة وایة نعمة تساوی ولادته فذکرها انفراداً واجتماعاً بهیئة الاحترام والاکرام کیف لایکون من الحسنات والعبادات وآله واصحابه الذین عزروه ونصروه بانفسهم وجوارح فبلغوا فی الدرجات الی اقصی الغایات ومن بعدهم من محققی الفضلاء البجول والکملة الفحول اتفقوا علی ممر الاعصار فی الامصار علی احتفال ذکر ولادته واستحسنوا القیام عنده علی الاقدام فنالوا البرکات المتوالیات اما بعد فانی طالعت هذا الکتاب اعنی الانوار الساطعه فی بیان المولود والفاتحه للعالم الافضل والفاضل الاجل النحریر الرفیع والبحر المنیع المولوی عبد السمیع طال الله بقاءه ورزقنا وایاه لقاءه ورضاه وجزاه الله عنی وعن جمیع المومنین الصالحین خیرا وکفاه الله اعداءه وحساده ضیرا فوجدته منوراً للقلوب المحبین سیفا لمسلیین ودلیلا قاطعا لاثبات الفاتحه ومیلاد خاتم النبیین وبرهانا ساطعا لاثباتهما علی المنکرین المتبعین غیر سبیل المومنین فلا یختفی ضیاءه الا علی العنید الغوی الذی مقلته عمیاء والاعمی البغی الذی لایری شعاع الذکاء فی وسط السماء قال المتنبی فی الذی هو کذلک عاذرا له لما هنالک شعر ولو خفیت علی الغبی فعاذر ان لا تراه مقلة عمیاء فجدیر للمولف اللوذعی فی مقابلة مثل هذا اهل العمه والغی البغی ان یسلک مسلک الشاعر الماهر المتنبی وارجو من الله جل برهانه وعظم شانه ان لاینکر مضامین هذا الکتاب احد من العاقلین المنصفین المعتادین من انکار من قبل لقلة التدبر وانظر علی الکتب من المنکرین لان المولف القمقام النحریر الفهام اوضحها ایضاحا لایاتیه الانکار واظهرها اظهار الشمس بلاد الشرق والغرب فی نصف

النہار واقام البینۃ علیہا فصارت عند الازدحام کالجبال الراسیہ ⁂ وتصدی لدفع
الاعتراضات التی تقولہا اہل البدعات السیأت فاجاب عنہا باجوبۃ مرضیۃ شافیۃ
فلا یسع لمن لہ قلب سلیم الا التسلیم بالتکریم واما الذین اشرب فی قلوبہم حب المکابرۃ
والمعاندۃ وکان دابہم اللداد والمضادۃ ودیدنہم عن الحق الاستکبار وعن الہدی
الاستنکار فلا عجب ان یتنفروا عن مثل ہذا التحریر الازہر ویستدبروا عن ہذا التقریر
الانہر والاطہر الاتری ان لا شیم فاقد الشامۃ المسک الاذفر ولم یومن باعجاز
انشقاق القمر المعاند الاکبر فمن ختم اللہ ونشابہ قلبہ کیف یتخلف عنہ وضوح ہذا الاثر
وان کان احد بہما الاصغر من الاخر اللہم احفظنا بلطفک القدیم وفضلک العمیم عن
مثل ہذہ الصفیقۃ الشنیعۃ واغفر لنا کل الخطایا والذنوب بذریعۃ حبیبک خیر البریۃ
صلی اللہ علیہ وسلم وارزقنا خلۃ خلیلک الکاملۃ وامتنا علی الخاتمۃ الحسنۃ وآخر
دعونا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین
قررہ باللسان وحررہ بالبنان المفتقر الی ربہ القدیر محمد نذیر المعروف بنذیر احمد خان
عفا اللہ تعالی عنہ وعن والدیہ جم الخطار والعصیان ⁂

بیان
عبارت مہر رسورۃ ما حررہ شامخ المکان باذخ الشان العالم الجلیل والفاضل النبیل
الشریف النجیب زکی المناقب طاہر الاغراس اللطیف النظیف جمیل الشمائل طیب
الانفاس کنز المکارم معدن الحساب مولنا محمد ابو البرکات لازال بالخیر والفیض
والافادات - المنۃ للہ الفتاح المنان + الذی زین بالفاتحۃ القران ⁂ وہو
نور الانوار الساطعہ ⁂ ورب الاقمار الطالعہ + السمیع العلیم + الخبیر المنعم القدیم + والصلوۃ
علی من ہو اکرم اولاد آدم + وافصح مصاقع العالم + انہ لخاتم المرسلین ومولدہ
رحمۃ للعالمین ⁂ وعلی آلہ الاصفیاء الوجیہین + وعلی اصحابہ الاتقیاء الکاملین ⁂
اما بعد فیقول العبد المفتقر الراجی رحمۃ رب البریات + محمد ان المدعو بابی البرکات +

غفر الله ذنوبه والسیئات + ابن فخر العلماء + صدر الفضلاء + بدر الفقهاء + قمر الکملاء +
سند الواعظین المحدثین + ناصر المسلمین + مولانا الاعظم + مقتدانا الاکرم + بحر المعانی +
الملقب بالجنید الثانی + لقبّه فی اسانیده للاحادیث والتصوف الامام الهمام حضرت
مولانا عبد الحق محدث کانفوری عم فیضه ذو المجد والعز والجاه + المولانا الحاج محمد
امانت الله + الحنفی الفصیحی لازال بابه ملاذ الحنفاء الاشراف وجنابه مرجعا للشرفاء
الاحناف ان افضل السعادات الابدیة واکمل البرکات الصمدیة واقدم الفیوضات
الرحمانیة واکرم الکرامات السبحانیة ذکر افضل الانبیاء صاحب الشریعة الغراء مالک الطریقة
الزهراء من فضائله الجلیلة ومحاسنه النبیلة وظهور البرکات والکرامات عند ولادته
الشریفة ومعجزاته وآیاته اللطیفة فطوبی لمن صنف فیه واجاد وهدی الناس طریق الحق
وسبل الرشاد وان هو الا المولی الکامل فخر الاماثل فی الفروع والاصول وصدر
الافاضل فی المعقول والمنقول علیم باسرار الاحادیث النبویة خبیر بدقایق المواعظ
المصطفیة ضابط الاحکام الشرعیة جامع النکات الاصلیة والفرعیة فاتح المغلقات
النقلیة کاشف المشکلات العقلیة مشکوٰة مصابیح البلاغة ضیاء مشارق الفصاحة والبراعة
سند الاعالی مستند ارباب المعالی ذو المقام الرفیع المنیع المولوی محمد عبد السمیع شانه
قد اوردکلها فی رسالة اللامعة المسماة بالانوار الساطعة لله دره حیث سعی فی اسعاف
مرام المتصوفین المقلدین واهتم فی رد شبهات المنکرین الضالین واتی ما یناسبه المقام
باقوال العلماء الکرام وقدماء الاعلام بحیث لم تسمعها الآذان ولم یرها عیون الدهور
والازمان فو الله لقد انبسطت القلوب بمطالعتها ونورت العیون بمجائبها الفاظها
بدور بازغة جملها شموس طالعة سطورها انهار التحقیق جداولها بحار التدقیق فیا معشر
الناظرین الطالبین الصادقین ان استطعتم ان تنتفعوا بها فشمروا عن ساق الجد و
اشتروها فانها خیر لکم ان کنتم تعلمون ؎

سیالکوٹ تحریر صورۃ رقعۃ الادیب اللوذعی والاریب الالمعی غواص بحار التحقیق بہ غایات التدقیق عالم صنائع الکلام عامل بدائع النظام التقی النقی الزکی الضابط الشہ الصدوق مولٰنا محمد فاروق مدظلہ العالی مدی الایام و اللیالی - الحمد للہ بہ الانوار الساطعہ + ونور الاقمار اللامعہ + والصلوٰۃ و السلام علی من اوتی الایات الصادعۃ + والحجج القاطعہ + ولعدفان احسن ما یقصد ویراد والطیب ما یرومہ العباد + ویتماقی ہواجر طلبۃ الاکباد + ویسائد فی منازلہ الرواحل اشد اسناد + ویوطافی مراحل سبعۃ القتاد + ویستوطن فی ہواہ غوارب لرسم وظہور الجیاد + ویجتاب لاجلہ البلاد الشاسعۃ النائیۃ البعاد + ذکر سید العباد والعباد + خیر سلائل الخلیل واباۂ والاجداد وسلالۃ انجال اسمعیل واسباۂ الخنفاء الامجاد + من ذکر نسبہ خیر الانساب + وآیاتہ الحقۃ المدہشۃ للالباب + وارہاصاتہ التی جاءت عند مولدہ الشریف المستطاب فانہ اجل ما یدخر لیوم الحساب + واکرم ما یقتنی بحسن الثواب + فطوبی لرجل ملاء وطاب وکمل نصابہ + وان ہو الا المولی الکریم + النبیہ الفخیم + مولی البلاغۃ والبراعۃ + مالک ازمۃ الطروس والیراعہ + عالی الکعب کعبۃ المعالی + ذی المجد الشامخ والعز المصمد والمحل العالی صاحب المقام الرفیع + والجاہ المنیع + المولوی عبد السمیع + فانہ قد اتی برسالۃ فی مجالس ذکر المیلاد + وسعی وجد فیہا فاجاد + وہدی الناس الی سبل الرشاد وہاد فخاق اہل الافاق وساد + وسد موارد الغی والفساد + اللہم بارک لہ فی رزقہ وحسناتہ وانشر للناس برہ وعوارفہ وبرکاتہ +

لکھنؤ سطر صورۃ ما حررہ زین العلماء سراج الادباء الذی ہو فی عصرہ وحید وفی دہرہ فرید مولٰنا ابو الغناء محمد عبد المجید ابقاہ الولی الحمید وہو النجل السعید الکریم لمولٰنا الحاج شاہ ابی الحیا محمد عبد الحلیم ابن مولٰنا ابی البقا محمد عبد الحکیم ابن مولٰنا ابی العیش محمد عبد الرب ابن ملک العلماء ابی العباس مولٰنا عبد العلی بحر العلوم اللکھنوی الفرنگی

محلی غفر اللہ لہم اجمعین و اعلی درجاتہم فی اعلی علیین — بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ اکبر اللہ اکبر انا اذل و الیہ افقر ہو خالق الفرد الغنا و انا فی غایۃ الذل مع الغنا تعالی اللہ شانہ علوا کبیرا لا یستطیعون ثناء علیہ و لو کان بعضہم لبعض ظہیرا تتوالی مراحمہ علینا بلا وقف فی اللیل و الیوم یدبر الامور کلہا و لا تاخذہ سنۃ و لا نوم دہشت الالباب عن عد نعمائہ و طاشت الحلوم و برد العقل عن حد آلائہ و تبلدت الفہوم نحن و ہمتنا قاصرون حد التعصر و مکارمہ فائقہ عن الحد و الحصر فکیف احمدہ علی شانہ و اطرح الادب و کیف لا احمد حال تواتر نعمہ فیا عجبا بعد العجب و ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا منہا انوار ساطعہ و عجالۃ نافحۃ اعنی ہذہ الرسالۃ العجیبۃ و الرقیمۃ الغریبۃ فحاویہا الائقہ و معانیہا فائقہ مضامینہا من الصدق و السداد مملوہ و الفاظہا سلیسۃ نفیسۃ حلوہ تہدید لمن غشی قلوبہم الکدر و الکید و الریب و ہدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب طریق الاستدلال فیہا احسن الاسلوب اثبات و حاویہا قوت القلوب تمیل الیہا النفوس کما ترغب الی المآکل و الملابس بل تجلبہا جلب مغناطیس فللہ در من صنفہا و لہ حسن من صرف فیہا الاوقات و الفہا لما جارت للمطالعہ و رایت منہا اوراقا معدودۃ وجدتہا غرۃ الطبع و محمودۃ فنظرت نظرۃ بالاجمال و الاستعجال مغنی من الامعان العلل اللاحقہ و الہمال فعجزت فی المطالعۃ عن الاستیعاب و اکتفیت علی عدۃ اوراق من الکتاب و علیہ حمدت الہہ قاضی الحاجات و لیس حمدی الا حرکۃ الشفۃ و اللہاۃ و اعتذر الی جنابہ من التقصیر اعتذار البائس العاجز علی باب الامیر و ارجوہ ان یعید علینا سوابق النعم و یزید فی لواحق الکرم و اصلی و اسلم علی رسولنا و شفیعنا محمد الہادی الی سبل السلام و علی آلہ دعاۃ الانام و اصحابہ حماۃ الاسلام و انا الراجی رحمۃ ربہ الوحید ابو الغنا محمد عبد المجید ابن مولانا المولوی الحافظ شاہ ابو الحیا محمد عبد الحلیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم

محمد عبد المجید ابو الغنا

جناب مولینا عبد الحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی کا تصدیق فرمانا اس کتاب کو جیسا کہ اونکے شاگرد مولوی سعید الدین صاحب لکھتے ہیں

صورة مارقمه التقی الزکی الفطین العالم العامل المتین الرزین المولوی سعید الدین احمد من نجباء
بلدة رامفور ضلع سہارنفور وہو من ارشد تلامذة مولٰنا عبد الحی اللکہنوی المغفور

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی انعم علی الناس بما بعث محمدا خیر العباد وجعل مقدمہ قرة
للعیون ومسرة للفواد والصلوٰة والسلام علیہ وعلی آلہ واصحابہ صلوٰة وسلاما لا یحصیہا
امد ولا اعداد صلوٰة تنفعنا یوم لا تجزی الآباء عن الاولاد ولا یحیل الابناء باعبار آبائہم
والاجداد اما بعد فیقول احقر العباد محمد المدعو بسعید الدین غفر لہ ربہ یوم التناد ان من اطیب
ما یستلذہ الفواد ویلتاع الیہ الاکباد ذکر سید العباد وما لہ من محاسن اخلاقہ ومعجزاتہ وارہا
صاتہ عند المیلاد فقد فاز من جری علیہ ووالاہ وخاب من جحدہ وعاداہ فمن الذین اجتہدوا ذکرہ
واستحسنوہ وابرموہ المولی الفاضل البارع الکامل ذو الکعب العالی والباع الرحیب المصقع
الادیب الاریب صاحب الشرف الرفیع المولوی محمد عبد السمیع قد اتی برسالة نافعة موسومة
بالانوار الساطعة فاکب العلماء علی مدحہا وتحسینہا واثنوا علی ما فیہا من الثناء من کل سنیہا
وشنیہا منہم استاذنا المشہور المولوی محمد عبد الحی اللکہنوی المغفور فانی قد عرضت تلک
الرسالة علیہ فاستحسنہا واجاد واحلہا محل الارشاد وقال ان ہذا الکتاب جامع جمیع الاقوال
فی ہذا الباب وسلک فیہ مولفہ مسلک الصدق والسداد واجتنب عن ہور القوام العناد
صلی اللہ علی النبی وآلہ الامجاد

**بلندہ ضلع فتحپور ہسوا صورة ما طرزہ رافع اعلام الدین امام العابدین موید اہل السنة
والجماعة مبید اہل البدعة والشناعة مولٰنا القاضی محمد عبد الغفور ادام اللہ فیوضہ الی الآخر**

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی اید اہل الحق والنضارة وہزم اہل البطلان والخسارة و
الصلوٰة والسلام علی حبیبہ الذی قلع اطلال الفساد وبنیانہ وعلی آلہ واصحابہ الذین شیدوا
قصر الرشاد واركانہ اما بعد فانی طالعت الکتاب المسمی بالانوار الساطعة فی بیان المیلاد و
الفاتحة الذی صنفہ العالم الجلیل والفاضل النبیل عدیم العدیل فقید المثیل مولانا القریع الحافظ

المولوی محمد عبد السمیع صانه الله تعالی عن شر کل غبی زنیع وغوی وجیع فوجدته ظهیرا لاهل
السنة والجماعة ونصیرا لاصحاب الدرایة والهدایة هادما لدار الضلالة وهاتما لاسنان اهل الغوایة
فجزاه الله سبحانه احسن الجزاء ووقاه جمیع البلاء حیث افهم الباغین اتم الافهام وافحم
الطاغین اکمل الافحام بلین الکلام وحسن النظام فمن انصف واقبل جل ومن اعتسف و
ادبر ذل فقط حرره الفقیر المشهور بمحمد عبد الغفور المتوطن بقصبه ملبنده ضلع فتحپور *
کانپور — صورة ما قرظه ونظمه مجمع الفواضل العالم العامل العارف الکامل الذاکر الشاغل
المرتاض الفاضل مولانا شاه محمد عادل عم الله فیضه الشامل الی یوم الرجفة والزلازل
کان اخذ العلوم حین التعلم من عالم الحقایق والاکناه مولانا شاه سلامت الله وهو من شمس العلماء
مولانا شاه عبد العزیز الدهلوی رحمهما الله العزیز القوی — بسم الله الرحمن الرحیم حمداً لمن
وفق محبی حبیبه الکریم الذی ولد فی خیر البلاد وهو شفیع الخلائق فی المیعاد لعقد مجالس المیلاد
وجعل الجحیم ماوی مبغضه اللئیم الذی هو معدن الشر والفساد واعد لاعدایه سوء الاکباد وغیر مابه
جهنم یصلونها فبئس المهاد وانه تعالی عزیز ملک برء وف جواد الذی انعامه علی العباد غیر معلول
بعلل طاعات العباد وصلوة وسلاما علی من هو باعث للایجاد ومبعوث لهدایة الثقلین الی
سبیل السداد واراءهما طریق الرشاد سیدنا محمد افصح من نطق بالضاد الذی هو الامام هاد و
امره ثابت باتباعنا اعظم السواد وعلی آله الامجاد واصحابه افضل الزهاد الی یوم التناد اولئک
الذین رحماء بینهم وعلی الکفار شداد وانهم بذلوا جهدهم فی اشاعة دین الحق وصرفوا اموالهم و
انفسهم فی الجهاد مع الکفرة الفجرة ذوی النفاق والعناد وبعد فیقول العبد الخاطی الخامل
محمد عادل عامله الله سبحانه بفضله الشامل وجعله من الآمنین یوم الرجف والزلازل واصلح
حاله بلطفه الکامل فی العاجل والآجل انی قد رایت مواضع شتی من هذا الکتاب المترجم
بالانوار الساطعة فوجدته اوفق لمعتقدات اهل الحق ما ذکر فیه فهو بالمتابعة احری والیق
لان الحق بالاتباع احق وقررت مطالبه بتقریر الطف وادق وبینت مسائله ببیان خلاف

الی الذہن اسبق کیف لا و قد صنفہ من ہو جامع بین المنقول و المعقول حاو للفروع و الاصول اسوۃ اصحاب النہی صاحب الدرجات العلی الذی قد خص بالعلم الوسیع و ہو ذو الشان المنیع و المکان الرفیع اعنی مولنا عبد السمیع سمع اللہ لہ مسئولہ و استجاب بمنہ لہ دعوہ و متع ارباب الاسلام بطول بقائہ و یسر متمنانا بتیسیر لقائہ جزاہ الہ الولی الوہاب عنی و عن جمیع المستفیدین من ہذا الکتاب جزاءً او فی و جعل الجنۃ لہ المثوی و خیر ماب ثوابا من عند اللہ واللہ عندہ حسن الثواب ہذا و الحمد للہ اولا و آخرا و الصلوۃ علی النبی و آلہ باطنا و ظاہرا۔

اکبر آباد ۔صورۃ ماکتبہ ذو المجد الظاہر و الفضل الباہر غائص بحار التحقیق فارس مضمار التدقیق المشتہر المدعو بالالسنۃ و الافواہ بمولنا محمد عبد اللہ اول المدرسین فی مدرسۃ اکبر آباد صانہ رب العباد عن شرور اہل التعنت و العناد ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ العلی الاعلی الذی خلق الارض و السموات العلی و الصلوۃ و السلام الاتمان الاکملان علی من دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی و علی آلہ الابرار و اصحابہ الاخیار الی ما دار الدوار و سار السیار اما بعد فلقد رایت کتاب الانوار الساطعۃ مشتملۃ علی تحقیقات غامضۃ و تدقیقات فائقۃ شموس براہینہ علی افق التحقیق طالعۃ و اقمار حججہ علی افلاک التدقیق لامعۃ الوار دلائلہ و آثارہ علی الاکناف و الاطراف ساطعۃ و مولفہ البحر الطمطام و الحبر القمقام اجاد بما اراد و سلک مسالک السداد و ازہق الباطل من الزیغ و الالحاد و ہدی الناس الی سبیل الرشاد اذ ہو ہاد لانہ لکل قوم ہاد و اللہ اعلم بالصواب و الیہ المرجع و المآب و عندہ ام الکتاب نمقہ و قرظہ العبد الاواہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ ما جناہ من الجناح فی المساء و الصباح المدرس الاول للمدرسۃ الاسلامیۃ الواقعۃ ببلدۃ اکبر آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد فقط ؎

۱۹ دہلی ۔صورۃ مارقمہ الثقیف الجلال الحصیف الجوال مروج عقائد الاسلام مفسر کلام الملک العلام مقدام فنون المناظرۃ و الکلام و المعانی **المولوی ابو محمد عبد الحق**

مولف عقائد الاسلام والتفسیر الحقانی لازال فائزا بالمآرب الامانی بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ۔ مینی رسالہ انوار ساطعہ کو دیکھا ہے اور اسکی چند الحابث کو پڑھا ہے حقیقت

یہن مصنف ممدوح نی کمال متانت اور بڑی لیاقت سی بحث کی ہی اگر مبالغہ نہ سمجھا

جائی تو مین کہہ سکتا ہون کہ اس مسئلہ مین یہ رسالہ بی نظیر ہے اور اسکی تحریر مین حق

بجانب مصنف ہی محفل میلاد خصوصا اس پرآشوب زمانہ مین نہایت نیک کام اور

باعث ترویج اسلام بین العوام ہی اب جو لوگ اس محفل متبرک مین بعض بدعات کا

ارتکاب کرتی ہین یہ انکا قصور ہی اس لزام سی یہ کام برا نہین ہوسکتا بنا ر مساجد

و مدارس جو بالاتفاق امر مستحسن ہے اگر اسمین کوئی بدعات کا ارتکاب کرے تو کیا اس سے

کوئی اس نفس فعل کو برا کہہ سکتا ہی نہین ہرگز نہین میری نزدیک جس فریق نے

بدعت سیئہ کی معنی یہ لئی ہین (کہ قرون ثلثہ کی بعد جو بات پیدا ہوئی ہی وہ بدعت سیئہ ہے)

اونی بڑی غلطی کی پہر جس نی اس بنار فاسدہ پر تفریعات کی ہین اور اسکی پیروون نے

انکو کالوحی من السماء سمجھ لیا ہے وہ اور بہی غلطی مین پڑگئی ہین واللہ الہادی

وبیدہ ازمۃ المقاصد والمبادی ۔ ابو محمد عبد الحق ﷺ

ایضا دہلی ۔ صورۃ ما وشاہ ونمنمہ الفاضل الخبیر الناقد البصیر قدوۃ ارباب التدریس

التذکیر اسوۃ اصحاب التحریر والتقریر الکریم ابن الکریم الحامد ﷻ و الشاکر والمتبع لسنۃ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم مولانا محمد یعقوب ابن خازن العلوم مولانا محمد کریم اللہ الدہلوی

التلمیذ الرشید لمولٰنا شاہ عبد العزیز الدہلوی خصہم اللہ بالفیض الالہی والاجر السنی

ہو العزیز الکریم بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ علی ما انعم علینا ببعثۃ سید الانبیار

محمد المصطفی والصلوۃ والسلام علی رسولہ المجتبیٰ وآلہ المرتضی واصحابہ المہتدی وعلی

تابعیہ الکرام المقتدی وبعد فیقول العبد الراجی رحمۃ اللہ علام الغیوب محمد یعقوب حفظہ

اللہ عن الکروب فقد اطلعت علی الرسالۃ الرشیقۃ والعجالۃ الکریمۃ المسماۃ بالانوار الساطعہ

فی بیان المولود الفاتحۃ التی الفہا العلامہ ذو المحامد والمناقب الرای الثاقب حس
المقام المنیع المولنا محمد عبد السمیع صانہ اللہ عن کل خصم شنیع فوجدتہا صحیحۃ وموافقۃ لمذہب
اہل السنۃ والجماعۃ ومملوۃ بالروایات المقبولۃ المرضیۃ فمن وافقہا فہو مناو من خالفہا
وردہا فلیس امرہ برشید وما قولہ لسدید وکیف فانہا مشحونۃ بالدلائل الساطعۃ والبراہین
القاطعۃ والمطالب النفیسۃ والمآرب لمنیفۃ المرویۃ عن الفضلاء والکبراء نسئل اللہ تعٰ
ان یرزقنا اتباعہم وآخر کلامنا وختم مرامنا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ
علی خیر خلقہ سیدنا محمد خاتم النبیین وآلہ الطاہرین واصحابہ الطاہرین ۞ فقط

رڑکی — صورۃ ما زبرہ البحر السامی والبحر الطامی الفاضل الوقاد والکامل النقاد والنقیہ
الشریف الحصیف اللطیف مولنا محمد عبد الحق السہار نپوری المقیم فی رڑکی
للتدریس ونشر العلوم سلمہ اللہ القادر القیوم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ علی نوا
والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ ۔ اما بعد احقر الخلائق عبد الحق عفی عنہ ملتمس خدمت
اہل اسلام ابقاہم اللہ الی یوم القیام ہی کہ کتاب لاجواب سراپا تحقیق وصواب مسمی
انوار ساطعہ مولفہ فاضل اجل عالم باعمل مولوی محمد عبد السمیع صاحب رامپوری دام فیضہ نظر احقر
سے گذری ۔ الحق مولف موصوف فی جزاہ اللہ خیرا حسبۃ للہ بطور سعی فی الدین یہہ کت
ایسی تحریر فرمائی ہے کہ جسکے مطالعہ سے ایمان والونکی آنکھونمین نور اور دلون مین ترقی
ایمانکا سرور ہی ہان جو معاندین حق اور پیروان باطل سے ہی وہ بلاشک اس سے
متوحش اور نفور ہی سوایسی شپرچشمونکی خواہش سے آفتاب کا سیاہ ہونا ممکن نہین اگرچہ
سطوع انوار سے اونکی آنکھونمین خیرگی ہو اور خاصہ طبعی سے دلونمین تیرگی آدی
نور گیتی فروز چشمہ ہور ۞ زشت باشد بچشم موشک کور ۞ پس اگرچند فضول گو
ہفوات وخرافات بکین اور فضول باتون سے اوراق سیاہ کرینکو تحریر جواب نام رکہین
تواونکی ناکامی اور عالم مین بدنامی خود ظاہر باہر ہے اہل نظر اور ارباب بصیرت کو ایسی

بے بصروں کی شکایت نہیں کہ وہ نور کو ظلمت اور سُنت کو بدعت اپنی کجی باطن اور جہالت سے قرار دیتی ہین اور نور اسلام کو زایل اور حق کو باطل کرنا چاہتی ہین واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد و الہ واصحابہ اجمعین ✤

میرٹھ سے ۲۳ — صورۃ ما قرظہ الشیخ النجیب الحسیب الشاعر اللبیب الادیب المتمسک بعقائد اہل الفوز و الفلاح المتشبث باعمال اہل الخیر و الصلاح المشہور بالمولوی ابو محمد صادق علی مداح سلمہ خالق الاشباح والارواح — ای بہار آرای چمنستان کون ومکان تیرا ہزار ہزار شکر اور لاکھ لاکھ احسان انوار ساطعہ کی تجلی ریزی کی گلہای تر و تازہ سی مشام آرزوی مشتاقان دوبارہ معطر ہوا اور اس تجلی زار کی جلوات خورشید اثر سے ایوان مراد عاشقان کا در و دیوار منور ہوا اللہ اللہ کیا کتاب ہے جسکے ہر اور اق اجزای ہر لفظ کی بہین جلوہ ریز نور ہر معنی کی تجلی تماشای طور ہر سطر اسکی سفہای بی ادب کے لیے تازیانہ ہدایت ہے ہر صفحہ اسکا صلحای صافی مشرب کی واسطی آئینہ رونمای سعادت ہی یہہ کتاب تعلیم غیبی کا وہ نادر سبق ہے جسکی فیوضات کا جوش آئینہ اسرار نہ طبق ہی یہ اوس شہسوار میدان دین و ایمان کا عالی نشان ہے جسکی یکہ تازی سمند تحقیق سی کشور وہابیت پامال و ویران ہی وہ خضر وادی تحقیق ہادی منازل تدقیق بالانشین صدر رفیع جناب مولنا مولوی عبد السمیع ہین سبحان اللہ دلایل وہ مدلل کہ جای گفتار نہین براہین وہ مبرہن کہ مقام انکار نہین عاشقان رسول مقبول نی اوسی آنکھوں سی لگایا عالمان معقول و منقول نی مستند ٹھیرایا کیونکہ یہہ مذہب صوفیوں کا یہ مشرب علمای ہند سی تا مفتیان حرمین الشریفین سب ہی کی قائل ہر خانوادہ کا صوفی اوسپر جان و دل سے مائل علی الخصوص بلبل بستان حجاز یعنی مکہ معظمہ کا مفتی حنفی بلاغت طراز دیکھو کس خوش آہنگی سے زمزمہ پرداز ہے ۵ انزہ ربی عن مقالۃ کاذب ✤ کفور بما سمی براہین قاطعہ ✤ وما حکمہ فی ذا سوی ضربۃ مرتد

بسیف لہ فی الحق انوار ساطعہ ٭ یباعد منہا راسہ عن مکانہ ٭ و تبقی لاہل الزیغ والجہل قامۃ

یہ اشعار بلیغ لطائف تلمیح حضرت مفتی حرم محترم اون فتاوی کی ذیل مین رقم فرمائی ہین جو

مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری نے درباب رد مسایل کتاب براہین قاطعہ مواہیر علماء

حرمین شریفین سے ۱۳۰۶ھ مین مستند کرائی ہین اور یہ بات ان اشعار آبدار سے

آشکار ہے کہ مولف براہین قاطعہ بالکل کاذب و کفور اور اوسکا گروہ اہل جہالت و اہل

زیغ ہے اور کتاب انوار ساطعہ راہ حق مین مخالفین حق کا سر کاٹنے کے لیے تیغ بیدریغ ہے

الہی اس کتاب مستطاب کی شہرت و مقبولیت جلوہ آرای اوج کمال ہو اور اسکے

ناظرین و سامعین کا دل لذت یاب کیف جلال و جمال ہو آمین یا رب العالمین ٭

مولف کہتا ہی کہ تقاریظ نقل کرتی کرتی بہت ہوا اور ابہی علماء عصر کی بہت

تحریرین آئی ہوئی باقی ہین جناب مولوی عبد الخالق صاحب اور عبد المجید صاحب جو

دونون حضرت بحر العلوم قدس سرہ کی اولاد امجاد ہین اور مولوی عبد الوہاب صاحب

خلف الصدق حضرت مولینا عبد الرزاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی محمد ابراہیم صاحب

اور مولوی محمد عبد الباقی صاحب اور مولوی محمد عبد العزیز صاحب یہ سب حضرات

عالیدرجات بلدہ لکہنؤ محلہ فرنگی محل کی علماء باوقار مین رفع اللہ درجاتہم و نفع المسلمین

بحسناتہم اور میری مشفق کرمفرما مولوی محمد عبد العلی صاحب مدراسی دام فیضہ اور مولینا

شاہ محمد سکندر علی صاحب خلیفہ حضرت شاہ عبد السلام ہسوی رحمۃ اللہ علیہ اسوا انکی

اور بہی مرادآباد و دہلی اور بمبئی وغیرہ کی علماء جزاہم اللہ عنا خیر الجزاء بہونچ اور رسائل

تقاریظ سے اس ذرہ بیمقدار کو مشرف فرمایا لیکن مجہکو بعض عقلاء دور اندیش نے یہ سمجہایا

کہ انسبکی مطبوع ہونی مین بہت طول ہوگا اور لمبی تحریرونکی دیکہنی سی ہر ناظر بردا شتہ

خاطر اور ملول ہوگا بناء علیہ مین اون حضرات کی خدمت والا درجت مین نہ مطبوع

ہونی تقاریظ کا یہ عذر اور اونکی توجہ اور بذل عنایت تقریظ نگاری کا صمیم قلب سے شکر

ادا کرتا ہون مگر ایک تقریظ جسکو خاتم التقاریظ کہنا بجا ہے اگرچہ اوسکا پہونچنا
میری پاس آخر مین ہوا ہے لیکن اوسکو شرف تقدم ذاتی کا حصہ ہے وہ
ہر ایک بشر کو مطبوع ہی اور سبکا دل اوسکے مطبوع ہوجانی پر رجوع ہی اور کیون نہو
تمام عرب و عجم و ہندوستان و قسطنطینہ و مصر و شام وغیرہ مین وہ حضرت مشہور
ہین اور آوازہ آپکی فضایل کی دور دور ہین حضرت سلطان روم نی بکمال
اشتیاق و آرزو آپکو مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً سے دوبار بلایا اور آپکا اجلال
و اعزاز اعلی درجہ پر ظاہر فرمایا چنانچہ تمام اخبار نگارون نی ممالک ہندوستان وغیرہ
مین جا بجا اس خبر کو شائع کیا اور پہیلایا اور نیز حضرت سلطان نی جناب
شیخ الاسلام مفتی الانام مولنا احمد اسعد افندی کی تجویز سی (پایہ حرمین
شریفین) آپکا خطاب مقرر فرمایا اور فرمان شاہی مین آپ کو الفاظ
(اقضی قضاۃ المسلمین اولی ولاۃ الموحدین) وغیرہ القاب
عالیہ سے یاد کیا جاتا ہے آپ میری اساتذہ مین اول استاذ ہین کہ درس علم
عربی شروع آپ سے کیا اور تصحیح عقائد اہل سنت کا حصہ بھی آپ سی لیا طرفہ تر یہ کہ
اس دیس کی رہنی والون مین جو صاحب میری مقابل اور مجادل ہوکر میلاد
مقدس حضرت محبوب رب العالمین کی توہین کرتی ہین وہ بھی حضرت مولنا
کو مانتی ہین ازانجملہ کتاب براہین قاطعہ گنگوہی کی صفحہ اٹھارہ سطر چا
کا نام اس ادب سی لیا ہی کہ (ہمارے شیخ الہند مولوی رحمۃ
دو سو چھبیس کے دوسری سطر مین لکھا (اب مولوی رحمۃ
علماء مکہ پر فائق اور باقرار علماء مکہ اعلم ہین) بھلا یہ صاحب
اپنا شیخ الہند تسلیم کر چکی اور ہر عرب کی جمیع علماء پر ترجیح د
کی تصدیق کمال درجہ کو پہنچگئی اور آپ کی فضیلت کیا ہند و

سب جگہ کی علماء پر خود ہماری معاصرین کی اقرار سے ثابت ہو چکی بنا بر علیہ
تقریظ کا آخر تقاریظ مین چھاپ دینا مجاورین کی اوپر آخر وانتہا درجہ کی حجت
سمجھتا ہون علاوہ برین حضرت مولینا کی حکم کی تعمیل ادا کرتا ہون کہ اپنی
زادہا اللہ شرفا وتکریما سے اسکو روانہ فرما کر مجھکو مشرف فرمایا اور مخدومی مولوی
منور علی صاحب مہاجر مقیم مکہ معظمہ کا یہ نوشتہ آیا کہ حضرت مولینا ارشاد فرمائی
چونکہ کتاب در منظم اور کتاب انوار ساطعہ کا اصلی مدعا اثبات مولد وقیام مین ایک
اسلئے میری طرف سے تقریظ دونون کتاب کی ایک ہی وہ تقریظ یہ ہے تقریظ
مجدد زمان پایہ حرمین شریفین شیخ العلماء حضرت مولینا
رحمۃ اللہ مہاجر مکے مد اللہ ظلہ العالی مدی الایام واللیالی
اس رسالہ کو مینی اول سے آخر تک اچھی طرح سنا اسلوب عجیب اور طرز غریب بہت
پسند آیا اگر اسکی وصف مین کچھ لکھون تو لوگ وسے مبالغہ پر حمل کرینگے اسلیے
اوسے چھوڑ کر دعا پر اکتفا کرتا ہون کہ خدا تعالی اسکی مصنف منصف کو اجر جزیل
جزیل عطا فرماوی اور اس رسالے سے منکرون کے تعصب بیجا کو توڑ کی اونکو راہ راست
پر لاوی اور مصنف کی علم اور فیض اور تندرستی مین برکت بخشی اور میری اسے سال
ام کا اور میرا عقیدہ مولد شریف کی باب مین قدیم سے یہی تہا اور یہی ہی بلکہ مجلس
ظاہر کرتا ہون کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ ع برین زیستم ہم برین بگذرم
سہ انعقاد مجلس میلاد بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو جیسے تغنی اور
شنی بیہودہ نہو بلکہ روایات صحیحہ کی موافق ذکر معجزات اور
صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا جاوی اور بعد اوسکی اگر طعام پختہ یا شیرینی
اوسمین کچھ حرج نہین بلکہ اس زمانہ مین جو ہر طرف سے پادری لوگ
ند اور بازارون مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکی دین کی مذمت کرتے

اور دوسری طرف سی آریہ لوگ جو خدا اونکو ہدایت کری یا دریون کیطرح
بلکہ اونسی زیادہ شور مچا رہی ہین ایسی محفل کا انعقاد اون شروط کی ساتھ جو نیچی
اوپر ذکر کی اسوقت مین فرض کفایہ ہی مین مسلمان بھائیون کو بطور نصیحت کے کہتا
ہون کہ ایسی مجلسکے کرنی سی نہ رکین اور اقوال بیجا منکرونکی طرف جو تعصب سے کہتی ہین
ہرگز نہ التفات کرین اور تعیین یوم مین اگر یہہ عقیدہ نہو کہ اس دن کی سوا اور دن جائز
نہین تو کچھ بھی حرج نہین اور جواز اسکا بخوبی ثابت ہے اور قیام وقت ذکر میلاد
کی چھ سو برس سی جمہور علمار صالحین نے متکلمین اور صوفیہ صافیہ اور علمار محدثین نے
جایز رکھا ہی اور صاحب رسالہ نی اچھی طرح ان امور کو ظاہر کیا ہی اور تعجب ہے ان
منکرون سی ایسی بڑی ہی کہ فاکہانی مغربی کی مقلد ہو کر جمہور سلف صالح کو متکلمین اور
محدثین اور صوفیہ صافیہ سی ایک ہی لڑی مین پرو دیا اور اونکو ضال مضل تبلایا اور
خدا سی نڈری کہ ہمین ان لوگونکی استاد اور پیر بہی ہتی مثل حضرت شاہ عبد الرحیم
دہلوی اور اونکی صاحبزادی شاہ ولی اللہ دہلوی اور اونکی صاحبزادی شاہ
رفیع الدین دہلوی اور اونکی بھائی شاہ عبد العزیز دہلوی اور اونکی نواسی حضرت مولنا
محمد اسحق دہلوی قدس اللہ اسرارہم سبکی سب انہین ضال مضل مین داخل ہوی جاتی ہین
اف ایسی تیزی پر کہ جسکی موافق جمہور متکلمین اور محدثین اور صوفیہ سے حرمین اور مصر
اور شام اور یمن اور اور دیار عجمیہ مین لاکھون گمراہی مین ہ
چند ہدایت پر ہیا اللہ ہمین اور اونکو ہدایت کر اور سیدھے ر
اور وہ جو بعضی میری طرف نسبت کرتی ہین کہ عرب کے خوف سی
ہون اور ظاہر نہین کرتا بالکل جھوٹ ہی اور اونکا قول مغ
کہتا ہون کہ مینی کبھی حضرت سلطان کی سامنی جو میری نزدیک ساخ
رعایت یا اونکی وزرا و امرا کی رعایت سے کبھی نہین کہا بلکہ صاف صد

جو مین بلایا گیا ہون لکھتا رہا ہون اور کبھی خیال نہین کیا کہ حضرت سلطان المعظم یا انکے
وزرا امرا ناراض ہونگے اور میرا جھگڑا اور گفتگو جو عثمان نوری پادشاہ کہ بڑے
بادشاہ مہیب زبردست تھے اور اپنے حکم کی مخالفت کو بدترین امور کا سمجھتے تھے
میری گفتگو سخت جو مجلس عام مین آئی تمام حجاز والی خاصکر حرمین بڑی چھوٹی سب کے
بخوبی جانتی ہین بلکہ اگر مین تقیہ کرتا تو ان حضرات منکرین کے خوف سی تقیہ کرتا
مجھے یقین ہی کہ جب انکی ہاتھ سے امام سبکی اور جلال الدین سیوطی اور ابن حجر اور
ہزارہا علمای تقوی شعار خاصکر انکی استادون اور پیرون مین شاہ ولی اللہ وغیرہ
قدس اللہ اسرارہم نہ بچھوٹی تو مین غریب اونکے سلسلہ استادون مین داخل ہون اور
سلسلہ پیرون مین کسطرح چھوٹ سکتا پھر تو ہر طرحسی تفسیق اور بلکہ تکفیر مین قصور نکرتے پر مین
اونکی ان حرکات سی نہین ڈرتا اور جو میری ان اقوال کی تائید اور سند مولف رسالہ نے
جابجا تحریر فرمائی ہے اسی پر اکتفا کرتا ہون واللہ اعلم و علمہ اتم فقط امر برقمہ و قالہ بفمہ
الراجی رحمۃ ربہ المنان محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمن غفر لہما اللہ المنان رحمت اللہ

اختتام کتاب بکلمات طیبات مرشد زمان ہادی دوران حضور
مرشدی و مولائی نقتی و رجائی المشتہر بالالسنتہ والافواہ الحافظ
الحاج المہاجر مولانا شاہ امداد اللہ متع اللہ المسلمین بامدادہ و ارشادہ

… فقیر حقیر امداد اللہ عرض مینماید کہ درینولا چیزی کیفیت اعتقاد
… مع شریعت و طریقت میدانم بقلم آوردن مناسب فتادہ باید
… مدعی مذہب حنفی و مشرب صوفی است اگرچہ در دعوی خود کامل نباشد
… ی مشرب میگویاند و میشمارند زیرا کہ فقیر را از راہ عقل و نقل کشف
… مدرکہ فہم معانی قرانی و ادراک حقایق و معارف کلام الہی جل شانہ
… حدیث مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم این دو گروہ یعنی علمای مجتہدین احناف و محققان

ومشایخ صوفیہ را حاصل و نصیب است و دیگران این درجہ ندارند کہ از یک مسئلہ مسایل کثیرہ استخراج کردہ اند
وپشت و پناہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم گشتہ اند رضوان اللہ علیہم اجمعین لہذا فقیر بدل معتقد ہر دو
فریق موصوف گشتہ مذہب ومشرب ایشان اختیار کردہ است فواید بسیار ظاہری و باطنی حاصل کردہ است
ومیکند وہو الموفق وبہ نستعین پس معتقد ومختار فقیر آنست کہ دران مسئلہ کہ این ہر دو فریق متفق اند
یعنی احناف وصوفیہ فقیر بی تکرار و بحث بدل قبول نمودہ بطریق گا ربندمی شود و دران مسئلہ کہ فریقین
موصوفین اختلاف واقع شدہ دران مسئلہ دیدہ خواہد شد کہ اگر آن اختلاف در حقایق ومعارف و
توحید است رجوع بصوفیہ کرام رحمہم اللہ تعالی کردہ خواہد شد زیرا کہ این گروہ محقق و اہل کشف
ہستند وفریق ثانی نظر وفکر عقلی را دخل میدہند واگر اختلاف در مسایل عبادات ومعاملات است
دران نیز غور کردہ خواہد شد پس اگر آن اختلاف در مسایل اعمال جوارح تعلق دارد باہل مذہب
حنفی رجوع کردہ آید واگر اختلاف در اعمال قلبی است رجوع بصوفیہ خواہد شد دستور العمل حضور مرقوم گشت

وقال دام ارشادہ وامدادہ از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ بمطالعہ محمود حسن صاحب سلمہ وجناب مولوی
نذیر احمد خان صاحب سلمہ اللہ تعالی ۔ بعد سلام علیک مطالعہ کی اکثر مسائل میں فقیر دل سے متفق ہے تحریر ۲۰ رجب ۱۳
ہو ایک پرچہ مطبوعہ مطبع محبوب المطابع شہر میرٹھ ملی کہ اللہ اکبر میں ا
کو ہاتھ پہونچا فقیر کا یہ مسلک ہرگز نہیں ہے کہ اہل اسلام علما ربانی
امام حسین صاحب وفات کو حیات قرار دے کر سکوت
سمجھتا ہے بشرطیکہ سواد اعظم کی خلاف
بھی فقیر کی یہی نصیحت ہے کہ نزاع سے
اگرچہ وہ مسئلہ اپنی تحقیق کی
موجب انحطاط کمالات کا ثمرہ ہی + اور
تصریح کرتا ہوں جو اہل میں امکان وقوع کا فرق تھا یا گیا ہو
نقایص میں جو باتفاق علمائے ہر ذات مقدس باریتعالی کو

بر سبیل امکان ہے سہی جواب ثانی مین آیہ انما انا بشر مثلکم الخ کا منکر کوئی اہل اسلام نہین کب یہی اعتقاد ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بشر ہین حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کی اولاد مین ہین انکار
اس بات کا ہے کہ کوئی بشر سمجھکر بڑا بھائی کہنے لگے یا مثل اوسکی اور کلمہ گستاخی زبان سے نکالے یہ البتہ موجب
خذلان ہے فقیر کی اعتقاد مین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشرف المخلوقات ہین اور باعث ایجاد کائنات ہیں
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر جواب ثالث کی تصریح یہ ہے کہ فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا مستحسن ہونا کیونکہ
معمول علماء ثقات صلحاء و مشایخ کرام ہے بارہا اقرار کرچکا ہے اور اکثر اوسکا عامل ہے جیسا کہ فقیر کی دیگر
تقریرات و تحریرات سے یہ مضمون ظاہر ہے فقیر کو اس مجلس شریف کی باعث حسنات و برکات
کی معتقد ہونیکی علاوہ یہ عین الیقین ہے کہ اس مجلس مبارک مین فیوض انوار و برکات رحمت
الہی کا نزول ہوتا ہے جواب رابع مین فقیر کا یہ عقیدہ ہے کہ علماء حرمین شریفین کی توہین
شمہ بھر جائز نہین اور اونکا اتفاق کسی مسئلہ شرعی مین حجت سمجھتا ہون جیسا کہ بزرگان
سلف لکھتے آئی ہین ... خامس فقیر ہمیشہ سے حنفی المذہب صوفی المشرب ہونیکا مدعی
ہے اگرچہ ا... جانتا ہے اور اس بات کو اچھا نہین جانتا
... مین حمایت لامذہبی پائی جاوی اور عوام
... و مرشدی ... مولوی نذیر احمد خانصاحب

...ام ارشادہ وامدادہ

... احمد صاحب بنیہوی عزیز
... رحمۃ اللہ و برکاتہ تمام بلاد و
... و پنجاب و راجپوتانہ و
... سرت ... اسقدر آتی ہین کہ جنکو
... ہی اسی علت ہی براہین قاطعہ و دیگر ایسی ہے
... کی تردید سی مشتغل ہوئی کہ تمام عالم اوسکی حمایت

محمد خاتم النبیین ... در صحابہ ... مولوی
عبد الحق صاحب ... مدرس ... صاحب
... کی اردو ... نظم مولوی
صادق علی صاحب کی اردو
... مولوی ...

مین کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالی نے اوسکو کچھ ایسی مقبولیت عطا فرمائی کہ تمام ممالک کے علماء و
مفتیان نے ساری کتاب کو تہ دل سے پسند فرماکر اوس پر اتفاق کیا دیکھو ہندوستان مین
کیسے کیسے مذاہب کفریہ و عقائد باطلہ مخالفین و منکرین اسلام ظاہر ہوتی جاتی ہین
اور کیسی کیسی الزام و اعتراض و شبہات و شکوک مذہب اسلام پر وارد کرتی جاتی ہین
پس ایسی وقت مین آپس کی مجادلہ کی جگہ اوسکی تردید کرنی چاہیئی اور قرآن شریف
کی خوبیان و فضائل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محامد و مکارم اخلاق و محاسن
اوصاف کو ہر مقام و ہر شہر و قریہ مین بنہایت زور شور سے مشتہر کرنا چاہیئی ایسی دفعیات
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محامد و اوصاف و مکارم اخلاق کو مشتہر و اشاعت عام
کرنیکے لیے ہر مقام مین مجالس مولود شریف کا چرچا بڑا عمدہ ذریعہ و مستحسن وسیلہ ہی (فقرات مندرجہ
کرامت نامہ حضور مرشدی اسمی پیر جی خلیل احمد صاحب و مولوی محمود حسن صاحب مرقومہ ذیقعدہ ۱۳۰۷ھ)
و قال ادام ارشادہ و امدادہ انوار ساطعہ کی اکثر مسائل مین فقیر دل سے متفق ہوا
تو اللہ تعالی کی جناب مین بہت التجا و دعا کی کہ الٰہی اگر مین ا...
ہون کہ رحق بجانب ہین تو اس کتاب کو مقبول علماء و عوام ...
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اللہ تعالی نے اوسکو ...
مسائل مین متفق ہین اور خود کتا...
(مرقومہ ۹ ہم رمضان ۱۳ ...
مین خود مولود شریف پڑ...
بیٹھ گئے مگر مین بے خبر کہ...
اسمی راقم الحروف) ...
نف...

الانوار ساطعہ موافق مذہب و مشرب فقیر و بزرگان فقیر است خوب شنید جزاکم اللہ خیر

اللہ تعالی ما و شما و جمیع منان ورز ذوق و شوق و محبت خود و اخیر حسن خاتمہ نصیب کناد آمین

(مرقومہ بست و دوم شوال ۱۳۰۳ اسمی راقم الحروف) واضح ہو کہ اول انوار ساطعہ سنہ تیرہ

سو میں مطبوع ہوا تھا رفتہ رفتہ کچھ مدت بعد مکہ معظمہ پہنچا اور حضرت مرشدی مولائی نے

بتدریج اوسکو ملاحظہ فرمایا بعد ازان حضور نے جسقدر گرامت نامجات مکہ معظمہ سے رقم فرمائے

سب میں یہہ مضمون تھا کہ اس کتاب کے مسایل میری مشرب اور میرے مشایخ کی مشرب کے بالکل

موافق و مطابق ہین پھر حضرت کی قبول فرمانیکی یہ برکت ہوئی کہ یہ کتاب مقبول عالم ہو گئی

سب سکو ہاتھون ہاتھ لیگئے ایک نسخہ باقی نرہا اور لوگونکا اشتیاق یہ کہ دور دور سے خطوط

اسکی طلب میں آئی رہی ہین گلوگیری تمنائی مشتاقین نے مجبور کر دیا کہ پھر چھپوائی تب حسب الارشاد

حضرت مرشدی مولائی انوار ساطعہ کی نظر ثانی سنہ تیرہ سو چھ مین شروع کی لیکن اسقدر

موانع اور حرج پیش آئی کہ العیاذ باللہ دو روز کام ہوا تو دو مہینے ناغہ گئی باری شکر اوس

... کار ... تیرہ سو سات مین اس کام سے فراغ حاصل ہوا والحمد للہ رب العالمین

... م النبیین اللہم اجعلنا بذکرک و ذکر حبیبک متلذذین و با ...

... المسلمین و الحقنا بالصالحین و ارزقنا شفاعۃ سید ...

... علی خیر خلقہ و نور عرشہ محمد و آلہ و اصحابہ

... برحمتک یا ارحم الراحمین فقط ❁ ❁

... و پنجاب ...

... سرت ... اسقدر ...

... ہی اسکی علت یہی ہے کہ براہین قاطعہ ...

... کی تردید سے مشتعل ہوئی کہ تمام عالم اوسکی حمایت

والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ و اولیاء امتہ اجمعین ۱۲ ۱۲ ۱۲